بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل بفضلہ تعالیٰ ان الباطل کان زھوقا

یہ رسائل اربعہ جنکے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

انجام آتھم

خدا کا فیصلہ دعوت قوم

مکتوب عربی بنام علماء

جسے

بار دوم

مینیجر بکڈپو تالیف واشاعت قادیان نے

دسمبر ۱۹۲۲ء باہتمام میر امیر بخش مطبع کریمی لاہور میں چھپوایا

تعداد .. .. (۱۰۰۰)

مختصر فہرست کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نام کتاب مع مضمون	زبان	قیمت
پرانی تحریریں۔ تین قابل قدر مضامین یعنی وید و فرقان کا مقابلہ الہام کی حقیقت اور آریوں کے قدامت روح کی اصلیت	اردو	
براہین احمدیہ۔ چہار جلد۔ صداقت اسلام دلائل توڑنیوالے کو انعام اور بعض آیات کی تفسیر	اُردو	عا/ ۸/
سرمہ چشم آریہ۔ ردّ آریہ میں ایک مکمل کتاب	"	۱۲/
شحنۂ حق۔ ردّ آریہ۔	"	
حقانی تقریر۔ پسر موعود کی پیشگوئی اسی کو سبز اشتہار کہتے ہیں	"	۱/
شرائط بیعت مع تکمیل تبلیغ اور وہ عبارت جو بیعت کے وقت پڑھائی جاتی ہے	"	—/
فتح اسلام۔ بیان دعویٰ خود و ذکر پنج شاخ	"	۳/
توضیح مرام۔ نزول ملائکہ تفسیر سورہ والشمس	"	۳/
نور الحق ہر دو حصہ۔ ردّ عیسائیت و پیشگوئی کسوف خسوف	عربی مترجم اُردو	۱۲/
آسمانی فیصلہ دعا کے ذریعہ مخالفین سے فیصلہ کرنیکی تجویز اور استخارہ کا طرز	"	۳/
نشان آسمانی گزشتہ اولیاء کی پیشگوئیاں مسیح موعود کے لئے	"	۳/

نام کتاب مع مضمون	زبان	قیمت
انوار الاسلام ردّ عیسائیت عبد اللہ آتھم والی پیشگوئی کی تفصیل	اُردو	۴/
نور القرآن خصوصیت سے ردّ عیسائیت میں اور دیگر مذاہب باطلہ۔ حصہ اوّل	اُردو	۳/
ضیاء الحق ردّ عیسائیت و جواب بعض اعتراضات متعلق پیشگوئی عبد اللہ آتھم	"	۲/
آریہ دھرم ردّ آریہ	"	۵/
ست بچن ردّ سکھ	"	۱۲/
جلسہ اعظم مذاہب مقصود حیات انسان و حقیقت اسلام اور حیوان سے انسان بننے اور انسان سے با اخلاق انسان بننے اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بننے کی تفسیر چند آیات	"	۱۳/
استفتا لیکھرام کا قتل پیشگوئی سے ہوا	"	۱۰/
تحفہ قیصرہ شکریہ سلطنت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اسکو دعوت اسلام	"	۴/
سراج منیر۔ چند پیشگوئیوں کا پورا ہونا	"	۶/

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ عربی کے ختم ہونیکے بعد ایک صاحب نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ آپکے دعویٰ کی تائید میں خدا تعالیٰ کیطرف سے کونسے ایسے نشان ظاہر ہوئے ہیں جو ایک طالب حق اُنپر غور کرنیسے یہ سمجھ سکے کہ یہ کاروبار انسان کا منصوبہ نہیں بلکہ اُس خدا کیطرف سے ہے جو عین وقت پر اسلام کی تائید کیلئے اپنے بندوں کو بھیجتا اور انکا سچا ہونا اپنے خاص نشانوں کے ذریعہ ثابت کر دیتا ہے۔

سو واضح ہو کہ اگرچہ مَیں نے اس سوال کا جواب کئی مرتبہ اس سے پہلے بھی اپنی کتابوں میں لکھا ہے لیکن اب پھر اُن متفرق باتوں کو حق کے طالبوں کے فائدہ کیلئے ایک ہی جگہ جمع کر کے لکھدیتا ہوں۔ شاید وہ وقت پہنچ گیا ہو کہ لوگ میری باتوں میں غور کریں۔ پس غور سے سنو کہ عقلمندوں اور سوچنے والوں کیلئے میرے دعوے کیساتھ اسقدر نشان موجود ہیں کہ اگر وہ انصاف سے کام لیں تو انکے تسلی پانیکے لئے نہایت کافی و شافی ذخیرہ خوارق موجود ہے۔ ہاں اگر کوئی اس شخص کیطرح جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مینہ کے بارہ میں معجزہ استجابت دُعا دیکھ کر یعنی کئی برسوں کے امساک باراں کے بعد مینہ برستا ہوا مشاہدہ کر کے پھر کہدیا تھا کہ یہ کوئی معجزہ نہیں۔ اتفاقاً بادل آیا اور مینہ برس گیا۔ انکار سے باز نہ آوے تو ایسے شخص کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ ایسے لوگ ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ آسمانی نشان دیکھتے رہے پھر یہ کہتے رہے۔ فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَۃٍ کَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْن۔ جو شخص سچے دلسے خدا کا نشان دیکھنا چاہتا ہے اُسکو چاہئے کہ سب سے پہلے اس نشان پر نظر کرے کہ اس عاجز کا ظاہر ہونا عین اُسوقت میں ہے جس وقت کا ذکر ہمارے سید خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے آپ فرمایا ہے یعنی صدی کا سر پھر آپنے یہ بھی فرمایا ہے کہ صلیب کے غلبہ کے وقت ایک شخص پیدا ہوگا جو صلیب کو توڑے گا ایسے شخص کا نام آنحضرت نے مسیح ابن مریم رکھا ہے۔

اب سوچو کہ صلیب کا غلبہ تو انتہا تک پہنچ گیا۔ اور نصاریٰ ٹڈیوں کی طرح دُنیا پر محیط ہو گئے اور پادریوں کو اپنے شیطانی اغواہیں وہ کامیابی ہوئی جسکی کوئی نظیر نہیں۔ اور صدی میں سے بھی تیرہ برس گذر گئے تو کیا ابتک صلیب کا توڑنے والا ظاہر نہ ہوا یا نعوذ باللہ پیشگوئی خطا گئی یا علماء مخالفین کی یہ خواہش ہے کہ اور سَو برس تک پادری لوگ اسلام کو پیروں کے نیچے کچلتے رہیں جب تک کہ نئی صدی آوے اور

آسمان سے اُن کا فرضی مسیح نازل ہو۔ پھر اُس صدی پر بھی کیا امید ہے شاید وہ بھی خطا جائے۔ غرض یہ نازک وقت اور صدی کا سر چاہتا تھا کہ صلیب کا توڑنے والا پیدا ہو اور خنزیروں کو جنمیں خنزیر یعنے فساد کا جوش ہے دلائل بیّنہ کے ساتھ قتل کرے۔ سو وہ ظاہر ہو گیا جسکو قبول کرنا ہو کرے۔

پھر دوسرا نشان یہ ہے کہ اُس گذشتہ زمانہ میں جسکو سترہ برس گذر گئے یعنی اُس زمانہ میں جبکہ یہ عاجز گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا اور کوئی نہ جانتا تھا کہ کون ہے اور نہ کوئی آتا تھا اُسوقت اِس موجودہ زمانہ کی خبر دیگئی ہے جسمیں ہر ایک طرف سے رجوع خلائق ہوا اور ایک دنیا میں شہرت ہوئی۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں سترہ برس کا الہام اسبارہ میں چھپا ہوا یہ ہے۔ انت منّی بمنزلة توحیدی و تفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس۔ یاتون من کل فج عمیق۔ یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید پس وہ وقت آتا ہے کہ تو مشہور کیا جائیگا۔ اور لوگ دُور دُور سے تیرے پاس آئینگے۔

اب دیکھو کیا یہ نشان نہیں کہ اس پیشگوئی کے مطابق اب خدا تعالیٰ نے لاکھوں انسانوں میں اور ہندوستان کے کناروں تک اس عاجز کو مشہور کر دیا ہے۔ اور ایسا ہی وہ لوگ جو ملنے کے لئے اسوقت تک آئے اُنکی تعداد ساٹھ ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوگی۔ کیا ایک عقلمند کو یہ پیشگوئی تعجب میں نہیں ڈالتی جو ایسے زمانہ میں ظاہر فرمائی گئی تھی جبکہ اس کا مفہوم بالکل قیاس سے بعید معلوم ہوتا تھا

پھر ایک اور پیشگوئی سوچنے والوں کے لئے نشان ہے جسکا ذکر براہین حصہ سوم کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے جسکو پندرہ برس کا عرصہ گذر گیا ہے۔ اسمیں خدا تعالیٰ اس عاجز کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ عیسائیوں کا ایک فتنہ ہوگا۔ اور تجھکو ایک واقعہ میں وہ کاذب ٹھہرائینگے اور بالآخر خدا تیری سچائی ظاہر کرے گا۔ اس پیشگوئی کی عبارت یہ ہے۔ ولن ترضی عنک الیھود ولا النصارٰی۔ و خرقوا له بنین و بنات بغیر علم۔ قل ھو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد۔ و یمکرون و یمکر الله والله خیر الماکرین۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولو العزم۔ قل رب ادخلنی مدخل صدق۔ یعنی یہود اور نصارٰی تجھ سے خوش نہیں ہونگے جب تک تو اُنکے مذہب کا پیرو نہ ہو یعنی اُن کا خوش ہونا محال ہے۔ ان لوگوں نے یعنے نصارٰے نے خدا کیلئے بیٹے بیٹیاں بنا رکھی ہیں۔ حالانکہ خدا وہ ہے جسکے کوئی بیٹا نہیں اور نہ وہ کسی کا بیٹا۔ نہ اُسکا

کوئی ہمسر۔ اور عیسائی تیرے ساتھ ایک مکر کرینگے اور خدا بھی اُنکے ساتھ مکر کریگا۔ خدا کی مکر سب سے بہتر اور دوسروں کے مکروں پر غالب ہے۔ اُسوقت عیسائیوں کی طرف سے ایک فتنہ برپا ہوگا پس چاہیئے کہ تو رسولوں اور نبیوں کی طرح صبر کرے۔ اُسوقت تو یہ دُعا کر کہ اے میرے رب میرا صدق ظاہر کر دے۔

اب ذرہ آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی صریح اور صاف طور پر آتھم کے قصہ کی خبر دے رہی ہے جسمیں عیسائیوں نے یہ مکر کیا کہ حقیقت کو چھپایا۔ پیشگوئی میں رجوع الی الحق کی شرط تھی جس سے آتھم نے فائدہ اُٹھایا کیونکہ وہ اخیر دن تک پیشگوئی سے ڈرتا رہا یہاں تک کہ مارے ڈر کے دیوانہ کیطرح ہو گیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے وعدہ کے موافق اُسکی موت میں تاخیر ڈالدی۔ عیسائی خوب جانتے تھے کہ وہ پیشگوئی کے خوف سے نیم جان ہو گیا۔ اُسنے قسم نکھائی نہ اُسنے حملہ کے الزاموں کو ثابت کیا۔ مگر تب بھی پادریوں نے شرارتوں پر کمر باندھی۔ اور امرتسر اور بہت سے دوسرے شہروں میں نہایت خوشی سے ناچتے پھرے کہ ہماری فتح ہوئی اور اُنکے نہایت پلید اور بدذات لوگوں نے گالیاں نکالیں اور سخت بدزبانی کی غرض جیسا کہ پندرہ برس پہلے خدا تعالیٰ فرما چکا تھا کہ عیسائی فتنہ برپا کرینگے ایسا ہی ہوا اور یہودی صفت مولوی اور اُنکے چیلے اُنکے ساتھ ہو گئے۔ آخر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں اشارہ فرمایا کہ قل رب ادخلنی مدخل صدق۔ ایسا ہی اس عاجز کا صدق ظاہر ہو گیا اور آتھم جیسا کہ الہام میں بار بار ظاہر کیا گیا تھا اپنی بیباکی کے بعد اخیری اشتہار سے سات مہینے تک فوت ہو گیا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیسا عظیم الشان نشان ہے۔ اور یہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں {۱} ایک یہ کہ عیسائیوں کے فتنہ کی پندرہ برس پہلے خبر دیگئی {۲} دوسرے یہ کہ آخر وہ فتنہ برپا ہو کر اس پیشگوئی کے مطابق اور نیز دوسری پیشگوئی کے مطابق آتھم مر گیا اور صدق ظاہر ہوا اگر ان دونوں پیشگوئیوں کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان قدرت نظر کے سامنے آجائیگی ✠ اور اس میں ایک اور عظمت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی اسکی پوری

✠ حاشیہ۔ ایک مردہ پرست فتح مسیح نام نے فتحگڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے پھر اپنی پہلی بیحیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بدزبانی سے بھرا ہوا خط لکھا ہے جسمیں وہ پھر اپنی بے شرمی سے کام لیکر یہ ذکر بھی درمیان لاتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ سو ہم اس پیشگوئی کے پورے

ہونے سے پوری ہوگئی کیونکہ آپنے فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور اہل اسلام میں آخری زمانہ میں ایک جھگڑا ہوگا عیسائی کہینگے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہینگے کہ حق ہم میں ظاہر ہوا۔ اُسوقت عیسائیوں کے لئے شیطان آواز دیگا کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے آسمان سے آواز آئیگی کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آتھم کے قصہ کے متعلق ہے کیونکہ زمین کے شیطانوں نے آتھم کے مقدمہ میں عیسائیوں کا ساتھ کیا اور یہ کہا کہ عیسائی فتح پا گئے چنانچہ پلید دل مولوی اور بعض اخبار والے انہیں شیطانوں میں سے تھے جنہوں نے حق اور سچائی اور دین کا پاس نکیا۔ اور آسمان کی آواز جو خدا تعالیٰ کا پاک الہام تھا جو اس عاجز پر نازل ہوا اس الہام نے بار بار گواہی دی کہ اسلام کی فتح ہے۔ آخر زمین کے شیطانوں نے شکست کھائی اور آسمان کی آواز کی سچائی ثابت ہوئی۔ یہ ایسی کھلی سچائی ہے جو کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا یہ کیسی نابینائی تھی کہ پلید دل لوگوں نے شرطی پیشگوئی کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا اُسکے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں

بقیہ حاشیہ

ہونے کے بارے میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں اور اب بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کی بنیاد نہ آج سے بلکہ پندرہ برس پہلے سے ڈالی گئی تھی جس کا مفصل ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں موجود ہے۔ سو ایسے انتظام کے ساتھ پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔

یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیشگوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلہ اور ہموزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو طیار ہیں۔ اُس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئینگے قحط پڑینگے لڑائیاں ہونگی۔ پس اُن دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے **ایسی ایسی** پیشگوئیاں اُسکی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے۔ اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرامکار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ انکو کوئی معجزہ دکھایا نہیں

یہ کیسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق بیباکی کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الٰہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے موید تھے پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے وقت ایسے تجاہل سے چُپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اُٹھو اور جاگو اور تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا ہر ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کریگا۔

بقیہ حاشیہ

جائیگا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرامکار اور بدکار بنے تو اُس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جسمیں سراسر یسوع کی رُوح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائیگا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفہ خواں کو یہی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھوڑانیکے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپکو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیئے نہ کہ مجوسی اسی بنا پر ہتھیار **بھی خریدے** ۔ شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپکی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپکو کسیقدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے اُن کتابوں میں اُن کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

مگر شاید بعض بد ذات مولوی مُنہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے۔ اور وہ یہ ہے یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیری لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اسکی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولد سے پہلے پوری ہو گئیں۔ اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپنے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب **طالمود سے چرا کر لکھا ہے**۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپکی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی۔ اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے مُنہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپکا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپکو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اُس اُستاد کی شرارت ہے کہ اُسنے آپکو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپکو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہُوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونیکے لئے بھی طیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپکے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہُوا۔ اور اس دن سے کہ آپنے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور انکو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

ہزارہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں۔ مگر کسی نے سر نہ اُٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے الرحمٰن علم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اُس وعدہ کو ایسے طور سے

کی اولاد بنیں۔ آپکا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائینگے اور اُنکو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ **بالکل جھوٹ نکلا** کیونکہ آجکل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزارہا مرتے ہیں۔ ایک پادری گو کیسا ہی موٹا ہو تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہینگے کہ یہاں سے اُٹھ اور وہ اُٹھ جائیگا یکسقدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک **الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے**۔

ممکن ہے کہ آپنے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپکی بدقسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اُس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپکے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہُوا ہو تو وہ معجزہ آپکا نہیں بلکہ اُس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپکے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپکا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپکی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جنکے **خون** سے آپکا وجود ظہور پذیر ہُوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اُسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے۔ اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اُسکے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اُسکے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

پورا کیا کہ اب کسی کو معارف قرآنی میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی مولوی اس ملک کے تمام مولویوں میں سے معارف قرآنی میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے اور کسی سورۃ کی ایک تفسیر

بقیہ حاشیہ

آپ وہی حضرت ہیں جنھوں نے یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ ابھی یہ تمام لوگ زندہ ہونگے کہ میں پھر واپس آ جاؤنگا حالانکہ نہ صرف وہ لوگ بلکہ اُنکی نسلیں اُنکے بعد بھی اُنکی صدیوں میں مرچکیں۔ مگر آپ ابتک تشریف نہ لائے۔ خود تو وفات پاچکے مگر اس جھوٹی پیشگوئی کا کلنک اب تک پادریوں کی پیشانی پر باقی ہے۔

سو عیسائیوں کی یہ حماقت ہے کہ ایسی پیشگوئیوں پر تو ایمان لاویں مگر آتھم کی پیشگوئی کی نسبت جو صاف اور صریح طور پر پوری ہوگئی ابتک انھیں شک ہو۔ سوچنا چاہیئے کہ یہ وہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جسکی پندرہ سال پہلے خبر دیگئی ہے۔ اور جو اپنی شرط کے موافق اور اپنے آخری الہاموں کے موافق پوری ہوگئی۔ اس سے انکار کرنا کیا صریح خیانت ہے یا نہیں۔ کیا یہ انسان کا کام ہے کہ ایک مخفی امر کی پندرہ سال پہلے خبر دے۔ اور پھر شرط کے موافق نہ خلاف شرط پیشگوئی کو انجام تک پہنچاوے۔

یہ مردہ پرست لوگ کیسے جاہل اور خبیث طینت ہیں کہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے۔ فتح مسیح کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آتھم تمام پادریوں کا مُنہ کالا کر کے قبر میں داخل ہو چکا ہے۔ اب یہ کالک کا ٹیکا عیسائیوں کی پیشانی سے کسی طرح اُتر نہیں سکتا۔ اگر وہ قسم کھالیتا اور پھر ایک برس تک نہ مرتا تو عیسائیوں کو اُسکی زندگی مفید ہوتی۔ مگر اُسنے نہ قسم کھائی نہ نالش کی نہ اپنے جھوٹے تین الزاموں کا ثبوت دیا۔ پس اُسنے اپنی عملی کارروائیوں سے ثابت کر دیا کہ وہ ضرور ڈرتا رہا۔ پھر جب بیباکی کیطرف رُخ کیا تو حسب منشاء الہام الٰہی آخری اشتہار سے سات مہینے تک واصل جہنم ہوگیا۔ اور جیسا کہ خدا کے پاک الہام نے خبر دی تھی ویسا ہی ہُوا۔ پس کیا ایسی پیشگوئی جو ایسی صراحت کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی جس کا تمام نقشہ خدائے عالم الغیب نے پندرہ برس پہلے اپنے پاک الہام کے ذریعہ سے ظاہر کر دیا تھا وہ جھوٹ ٹھہر سکتی ہے بلکہ وہی لعنتی فرقہ جھوٹا ہے جو ایسے کھلے کھلے نشان کی تکذیب کرتا ہے۔

بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسُوع اور اُسکے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انھوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیکر ہمیں آمادہ کیا کہ اُن کے یسُوع کا کچھ تھوڑا سا حال انپر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

* اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کرلیں کہ آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالینگے تو ہم بھی عہد کرینگے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ ان سے گفتگو ہوگی ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب سنینگے ❊

میں لکھوں اور ایک کوئی اور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کرسکیگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اصرار کے مولویوں نے اس طرف رُخ نہیں کیا۔ پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔ مگر اُنکے لئے جو انصاف اور ایمان رکھتے ہیں۔

اور ایک نشان خدا کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ میرے دعوی سے تیس برس پہلے ایک بندہ صالح نے میری نسبت پیشگوئی کی۔ اور اس پیشگوئی میں میرا نام اور میرے گاؤں کا نام لیکر کہا کہ وہ شخص مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کریگا اور وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوگا۔ اور مولوی لوگ جہالت اور حماقت سے اُسکا انکار کرینگے۔ چنانچہ اُس نے اس تمام پیشگوئی سے کریم بخش نامی ایک نیکبخت مسلمان کو جو لودیانہ کے قریب ایک گاؤں میں رہنے والا تھا اطلاع دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود لدھیانہ میں آئیگا۔ اور نصیحت کی کہ مولویوں کے شور کی کچھ پروا نہ کرنا کہ مولوی اس مخالفت میں جھوٹے ہوں گے۔ چنانچہ جب میں اس دعوی کے بعد لدھیانہ میں گیا تو کریم بخش میرے پاس آیا اور صدہا لوگوں کے روبرو بار بار یہ گواہی دی۔ چنانچہ اُسکی طرف سے ایک رسالہ بھی شائع ہو چکا۔ سو یہ بھی ایک نشان الٰہی ہے۔

اور منجملہ نشانوں کے ایک نشان خسوف وکسوف رمضان میں ہے۔ کیونکہ دارقطنی میں صاف لکھا ہے کہ مہدی موعود کی تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نشان ہوگا کہ رمضان میں چاند

کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مردار اور خبیث فرقہ نے جو مردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی اُنکے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسُوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسُوع وہ شخص تھا جسنے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئینگے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اُس کو نبی قرار دیں۔ نادان پادریوں کو چاہیئے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں۔ ورنہ نہ معلوم خدا کی غیرت کیا کیا اُنکو دکھلائیگی۔ اور ہم اس جگہ فتح مسیح کی سفارش کرتے ہیں کہ بزرگ پادری

اور سورج کو گرہن لگے گا چنانچہ وہ گرہن لگ گیا۔ اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مجھ سے پہلے کوئی اور بھی ایسا مدعی گذرا ہے جسکے دعویٰ کے وقتیں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہُوا ہو۔ سو یہ ایک بڑا بھاری نشان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ظاہر کیا۔ دارقطنی کی حدیث میں کوئی اغلاق نہیں جس طرح پر خسوف کسوف ظہور میں آیا وہ سراسر حدیث کے الفاظ کے موافق ہے چنانچہ مَینے اسی خسوف کسوف رمضان کی نسبت عربی میں ایک رسالہ لکھا ہے اسمیں اس حدیث کی مفصل شرح کر دیگئی ہے۔ اور یہ کہنا کہ اس حدیث میں بعض راویوں پر محدثین نے جرح کیا ہے۔ یہ قول سراسر حماقت ہے۔ کیونکہ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوگئی۔ پس جبکہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا تو اسکی صحت میں کیا کلام ہے۔ ایسے لوگ چارپائے ہیں نہ آدمی۔ جن کے دل میں بعد قیام دلائل صحت پھر بھی شبہ رہجاتا ہے۔ فرض کیا کہ محدثین کی طرز تحقیق میں اس حدیث کی صحت میں کچھ شبہ رہ گیا تھا مگر دوسرے پہلو سے وہ شبہ رفع ہو گیا۔ محدثین نے اس بات کا ٹھیکہ نہیں لیا کہ جو حدیث اُنکی نظر میں قاعدہ تنقید رواۃ کی رو سے کچھ ضعف رکھتی ہو وہ ضعف کسی دوسرے طریق سے دُور نہ ہو سکے۔ اس حدیث کو تو کسی شخص نے وضعی قرار نہیں دیا۔ اور اہل سنت اور شیعہ دونوں میں پائی جاتی ہے اور اہل حدیث خوب جانتے ہیں کہ صرف محدثین کا فتویٰ قطعی طور پر کسی حدیث کے صدق یا کذب کا مدار نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ یہانتک ممکن ہے کہ ایک حدیث کو محدثین نے وضعی قرار دیا ہو اور اس حدیث کی پیشگوئی اپنے وقت پر پوری ہو جائے اور اس طرح پر اُس حدیث کی صحت کُھل جائے ہمیں اصل غرض تحقیق صحت سے ہے نہ محدثین کے قواعد سے۔

پس یہ نہایت بے ایمانی اور بد دیانتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی اور پہلو سے کسی حدیث کو ظاہر کر دے اور اطمینان بخش ثبوت دیدے تب بھی ان ظنون فاسدہ کو نہ چھوڑیں کہ فلاں شخص نے فلاں راوی کی نسبت یہ شکوک پیش کئے تھے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیساکہ معتبر راویوں کے بیان سے

حاشیہ: ضرور اُسکو اس خطرناک خدمات پادریانہ منصب سے علیحدہ کر دیں اور اسکو اس نوکری سے موقوف کر دینا سراسر اُسپر احسان ہے۔ ورنہ معلوم نہیں کہ اس گندی پلید زبان کا انجام کیا ہوگا۔ مِنہ

کسی کی موت ثابت ہو اور پھر وہ شخص جو مردہ قرار دیا گیا ہے حاضر ہو جائے اور اُسکے حاضر ہونے پر بھی اُسکی زندگی پر اعتبار نہ کریں اور یہ کہیں کہ راوی بہت معتبر ہیں ہم اُسکو زندہ نہیں مان سکتے ایسا ہی اُن بدبخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل ابتک نزدیک نہیں آئی۔

اس جگہ اس حکمت کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مہدی موعود کا نشان چاند اور سورج کے خسوف کسوف کو جو رمضان میں ہُوا کیوں ٹھہرایا۔ اسمیں کیا بھید ہے سو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کرینگے۔ اور کُفر کے فتوے لکھینگے چنانچہ یہ پیشگوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی موعود اپنی قبولیت کے وقت سے پہلے علماء زمانہ کی طرف سے اپنی نسبت کفر کے فتوے سُنے اور اسکو کافر اور بے ایمان کہیں۔ اور اگر ممکن ہو تو اُسکے قتل کرنیکی تدبیر کریں۔ سو چونکہ علماء امت اور فقراء ملت زمین کے آفتاب اور ماہتاب کی طرح ہوتے ہیں اور انھیں کے ذریعہ سے دنیا کی تاریکی دُور ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آسمان کے اجرام چاند اور سورج کی تاریکی کو علماء اور فقراء کے دلونکی تاریکی پر دلیل ٹھہرائی ہے۔ گویا پہلے کسوف خسوف زمین کے چاند اور سورج پر ہُوا کہ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہو گئے۔ اور پھر اسی تنبیہ کیلئے آسمان پر خسوف کسوف ہُوا۔ تا معلوم ہو کہ وہ بلا جسنے علماء اور فقراء کے دلوں پر نازل ہو کر خسوف کسوف کی حالتیں اُنکو کر دیا آسمان نے اسکی گواہی دی۔ کیونکہ آسمان زمین کے اعمال پر گواہی دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی شق قمر کی یہی حکمت تھی کہ جنکو پہلی کتابوں کے علم کا نور ملا تھا وہ لوگ اُس نور پر قائم نہ رہے اور اُنکی دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ سو اسوقت بھی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کر دیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تھے۔ اُنھوں نے تاریکی سے پیار کیا ہے۔ اور اس جگہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ مدت ہوئی کہ آسمان کا خسوف کسوف جو رمضان میں ہُوا وہ جاتا رہا اور چاند اور سورج دونوں صاف اور روشن ہو گئے مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہیں وہ آجتک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں۔ اور رمضان میں کسوف خسوف ہونا یہ اسبات کیطرف

اشارہ تھا کہ رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مہدی موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے کیونکہ اُنکا زمانہ بھی رمضان کیطرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے سو اُسکے زمانہ میں علماء کا اُس سے مُنہ پھیرنا اُسکو کافر قرار دینا گویا رمضان میں خسوف کسوف ہونا ہے۔ اگر کسی کو ایسی خواب آوے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہُوا تو اُسکی یہی تعبیر ہے کہ کسی بابرکت انسان کے زمانہ میں علماء وقت اُسکی مخالفت کرینگے اور سب اور توہین اور تکفیر سے پیش آوینگے۔ اور وہ شخص موعود مہدی کے نام سے بھی اسی لئے نامزد کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اُسکو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں سمجھینگے بلکہ کافر اور بیدین کہینگے۔ سو یہ نام پہلے سے بطور ذب اور دفع کے مقرر کیا گیا۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمت کرنیوالوں کے رد کے لئے محمدؐ رکھا گیا۔ تا اسبات کی طرف اشارہ ہو کہ اُس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمت کرینگے مگر وہ محمدؐ ہے یعنی نہایت تعریف کیا گیا نہ کہ مذمّم۔

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حدیث میں دو خسوف کسوف کا وعدہ تھا۔ ایک علماء اور فقراء کے دلوں کا خسوف کسوف۔ اور دوسرے چاند اور سورج کا کسوف خسوف۔ سو زمین کا خسوف کسوف تو علماء اور فقراء نے اپنے ہاتھ سے پورا کیا۔ کیونکہ انھوں نے علم اور معرفت کی روشنی پاکر پھر اُس شخص سے عمداً مُنہ پھیرا جسکو قبول کرنا چاہیئے تھا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا کرتے کیونکہ لکھا گیا تھا کہ ابتداء میں مہدی موعود کو کافر قرار دیا جائیگا۔ سو انھوں نے مجھے کافر قرار دیکر اُس نوشتہ کو پورا کردیا۔ اور دوسرا حصہ آسمان میں پورا ہُوا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ مہدی کو اسی طرح حدیث میں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرایا گیا جس طرح حدیث میں عیسائیوں کو آل عیسیٰ ٹھہرایا گیا۔

اب نشان مانگنے والے سوچیں کہ کیا یہ خسوف کسوف نشان نہیں ہے۔ کیا خسوف و کسوف ظاہر نہیں کرتا کہ مہدی معہود پیدا ہو گیا۔ اور وہ وہی ہے جسکی تکذیب کی گئی جسکو کافر ٹھہرایا گیا **کیونکہ نشان اسی کی تصدیق کیلئے ہوتا ہے جسکو قبول نہ کیا جائے۔** افسوس ہمارے نادان علماء اور مغرور فقرا نہیں سوچتے کہ آثار اور احادیث میں مہدی موعود کی یہی نشانی تھی کہ پہلے

اُسکو بڑے زور شور سے کافر ٹھہرایا جائیگا۔ اور پھر اُسکی تصدیق کیلئے آسمان پر رمضان میں خسوف کسوف ہوگا۔ سو نہایت صفائی سے یہ نشانی پوری ہو گئی۔ کیا وہ لوگ ابتک متقی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں جو اسقدر کھُلا کھُلا نشان ظاہر ہونے پر بھی حق کیطرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اُنکے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کیسے اُنکے دلوں پر قفل ہیں جنہوں نے ایک ذرہ تصدیق سے کام نہ لیا۔

اور منجملہ آسمانی نشانوں کے ایک نشان میرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کی موت ہے آپ لوگ جانتے ہیں کہ پیشگوئی میں صاف لفظوں میں لکھا گیا تھا کہ وہ اپنی دختر کے روز نکاح سے تین برس تک فوت ہو جائیگا۔ چنانچہ روز نکاح سے ابھی چھ مہینے نہیں گذرے تھے کہ وہ بمقام ہوشیارپور فوت ہو گیا۔ اب سوچو کیا یہ نشان نہیں ہے۔ کیا یہ علم غیب بجز خدا کے اور کو بھی حاصل ہے۔ مگر اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ جو اُسکے داماد کی موت ہے وہ الہامی شرط کی وجہ سے دوسرے وقت پر جا پڑا اور داماد اس کا الہامی شرط سے اُسی طرح متمتع ہُوا جیسا کہ آتھم ہُوا۔ کیونکہ احمد بیگ کی موت کے بعد اُسکے وارثوں میں سخت مصیبت برپا ہوئی۔ سو ضرور تھا کہ وہ الہامی شرط سے فائدہ اُٹھاتے۔ اور اگر کوئی بھی شرط نہوتی تاہم وعید میں سنت اللہ یہی تھی جیسا کہ یونس کے دنوں میں ہُوا۔ پس اُس کا داماد تمام کنبہ کے خوف کی وجہ سے اور اُنکے توبہ اور رجوع کے باعث سے اُسوقت فوت نہوا۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اور انجام وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ خدا کا وعدہ ہرگز ٹل نہیں سکتا غرض احمد بیگ کی موت بھی خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔

اسی طرح بہت امور غیبیہ ہیں جو ظہور میں آئے۔ چنانچہ پنڈت دیانند کی موت کی خبر قبل از وقت دینا۔ دلیپ سنگھ کے اپنے ارادہ سیر ہندوستان میں ناکام رہنے کی خبر قبل از وقت دینا۔ مہر علی ہوشیارپوری کی مصیبت کی خبر قبل از وقت دینا۔ یہ ایسے امور ہیں جو صدہا آدمی اسپر گواہ ہیں۔ اور تین ہزار کے قریب وہ اخبار غیب ہیں جنپر وقتاً فوقتاً صحبت میں رہنے والے اطلاع پاتے گئے جن میں سے بہت اب تک موجود ہیں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو کسی مدت معقول تک میری صحبت میں رہا ہے ضرور اُسنے کوئی نشان بھی دیکھا ہے۔ ایسا کوئی نہیں

جو ایک مدت تک میرے پاس رہا ہو اور پھر اُسنے کوئی نشان نہ دیکھا ہو اور نہ کوئی خبر غیب سُنی ہو۔ میاں عبدالرحیم یا عبدالواحد پسران مولوی عبداللہ صاحب غزنوی جو اسوقت مجھکو کافر ٹھہراتے ہیں اور سخت مخالف ہیں قسم دیکر پوچھیے کہ کیا مقام ہوشیارپور میں جسکو گیارہ برس گذر گئے مینے یہ الہام نہیں سنایا تھا کہ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک یعنی اے عورت {عورت سے مراد احمد بیگ ہوشیارپوری کی بیوی کی والدہ ہے} توبہ توبہ کر کہ تیری دختر اور دختر دختر پر بلا نازل ہونیوالی ہے۔ سو ایک بلا تو نازل ہوگئی کہ احمد بیگ فوت ہوگیا۔ اور بنت البنت کی بلا باقی ہے جسکو خدا تعالیٰ نہیں چھوڑیگا جبتک پورا نہ کرے مگر چونکہ اس الہام میں توبی کا لفظ توبہ کی شرط کو ظاہر کر رہا تھا اور اس شرط کو احمد بیگ کی موت کے بعد اُسکے وارثوں نے پورا کردیا اور وہ بہت ڈرے اور اپنے داماد کیلئے دُعا اور رجوع میں لگ گئے اس لئے احمد بیگ کے داماد کی موت میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ہوگئی۔ کیونکہ وہ خوف جو احمد بیگ کی موت نے اُنکے دلوں میں بٹھادیا وہی توبہ کا باعث ہُوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ تجربہ انسان کے دل پر بڑا قوی اثر ڈالتا ہے اور اُسکے دلکو خوف سے بھر دیتا ہے سو احمد بیگ کی موت کے بعد اُن کا حال ایسا ہی ہُوا۔

اسی طرح شیخ محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی اتفاقاً اُسکے مکان پر موجود تھا اُسنے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھکو سناؤ مینے ایکتازہ الہام جو انھیں دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اُسکی دوسری جز پر دلالت کرتا تھا اُسکو سُنایا۔ اور وہ یہ تھا کہ بکر و ثیب یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بیوہ ایک بیوہ سے میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو مجھے اُس کا وہ مکان یاد ہے جہاں کرسی پر بیٹھ کر مینے اُسکو الہام سُنایا تھا اور احمد بیگ کے قصہ کا ابھی نام نشان نہ تھا اور نہ ابھی اس دوسری شادی کا کچھ ذکر تھا پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا جسکا ایک حصہ اُسنے دیکھ لیا۔ اور دوسرا حصہ جو ثیب یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لیگا۔

پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۹۶ء میں شائع ہُوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ

خدا تین کو چار کریگا۔ اُس وقت ان تین لڑکوں کا جو اب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اُس کا پورا ہوگیا یعنے خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ اب دیکھو کہ یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اوّل افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے۔ اور پھر وہ پیدا بھی ہوجائیں۔

پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اُسکے آنے کی خبر دیگئی ہے چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اُسکی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا جو رسالہ کیطرح کئی ورقوں کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔ اور بشیر جو درمیانی لڑکا ہے اُسکی خبر ایک سفید اشتہار میں موجود ہے جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شائع کیا گیا تھا۔ اور شریف جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اُسکے تولد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق اور انوار الاسلام میں موجود ہے اب دیکھو کہ کیا یہ خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا۔

پھر ایک اور پیشگوئی ہے جو ابھی ظہور میں آئی ہے یعنی وہ جلسہ مذاہب جو لاہور میں ہُوا تھا اُسکی نسبت مجھے پہلے سے خبر دیگئی کہ وہ مضمون جو میری طرف سے پڑھا جائیگا وہ سب مضمونوں پر غالب رہے گا۔ چنانچہ مینے قبل از وقت اس بارہ میں اشتہار دیدیا جو حاشیہ میں لکھا جاتا

نقل اشتہار مطابق اصل

سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری

جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶- ۲۷- ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا۔ اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائیگا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص

اور اس الہام کے موافق میرے اُس مضمون کی جلسہ مذاہب میں ایسی قبولیت ظاہر ہوئی کہ مخالفوں نے

حاشیہ متعلقہ اشتہار *

اُس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے۔ اور جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب میں سُنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اُس میں پیدا ہوگا۔ اور ایک نیا نور اس میں چمک اُٹھے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک **جامع تفسیر** اُسکے ہاتھ آجائے گی۔ یہ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف وگزاف کے داغ سے منزہ ہے مجھے اسوقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجبور کیا ہے کہ تا وہ قرآن شریف کے حسن وجمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور اس نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے **الہام** سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو **سب پر غالب آئے گا**۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اسکو اوّل سے آخر تک سُنیں شرمندہ ہو جائینگی اور ہرگز قادر نہیں ہونگے کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ آریہ خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے **ارادہ فرمایا ہے** کہ اُس روز اُسکی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے **عالم کشف** میں اسکے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطعہ نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اُسکی روشنی پڑی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ **اللّٰہ اکبر۔ خربت خیبر**۔ اسکی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول وحلول انوار ہے۔ اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسان کو خدا

* سوامی شوگن چندر صاحب نے اپنے اشتہار میں مسلمانوں اور عیسائی صاحبان اور آریہ صاحبوں کو قسم دی تھی کہ اُنکے نامی علماء اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ضرور بیان فرماویں سو ہم سوامی صاحب کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم اس بزرگ قسم کی عزت کیلئے آپکی منشاء کو پورا کرنیکے لئے طیار ہو گئے ہیں اور انشاء اللہ ہمارا مضمون آپکے جلسہ میں پڑھا جائیگا۔ اسلام وہ مذہب ہے جو خدا کا نام درمیان آنے سے سچے

بھی اقرار کیا کہ وہ مضمون سب سے اوّل رہا ہے۔ اور یہ اشتہار الہامی محمد حسین بٹالوی اور احمد اللہ اور ثناء اللہ مولویان امرتسری اور عیسائیوں کو بھی قبل از وقت بھیجا گیا تھا۔

اب بتلاویں کیا یہ خدا کا نشان نہیں ہے کہ خدا نے مجھے پہلے سے خبر دی کہ سب پر تیرا ہی مضمون غالب رہے گا۔ پس وہ مضمون جس عظمت کی نگاہ سے سُنا گیا اور جس تعظیم سے شہر لاہور میں اس کی دھوم مچ گئی کیا محمد حسین اس سے بیخبر ہے یا ثناء اللہ اس واقعہ سے ناواقف ہے۔ پس یہ بے ایمانی کیسی ہے جو صریح نشانوں

بقیہ حاشیہ متعلقہ اشتہار

کی جگہ دی گئی۔ یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائیگی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے پھر میں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا۔ اور مجھے یہ الہام ہُوا

ان اللّٰہ معک ان اللّٰہ یقوم اینما قمت

یعنی خدا تیرے ساتھ ہے خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔

اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج بھی کر کے ان معارف کے سننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں کہ اُن کی عقل اور ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہونگے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہوں گے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء

مسلمان کو کامل اطاعت کی ہدایت فرماتا ہے۔ لیکن اب ہم دیکھیں گے کہ آپکے بھائی آریوں اور پادری صاحبوں کو ان کے پرمیشر یا یسوع کی عزت کا کسقدر پاس ہے اور وہ ایسے عظیم الشان قدوس کے نام پر حاضر ہونے کے لئے مستعد ہیں یا نہیں۔ منہ۔

سے انکار کرتے ہیں۔کیا اسقدر اخبارِ غیب کوئی خود بخود تراش سکتا ہے۔ اور کیا یہ ایک کذاب کی نشانی ہے کہ اس طور سے خدا اُسکی تائید کرے۔ اور ایسے عام جلسوں میں جھوٹے دجال کو عزت

٭حاشیہ۔ دنیا میں بہت نادان اس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ وہ اس اعلام غیب کو جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو اُسکی طرف سے ہوتا ہے بنظر توہین اور تحقیر دیکھتے ہیں۔ بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ الہام کے معارف کو سنتے ہی جلد بول اُٹھتے ہیں کہ یہ کچھ حقیقت نہیں۔ یہ تو ہمارے ادنیٰ مریدوں کو بھی ہوا کرتا ہے۔ بعض کہدیتے ہیں کہ یہ ابتدائی حالات کا ایک ناقص مرتبہ ہے جس سے آگے گذر جانا چاہیئے اور ہم نے اپنی تکبیر سے مریدوں کو اوپر کی طرف کھینچنا ہے۔ یہ کچھ نہیں ہیچ ہے۔

لیکن جاننا چاہیئے کہ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا کے نور کو بجھا دیں۔ یہ تو سچ ہے کہ کبھی سچی خواب ادنیٰ مومن یا کافر کو بھی آجاتی ہے اور کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ الہام کے رنگ میں ہر ایک مومن کے دل میں القا ہو سکتا ہے بلکہ کبھی ایک فاسق بھی تنبیہ یا ترغیب کے طور پر پا سکتا ہے۔ مگر وہ امر جس کو یہ عاجز پیش کرتا ہے یعنی **مکالمات الٰہیہ** بغیر خاص اور برگزیدہ بندوں کے کسی کو عطا نہیں کیا جاتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ادنیٰ مشارکت سے کوئی شخص اس لقب کا مستحق نہیں ہو سکتا جو حضرت احدیت کے فضل سے اکمل اور اتم فرد کے لئے مخصوص ہے۔ دُنیا کے کمالات کی طرف نظر کر کے دیکھو کیا کسی دیوار پر ایک اینٹ لگانے سے کوئی شخص کامل معماروں میں شمار ہو سکتا ہے یا ایک دوا بتلانے سے ڈاکٹر کہلا سکتا ہے یا عربی یا انگریزی کا ایک لفظ سیکھنے سے اُس زبان کا امام تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ یُوں تو چوہڑوں چماروں اور فاسقوں کو بھی خدا کے پاک نبیوں سے خواب دیکھنے میں مشارکت ہے مگر کیا اس ایک ذرہ سی مشارکت سے تمام فاسق انبیاء کے ہم پایہ اور ہم مرتبہ شمار کئے جائینگے۔

یہ جہلا کی غلطیاں ہیں کہ جو قلت تدبر سے اُنکے نفوس امارہ پر محیط ہو رہی ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ناتمام صوفیوں بلکہ فاسقوں اور فاجروں اور کافروں سے بھی خدا تعالیٰ کی یہ سنت جاری ہے کہ کبھی وہ سچی خوابیں دیکھتے ہیں۔ بعض وقت کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ بطور الہام بھی سُن لیتے ہیں۔ بعض وقت کشفی طور پر کسی مردہ کو دیکھ لیتے یا کشف قبور کے رنگ میں کسی رُوح سے ملاقات کر لیتے ہیں۔ مگر وہ ایسے ناتمام نظاروں سے کسی کمال کے وارث نہیں کہلا سکتے اور خدا تعالیٰ ان بدکاروں یا ناتمام فقیروں کو اس لئے رویا یا کشف یا

دے اور محمد حسین جیسے راستباز کو اگر وہ راستباز ہے ذلیل اور روسیاہ کرے۔ کیا یہ خدا کا فعل تھا

الہام کا مزہ چکھاتا ہے کہ تا وہ یقین کر لیں کہ یہ قوت مخفی طور پر ہر ایک میں موجود ہے اور ہر ایک کے لئے ترقی کی راہ کھلی ہے خدا نے کسی کو روکنا نہیں چاہا۔ سو یہ نمایش جو ناتمام فقراء یا فاسقوں اور فاجروں کو ہوتی ہے۔ یہ صرف اسی غرض کے لئے ہے کہ تا اُنکی ہمتیں مضبوط ہوں اور اُنکا شوق بڑھے اور آگے قدم رکھنے کے لئے طیار رہوں۔ اور اس نمایش میں بہت سی اضغاث احلام بھی داخل ہو جاتی ہیں۔

غرض کمال کی یہ علامت نہیں۔ ہاں صحت استعداد کی کسی قدر علامت ہے۔ اور میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جسقدر فقراء میں سے اس عاجز کے مکفر یا مکذب ہیں وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الٰہیہ سے بے نصیب ہیں۔ اور محض یاوہ گو اور تراژ خا ہیں۔

اور مکالمہ الٰہیہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرح اُس شخص کو جو فنا فی النبی ہے اپنے کامل مکالمہ کا شرف بخشے۔ اس مکالمہ میں وہ بندہ جو کلیم اللہ ہو خدا سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہے۔ وہ سوال کرتا ہے۔ خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ گو ایسا سوال جواب پچاس دفعہ واقعہ ہو یا اس سے زیادہ بھی۔ خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ کے ذریعہ سے تین نعمتیں اپنے کامل بندہ کو عطا فرماتا ہے۔ **اوّل** ان کی اکثر دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور قبولیت سے اطلاع دی جاتی ہے۔ **دوم** اُسکو خدا تعالیٰ بہت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔ **سوم** اُس پر قرآن شریف کے بہت سے علوم حکمیہ بذریعہ الہام کھولے جاتے ہیں۔ پس جو شخص اس عاجز کا مکذب ہو کر پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ ہنر مجھ میں پایا جاتا ہے میں اُسکو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ان تینوں باتوں میں میرے ساتھ مقابلہ کرے اور فریقین میں قرآن شریف کے کسی مقام کی سات آیتیں تفسیر کے لئے بالاتفاق منظور ہو کر اُنکی تفسیر دونوں فریق لکھیں یعنے فریق مخالف اپنے الہام سے اُسکے معارف لکھے۔ اور میں اپنے الہام سے لکھوں۔ اور چند ایسے الہام قبل از وقت وہ پیش کرے جنمیں قبولیت دعا کی بشارت ہو اور وہ دعا فوق الطاقت ہو۔ ایسا ہی میں بھی پیش کروں اور چند امور غیبیہ جو آنیوالے زمانہ سے متعلق ہیں وہ قبل از وقت ظاہر کرے۔ اور ایسا ہی میں بھی ظاہر کروں اور دونوں فریق کے یہ بیان اشتہار اُسکے ذریعہ سے شائع ہو جائیں تب ہر ایک کا صدق کذب کُھل جائیگا۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ہرگز ایسا نہیں کر سکینگے۔ مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے خدا انکو نہ قرآن کا نور دکھلائیگا نہ بالمقابل دُعا کی استجابت جو اعلام قبل از وقت کے ساتھ ہو اور نہ امور غیبیہ پر اطلاع دیگا لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ پس اب یہنے یہ اشتہار دیدیا ہے

[illegible]

انسان کا منصوبہ۔

ماسوا اسکے میں دوبارہ حق کے طالبوں کے لئے عام اعلان دیتا ہوں کہ اگر وہ اب بھی نہیں سمجھے تو نئے سرے اپنی تسلی کرلیں۔ اور یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ سے چھ طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔

اول۔ اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہیگا تو وہ ذلیل ہوگا۔ میں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں کہ اسی عربی مکتوب کے مقابل پر طبع آزمائی کرے۔ اگر وہ اس عربی کے مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالتزام مقدار نظم و نثر بنا سکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو قسم کھا کر اسکی تصدیق کرسکے تو میں کاذب ہوں۔ **دوم**۔ اور اگر یہ نشان منظور نہ ہو تو میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بناویں یعنی روبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جاوے۔ اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں اُنکی تفسیر میں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے۔ پھر اگر میں حقائق معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں۔ **سوم**۔ اور اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو تو ایک سال تک کوئی مولوی نامی مخالفوں میں سے میرے پاس رہے۔ اگر اس عرصہ میں انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہو تو پھر بھی میں جھوٹا ہونگا۔ **چہارم**۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ایک تجویز یہ ہے کہ بعض نامی مخالف اشتہار دیدیں کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال تک اگر کوئی نشان ظاہر ہو تو ہم توبہ کرینگے اور مصدق ہو جائینگے۔ پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ پیشگوئی ہو یا اور ہو تو میں اقرار کرونگا کہ میں جھوٹا ہوں۔ **پنجم**۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو شیخ محمد حسین بطالوی اور دوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ کرلیں۔ پس اگر

٭ حاشیہ۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مباہلہ کی دعوت پر اطلاع پاکر اپنے خط میں مولوی عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کا ذکر کیا ہے شاید اس ذکر سے اُس کا یہ مطلب ہے کہ اُس مباہلہ سے عبدالحق پر کوئی بلا نازل نہ ہوئی اور نہ اس طرف کوئی نیک اثر ہوا۔ سو میں اُسکو اور اُس کے رفیقوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ اوّل تو یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اُس مباہلہ کے بعد عبدالحق کو کوئی

مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کرونگا کہ میں جھوٹا ہوں۔

واقعی ذلّت نہ پہنچی۔ یا ہمیں کوئی واقعی عزت حاصل نہ ہوئی جیسا کہ میں آگے چلکر بیان کروں گا ماسوا اسکے وہ مباہلہ درحقیقت میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اسمیں یہ مدعا تھا کہ عبدالحق پر بددعا کروں اور نہ مَیں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کیطرف توجہ کی اسبات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مَیں نے کبھی عبدالحق پر بددعا نہیں کی۔ اور اپنے دل کے جوش کو ہرگز اس طرف توجہ نہیں دیا۔ لیکن اب نااہل مولویوں کا ظلم انتہا سے گذر گیا۔ اس لئے اب میں آسمانی فیصلہ کے لئے خود ہر ایک مکفر سے مباہلہ کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ بعد میں شبہات پیدا نہوں مَیں نے یہ لازمی شرط ٹھہرادی ہے کہ جو لوگ مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں کم سے کم دس آدمی انمیں سے مباہلہ کی درخواست کریں تا خدا کی مدد صفائی سے ثابت ہو اور کسی تاویل کی گنجایش نہ رہے اور تا کوئی بعد میں یہ نہ کہے کہ مقابل پر صرف ایک آدمی تھا سو اتفاقاً اسپر کوئی مصیبت آگئی بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں سچائی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ گزشتہ مباہلہ میں عبدالحق کو فتح ہوئی۔ کیونکہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی اس میں آتھم نہیں مرا۔ مگر یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے کہ کب اور کس وقت یہ الہام ظاہر کیا گیا تھا کہ آتھم ضرور میعاد کے اندر مرے گا۔ اور کس اشتہار یا کتاب میں ہم نے لکھا تھا کہ اس عرصہ میں بغیر کسی شرط کے آتھم کی نسبت موت کا حکم ہے۔ دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار مولویو اور گندی روحو تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو تم سچائی کی تیز شعاعوں کو کیونکر چھپا سکتے ہو۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اُس پیشگوئی میں اپنی شرط کا لحاظ رکھتا۔ اے ایمان اور انصاف سے دُور بھاگنے والو سچ کہو کہ کیا اُس پیشگوئی میں کوئی ایسی شرط نہ تھی جسپر قدم مارنا آتھم کا اس کی موت میں تاخیر ڈال سکتا تھا سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔

آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام چمکوں کے ساتھ پوری ہو گئی۔ اب اس پیشگوئی کو ایک پیشگوئی نہ سمجھو۔ بلکہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر ظہور میں آئیں۔

(۱) اوّل وہ پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے جس کو آج سے پندرہ برس

یہ طریق فیصلہ ہیں جو ہیں نے پیش کئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے

بقیہ حاشیہ

پہلے صاف لفظوں میں یہ ظاہر کیا تھا کہ عیسائیوں کا ایک فتنہ برپا ہوگا۔ اور یہودی صفت لوگ اُنکے ساتھ ملینگے اور وہ حق کو چھپانے کے لئے بڑا مکر کریں گے اور بہت ایذا دینگے آخر صدق ظاہر ہو جائے گا۔ سو وہی صدق تھا جسکی تائید میں پندرہ برس پہلے یہ پیشگوئی کی گئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو پیشگوئی سُننے کے بعد ایک مجرم کی طرح لرزاں ہراساں بنا دیا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو تین جھوٹے بہتانوں کے بنانے کے لئے مجبور کیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جسنے آتھم کو قسم کھانے سے روکا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو اس ایذا اُٹھانے کے بعد نالش کرنے کی جرأت سے ڈرا دیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس سے آتھم آخری الہاموں کے موافق آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر تمام پادریوں کا مُنہ کالا کر کے قبر کے گڑھے میں جا پڑا۔

آتھم کی پیشگوئی کو اگر اس پیشگوئی کے ساتھ جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی اکٹھا کر کے پڑھا جائے تو یہ ایک ایسا اعجاز نمایاں ہے جس سے بڑے بڑے کافروں کے دل نرم ہو سکتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مگر ان مولویوں کی کس سے تشبیہ دوں وہ اُس بیوقوف اندھے سے مشابہت رکھتے ہیں کہ جو آفتاب کے وجود سے منکر ہو گیا تھا اور بڑے زور سے وعظ کرتا تھا کہ آفتاب کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ تب آفتاب نے اُسکو کہا کہ اے مادرزاد اندھے میں کونسی دلیل تجھ کو بتلاؤں کہ تا تو میرے وجود کا قائل ہو جائے۔ سو بہتر ہے کہ تو خدا سے دُعا کیا کرتا وہ تجھے آنکھیں بخشے پھر جب تو سوجاکھا ہو جائے گا تو بآسانی مجھے دیکھ لے گا۔

یہ غضب کی بات ہے کہ جس واقعہ کی خبر خدا نے پندرہ برس پہلے دیدی اور اُسی طور پر وہ واقعہ ظہور میں آیا اور اپنی شرط کے موافق پورا ہُوا اور پھر دوسرے الہام کے موافق جو اُسی زمانہ میں شائع ہو چکا آتھم آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر قبر میں جا پہنچا۔ اور سب مراتب پیشگوئی کے پورے ہو گئے۔ اور اس جھگڑے کے متعلق جو ہم میں اور عیسائیوں میں نہایت زور سے برپا ہُوا آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی۔

یہ سب کچھ ہُوا مگر اب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی اس

دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں یعنی یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء

بقیہ حاشیہ

آفتاب ظہور حق سے منکر ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو عبدالحق کے مباہلہ کا ذکر کر کے پھر مجملاً یہ اشارہ کیا ہے کہ آثار نصرت الٰہی بعد مباہلہ عبدالحق کی طرف تھے۔ یہ ایک عظیم الشان سچائی کا خون کیا ہے۔ اور اسقدر ایک گندہ جھوٹ بولا ہے جس سے ایک مومن کا بدن کانپ جاتا ہے۔

افسوس یہ لوگ مولوی کہلانے کا تو بہت شوق رکھتے ہیں مگر تقویٰ اور دیانت سے ایسے دور ہیں کہ جیسے مشرق سے مغرب۔ اگر ان کلمات سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ عیسائیوں نے پیشگوئی کی میعاد کے بعد امرتسر میں بہت شور مچایا تھا اور ناپاک فرقہ نصرانیوں کا طوائف کی طرح کوچوں اور بازاروں میں ناچتے پھرتے تھے۔ اور اس عاجز کو سب پادری اور اُنکے ہم سرشت مولوی اور پلید طبع بعض اخبار وں والے گالیاں دیتے تھے اور طرح طرح کی بدزبانی کرتے تھے یہ گویا عبدالحق کے مباہلہ کا اثر تھا۔ تو میں مولوی ثناء اللہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر ایک جوش اور بدزبانی جسکی واقعات صحیحہ پر بنا نہ ہو۔ اور محض اپنی غلط فہمی اور کوتہ اندیشی ہو اہل حق کی عزت کو اُس سے کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ کسی مخالف کی اُس سے فتح سمجھی جا سکتی ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کی یہ جھوٹی خوشی اخیر پر اُن کے لئے ایک لعنت سے بھرا ہُوا عذاب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ جن لوگوں نے ہمارے سیّد و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکالا اور بہت سی بے ادبیوں اور شوخیوں کے ساتھ پیش آئے یا فرعون نے جو کئی مرتبہ حضرت موسیٰ کو اپنے دربار سے دھکے دیکر باہر کر دیا۔ اور اُن کا نام کافر رکھا اور اپنی دانست میں بہت بے عزتی کی۔ ایسا ہی جب حضرت مسیح نے یہودیوں کو ایلیا کے نزول کے بارے میں اُنکے خیال کے موافق تسلی بخش جواب نہ دیا تو یہودیوں نے مسیح پر بہت ٹھٹھا مارا اور اُن کا نام ملحد رکھا گیا اور اکثر لوگوں نے انکو مارا اور اُنکے مُنہ پر تھوکا اور کوڑے بھی لگے اور اپنے خیال میں بڑی بے عزتی کی۔ لیکن درحقیقت یہ سب جھوٹی خوشیاں تھیں۔ اور واقعات صحیحہ پر اُن کی بنیاد نہ تھی۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ان بے ادبیوں سے اُن پاک نبیوں کی کوئی واقعی بے عزتی ہو گئی۔ یا کوئی واقعی فتح اُنکے مخالفوں کو میسر آئی۔ مثلاً دیکھو کہ اس زمانہ میں نجاست خوار پادری ہمارے سیّد و مولیٰ فخر المرسلین خاتم النبیین سیّد الاولین والآخرین کی کیسی بے ادبیاں کر رہے ہیں۔ ہزاروں گالیاں نکالتے ہیں۔ جھوٹے بہتان لگاتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ ڈاکو۔ رہزن۔ زانی اپنی شیطانی سیرت سے نام رکھتے

یہ طریق فیصلہ ہیں جو مَیں نے پیش کئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے

پہلے صاف لفظوں میں یہ ظاہر کیا تھا کہ عیسائیوں کا ایک فتنہ برپا ہوگا۔ اور یہودی صفت لوگ اُنکے ساتھ ملینگے اور وہ حق کو چھپانے کے لئے بڑا مکر کریں گے اور بہت ایذا دینگے آخر صدق ظاہر ہو جائے گا۔ سو وہی صدق تھا جسکی تائید میں پندرہ برس پہلے یہ پیشگوئی کی گئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو پیشگوئی سُننے کے بعد ایک مجرم کی طرح لرزاں ہراساں بنا دیا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو تین جھوٹے بہتانوں کے بنانے کے لئے مجبور کیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جسنے آتھم کو قسم کھانے سے روکا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو اس ایذا اُٹھانے کے بعد نالش کرنے کی جرأت سے ڈرا دیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس سے آتھم آخری الہاموں کے موافق آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر تمام پادریوں کا مُنہ کالا کر کے قبر کے گڑھے میں جا پڑا۔

آتھم کی پیشگوئی کو اگر اس پیشگوئی کے ساتھ جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی اکٹھا کر کے پڑھا جائے تو یہ ایک ایسا اعجاز نمایاں ہے جس سے بڑے بڑے کافروں کے دل نرم ہو سکتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مگر ان مولویوں کی کن سے تشبیہ دوں وہ اُس بیوقوف اندھے سے مشابہت رکھتے ہیں کہ جو آفتاب کے وجود سے منکر ہو گیا تھا اور بڑے زور سے وعظ کرتا تھا کہ آفتاب کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ تب آفتاب نے اُسکو کہا کہ اے مادرزاد اندھے میں کونسی دلیل تجھ کو بتلاؤں تا تو میرے وجود کا قائل ہو جائے۔ سو بہتر ہے کہ تو خدا سے دُعا کیا کرتا وہ تجھے آنکھیں بخشے پھر جب تو سوجاکھا ہو جائے گا تو بآسانی مجھے دیکھ لے گا۔

یہ غضب کی بات ہے کہ جس واقعہ کی خبر خدا نے پندرہ برس پہلے دیدی اور اُسی طور پر وہ واقعہ ظہور میں آیا اور اپنی شرط کے موافق پورا ہُوا اور پھر دوسرے الہام کے موافق جو اُسی زمانہ میں شائع ہو چکا آتھم آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر قبر میں جا پہنچا۔ اور سب مراتب پیشگوئی کے پورے ہو گئے۔ اور اس جھگڑے کے متعلق جو ہم میں اور عیسائیوں میں نہایت زور سے برپا ہُوا آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی۔

یہ سب کچھ ہُوا مگر اب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی اس

دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں یعنی یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء

آفتاب ظہور حق سے منکر ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو عبد الحق کے مباہلہ کا ذکر کر کے پھر مجھ کو یہ اشارہ کیا ہے کہ آثار نصرت الٰہی بعد مباہلہ عبد الحق کی طرف تھے۔ یہ ایک عظیم الشان سچائی کا خون کیا ہے۔ اور اسقدر ایک گندہ جھوٹ بولا ہے جس سے ایک مومن کا بدن کانپ جاتا ہے۔

افسوس یہ لوگ مولوی کہلانے کا تو بہت شوق رکھتے ہیں مگر تقویٰ اور دیانت سے ایسے دور ہیں کہ جیسے مشرق سے مغرب۔ اگر ان کلمات سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ عیسائیوں نے پیشگوئی کی میعاد کے بعد امرتسر میں بہت شور مچایا تھا اور ناپاک فرقہ نصرانیوں کا طوائف کی طرح کوچوں اور بازاروں میں ناچتے پھرتے تھے۔ اور اس علیحدہ کو سب پادری اور اُنکے ہم سرشت مولوی اور پلید طبع بعض اخباروں والے گالیاں دیتے تھے اور طرح طرح کی بدزبانی کرتے تھے یہ گویا عبد الحق کے مباہلہ کا اثر تھا۔ تو میں مولوی ثناء اللہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر ایک جوش اور بدزبانی جسکی واقعات صحیحہ پر بنا نہ ہو۔ اور محض اپنی غلط فہمی اور کوتہ اندیشی ہو اہل حق کی عزت کو اُس سے کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ کسی مخالف کی اُس سے فتح سمجھی جا سکتی ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کی یہ جھوٹی خوشی اخیر پر اُن کے لئے ایک لعنت سے بھرا ہُوا عذاب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ جن لوگوں نے ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکالا اور بہت سی بے ادبیوں اور شوخیوں کے ساتھ پیش آئے یا فرعون نے جو کئی مرتبہ حضرت موسیٰ کو اپنے دربار سے دھکے دیکر باہر کر دیا۔ اور اُن کا نام کافر رکھا اور اپنی دانست میں بہت بے عزتی کی۔ ایسا ہی جب حضرت مسیح نے یہودیوں کو ایلیا کے نزول کے بارے میں اُنکے خیال کے موافق تسلی بخش جواب نہ دیا تو یہودیوں نے مسیح پر بہت ٹھٹھا مارا اور اُن کا نام ملحد رکھا گیا اور اکثر لوگوں نے انکو مارا اور اُنکے مُنہ پر تھوکا اور کوڑے بھی لگے اور اپنے خیال میں بڑی بے عزتی کی۔ لیکن درحقیقت یہ سب جھوٹی خوشیاں تھیں۔ اور واقعات صحیحہ پر اُن کی بنیاد نہ تھی۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ان بے ادبیوں سے اُن پاک نبیوں کی کوئی واقعی بے عزتی ہو گئی۔ یا کوئی واقعی فتح اُنکے مخالفوں کو میسر آئی۔ مثلاً دیکھو کہ اس زمانہ میں نجاست خوار پادری ہمارے سید و مولیٰ فخر المرسلین خاتم النبیین سید الاولین والآخرین کی کیسی بے ادبیاں کر رہے ہیں۔ ہزاروں گالیاں نکالتے ہیں۔ جھوٹے بہتان لگاتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ ڈاکو۔ رہزن۔ زانی اپنی شیطانی سیرت سے نام رکھتے

کی دسمبر تاریخ تک مقرر کرتا ہوں اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپکر شایع کریں۔ یا

ہیں۔ جیساکہ ابھی ایک پلید ذریت شیطان فتح مسیح نام منعین فتح گڑھ نے اسی قسم کی آنجناب کی نسبت بے ادبیاں کیں۔ مگر کیا ان بدکاروں نجاست خواروں کی بے ادبیوں سے جو زندہ خدا کو چھوڑکر ایک ناچیز مردہ کی پوجا میں لگ گئے ہیں اُس آفتاب ہدایت کی شان میں کچھ فرق آگیا؟ نہیں۔ بلکہ یہ تمام زیادتیاں انھیں پر حسرتیں ہیں۔

پس اسی طرح اگر اندھے پادریوں نے یا یک چشم مولویوں نے آتھم کے مقدمہ کی حقیقت کو اچھی طرح نہ سمجھا اور بدزبانی کی تو اس **غلط فہمی** کی واقعی ذلت انھیں کو پہنچی اور اس خطا کی سیاہی انھیں کے مُنہ پر لگی اور سچائی کے چھوڑنے کی لعنت انھیں پر برسی چنانچہ صدہا آدمیوں نے بعد اس کے روبرو کے توبہ کی کہ ہم غلطی پر تھے۔ غرض کسی جھوٹی خوشی سے کسی پر سچا الزام نہیں آسکتا۔ اور نہ جھوٹے الزام سے کوئی واقعی دھبہ کسی کی عزت کو لگ سکتا ہے۔ اور نہ اس سے کسی کی واقعی فتح سمجھی جاسکتی ہے۔ بلکہ وہ انجام کے لحاظ سے اُن لوگوں پر لعنت کا داغ ہے جنھوں نے ایسی جھوٹی خوشی کی۔

پس آتھم کی نسبت جسقدر پلیدوں اور نابکاروں نے خوشیاں کیں۔ اب وہی خوشیاں ندامت اور حسرت کا رنگ پکڑ گئیں۔

اب ڈھونڈو آتھم کہاں ہے۔ کیا پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق وہ قبر میں داخل نہیں ہوا۔ کیا وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔

اے اندھو! میں کب تک تمہیں بار بار بتلاؤں گا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اپنی شرط کے موافق اپنے پاک الہام کو پورا کرتا۔ آتھم تو اسی وقت مرگیا تھا جبکہ میری طرف سے چار ہزار کے انعام کے ساتھ متواتر اُس پر حجت پوری ہوئی اور وہ سر نہ اُٹھا سکا۔ پھر خدا نے اسکو نہ چھوڑا جب تک قابض ارواح کے اُسکو سپرد نہ کردیا۔

پیشگوئی ہر ایک پہلو سے کھل گئی۔ اب بھی اگر جہنم کو اختیار کرنا ہے تو میں عمداً گرنے والے کو پکڑ نہیں سکتا۔ یہ تمام واقعات ایسے ہیں کہ ان سب پر پوری اطلاع پاکر ایک متقی کا بدن کانپ جاتا ہے اور پھر وہ خدا سے شرم کرتا ہے کہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی سے انکار کرے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر کوئی میرے سامنے خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر اس پیشگوئی کے صدق سے انکار کرے تو خدا تعالیٰ اُسکو بغیر سزا نہیں چھوڑے گا۔ اول چاہیئے کہ وہ

بالمقابل ایک جگہ بیٹھکر زبان عربی میں میرے مقابل پر سات آیت قرآنی کی تفسیر لکھیں۔ اور یا ایک سال تک

ان تمام واقعات سے اطلاع پاوے تا اُسکی بے خبری اُسکی شفیع نہ ہو۔ پھر بعد اسکے قسم کھاوے کہ یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے نہیں اور جھوٹی ہے پھر اگر وہ ایک سال تک اس قسم کے وبال سے تباہ نہ ہوجائے اور کوئی فوق العادت مصیبت اُس پر نہ پڑے تو دیکھو کہ میں سب کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ اس صورت میں میں اقرار کرونگا کہ ہاں میں جھوٹا ہوں۔ اگر عبدالحق اسبات پر اصرار کرتا ہے تو وہی قسم کھاوے۔ اور اگر محمد حسین بٹالوی اس خیال پر زور دے رہا ہے تو وہی میدان میں آوے۔ اور اگر مولوی احمد اللہ امرتسری یا ثناء اللہ امرتسری ایسا ہی سمجھ رہا ہے تو انھیں پر فرض ہے کہ قسم کھانے سے اپنی تقوے دکھلاویں اور یقیناً یاد رکھو کہ اگر اُن میں سے کسی نے قسم کھائی کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی تو خدا اُسکو ذلیل کرے گا۔ روسیاہ کرے گا۔ اور لعنت کی موت سے اُسکو ہلاک کرے گا۔ کیونکہ اُس نے سچائی کو چھپانا چاہا جو دین اسلام کے لئے خدا کے حکم اور ارادہ سے زمین پر ظاہر ہوئی۔

مگر کیا یہ لوگ قسم کھالینگے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اگرچہ عبدالحق کے مباہلہ میں اس طرف سے کسی بددعا کا ارادہ نہ کیا گیا مگر جو صادق کے سامنے مباہلہ کے لئے آیا ہو کسی قدر تو بعد مباہلہ ایسے امور کا پایا جانا چاہیئے جن پر غور کرنے سے اُسکی ذلت اور نامرادی پائی جائے اور اپنی عزت دکھلائی دے سو جاننا چاہئے کہ وہ امور بہ تفصیل ذیل ہیں جو بحکم العاقبة للمتقین ہمارے عزت کے موجب ہوئے۔ **اوّل**۔ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ اپنے واقعی معنوں کے رو سے پوری ہوگئی۔ اور اُس سے وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی۔ آتھم اصل منشاء الہام کے مطابق مرگیا۔ اور تمام مخالفوں کا منہ کالا ہوا اور اُنکی تمام جھوٹی خوشیاں خاک میں مل گئیں۔ اس پیشگوئی کے واقعات پر اطلاع پاکر صدہا دلوں کا کفر ٹوٹا اور ہزارہا خط اسکی تصدیق کیلئے پہنچے۔ اور مخالفوں اور مکذبوں پر وہ لعنت پڑی جو اب دم نہیں مار سکتے۔ **دوسرا** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ اُن عربی رسالوں کا مجموعہ ہے جو مخالف مولویوں اور پادریوں کے ذلیل کرنے کے لئے لکھا

میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں۔ اور یا اشتہار شائع کر کے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی

گیا تھا اور انھیں میں سے یہ عربی مکتوب ہے جواب نکلا۔ کیا عبد الحق اور کیا اُسکے دوسرے بھائی ان رسائل کے مقابل پر مر گئے اور کچھ بھی لکھ نہ سکے۔ اور دُنیا نے یہ فیصلہ کر دیا کہ عربی دانی کی عزت اسی شخص یعنی اس راقم کے لئے مسلم ہے جسکو کافر ٹھیرایا گیا ہے۔ اور یہ سب مولوی جاہل ہیں۔

اب سوچو کہ یہ عزت کی تعریفیں مجھکو کس وقت ملیں۔ کیا مباہلہ کے بعد یا اُس کے پہلے۔ سو یہ ایک مباہلہ کا اثر تھا کہ خدا نے ظاہر کیا۔ اسی وقت میں خدا نے شیخ محمد حسین بٹالوی کا وہ الزام کہ اس شخص کو عربی میں ایک صیغہ نہیں آتا میرے سر پر سے اُتارا۔ اور محمد حسین اور دوسرے مخالفین کی جہالت کو ظاہر کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تیسرا وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہُوا وہ قبولیت ہے جو مباہلہ کے بعد دنیا میں کُھل گئی۔ مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ شاید تین چار سو آدمی ہونگے اور اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جان فشان ہیں۔ اور جس طرح اچھی زمین کی کھیتی جلد جلد نشوونما پکڑتی اور بڑھتی جاتی ہے ایسا ہی فوق العادت طور پر اس جماعت کی ایک ترقی ہو رہی ہے۔ نیک روحیں اس طرف دوڑتی چلی آتی ہیں۔ اور خدا زمین کو ہماری طرف کھینچتا چلا آتا ہے۔ مباہلہ کے بعد ہی ایک ایسی عجیب قبولیت پھیلی ہے کہ اسکو دیکھکر ایک رقت پیدا ہوتی ہے۔ ایک دو اینٹ سے اب ایک محل طیار ہو گیا ہے۔ اور ایک دو قطرہ سے اب ایک نہر معلوم ہوتی ہے۔ ذرہ آنکھیں کھولو اور پنجاب اور ہندوستان میں پھر و۔ اب اکثر جگہ ہماری جماعتیں پاؤ گے۔ فرشتے کام کر رہے ہیں اور دلوں میں نور ڈال رہے ہیں۔ سو دیکھو مباہلہ کے بعد کیسی عزت ہم کو ملی۔ سچ کہو کیا یہ خدا کا فعل ہے یا انسان کا۔

چوتھا وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہُوا۔ رمضان میں خسوف کسوف ہے کتب حدیث میں صدہا برسوں سے یہ لکھا ہُوا چلا آتا تھا کہ مہدی کی تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہوگا۔ اور آجتک کسی نے نہیں لکھا کہ پہلے اس سے کوئی ایسا مہدویت کا مدعی ظاہر ہُوا تھا جس کو خدا نے یہ عزت دی ہو کہ اُسکے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہو گیا ہو۔ سو خدا نے مباہلہ کے بعد یہ عزت بھی میرے نصیب کی۔

اے اندھو! اب سوچو کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت کس کو ملی۔ عبد الحق تو میری ذلت کے لئے دُعائیں کرتا تھا۔ یہ کیا واقعہ پیش آیا کہ آسمان بھی مجھے عزت دینے کے لئے جھکا۔

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کر لیں۔ **ششم**۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نکریں تو مجھ

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہُوا۔ علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا عبد الحق کا گروہ۔ اور کیا بطالوی کا گروہ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل اُن میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انھوں نے مہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہُوا۔ اور اُسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبد الحق اور اسکی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہُوا کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور عبد الحق کی ذلت کا موجب ہُوا یہ ہے کہ عبد الحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اُس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالےٰ سے الہام پا کر یہ اشتہار انوار الاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالےٰ مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ سو خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہو گیا جسکا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبد الحق کو ضرور پوچھنا چاہیئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ کیا اسکے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا وہ پورا نہ ہُوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہُوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ جوش ہے جو انھوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے اُن احسانات کا شکر ادا کر سکوں جو رُوحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وارد حال ہو گئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

اور میری جماعت سے ساٹھ سال تک اس طور سے صلح کرلیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے مُنہ

بقیہ حاشیہ

ہوں یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے وہ علم قرآن اور علم زبان محض اعجاز کے طور پر بخشا کہ اُسکے مقابل پر صرف عبدالحق کیا بلکہ کل مخالفوں کی ذلت ہوئی۔ ہر ایک خاص و عام کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ حرف نام کے مولوی ہیں۔ گویا یہ لوگ مرگئے۔ عبدالحق کے مباہلہ کی نحوست نے اُسکے اور رفیقوں کو بھی ڈبویا۔

اور جسمانی نعمتیں جو مباہلہ کے بعد میرے پر وارد ہوئیں وہ مالی فتوحات ہیں۔ جو اس درویش خانہ کے لئے خدا تعالےٰ نے کھولدیں۔ مباہلہ کے روز سے آجتک پندرہ ہزار کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا جو اس سلسلہ کے ربانی مصارف میں خرچ ہوا جسکو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے اور دوسرے ثبوت ہم سے لے لے۔ اور رجوع خلائق کا اسقدر مجمع بڑھ گیا کہ بجائے اسکے کہ ہمارے لنگر میں ساٹھ یا ستر روپیہ ماہواری کا خرچ ہوتا تھا اب اوسط خرچ کبھی پانچسو کبھی چھ سو ماہواری تک ہوگیا۔ اور خدا نے ایسے مخلص اور جان فشان ارادتمند ہماری خدمت میں لگا دیئے کہ جو اپنے مال کو اس راہ میں خرچ کرنا اپنی سعادت دیکھتے ہیں۔ چنانچہ منجملہ اُن کے حِبّی فی اللہ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن اللہ رکھا صاحب تاجر مدراس ہیں۔ جو اس رسالہ کے لکھنے کے وقت بھی اس جگہ موجود ہیں۔ اور مدراس سے دُور دراز سفر کرکے میرے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سیٹھ صاحب موصوف مباہلہ کے اثر کا ایک اول نمونہ ہیں جنھوں نے کئی ہزار روپیہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں محض للہ لگا دیا ہے۔ اور برابر ایسی سرگرمی سے خدمت کررہے ہیں کہ جبتک انسان یقین سے نہ بھر جائے اسقدر خدمت نہیں کرسکتا۔ وہ ہمارے درویش خانہ کے مصارف کے اول درجہ کے خادم ہیں۔ اور آجتک یکمشت رقوم کثیرہ اس راہ میں دیتے رہے ہیں۔ علاوہ اسکے میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے ایک سو روپیہ ماہواری اعانت کے طور پر اپنے ذمہ واجب کر رکھا ہے۔ مباہلہ کے بعد اُن کے مال سے جسقدر مجھے مدد پہنچی ہے اور پہنچ رہی ہے میں اُسکی نظیر نہیں دیکھتا۔ یہ خدا تعالےٰ کی رحمت ہے کہ اُس نے اس درجہ کی محبت دلوں میں ڈالدی۔ یہ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب وہی ہیں جو آتھم کو قسم دینے کے وقت اس بات کے لئے طیار تھے کہ اگر آتھم قسم پر روپیہ طلب کرے تو اپنے پاس سے دس ہزار روپیہ تک اُس کے پاس جمع کرادیں۔

ایسا ہی مباہلہ کے بعد حِبّی فی اللہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے مالی اعانت سے بہت سا بوجھ ہمارے درویش خانہ کا اُٹھایا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سیٹھ صاحب موصوف

بند رکھیں۔ اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں اور قہرالٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں

بقیہ حاشیہ

سے بعد نمبر دوم پر شیخ صاحب ہیں جو محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے ہیں شیخ صاحب موصوف اس راہ میں دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہوں گے۔ اور ہر ایک طور سے خدمت میں حاضر ہیں۔ اور اپنی طاقت اور وسعت سے زیادہ خدمت میں سرگرم ہیں۔

ایسا ہی بعض میرے مخلص دوستوں نے مباہلہ کے بعد اس درویش خانہ کے کثرت مصارف کو دیکھ کر اپنی تھوڑی تھوڑی تنخواہوں میں سے اُسکے لئے حصہ مقرر کردیا ہے۔ چنانچہ میرے مخلص دوست منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپورہ تنخواہ میں سے تیسرا حصہ یعنی بیس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔

ہماری عزیز جماعت حیدر آباد کی یعنی مولوی سید مروان علی صاحب اور مولوی سید ظہور علی صاحب اور مولوی عبدالحمید صاحب دس دس روپیہ اپنی تنخواہ میں سے دیتے ہیں۔ اور اسی طرح مفتی محمد صادق صاحب بھیروی۔ اور منشی روڑا صاحب کپورتھلہ اور انکے رفیق اور ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب چکراتہ۔ اور ڈاکٹر بوڑیخان صاحب قصور۔ اور سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیر اور حکیم فضل الدین صاحب بھیروی* اور خلیفہ نوردین صاحب جموں✢ سب دل و جان اس راہ میں مصروف ہیں۔ ایسا ہی ہماری مخلص اور محب جماعت سیالکوٹ یہ تمام محبین اپنی طاقت سے زیادہ خدمتیں مصروف ہیں۔ اسی طرح حِبّی انوار حسین صاحب رئیس شاہ آباد دل و جان خدمتیں لگے ہوئے ہیں۔

ایسا ہی ہمارے دلی محب مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو اس سلسلہ کی تائید کیلئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں۔ اور صاحبزادہ پیرجی سراج الحق صاحب نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کرکے اسجگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی۔ اور میاں عبداللہ صاحب سنوری۔ اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی۔ اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی۔ اور قاضی ضیاءالدین صاحب قاضی کوٹی۔ اور منشی چودہری نبی بخش صاحب بٹالہ ضلع گورداسپورہ۔ اور منشی جلال الدین صاحب بلانی وغیرہ احباب اپنی اپنی طاقت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ انمیں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیرالدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ اُنکے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ وہ باوجود قلت معاش کے ایک دن

* حکیم صاحب مال اور جان سے اس راہ میں ایسے مصروف ہیں کہ گویا محو ہیں۔ ✢ اور خلیفہ نوردین صاحب علاوہ دائمی اعانت کے ابھی پانسو روپیہ نقد بطور امداد دے چکے ہیں۔ منہ

کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال

سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اُس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔ ✤

پس یہ خدا کی رحمت اور خدا کا فضل ہے جو اُس نے ہمیں اُن تکالیف سے بچایا جنہیں ہمارے مخالف گرفتار ہیں۔ میں اُس واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ مباہلہ سے پہلے بھی وہ ہمیشہ میرا متکفل رہا مگر مباہلہ کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں میں انکی نظیر نہیں دیکھتا۔

آٹھواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت زیادہ کرنیکے لئے ظہور میں آیا کتاب **ست بچن** کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان عطا کئے جو **تین سو برس** سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ میری یہ کتاب سولہ لاکھ سکھ صاحبان کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں کہ اُن کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں **باوا نانک صاحب** کی نسبت ثابت کر چکا ہوں کہ باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کا ورد تھا۔ آپ بڑے **صالح** آدمی تھے۔ آپنے دو مرتبہ **حج** بھی کیا۔ اور اولیاء اسلام کی قبور پر اعتکاف بھی کرتے رہے۔ جنم ساکھیوں میں آپ کے وصایا میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ کی تاکید پائی جاتی ہے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے اور بنفس نفیس خود بانگ بھی دیا کرتے تھے آخری شادی آپکی ایک نیکبخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے بدل مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ کی بھاری یادگار وہ **چولہ** ہے جس پر کلمہ شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپنے یادگار کے طور پر گرنتھ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اُسکے جمع کرنیکے لئے کوئی وصیت کی۔ صرف اُس چولہ کو چھوڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا۔ اور جس پر جلی قلم سے یہ لکھا ہوا تھا **اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام** یعنی سب دین جھوٹے ہیں مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مباہلہ طیار ہوئی یہ وہ عطیہ ربانی ہے جو **مجھکو ہی** عطا کیا گیا۔ اور خدا نے اس تبلیغ کا ثواب **مجھکو ہی** عطا فرمایا۔

نواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونیکا موجب ہوا یہ ہے کہ اس

✤ ہمارے دلی محب صاحبزادہ **افتخار احمد** صاحب خلف رشید حاجی **منشی احمد جان صاحب** جو لدھیانہ کے مشاہیر مشائخ میں سے تھے اور

میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے

عرصہ میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے میرے ہاتھ میں بیعت کی۔ اور بعض نے قادیان پہنچکر اور بعض نے بذریعہ خط توبہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اسقدر بنی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو مجھ کو ٹھہرایا گیا یہ اُس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضامندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنیوالوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایام مباہلہ کے بعد گویا ہماری جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ اُنکو کافر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے نوعمر دوست جیسا کہ **خواجہ کمال الدین بی۔ اے** بڑی سرگرمی سے دین کی اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں۔ اُنکے چہرہ پر نیک بختی کے نشان پاتا ہوں۔ وہ دین کیلئے سچا جوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے نوعمر دوست میرزا یعقوب بیگ و میرزا ایوب بیگ جوان صالح ہیں۔ بارہا میں نے اُنکو نماز میں روتے دیکھا ہے۔

غرض یہ سب اس راہ میں فدا ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے محب مخلص میرزا **خدا بخش** صاحب اس راہ میں وہ صدق رکھتے ہیں کہ جسکے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور ہمارے مخلص دوست **منشی زین الدین محمد ابراہیم** صاحب انجنیئر بمبئی وہ ایمانی جوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ تمام بمبئی میں اُن کا کوئی نظیر بھی ہے ہمارے مخلص اور محبت و اخلاص میں محو **مولوی حکیم نوردین صاحب** کا ذکر کرنا اسجگہ ضروری نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو پامال کر کے میرے پاس اُن فقرا کے رنگ میں آبیٹھے ہیں جیسا کہ اخص صحابہ رضی اللہ عنہم نے طریق اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیئے کہ اس باغ کی ترقی اور سرسبزی عبدالحق کے مباہلہ کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جسکی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ ہماری **امرتسر** کی مخلص جماعت۔ ہماری **لاہور** کی مخلص جماعت۔ ہماری **سیالکوٹ** کی مخلص جماعت۔ ہماری **کپورتھلہ** کی مخلص جماعت۔ ہماری **ہندوستان** کے شہروں کی مخلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک با فراست آدمی ایک مجمع میں اُنکے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لیگا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے اخلاص اُنکے دل میں بھر دیئے۔ اُنکے چہروں پر اُنکی محبت کے نور چمک رہے ہیں۔ وہ ایک پہلی جماعت ہے جسکو خدا اصدق کا نمونہ دکھلانیکے لئے طیار کر رہا ہے۔

دسواں امر جو عبدالحق کے مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جلسہ مذاہب لاہور

سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے

ہے۔ اس جلسہ کے بارہ میں مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں جس رنگ اور نورانیت کی قبولیت میرے مضمون کے پڑھنے میں پیدا ہوئی اور جس طرح دلی جوش سے لوگوں نے مجھے اور میرے مضمون کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا کچھ ضرورت نہیں کہ میں اسکی تفصیل کروں۔ بہت سی گواہیاں اسبات پر سُن چکے ہو کہ اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہُوا تھا کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لیکر حاضر ہوگئے تھے۔ ہر ایک دل اسکی طرف ایسا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دست غیب اسکو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا ہے سب لوگ بے اختیار بول اُٹھے تھے کہ اگر یہ مضمون نہ ہوتا تو آج بباعث محمد حسین وغیرہ کے اسلام کو سُبکی اُٹھانی پڑتی ہر ایک پکارتا تھا کہ آج اسلام کی فتح ہوئی۔ مگر سوچو کہ کیا یہ فتح ایک دجّال کے مضمون سے ہوئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا ایک کافر کے بیان میں یہ حلاوت اور یہ برکت اور یہ تاثیر ڈالدی گئی۔ وہ جو مومن کہلاتے تھے اور آٹھ ہزار مسلمان کو کافر کہتے تھے جیسے محمد حسین بٹالوی خدا نے اس جلسہ میں کیوں اُن کو ذلیل کیا۔ کیا یہ وہی الہام نہیں۔ ”کہ میں تیری اہانت کرنیوالوں کی اہانت کرونگا۔“ اس جلسہ اعظم میں ایسے شخص کو کیوں عزت دیگئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے۔ کیا کوئی مولوی اس کا جواب دے سکتا ہے۔

پھر علاوہ اس عزت کے جو مضمون کی خوبی کی وجہ سے عطا ہوئی اسی روز وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کے بارے میں پہلے سے شائع کی گئی تھی یعنی یہ کہ

یہی مضمون سب مضمونوں پر غالب آئے گا

اور وہ اشتہارات تمام مخالفوں کی طرف جلسہ سے پہلے روانہ کئے گئے تھے شیخ محمد حسین بٹالوی اور مولوی احمد اللہ اور ثناء اللہ وغیرہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے سو اُس روز وہ الہام بھی پورا ہُوا اور شہر لاہور میں دھوم مچگئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا نکلا جس سے اسلام کی فتح ہوئی بلکہ ایک الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔

اس روز ہماری جماعت کے بہادر سپاہی اور اسلام کے معزز رکن حِبّی فی اللہ **مولوی عبدالکریم صاحب** سیالکوٹی نے مضمون کے پڑھنے میں وہ بلاغت فصاحت دکھلائی کہ گویا ہر لفظ میں اُنکو رُوح القدس مدد دے رہا تھا۔

سو یہ عزتیں اور قبولیتیں ہم کو مباہلہ کے بعد ملیں۔ اب کوئی مولوی ہمیں سمجھا دے

مبارک باد دی۔ شیخ محمد حسین بٹالوی بھی اُس روز طوعاً و کرہاً قائل ہوگئے کہ یہ تمام تاثیر خدا تعالیٰ کیطرف سے تھی اور یہ مضمون اسلام کی

یعنی خُدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔ کونسی قبولیت اُسکی لوگوں میں پھیلی۔ کونسے مالی فتوحات کے دروازے اُسپر کھلے۔ کونسی علمی فضیلت کی پگڑی اُسکو پہنائی گئی۔ صرف فضولگوئی کے طور سے ایک بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اُسکی بدبختی سے وہ دعویٰ بھی باطل نکلا۔ اور ابتک اُسکی عورت کے پیٹ میں سے ایک **چوہا** بھی پیدا نہ ہُوا۔ مگر اُسکے مقابل پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کرکے مجھے لڑکا عطا کیا۔ ✤

یہ **دس** برکتیں مباہلہ کی ہیں جو مَیں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیھم ان یتدبّروا ویفکّروا فی ھذہ العشرۃ الکاملۃ۔

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفّر مکذّب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا اور اُسکو ذلیل کیا۔ اور اُس کا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اُسکو حاصل نہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اُسکے تمام دعاوی کو ردّ کیا۔ اس سے بڑھکر اُس مباہلہ میں ہوگا کیونکہ مَیں نے اُس روز **بد دعا نہیں کی**۔ کیونکہ وہ ناسمجھ اور غبی تھا۔ اور اُسکی جہالت اُسکو قابل رحم ٹھہراتی تھی **مگر اب میں بد دعا کروں گا**۔ سو چاہیئے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنیوالا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنیوالا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم **دس** ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر یک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا اس لئے یہ **مشقت** مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دُور دراز سفر کرکے پہنچیں بلکہ حسب منطوق وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ ویرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص **اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے**۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات مَیں نے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے اور محض حوالہ نہ دے بلکہ کُل الہام صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اسکے عبارت ذیل کی دُعا اُس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دُعا

اے خدائے علیم و خبیر میں جو فلان ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اُس شخص کو

✤ عبدالحق غزنوی نے ۳ شعبان ۱۳۱۴ھ کو اُس لعنت کی سیاہی کو دھونے کیلئے جو اُسکے مُنہ پر لگی ہے ایک اشتہار دیا ہے۔ اس اشتہار کا جواب اس ضمیمہ میں کامل طور پر آچکا ہے۔ صرف دو باتیں قابل ذکر ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ عربی میں مقابلہ کرنے کیلئے اپنے تئیں طیار ظاہر کرتا ہے۔ بہت خوب۔ یہی نشان دیکھ لے۔۔۔

ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دُنیا

بقیہ حاشیہ

جس کا نام غلام احمد ہے دعوی مسیح موعود ہونے میں کاذب اور مفتری اور کافر جانتا
ہوں۔ اور یہ تمام الہام اُسکے جو اُسنے انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس
اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب میرے نزدیک افترا یا شیطانی وساوس ہیں تیری طرف
سے نہیں ہیں پس اے خدائے قادر اگر تو جانتا ہے کہ میں اپنے اس اصرار میں سچا
ہوں اور اُس کا یہ دعوی تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں
بلکہ وہ درحقیقت کافر ہے۔ تو اس اُمت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو
ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اُسکے فتنہ سے امن میں آ جائیں۔ اور اگر یہ
مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی مُنہ کی پاک باتیں
ہیں تو مجھ پر جو میں اُسکو کافر اور کذاب سمجھتا ہوں دُکھ اور ذلت سے بھرا ہُوا
عذاب آج کے دن سے ایک برس کے اندر نازل کر۔ آمین۔

یہ اشتہار جب کسی مباہلہ کرنیوالے کیطرف سے بغیر کسی تغیر تبدل کے آئیگا تو ایک شخص کو کہا جائیگا کہ اس اشتہار کو ہماری جماعت میں پڑھے تب اُسکے ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہیگی۔ اور ایسا ہی سمجھا جائیگا کہ گویا بالمواجہ مباہلہ ہُوا۔ ایسا ہی میری طرف سے اس اشتہار آنیکے بعد اس مضمون کی تحریر مباہلہ چھپیگی کہ میں وہ تمام الہامات جو انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے گئے ہیں اُس اپنی تحریر میں درج کرونگا اور بددُعا بعد اُسکے لکھونگا۔ کہ اے خدائے قادر و علیم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے دعوی **مسیح موعود** ہونے کا اپنی طرف سے بنا لیا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں بلکہ میرا افترا ہیں یا شیطانی وساوس ہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعوی تیرے الہام سے ہے اور یہ سب الہامات تیرے الہامات ہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں تو اس مخالف کو جو اپنے اشتہار مباہلہ کے ذریعہ سے میری تکذیب کرتا اور مجھ کو کاذب جانتا ہے ایک سال کے عرصہ میں نہایت دُکھ کی مار میں مبتلا کر۔ آمین۔ اور جب یہ اشتہار اُس مخالف مباہلہ کنندہ کے پاس پہنچے تو چاہیئے کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جائے۔ اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے۔

یہ تجویز مباہلہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو پچاس[۵] کوس سے زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں لیکن اگر پچاس کوس کے اندر ہوں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی اور ثناء اللہ امرتسری اور احمد اللہ

اور رنگ نہ بدل جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بحثیں آپ لوگوں سے بہت ہو چکی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن اور حدیث سے بپایہ ثبوت پہنچ گئی۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں طرف ثانی نے بھی ہر یک تلبیس اور تزویر سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک روحوں پر بڑے بڑے اثر پڑے۔ اور ہزارہا سعید لوگ اس جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرح کھل گئے۔ اب پھر اُسی بحث کو چھیڑنا۔ یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے۔ کتابیں موجود ہیں ہاں عین مباہلہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اسکے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی ناحق درخواست کرے گا میں سمجھونگا اُسکو حق کی طلب نہیں بلکہ سچائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اصل مسنون طریق مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اُس کو کاذب یا کافر ٹھہراویں۔ وہ

بقیہ حاشیہ

امرتسری اور عبدالحق غزنوی اور میاں عبدالجبار غزنوی تو اُن کے لئے یہ طریق احسن ہے کہ وہ بالمواجہ مُباہلہ کرلیں۔ آدھی مسافت میں طے کروں اور آدھی وہ طے کریں۔ اور ایک درمیانی جگہ میں مُباہلہ ہو جائے۔ یہ ہماری آخری اتمام حجت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص ظلم کو نہیں چھوڑے گا تو اُس پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہو گئی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ منہ

ایک جماعت مباہلین کی ہو۔ صرف ایک یا دو آدمی نہ ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ فقل تعالوا میں تعالوا کے لفظ کو بصیغہ جمع بیان فرمایا ہے سو اُسنے اس جمع کے صیغہ سے اپنے نبی کے مقابل پر ایک جماعت مکذبین کو مباہلہ کیلئے بلایا ہے نہ شخص واحد کو۔ بلکہ من حاجک کے لفظ سے جھگڑنے والے کو ایک شخص واحد قرار دیکر پھر مطالبہ جماعت کا کیا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی جھگڑنے سے باز نہ آوے اور دلائل پیش کردہ سے تسلی نہ پکڑے تو اُسکو کہدو کہ ایک جماعت بنکر مباہلہ کیلئے آویں سو اسی بنا پر ہمنے جماعت کی قید لگا دی ہے جسمیں یہ صریح فائدہ ہے کہ جو امر خارق عادت بطور عذاب مکذبین پر نازل ہو وہ مشتبہ نہیں رہے گا۔ مگر صرف ایک شخص میں مشتبہ رہنے کا احتمال ہے۔

اسجگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی مخالف مباہلہ کیلئے طیار ہو جائے اور اُسکے اشتہارات بھی چھپ جاویں تو ہر ایک مباہلہ کے خواہشمند پر واجب ہوگا کہ اُسی کے ساتھ شامل ہو کر مباہلہ کرلے۔ اور اگر کوئی ایسا نکرے۔ اور پھر کسی دوسرے وقت میں مباہلہ کی درخواست بھیجے تو ایسی درخواست منظور نہیں کیجاویگی۔ اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہیں سمجھا جاویگا۔ چاہیئے کہ ہر ایک شخص ہمارے اس اشتہار کو یاد رکھے اور اُس کے موافق کاربند ہو۔

بالآخر ہم اسجگہ نقل خط **میاں غلام فرید صاحب** پیر نواب بہاولپور جو ایک صالح اور متقی مرد مشائخ پنجاب میں سے ہیں۔ اس غرض سے درج کرتے ہیں کہ تا دوسرے مشائخ مدعیین بھی کم سے کم اُنکے نمونہ پر چلیں۔ اور اگر زیادہ توفیق یاری نکرے تو البتہ اُنکے خیال سے کم نہ رہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اسقدر بھی اس عاجز کی تصدیق کریگا جیسا کہ میاں غلام فرید صاحب نے اپنے خط کے ذریعہ سے کی۔ اُس کا بھی خدا اُن لوگوں میں حشر کریگا جنہوں نے سچائی کو رد کرنا نہیں چاہا۔ دل کا ایک ذرہ تقویٰ بھی انسان کو خدا تعالیٰ کے غضب سے بچا لیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک بُت کیطرح میری پوجا کیجائے میں صرف اُس خدا کا جلال چاہتا ہوں جسکی طرف سے میں مامور ہوں۔ جو شخص مجھے بیعزتی سے دیکھتا ہے وہ اُس خدا کو بیعزتی سے دیکھتا ہے جس نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اُس خدا کو

قبول کرتا ہے جسنے مجھے بھیجا ہے۔ انسان میں اس سے زیادہ کوئی خوبی نہیں کہ تقویٰ کی راہ کو اختیار کر کے مامور من اللہ کی لڑائی سے پرہیز کرے اور اُس شخص کی جلدی سے تکذیب نکرے جو کہتا ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں اور محض تجدید دین کیلئے صدی کے سر پر بھیجا گیا ہوں۔ ایک متقی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اس چودھویں صدی کے سر پر جسمیں ہزاروں حملے اسلام پر ہوئے ایک ایسے مجدد کی ضرورت تھی کہ اسلام کی حقیقت ثابت کرے۔ ہاں اس مجدد کا نام اسلئے مسیح ابن مریم رکھا گیا کہ وہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے اور خدا اسوقت **چاہتا ہے** کہ جیسا کہ مسیح کو پہلے زمانہ میں **یہودیوں کی صلیب** سے نجات دی تھی اب **عیسائیوں کی صلیب** سے بھی اُسکو نجات دے۔ چونکہ عیسائیوں نے انسان کو خدا بنانے کے لئے بہت کچھ افترا کیا ہے۔ اِس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ مسیح کے نام پر ہی ایک شخص کو مامور کر کے اس افترا کو نیست و نابود کرے۔ یہ خدا کا کام ہے اور ان لوگوں کی نظر میں عجیب۔

قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ مسیح وفات پاکر آسمان پر اُٹھایا گیا ہے۔ لہذا اُس کا نزول **بروزی** ہے نہ کہ حقیقی۔ اور آیت **فلما توفیتنی** میں صریح ظاہر کیا گیا ہے کہ واقعہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقوع میں آگیا کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بگڑینگے نہ کہ اُنکی زندگی میں۔ پس اگر فرض کرلیں کہ ابتک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو ماننا پڑے گا کہ عیسائی بھی ابتک نہیں بگڑے۔ اور یہ صریح باطل ہے۔ بلکہ آیت تو بتلاتی ہے کہ عیسائی صرف مسیح کی زندگی تک حق پر قائم رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حواریوں کے عہد میں ہی خرابی شروع ہو گئی تھی۔ اگر حواریوں کا زمانہ بھی ایسا ہوتا کہ اُس زمانہ میں بھی عیسائی حق پر قائم ہوتے تو خدا تعالےٰ اس آیت میں صرف مسیح کی زندگی کی قید نہ لگاتا بلکہ حواریوں کی زندگی کی بھی قید لگا دیتا۔ پس اسجگہ سے ایک نہایت عمدہ نکتہ عیسائیت کے زمانہ فساد کا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ درحقیقت حواریوں کے زمانہ میں ہی عیسائی مذہب میں شرک کی تخم ریزی ہو گئی تھی۔ ایک شریر یہودی پولوس نام جو یونانی زبان سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا جس کا ذکر **مثنوی رومی** میں بھی ہے حواریوں میں آملا اور ظاہر کیا کہ مینے عالم کشف میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اس شخص نے عیسائی مذہب میں بہت فساد ڈالا آخر

نتیجہ یہ ہُوا کہ ایک فرقہ عیسائیوں کا تو توحید پر قائم رہا اور ایک خبیث فرقہ اُسکے اغوا سے مردہ پرست ہوگیا جسکی ذرّیات ہمارے ملک میں بھی پیدا ہوگئی ہیں۔ تیسری صدی عیسوی میں مشرک فرقہ اور موحد فرقہ کے درمیان بڑا مُباحثہ ہُوا۔ اس مباحثہ کا بانی مبانی قیصر روم تھا۔ بہت سی تحقیق اور تہذیب کے ساتھ بادشاہ کے روبرو یہ مُباحثہ طے ہُوا۔ اور انجام یہ ہُوا کہ فرقہ موحّد غالب آیا۔ اُسی روز سے قیصر روم نے جو عیسائی تھا توحید کے مذہب کو اختیار کرلیا۔ اور برابر چھٹی صدی تک ہر یک قیصر موحّد عیسائی ہوتا رہا۔ غرض جیسا کہ آیت کا مفہوم ہے عیسائیوں میں فساد اور بگاڑ حضرت عیسٰی کی وفات کے بعد ہی شروع ہوگیا تھا۔

اور صحیح بخاری میں صاف لفظوں میں لکھا گیا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا سو یہ امر سراسر تقویٰ کے خلاف ہے کہ اللہ اور رسول کے بیان سے سرکش رہیں۔ دیکھو یہی علماء کیسے شوق سے چودھویں صدی کے منتظر تھے اور تمام دل بول اُٹھے تھے کہ اسی صدی کے سر پر مہدی اور مسیح پیدا ہوگا۔ بہت سے صلحاء اور اولیاء کے کشف اسبات پر قطع کرچکے تھے کہ مہدی اور مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی ہے۔ اب اُنکے دلوں کو کیا ہوگیا۔ وَکَانُوا مِن قَبلُ یَستَفتِحُونَ عَلَی الَّذِینَ کَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَ ھُم مَا عَرَفُوا کَفَرُوا بِہٖ فَلَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الکَافِرِینَ۔ مگر ضرور تھا کہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجّال رکھتے کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہی فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائیگا۔ اور اُسوقت کے شریر مولوی اُسکو کافر کہینگے اور ایسا جوش دکھلائینگے کہ اگر ممکن ہوتا تو اُسکو قتل کر ڈالتے۔ مگر خدا کی شان ہے کہ اُن ہزاروں میں سے یہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں نے پرہیزگاری کا نور دکھلایا۔ وَذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ خدا انکو اجر بخشے اور عاقبت بالخیر کرے آمین۔ اب جبتک یہ تحریریں دُنیا میں رہینگی میاں صاحب موصوف کا ذکر باخیر بھی اسکے ساتھ دُنیا میں کیا جائے گا۔ یہ زمانہ گذر جائے گا اور دوسرا زمانہ آئے گا اور خدا اُس زمانے کے لوگوں کو آنکھیں دیگا۔ اور وہ اُن لوگوں کے حق میں دُعا خیر کرینگے جنہوں نے مجھے پاکر میرا ساتھ دیا ہے سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وقت گذر جائیگا۔ اور ہر ایک غافل اور مُنکر اور مکذّب وہ حسرتیں ساتھ لیجائیگا جس کا تدارک

پھر اُسکے ہاتھ میں نہیں ہوگا۔ اب میاں غلام فرید صاحب کا خط ذیل میں حسب وعدہ مذکورہ لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

مِن فقیر باب اللّٰہ غلام فرید سجّادہ نشین اِلٰی جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ الاَرباب۔ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُولِہِ الشَّفِیعِ یَومَ الحِسَاب۔ وَعَلٰی آلِہٖ وَالاَصحَاب وَالسَّلَامُ عَلَیکُم وَعَلٰی مَن اجتَھَدَ وَاَصَاب۔ اَمَّا بَعدُ قَد اُرسِلَت اِلَیَّ الکِتَاب۔ وَبِہٖ دَعَوتَ اِلَی المُبَاھَلَۃِ وَطَالَبتَ بِالجَوَاب۔ وَاِنِّی وَاِن کُنتُ عَدِیمَ الفُرصَۃِ وَلٰکِن رَاَیتُ جُزءَہٗ مِن حُسنِ الخِطَاب۔ وَسَوقِ العِتَاب۔ اِعلَم یَا اَعَزَّ الاَحبَاب۔ اِنِّی مِن بَدوِ حَالِکَ وَاقِفٌ عَلٰی مَقَامِ تَعظِیمِکَ لِنَیلِ الثَّوَاب۔ وَمَا جَرَت عَلٰی لِسَانِی کَلِمَۃٌ فِی حَقِّکَ اِلَّا بِالتَّبجِیلِ وَرِعَایَۃِ الآدَاب۔ وَالآنَ اُطَّلِعُ لَکَ بِاَنِّی مُعتَرِفٌ بِصَلَاحِ حَالِکَ بِلَا ارتِیَاب۔ وَمُوقِنٌ بِاَنَّکَ مِن عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ وَفِی سَعیِکَ المَشکُورِ مُثَاب۔ وَاُوتِیتَ الفَضلَ مِنَ المَلِکِ الوَھَّاب۔ وَلَکَ اَن تَسئَلَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی خَیرَ عَاقِبَتِی وَاَدعُو لَکُم حُسنَ مَآب۔ وَلَولَا خَوفُ الاِطنَاب۔ لَازدَدتُ فِی الخِطَاب۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن سَلَکَ سَبِیلَ الصَّوَاب۔ فقط ۲۷ رجب ۱۳۱۴ سنہ مقام چاچڑاں

(مہر)

ترجمہ اس کا یہ ہے۔ تمام تعریفیں اُس خدا کیلئے ہیں جو رب الارباب ہے۔ اور درود اس رسول مقبول پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے۔ اور نیز اُسکی آل اور اصحاب پر۔ اور تم پر سلام اور ہر یک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنیوالا ہو۔ آپکے بعد واضح ہو کہ مجھے آپکی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کیلئے جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میںنے اُس کتاب کی ایک جز کو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے۔ سو آپ ہر یک عیب سے عزیز تجھے معلوم ہو کہ میں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔ اور اب میں مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے۔ اور تیری سعی عنداللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملیگا۔ اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے۔ میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر۔ اور میں آپکے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا۔ والسلام علی من سلک سبیل الصواب۔ منمقام چاچڑان۔

ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا

چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اُسکے تین سو تیرہ ۳۱۳ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہو گئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پہلے اس سے اس اُمت مرحومہ میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ جو مہدویت کا مدعی ہوتا اور اُس کے وقت میں چھاپہ خانہ بھی ہوتا۔ اور اُسکے پاس ایک کتاب بھی ہوتی جس میں تین سو تیرہ ۳۱۳ نام لکھے ہوئے ہوتے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر یہ کام انسان کے اختیار میں ہوتا تو اس سے پہلے کئی جھوٹے اپنے تئیں اس کا مصداق بنا سکتے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ خدا کی پیشگوئیوں میں ایسی فوق العادت شرطیں ہوتی ہیں کہ کوئی جھوٹا اُن سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ اور اُنکو وہ سامان اور اسباب عطا نہیں کئے جاتے جو سچے کو عطا کئے جاتے ہیں۔

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو سنہ ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ "در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی

از قریہ کدعہ باشد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المہدی من قریۃ یقال لہا کدعہ و یصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اہل بدر بثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر رجلا ومعہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیہا عدد اصحابہ باسمائہم وبلادہم وخلالہم یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا اُس مہدی کی تصدیق کریگا۔ اور دور دور سے اُسکے دوست جمع کریگا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ ۳۱۳ ہونگے۔ اور اُنکے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہونگے۔

اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعوی کرے اور اسکے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو جس میں اُسکے دوستوں کے نام ہوں لیکن میں پہلے اس سے بھی **آئینہ کمالات اسلام** میں تین سو تیرہ ۳۱۳ نام درج کر چکا ہوں۔ اور اب دوبارہ اتمام حجت کیلئے تین سو تیرہ ۳۱۳ نام ذیل میں درج کرتا ہوں تا ہر یک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی۔ اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق و صفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے۔ اور وہ یہ ہیں

(۱) منشی جلال الدین صاحب پنشنر سابق میرمنشی رجمنٹ نمبر ۱۲ موضع بلانی کھاریاں ضلع گجرات
(۲) مولوی حافظ فضل دین صاحب ″
(۳) میاں محمد دین پٹواری بلانی ″
(۴) قاضی یوسف علی نعمانی معہ اہلبیت تشام حصار
(۵) میرزا امین بیگ صاحب معہ اہلبیت بہالوجی جیپور
(۶) مولوی قطب الدین صاحب۔ بدوملی سیالکوٹ
(۷) منشی روڑا صاحب ..... کپورتھلہ
(۸) میاں محمد خان صاحب ..... ″
۹ منشی ظفر احمد صاحب ..... ″
۱۰ منشی عبدالرحمن صاحب ..... ″
۱۱ منشی فیاض علی صاحب ..... ″
۱۲ مولوی عبدالکریم صاحب ..... سیالکوٹ
۱۳ سید حامد شاہ صاحب ″
۱۴ منشی وزیر الدین صاحب کانگڑہ
۱۵ منشی گوہر علی صاحب جالندہر
۱۶ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی رہتاس جہلم
۱۷۔ میاں نبی بخش صاحب رفوگر۔ امرتسر
۱۸۔ میاں عبدالخالق صاحب ″ ″
۱۹۔ میاں قطب الدین خان صاحب مس گر ″
۲۰۔ مولوی ابو الحمید صاحب۔ حیدرآباد دکن
۲۱۔ مولوی حاجی حافظ حکیم نوردین صاحب معہ ہر دو زوجہ۔ بھیرہ۔ ضلع شاہ پور
۲۲۔ مولوی سید محمد احسن صاحب۔ امروہہ۔ ضلع مرادآباد
۲۳۔ مولوی حاجی حافظ حکیم فضل دین صاحب معہ ہر دو زوجہ بھیرہ
۲۴۔ صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی۔ قادیانی سابق سرساوی۔ معہ اہلبیت
۲۵۔ سید ناصر نواب صاحب دہلوی۔ حال قادیانی
۲۶۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدہیانوی معہ اہلبیت ″
۲۷۔ صاحبزادہ منظور محمد صاحب معہ اہلبیت ″
۲۸۔ حافظ حاجی مولوی احمد اللہ خان معہ اہلبیت ″
۲۹۔ سیٹھ عبدالرحمن صاحب حاجی اللہ رکھا معہ اہلبیت مدراس
۳۰۔ میاں جمال الدین سیکھواں گورداسپور معہ اہلبیت
۳۱۔ میاں خیر الدین ″ ″ ″
۳۲۔ میاں امام الدین ″ ″ ″
۳۳۔ میاں عبدالعزیز پٹواری ″ ″
۳۴۔ منشی گلاب دین۔ رہتاس۔ جہلم
۳۵۔ قاضی ضیاء الدین صاحب۔ قاضی کوٹ
۳۶۔ میاں عبداللہ صاحب پٹواری۔ سنوری
۳۷۔ شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم سابق لیس دفعدار رسالہ ۱۲ چھاؤنی سیالکوٹ
۳۸۔ مولوی مبارک علی صاحب امام ″
۳۹۔ میرزا نیاز بیگ صاحب ..... کلانوری
۴۰۔ میرزا یعقوب بیگ صاحب ... ″
۴۱۔ میرزا ایوب بیگ صاحب معہ اہلبیت ... ″
۴۲۔ میرزا خدا بخش صاحب ″ جھنگ
۴۳۔ سردار نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ
۴۴۔ سید محمد عسکری خان صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ الہ آباد

۴۵۔ میرزا محمد یوسف بیگ صاحب۔ سامانہ ریاست پٹیالہ
۴۶۔ شیخ شہاب الدین صاحب ۔۔۔ لودیانہ
۴۷۔ شہزادہ عبد المجید صاحب ۔۔۔ ״
۴۸۔ منشی حمید الدین صاحب ۔۔۔ ״
۴۹۔ میاں کرم الہی صاحب ۔۔۔ ״
۵۰۔ قاضی زین العابدین صاحب۔ خانپور۔ سرہند
۵۱۔ مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار ۔۔۔ پشاور
۵۲۔ محمد انوار حسین خانصاحب۔ شاہ آباد۔ ہردوئی
۵۳۔ شیخ فضل الہی صاحب ۔۔۔ فیض اللہ چک
۵۴۔ میاں عبد العزیز صاحب ۔۔۔ دہلی
۵۵۔ مولوی محمد سعید صاحب ۔۔۔ شامی طرابلسی
۵۶۔ مولوی حبیب شاہ صاحب۔ خوشاب
۵۷۔ حاجی احمد اللہ صاحب۔ بخارا
۵۸۔ حافظ نور محمد صاحب۔ فیض اللہ چک
۵۹۔ شیخ نور احمد صاحب ۔۔۔ امرتسر
۶۰۔ مولوی جمال الدین صاحب ۔۔۔ سیدوالہ
۶۱۔ میاں عبد اللہ صاحب۔ ٹھٹھہ شیرکا
۶۲۔ میاں اسمعیل صاحب ۔۔۔ سرساوہ
۶۳۔ میاں عبد العزیز صاحب نومسلم۔ قادیان
۶۴۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے معہ اہلبیت لاہور
۶۵۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ بھیرہ ضلع شاہپور
۶۶۔ شیر محمد خان صاحب بکھر ״
۶۷۔ منشی محمد افضل صاحب لاہور۔ حال ممباسہ
۶۸۔ ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب گوڑیانی۔ ملازم ״
۶۹۔ میاں کریم الدین صاحب مدرس قلعہ سوبھا سنگھ
۷۰۔ سید محمد اسمعیل دہلوی طالب علم حال قادیان
۷۱۔ بابو تاج الدین صاحب اکونٹنٹ ۔۔۔ لاہور
۷۲۔ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر ۔۔۔ ״
۷۳۔ شیخ نبی بخش صاحب ۔۔۔ ״
۷۴۔ منشی معراج الدین صاحب ۔۔۔ ״
۷۵۔ شیخ مسیح اللہ صاحب ۔۔۔ شاہجہانپوری
۷۶۔ منشی چوہدری نبی بخش صاحب معہ اہلبیت بٹالہ

۷۷۔ میاں محمد اکبر صاحب ۔۔۔ بٹالہ
۷۸۔ شیخ مولا بخش صاحب ۔۔۔ ڈنگہ۔ گجرات
۷۹۔ سید امیر علیشاہ صاحب سارجنٹ ۔۔۔ سیالکوٹ
۸۰۔ میاں محمد جان صاحب ۔۔۔ وزیر آباد
۸۱۔ میاں شادیخاں صاحب ۔۔۔ سیالکوٹ
۸۲۔ میاں محمد نواب خانصاحب تحصیلدار ۔۔۔ جہلم
۸۳۔ میاں عبد اللہ خانصاحب برادر نواب خانصاحب ״
۸۴۔ مولوی برہان الدین صاحب ۔۔۔ ״
۸۵۔ شیخ غلام نبی صاحب ۔۔۔ راولپنڈی
۸۶۔ بابو محمد بخش صاحب ہیڈ کلرک۔ چھاؤنی انبالہ
۸۷۔ منشی رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر۔ لدھیانہ
۸۸۔ منشی عبد الحق صاحب کراچی والہ ۔۔۔ ״
۸۹۔ حافظ فضل احمد صاحب ۔۔۔ لاہور
۹۰۔ قاضی امیر حسین صاحب ۔۔۔ بھیرہ
۹۱۔ مولوی حسن علی صاحب مرحوم ۔۔۔ بھاگلپور
۹۲۔ مولوی فیض احمد صاحب۔ لنگیاں والی۔ گوجرانوالہ
۹۳۔ سید محمود شاہ صاحب مرحوم۔ سیالکوٹ
۹۴۔ مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور آسام
۹۵۔ رحمن شاہ صاحب ناگپور ضلع چاندہ۔ ورڈرہ
۹۶۔ میاں جان محمد صاحب مرحوم۔ قادیان
۹۷۔ منشی فتح محمد معہ اہلبیت بزدار لیہ ڈیرہ اسمعیلخان
۹۸۔ شیخ محمد صاحب ۔۔۔ تکی
۹۹۔ حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم ۔۔۔ لودیانہ
۱۰۰۔ منشی پیر بخش صاحب مرحوم ۔۔۔ جالندھر
۱۰۱۔ شیخ عبد الرحمن صاحب نومسلم۔ قادیان
۱۰۲۔ حاجی عصمت اللہ صاحب ۔۔۔ لودیانہ
۱۰۳۔ میاں پیر بخش صاحب ۔۔۔ ״
۱۰۴۔ منشی ابراہیم صاحب ۔۔۔ ״
۱۰۵۔ منشی قمر الدین صاحب ۔۔۔ ״
۱۰۶۔ حاجی محمد امیر خان صاحب ۔۔۔ سہارنپور
۱۰۷۔ حاجی عبد الرحمن صاحب مرحوم ۔۔۔ لودیانہ
۱۰۸۔ قاضی خواجہ علی صاحب ۔۔۔ ״

۱۰۹۔ منشی تاج محمد خاں صاحب ۔۔۔ لودیانہ
۱۱۰۔ سید محمد ضیاء الحق صاحب ۔۔۔ روپڑ
۱۱۱۔ شیخ محمد عبد الرحمن صاحب عرف شعبان ۔۔ کابلی
۱۱۲۔ خلیفہ رجب دین صاحب تاجر ۔۔۔ لاہور
۱۱۳۔ پیرجی خدا بخش صاحب مرحوم ۔۔۔ ڈیرہ دون
۱۱۴۔ حافظ مولوی محمد یعقوب خاں صاحب۔ ״
۱۱۵۔ شیخ چراغ علی نمبردار ۔۔۔ تہ غلام نبی
۱۱۶۔ محمد اسمعیل غلام کبریا صاحب فرزند رشید
مولوی محمد احسن صاحب امروہی
۱۱۷۔ احمد حسن صاحب فرزند رشید مولوی
محمد احسن صاحب امروہی
۱۱۸۔ سیٹھ احمد صاحب عبد الرحمن حاجی اللہ رکھا
تاجر مدراس
۱۱۹۔ سیٹھ صالح محمد صاحب حاجی اللہ رکھا تاجر مدراس
۱۲۰۔ سیٹھ ابراہیم صاحب صالح محمد حاجی اللہ رکھا ״
۱۲۱۔ سیٹھ عبد الحمید صاحب حاجی ایوب حاجی اللہ رکھا ״
۱۲۲۔ حاجی مہدی صاحب عربی بغدادی نزیل۔ ״
۱۲۳۔ سیٹھ محمد یوسف صاحب حاجی اللہ رکھا۔ ״
۱۲۴۔ مولوی سلطان محمود صاحب میلاپور۔ ״
۱۲۵۔ حکیم محمد سعید صاحب ۔۔۔ ״
۱۲۶۔ منشی قادر علی صاحب ״ ״
۱۲۷۔ منشی غلام دستگیر صاحب ״ ״
۱۲۸۔ منشی سراج الدین صاحب ترل کھیڑی ۔۔۔ ״
۱۲۹۔ قاضی غلام مرتضیٰ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
مظفر گڈھ حال پنشنر
۱۳۰۔ مولوی عبد القادر خانصاحب جمال پور۔ لودیانہ
۱۳۱۔ مولوی عبد القادر صاحب۔ خاص لودیانہ
۱۳۲۔ مولوی رحیم اللہ صاحب مرحوم ۔۔۔ لاہور
۱۳۳۔ مولوی غلام حسین صاحب ۔۔۔ ״
۱۳۴۔ مولوی غلام نبی صاحب مرحوم۔ خوشاب۔ شاہپور
۱۳۵۔ مولوی محمد حسین صاحب علاقہ ریاست کپورتھلہ
۱۳۶۔ مولوی شہاب الدین صاحب غزنوی کابلی

۱۳۷۔ مولوی سید محمد تفضل حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ
علیگڈھ۔ ضلع فرخ آباد
۱۳۸۔ منشی صادق حسین صاحب مختار ۔۔۔ اٹاوہ
۱۳۹۔ شیخ مولوی فضل حسین صاحب احمد آبادی جہلم
۱۴۰۔ میاں عبد العلی موضع عبد الرحمن ضلع شاہپور
۱۴۱۔ منشی نصیر الدین صاحب۔ لونی۔ حال حیدر آباد
۱۴۲۔ قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ۔ گوجرانوالہ
۱۴۳۔ قاضی فضل الدین صاحب ״ ۔۔۔ ״
۱۴۴۔ قاضی سراج الدین صاحب ״ ۔۔۔ ״
۱۴۵۔ قاضی عبد الرحیم صاحب فرزند رشید قاضی ضیاء الدین
صاحب کوٹ قاضی۔ گوجرانوالہ
۱۴۶۔ شیخ کرم الہی صاحب کلرک ریلوے ۔۔۔ پٹیالہ
۱۴۷۔ میرزا اعظیم بیگ صاحب مرحوم۔ سامانہ پٹیالہ
۱۴۸۔ میرزا ابراہیم بیگ صاحب مرحوم ״ ״
۱۴۹۔ میاں غلام محمد طالب علم چھبرالہ۔ لاہور
۱۵۰۔ مولوی محمد فضل صاحب چنگا گوجرخان
۱۵۱۔ ماسٹر قادر بخش صاحب ۔۔۔ لدھیانہ
۱۵۲۔ منشی الہ بخش صاحب ۔۔۔ ״
۱۵۳۔ حاجی ملا نظام الدین صاحب ۔۔۔ ״
۱۵۴۔ عطاء الہی غوث گڈھ پٹیالہ
۱۵۵۔ مولوی نور محمد صاحب مانگٹ ۔۔۔ ״
۱۵۶۔ مولوی کریم اللہ صاحب ۔۔۔ امرتسر
۱۵۷۔ سید عبد الہادی صاحب سولن شملہ
۱۵۸۔ مولوی محمد عبد اللہ خان صاحب ۔۔۔ پٹیالہ
۱۵۹۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ۔۔۔ ״
۱۶۰۔ ڈاکٹر نور بخان صاحب۔ قصور ضلع لاہور
۱۶۱۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور۔ حال چکراتہ
۱۶۲۔ غلام محی الدین خانصاحب فرزند ڈاکٹر نور بخانصاحب
۱۶۳۔ مولوی سفدر حسین صاحب۔ حیدر آباد دکن
۱۶۴۔ خلیفہ نور دین صاحب ۔۔۔ جموں
۱۶۵۔ میاں اللہ دتا صاحب ۔۔۔ ״
۱۶۶۔ منشی عزیز الدین صاحب ۔۔۔ کانگڑہ

۱۶۷۔ سید مہدی حسین صاحب علاقہ پٹیالہ
۱۶۸۔ مولوی حکیم نور محمد صاحب۔ موکل
۱۶۹۔ حافظ محمد بخش مرحوم۔ کوٹ قاضی
۱۷۰۔ چودہری شرف الدین صاحب۔ کوٹلہ فقیر جہلم
۱۷۱۔ میاں رحیم بخش صاحب ۔۔۔ امرتسر
۱۷۲۔ مولوی محمد افضل صاحب۔ کملہ۔ گجرات
۱۷۳۔ میاں اسمعیل صاحب ۔۔۔ امرتسری
۱۷۴۔ مولوی غلام جیلانی صاحب۔ گہڑونوان جالندہر
۱۷۵۔ منشی امانت خانصاحب۔ نادون۔ کانگڑہ
۱۷۶۔ قاری محمد صاحب ۔۔۔ جہلم
۱۷۷۔ میاں کرم داد معہ اہلبیت ۔۔۔ قادیان
۱۷۸۔ حافظ نور احمد ۔۔۔ لودیانہ
۱۷۹۔ میاں کرم الہی صاحب ۔۔۔ لاہور
۱۸۰۔ میاں عبد الصمد صاحب ۔۔۔ نارووال
۱۸۱۔ میاں غلام حسین معہ اہلیہ۔ رہتاس
۱۸۲۔ میاں نظام الدین صاحب ۔۔۔ جہلم
۱۸۳۔ میاں محمد صاحب ۔۔۔ ״
۱۸۴۔ میاں علی محمد صاحب ۔۔۔ ״
۱۸۵۔ میاں عباس خان۔ کہوہار۔ گجرات
۱۸۶۔ میاں قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر جہلم
۱۸۷۔ میاں اللہ دتا خانصاحب اٹیالہ۔ ״
۱۸۸۔ محمد حیات صاحب ۔۔۔ چک جانی۔ ״
۱۸۹۔ مخدوم مولوی محمد صدیق صاحب ۔۔۔ بھیرہ
۱۹۰۔ عبد المغنی صاحب فرزند رشید مولوی
برہان الدین صاحب جہلمی
۱۹۱۔ قاضی چراغ الدین۔ کوٹ قاضی گوجرانوالہ
۱۹۲۔ میاں فضل الدین صاحب۔ قاضی کوٹ
۱۹۳۔ میاں علم الدین صاحب کوٹلہ فقیر جہلم
۱۹۴۔ قاضی میر محمد صاحب۔ کوٹ کہلیاں
۱۹۵۔ میاں اللہ دتا صاحب ۔۔۔ تت۔ گوجرانوالہ
۱۹۶۔ میاں سلطان محمد صاحب ۔۔۔ ״
۱۹۷۔ مولوی خان ملک صاحب کھیوال

۱۹۸۔ میاں الہ بخش صاحب علاقہ بند ۔۔۔ امرتسر
۱۹۹۔ مولوی عنایت اللہ مدرس مانانوالہ
۲۰۰۔ منشی میران بخش صاحب۔ گوجرانوالہ
۲۰۱۔ مولوی احمد جانصاحب۔ مدرس ״
۲۰۲۔ مولوی حافظ احمد دین چک سکندر گجرات
۲۰۳۔ مولوی عبد الرحمن صاحب کہیوال جہلم
۲۰۴۔ میاں مہر دین صاحب ۔۔۔ لالہ موسیٰ
۲۰۵۔ میاں ابراہیم صاحب پنڈوری۔ جہلم
۲۰۶۔ سید محمود شاہ صاحب فتح پور۔ گجرات
۲۰۷۔ محمد جو صاحب ۔۔۔ امرتسر
۲۰۸۔ منشی شاہ دین صاحب۔ دینا ۔۔۔ جہلم
۲۰۹۔ منشی روشن دین صاحب۔ ڈنڈوٹ۔ ״
۲۱۰۔ حکیم فضل الہی صاحب ۔۔۔ لاہور
۲۱۱۔ شیخ عبد اللہ دیوانچند صاحب کمپونڈر۔ ״
۲۱۲۔ منشی محمد علی صاحب ۔۔۔ ״
۲۱۳۔ منشی امام الدین صاحب کلرک ۔۔۔ ״
۲۱۴۔ منشی عبد الرحمن صاحب ״ ۔۔۔ ״
۲۱۵۔ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے لاہور حال جموں
۲۱۶۔ منشی مولا بخش صاحب کلرک ۔۔۔ لاہور
۲۱۷۔ شیخ محمد حسین صاحب مراد آبادی ۔۔۔ پٹیالہ
۲۱۸۔ علم شاہ صاحب کھاریاں۔ گجرات
۲۱۹۔ مولوی شیر محمد صاحب ہوجن۔ شاہپور
۲۲۰۔ میاں محمد اسحق صاحب اوورسیر ۔۔۔ حال ممباسہ
۲۲۱۔ میرزا اکبر بیگ صاحب ۔۔۔ کلانور
۲۲۲۔ مولوی محمد یوسف صاحب ۔۔۔ سنور
۲۲۳۔ میاں عبد الصمد صاحب ۔۔۔ سنور
۲۲۴۔ منشی عطا محمد صاحب۔ سیالکوٹ
۲۲۵۔ شیخ مولا بخش صاحب ״
۲۲۶۔ سید خصیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر
ڈنگہ
۲۲۷۔ منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپور
۲۲۸۔ سید احمد علی شاہ صاحب۔ سیالکوٹ

۲۲۹- ماسٹر غلام محمد صاحب - سیالکوٹ
۲۳۰- حکیم محمد دین صاحب .... ،،
۲۳۱- میاں غلام محی الدین صاحب ،،
۲۳۲- میاں عبد العزیز صاحب ،،
۲۳۳- منشی محمد دین صاحب ،،
۲۳۴- منشی عبد المجید صاحب - اوجلہ گورداسپور
۲۳۵- میاں خدا بخش صاحب - بٹالہ
۲۳۶- منشی حبیب الرحمن صاحب - حاجی پور کپورتھلہ
۲۳۷- محمد حسین صاحب لنگیاں والی - گوجرانوالہ
۲۳۸- منشی زین الدین محمد ابراہیم انجنیر بمبئی
۲۳۹- سید فضل شاہ صاحب لاہور
۲۴۰- سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر اوڑی کشمیر
۲۴۱- منشی عطا محمد صاحب چنیوٹ - جھنگ
۲۴۲- شیخ نور احمد صاحب - جالندھر - حال ممباسہ
۲۴۳- منشی سرفراز خان صاحب جھنگ
۲۴۴- مولوی سید محمد رضوی صاحب - حیدر آباد
۲۴۵- مفتی فضل الرحمن صاحب معہ اہلیہ - بھیرہ
۲۴۶- حافظ محمد سعید صاحب بھیرہ حال لندن
۲۴۷- مستری قطب الدین صاحب بھیرہ
۲۴۸- مستری عبد الکریم صاحب ،،
۲۴۹- مستری غلام الٰہی صاحب ،،
۲۵۰- میاں عالم دین صاحب ،،
۲۵۱- میاں محمد شفیع صاحب ،،
۲۵۲- میاں نجم الدین صاحب ،،
۲۵۳- میاں خادم حسین صاحب ،،
۲۵۴- بابو غلام رسول صاحب ،،
۲۵۵- شیخ عبد الرحمن صاحب نو مسلم ،،
۲۵۶- مولوی سردار محمد صاحب لون میانی
۲۵۷- مولوی دوست محمد صاحب ،،
۲۵۸- مولوی حافظ محمد صاحب بھیرو حال کشمیر
۲۵۹- مولوی شیخ قادر بخش صاحب - احمد آباد
۲۶۰- منشی امداد صاحب کلرک - چھاونی شاہپور

۲۶۱- میاں حاجی وریام - خوشاب
۲۶۲- حافظ مولوی فضل دین صاحب ،،
۲۶۳- سید ولداد علی صاحب - بلہور - کانپور
۲۶۴- سید رمضان علی صاحب ،، ،،
۲۶۵- سید حیوعلی صاحب - پلول - حال الہ آباد
۲۶۶- سید فرزند حسین صاحب چاند پور - ،،
۲۶۷- سید اہتمام علی صاحب - موہرونڈا - ،،
۲۶۸- حاجی نجف علی صاحب - کٹڑہ محلہ الہ آباد
۲۶۹- شیخ گلاب صاحب ،، ،،
۲۷۰- شیخ خدا بخش صاحب ،، ،،
۲۷۱- حکیم محمد حسین صاحب لاہور
۲۷۲- میاں عطا محمد صاحب سیالکوٹ
۲۷۳- میاں محمد دین صاحب جموں
۲۷۴- میاں محمد حسن صاحب عطار لدھیانہ
۲۷۵- سید نیاز علی صاحب - بدایوں - حال رامپور
۲۷۶- ڈاکٹر عبد الشکور صاحب ..... سرسہ
۲۷۷- شیخ حافظ الہ دین صاحب بی اے - چھاونیاں
۲۷۸- میاں عبد السبحان لاہور
۲۷۹- میاں شہامت خان نادون
۲۸۰- مولوی عبد الحکیم صاحب - دہارو ار علاقہ بمبئی
۲۸۱- قاضی عبد اللہ صاحب - کوٹ قاضی
۲۸۲- عبد الرحمن صاحب پٹواری - سنوری
۲۸۳- برکت علی صاحب مرحوم تہ غلام نبی
۲۸۴- شہاب الدین صاحب ،،
۲۸۵- صاحب دین صاحب طہال - گجرات
۲۸۶- مولوی غلام حسن مرحوم دینا نگر
۲۸۷- نواب دین صاحب مدرس ،،
۲۸۸- احمد دین صاحب منارہ
۲۸۹- عبد اللہ صاحب قرآنی لاہور
۲۹۰- کرم الٰہی صاحب کمپازیٹر ،،
۲۹۱- سید محمد آفندی ترکی
۲۹۲- عثمان عرب صاحب طائف شریف

۲۹۳- عبد الکریم خان صاحب مرحوم چمارو
۲۹۴- عبد الوہاب صاحب بغدادی
۲۹۵- میاں کریم بخش صاحب مرحوم مغفور جمال پور ضلع لودیانہ
۲۹۶- عبد العزیز صاحب عرف عزیز الدین ناسنگ
۲۹۷- حافظ غلام محی الدین صاحب بھیرو حال قادیان
۲۹۸- محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ریلوے
۲۹۹- احمد دین صاحب چک - کھاریان
۳۰۰- محمد امین کتاب فروش جہلم
۳۰۱- مولوی محمود حسن خان صاحب مدرس ملازم پٹیالہ
۳۰۲- محمد رحیم الدین - حبیب والہ
۳۰۳- شیخ حرمت علی صاحب کراری الہ آباد
۳۰۴- میاں نور محمد صاحب غوث گڈھ پٹیالہ
۳۰۵- مستری اسلام احمد صاحب بھیرہ
۳۰۶- حسینی خان صاحب الہ آباد
۳۰۷- قاضی رضی الدین صاحب اکبر آباد
۳۰۸- سعد اللہ خان صاحب الہ آباد
۳۰۹- مولوی عبد الحق صاحب ولد مولوی فضل حق صاحب مدرس سامانہ پٹیالہ
۳۱۰- مولوی حبیب اللہ صاحب مرحوم محافظ دفتر پولس - جہلم
۳۱۱- رجب علی صاحب پنشنر ساکن جھونسی کہنہ ضلع الہ آباد
۳۱۲- ڈاکٹر سید منصب علی صاحب پنشنر الہ آباد
۳۱۳- میاں کریم اللہ صاحب سارجنٹ پولس جہلم

اب دیکھو یہ تین سو تیرہ مخلص جو اس کتاب میں درج ہیں یہ اُسی پیشگوئی کا مصداق ہے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پیشگوئی میں کدعہ کا لفظ بھی ہے۔ جو صریح **قادیان** کے نام کو بتلا رہا ہے پس تمام مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مہدی موعود قادیان میں پیدا ہوگا۔ اور اُسکے پاس ایک کتاب چھپی ہوئی ہوگی۔ جسمیں تین سو تیرہ اُسکے دوستوں کے نام درج ہونگے سو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات میرے اختیار میں تو نہیں تھی کہ میں اُن کتابوں میں جو اس زمانہ سے ہزار برس پہلے دُنیا میں شائع ہو چکی ہیں اپنے گاؤں قادیان کا نام لکھ دیتا۔ اور نہ میں نے چھاپہ کی کل نکالی ہے تا یہ خیال کیا جائے کہ میں نے اس غرض سے مطبع کو اس زمانہ میں ایجاد کیا ہے۔ اور نہ تین سو تیرہ مخلص اصحاب کا پیدا کرنا میرے اختیار میں تھا۔ بلکہ یہ تمام اسباب خود خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ تا وہ اپنے رسول کریم کی پیشگوئی کو پورا کرے۔

مگر اس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر سخت افسوس ہے۔ کہ **وہ نہیں چاہتے** کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو۔ آتھم کی نسبت کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی الہامی شرط کے موافق اوّل آتھم سودائیوں کی طرح ڈرتا پھرا۔ اور بباعث شدت خوف شرط سے فائدہ اُٹھایا۔ آخر بیباکی کی حالت میں خدا تعالیٰ کے قطعی الہام کے موافق واصل جہنم ہوا۔ اور یہی پیشگوئی تھی جسکی براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں بھی اب سے سترہ برس پہلے خبر دیگئی تھی۔ سو جیسا کہ اس پیشگوئی کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی عبد الحق اور عبد الجبار غزنویان وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہ نجاست کھائی۔ اور جیسا کہ عیسائیوں نے اسلام پر حملہ کیا انہوں نے بھی اسلام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ نشان اسلام کی تائید میں تھا۔ سو ان لوگوں نے اسلام کی کچھ پروا نہ کی اور کچھ بھی حیا اور شرم اور تقویٰ سے کام نہ لیا اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا نام یہودی رکھا۔ اگر یہ لوگ آتھم کے بارے میں کوئی سچی نکتہ چینی کرتے تو ہمیں کچھ افسوس تھا مگر ان لوگوں نے تو اُس سچائی پر تھوکا جو آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ عبد الحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ پادریوں کی فتح ہوئی ہم اس کے جواب میں بجز اسکے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں مُنہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھکو بھی کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔ کیا تیرے لئے ایک دن موت کا مقرر نہیں

ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی
پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔
خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اُس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرّة
اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔ اے پلید دجّال! پیشگوئی
تو پوری ہو گئی لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دارقطنی میں مروی
ہیں یہ ہیں۔ اِنّ لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف
القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ الخ۔ یعنی ہمارے
مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان
کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات
میں گرہن ہوگا جو اُسکے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات۔ اور سورج کو اسکے گرہن کے
دنوں میں سے اُس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس ۲۸ تاریخ کو۔ اور جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے
کسی مدعی کیلئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اُسکے دعوی کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت
کے برخلاف ظہور میں آئے گا۔ اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اُس مہدی سے
پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اُس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو اور
اُسکے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہیئے تھا کہ اگر
اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے
جسمیں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے اور اُسکے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے
مگر اس طرف تو اُنھوں نے رُخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی
ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگیگا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولاقوۃ ان احمقوں نے
یہ معنے کس لفظ سے سمجھ لئے۔ اے نادانوں! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنیوالو! ذرہ سوچو!

کہ حدیث میں چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے۔ پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث
میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ ہلال کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند
پر قمر کا لفظ اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ پس ایک ایماندار کے
لئے یہ ایک بدیہی قرینہ ہے کہ اس جگہ پہلی رات سے مہینہ کی پہلی رات مراد نہیں بلکہ چاند گرہن کی پہلی رات
مراد ہے۔ اگر مہینہ کی پہلی رات مراد ہوتی تو اسجگہ ہلال کا لفظ چاہیئے تھا نہ قمر کا۔ گویا یوں عبارت چاہیئے تھی کہ
ینکسف الھلال لاوّل لیلۃ۔ سو اب سوچنا چاہیئے کہ یہ لوگ اس علمیت کے ساتھ مولوی کہلاتے ہیں
اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں۔
اور یہ خیال کہ اس حدیث میں جو یہ فقرہ ہے کہ لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض
اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ خسوف و کسوف بطور خارق ہوگا نہ ایسا خسوف کسوف جو منجمن کے نزدیک
معلوم و معروف ہے۔ یہ وہم بھی اسبات پر قطعی دلیل ہے کہ یہ لوگ علم عربی اور عالمانہ تدبر سے بالکل
بے نصیب اور بے بہرہ ہیں۔ یہودیوں کے لئے خدا نے اُس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی
ہوں۔ مگر یہ خالی گدھے ہیں۔ یہ اس شرف سے بھی محروم ہیں جو اُنپر کوئی کتاب ہو۔ ہر یک عقلمند جس کو ذرہ
انسانی عقل میں سے حصہ ہو سمجھ سکتا ہے کہ اسجگہ لم تکونا کا لفظ آیتین سے متعلق ہے جسکے یہ معنے
ہیں کہ یہ دونوں نشان بجز مہدی کے پہلے اس سے اور کسی کو عطا نہیں کئے گئے پس اسجگہ یہ کہاں سے سمجھا گیا کہ یہ
کسوف خسوف خارق عادت ہوگا۔ بھلا اسمیں وہ کونسا لفظ ہے جس سے خارق عادت سمجھا جائے اور جبکہ
مطلوب صرف یہ بات تھی کہ ان تاریخوں میں کسوف خسوف رمضان میں ہونا کسی کیلئے اتفاق
نہیں ہوا صرف مہدی موعود کے لئے اتفاق ہوگا تو پھر کیا حاجت تھی کہ خدا تعالیٰ اپنے قدیم نظام کے برخلاف
چاند گرہن پہلی رات میں جبکہ خود چاند کالعدم ہوتا ہے کرتا۔ خدا نے قدیم سے چاند گرہن کے لئے ۱۳، ۱۴،
۱۵۔ اور سورج گرہن کے لئے ۲۷-۲۸-۲۹۔ تاریخیں مقرر کر رکھی ہیں۔ سو پیشگوئی کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ کہ یہ
نظام اُس روز ٹوٹ جائیگا۔ جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گدھا ہے نہ انسان۔ پیشگوئی کے لفظ صاف ہیں
جن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ لم تکونا کے لفظ سے صرف یہ مطلب ہے کہ مہدی موعود کو ایک عزت دیجائے۔ اور اس

نشان کو اُسکے لئے خاص کر دیا جائے۔ سو پیشگوئی کا بھی مفہوم یہی ہے کہ یہ نشان کسی دوسرے مدعی کو نہیں دیا گیا۔ خواہ صادق ہو یا کاذب صرف مہدی موعود کو دیا گیا ہے۔ اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف کسوف کسی اور مدعی کے زمانہ میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں۔ اُس سے بیشک میں جھوٹا ہو جاؤنگا ورنہ **میری عداوت کیلئے** اسقدر عظیم الشان معجزہ سے انکار نہ کریں۔

اے اسلام کے عار مولویو! ذرہ آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کس قدر تم نے غلطی کی ہے جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس حدیث میں کسوف خسوف کو بینظیر نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ اُس نسبت کو بینظیر ٹھہرایا گیا ہے جو مہدی کے ساتھ اُسکو واقع ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ اس طور کا خسوف کسوف جو اپنی **تاریخوں** اور **مہینے** کے لحاظ سے مہدی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ تعلق اس کا پہلے اس سے کبھی کسی دوسرے کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور تفسیر اس قول کی اس طرح پر ہے کہ **ان لمھدینا آیتین لم تکونا لاحد منذ خلق السمٰوٰت والارض**۔ پس اس جگہ غرض تو یہ ہے کہ یہ دو نشان اس خصوصیت کے ساتھ مہدی کو دیئے گئے ہیں پہلے اس سے کسی کو نہیں دیئے گئے اور **لم تکونا** کا لفظ **آیتین** کی تشریح کرتا ہے کہ وہ مہدی کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں۔ خسوف کسوف کی کوئی نرالی حالت بیان کرنا منظور نہیں۔ بلکہ اس عبارت میں دونوں نشانوں کی مہدی کے ساتھ تخصیص منظور ہے۔ نہ یہ کہ خسوف کسوف کی کوئی نرالی حالت بیان کیجائے۔ اور اگر نرالی حالت بیان کرنا منظور ہوتا تو عبارت یوں چاہیئے تھی کہ **ینکسف القمر والشمس علیٰ نہج ما انکسفا منذ خلق السمٰوٰت والارض** یعنی ایسے طور سے چاند اور سورج کا گرہن ہوگا کہ پہلے اس سے جب سے آسمان و زمین پیدا کئے گئے ہیں ایسا خسوف کسوف کبھی نہیں ہوا۔ اب میں نے خوب تشریح کر کے اصل معنوں کو ننگا کر کے دکھلا دیا ہے اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے گا تو وہ پاگل کہلائے گا۔

اور اگرچہ پیشگوئی کے لفظوں سے یہ بات ہرگز نہیں نکلتی کہ خسوف کسوف کوئی نرالی طور پر ہوگا۔ مگر خدا تعالےٰ نے ان مولویوں کا مُنہ کالا کرنے کے لئے اس خسوف کسوف میں بھی ایک امر خارق عادت رکھا ہے **چنانچہ مارچ ۱۸۹۴ء پایونیر اور سول ملٹری گزٹ**

نے اقرار کیا ہے کہ یہ خسوف وکسوف جو ۶ اپریل ۱۸۹۴ء کو ہوگا ایک ایسا عجیب ہے کہ پہلے اس سے اس شکل اور صورت پر کبھی نہیں ہوا۔ دیکھو کفار گواہی دیتے ہیں کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہے۔ اور مولوی اعتراض کر رہے ہیں۔!!!

چو کافر شناسا تر از مولویست بریں مولویت بباید گریست

پھر ایک اور اعتراض سادہ لوح عبدالحق کا یہ ہے کہ محدثین نے دارقطنی کی اس حدیث کے بعض راویوں پر جرح کیا ہے۔ اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ لیکن اس احمق کو سمجھنا چاہیئے کہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا ہے کیونکہ اسکی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ پس اس صورت میں جرح سے حدیث کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ جنہوں نے جرح کیا ہے اُنکی حماقت ظاہر ہوئی۔ راویوں کی تنقید اور ان کا جرح ایک ظنی امر ہے۔ اور ایک پیشگوئی کا پورا ہو جانا اور اُس کا صدق مشاہدہ میں آ جانا یقینی امر ہے اور ظن یقین کو اُٹھا نہیں سکتا۔ رویت روایت پر مقدم ہے۔ مثلاً ایک بڑے معتبر راوی نے ایک جگہ بیان کیا کہ عبدالحق غزنوی فوت ہو گیا ہے۔ پھر اتنے میں تم خود اُس مجلس میں حاضر ہو گئے۔ تو اب میں پوچھتا ہوں کہ اُن مجلس والوں کو جنکے پاس ایک معتبر روایت تمہاری موت کی پہنچ چکی تھی کیا کرنا چاہیئے؟ کیا تمہارا جنازہ پڑھا جائے یا زندہ دیکھکر روایت کو رد کیا جائے۔ اے کسی جنگل کے وحشی! اخبر معائینہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ کیا تو نے **لیس الخبر کالمعاینۃ** کبھی نہیں سُنا۔ آثار اور احادیث جو آحاد ہیں وہ مفید ظن ہے اور معائنہ مفید یقین ہے۔ پس کیا ظن یقین کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ فرض کیا کہ اس حدیث میں کوئی راوی کذاب ہے مفتری ہے شیعہ ہے۔ مگر جبکہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی تو اس طریق سے حدیث کی صحت پر شہادت پیدا ہوگئی۔ کسی کا کاذب ہونا قطعی طور پر اُسکی روایت کو رد نہیں کر سکتا۔ کبھی کاذب بھی سچ بول سکتا ہے۔ دُنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے ساری عمر جھوٹ نہ بولا ہو۔ تو کیا یقینی طور پر اُنکی گواہی کو رد کر سکتے ہیں۔ پس ذرہ شرم کرو اور اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھو کہ تم نے اس حدیث کے دو راویوں **عمرو** اور **جابر** جعفی کو جھوٹا ٹھہرایا مگر اُن کا جھوٹ ثابت نہیں کسی نے اُنکے جھوٹ کا شرعی ثبوت پیش نہیں کیا۔ بلکہ اُنکی یہ روایت کسوف خسوف سچی نکلی۔ مگر تمہارا گندہ جھوٹ ایسی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ تم عندالشرع سخت سزا کے لائق ٹھہر گئے اور وہ جھوٹ یہ ہے کہ تم نے حقیقت کو چھپانے کے لئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو باطل ٹھہرانے کی نیت سے گرہن کی **تاریخوں کو بدل ڈالا**۔ سورج چاند کا گرہن جسکی نسبت پیشگوئی ہے تمام

ہندوستان عیسائی جانتے ہیں اور اخباروں اور جنتریوں میں مندرج ہے کہ وہ اس طرح پر واقع ہُوا کہ چاند گرہن تیرہ [۱۳] رمضان کو ہُوا اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کو جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ نور الحق میں اسی وقت چھاپ دیا تھا۔ مگر تم نے حق کو چھپانے کے لئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا کہ اپنے اس اشتہار میں جس کا عنوان ضیاء الابصار عن شر الوسواس الخناس ہے چاند گرہن کی تاریخ بجائے تیرہ [۱۳] رمضان کے چودہ [۱۴] رمضان لکھدی اور سورج گرہن کی تاریخ بجائے اٹھائیس [۲۸] رمضان کے انتیس [۲۹] رمضان لکھدی۔ پس اے بدذات خبیث دشمن اللہ رسول کے تو نے یہ یہودیانہ تحریف اسی لئے کی کہ تا یہ عظیم الشان معجزہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا دُنیا پر مخفی رہے۔ جابر اور عمرو بن شمر کا جھوٹ تو ہرگز ثابت نہیں ہُوا بلکہ سچ ثابت ہُوا۔ مگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا۔ جابر اور عمرو کا سچا ہونا کسوف خسوف سے ثابت ہوگیا اور رویت نے روایت کے ضعف کو دُور کر دیا۔ اب جو شخص ان بزرگوں کو جھوٹا کہے جن کے طفیل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ دُنیا پر کُھلا وہ بدذات خود جھوٹا اور بے ایمان ہے۔

اور پھر یہ ایک وسوسہ عبد الحق غزنوی نے پیش کیا ہے کہ خسوف کسوف کے بارہ میں جو اقوال ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اُنکے بعد مہدی کا ظہور ہو مگر میرزا قادیانی کے دعویٰ اور خروج کا یہ چوتھا سال ہے“۔ لیکن یاد رہے کہ یہ بھی اُس نابکار کی تزویر اور تلبیس ہے۔ پیشگوئی کے صاف لفظ یہ ہیں کہ ان لمھدینا آیتین۔ یعنی ہمارے مہدی کے مصدق مؤید دو نشان ہیں پس یہ لام جو انتفاع کے لئے آیا ہے صاف دلالت کرتا ہے کہ خسوف کسوف سے پہلے مہدی کا ظہور ضروری ہے۔ اور نشان کسوف خسوف اُسکے خروج کے بعد ہُوا ہے اور اُسکی تصدیق کیلئے ظاہر کیا گیا ہے۔ اور نشانوں کے ظاہر کرنے کے لئے سنت اللہ بھی یہی ہے کہ وہ سچے مدعی کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں ہوتے ہیں جبکہ اُس مدعی کی تکذیب بسرگرمی کیجائے۔ اور جو قبل از وقت بعض علامات ظاہر ہوتی ہیں اُنکا نام نشان نہیں بلکہ اُن کا نام ارہاص ہے۔ آیت جس کا ترجمہ نشان ہے اصل میں آیوا سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں پناہ دینا سو آیت کے لفظ کا عین محل وہ ہے جب ایک مامور من اللہ کی تکذیب کیجائے اُسکو جھوٹا ٹھہرایا جائے تب اُسوقت اُس بیکس کو خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں لانے کے لئے جو کچھ خارق عادت امر ظاہر کرتا ہے اُس امر کا نام آیت یعنی نشان ہے۔ اس تحقیق سے ثابت ہے کہ نشان کے لئے ضروری ہے کہ تکذیب کے بعد ظاہر ہو گویا اُسکے سچے ہونے پر ایک نشانی لگا دیگی۔ لیکن یہ نشانی اُسوقت نفع دیگی کہ جب تکذیب کے وقت ظاہر ہو۔ اور قبل وجود مدعی جو کچھ ظاہر ہو وہ امر مشتبہ ہوتا ہے۔ اور ہر ایک اُسکو اپنی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ اب اس امر کا کون فیصلہ کرے کہ اس کا مصداق فلاں شخص ہے دوسرا نہیں۔ لیکن اگر نشان کے وقت میں ۲ دو مدعی ہوں

تو نشان کا مصداق وہ ہوگا جس نے کُھلے طور پر زور سے اپنے دعویٰ کا اظہار کیا ہے۔ اور جس کی تکذیب بڑی سرگرمی اور زور شور سے ہوئی ہے۔ صادق کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اُسکی تکذیب بڑے زور شور سے ہوتی ہے جیسا کہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں منکرین نے ایک قیامت برپا کر دی تھی۔ اور مسیلمہ کذاب کو چُپکے ہی قبول کر لیا تھا۔ صادق اوائل میں ستایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے مگر آخر فتح پاتا ہے۔ کاذب پہلے قبول کیا جاتا ہے۔ مگر آخر ذلیل ہوتا ہے۔ اور یہی سنت اللہ ہے کہ جب ایک شخص مدعی پیدا ہو پھر اگر وہ سچا ہے تو اُسکی تائید کیلئے نشان پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ مدعی کا ابھی نام و نشان نہ ہو اور نشان پہلے ظاہر کیا جائے۔ اور ایسے نشان پر کوئی نفع بھی مترتب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ نشانوں کو دیکھ کر دعویٰ کرنیوالے بہت نکل آویں۔ یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ اب خسوف کسوف کو تیسرا سال جاتا ہے بھلا بتلاؤ کونسا دوسرا مہدی پیدا ہوگیا جو تمہارے نزدیک سچا ہے۔ ماسوا اسکے خسوف کسوف کا نشان ایک غضب اور انذار کا نشان ہے جو اُن لوگوں کے لئے ظاہر ہونا چاہیئے جو تکذیب میں سرگرم ہوں اور اُنکی عقلوں پر ضلالت کا گرہن لگ گیا ہو پھر جبکہ ابھی مہدی کا وجود ہی نہیں تو اس کا مکذب کون ہوگا جسکے ڈرانیکے لئے یہ انذاری نشان ظاہر ہُوا کیا عقل قبول کر سکتی ہے کہ غضب کا نشان تو ظاہر ہو جائے مگر جس کے لئے غضب کیا گیا ہے ابھی وہ موجود نہ ہو۔

یہ بھی سمجھو کہ ہر ایک نشان میں ایک سِر ہوا کرتا ہے۔ سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ خسوف کسوف میں یہی سِر تھا کہ تا علماء کی ظلمانی حالت کا نقشہ جو بوجہ تکذیب اُن میں پیدا ہوگئی آسمان پر ظاہر کیا جائے آسمان کا خسوف کسوف علماء کے خسوف کسوف کیلئے بطور ظل اور اثر کے تھا۔ اور پہلے خبر دیگئی تھی کہ علماء اُس مہدی موعود کی تکذیب اور تکفیر کرینگے۔ اور وہ لوگ تمام دُنیا سے بدتر ہوں گے۔ سو ضرور تھا کہ ایسا ہی ظہور میں آتا۔ سو علماء نے اُس زور شور سے تکذیب اور تکفیر کی کہ جو احادیث اور آثار میں پہلے سے لکھا گیا تھا وہ سب پورا کیا۔ اور اس طرح پر اُنکی ایمانی روشنی مسلوب ہوئی اور اُنکے دلوں پر انکار کی ظلمت کا خسوف کسوف لگ گیا۔ اور پھر اس خسوف کسوف پر گواہی پیش کرنیکے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہُوا۔ پس اسی وجہ سے یہ دونوں خسوف کسوف انذار کے نشان ہیں اور ہر ایک کسوف خسوف سے انذار ہی مطلوب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث* میں اسی طرف اشارہ کرنے کیلئے آیا ہے کہ ہر ایک کسوف یا خسوف کے وقت نماز پڑھو استغفار میں مشغول ہو اور صدقہ دو۔

* نوٹ۔ چنانچہ بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۲ سطر ۲۰ میں ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یخوف بھما عبادہ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما نرسل بالآیات الا تخویفا ۔

اور انذاری نشانوں کے لئے ضروری ہے کہ اوّل کسی قسم کی معصیت زمین کے باشندوں سے صادر ہو
سو اس خسوف کے پہلے جو معصیت ظہور میں آئی تھی وہ یہی تھی کہ علماء نے اس عاجز کی تکفیر اور تکذیب نہایت
اصرار سے کی اور اُنکے دل کسوف خسوف کے رنگ میں ہوگئے۔ پس چونکہ آسمان زمین کے واقعات کے
لئے آئینہ **عکس نما** کا حکم رکھتا ہے اس لئے یہ کسوف خسوف عکس کے طور پر آسمان پر ہوگیا۔ ہمیشہ کسوف
خسوف زمینی لوگوں کی ظلمانی حالت کا شاہد ہوتا ہے۔ مگر دونوں گرہن کا رمضان میں جمع ہونا علماء کی
تکذیب اور تکفیر اور دلی تاریکی کی ایک تصویر دکھلائی گئی۔ حق یہی ہے اگر چاہو تو قبول کرو۔

ان مولویوں نے اس بات پر کمر باندھی ہے کہ جہاں تک ممکن ہے خدا کے نشانوں کی تکذیب
کریں۔ جاہلوں کو جو خود مُردے ہوتے ہیں ان لوگوں نے دھوکے دے دیکر خراب کر دیا ہے جس طرح یہ
لوگ اپنی حماقت سے اُس پیشگوئی کو بطور تکذیب پیش کرتے ہیں جو آتھم کے متعلق ہے۔ اسی طرح وہ
دوسری پیشگوئی کو بھی پیش کرتے ہیں جو احمد بیگ اور اُسکے داماد کے متعلق تھی۔ مگر افسوس کہ وہ اپنی
ناانصافی سے ذرہ اس بات کو نہیں سوچتے کہ اس پیشگوئی کا ایک جزو نہایت صفائی سے میعاد کے اندر پورا
ہوچکا ہے۔ اور دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ چکی ہے پس ضرور تھا کہ جن لوگوں کو ایسا غم اور
ایسی مصیبت پہنچی وہ توبہ اور خوف سے اس لائق ہو جاتے کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں تاخیر
ڈال دیتا۔ یسعیاہ نبی کی پیشگوئی جو قطعی طور پر بتلاتی تھی کہ اسرائیل کا بادشاہ پندرہ دن میں مر جائے گا
وہ پیشگوئی اُس بادشاہ کے تضرع کے سبب سے پندرہ سال کے ساتھ خدا نے بدل دی۔ یہ قصہ ہماری
حدیثوں میں ہی نہیں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں میں بھی ابتک موجود ہے جس سے دنیا میں
کسی اہل کتاب کو انکار نہیں۔ یونہ نبی کی کتاب ✤ بھی ابتک بائبل کے ساتھ شامل ہے جس میں یونس کی
قطعی پیشگوئی کا قوم کی توبہ استغفار پر ٹل جانا صاف اور صریح لفظوں میں لکھا ہے۔ سو سمجھنا چاہیئے کہ
احمد بیگ کی موت ایسا دردناک ماتم تھا جس سے گھر ویران ہوگیا۔ وہ چھوٹے چھوٹے چار بچے
اور ایک بیوہ چھوڑ کر مرگیا۔ اور اُس کی موت کے بعد جس غم اور مصیبت میں وہ سب پڑ گئے اُس کا کوئی
اندازہ کر سکتا ہے۔ کیا ایسی مصیبت کی موت اور پھر سراسر پیشگوئی کے مطابق طبعاً یہ تاثیر نہیں

✤ ۳ آیت ۱۰ دیکھو۔

رکھتی تھی کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا فکر کھانے لگتا۔ اور اس طرح
ہراساں ہو کر رجوع الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں کہ **چشم دید تجربہ** اُس پر سخت اثر ڈالتا
ہے۔ سو درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اُسکے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے
غم میں ڈالا کہ گویا وہ مر گئے اور سخت خوف میں پڑ گئے اور دعا میں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا
کہ خدا تعالیٰ اسجگہ بھی تاخیر ڈالتا جیسا کہ آتھم کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر ڈالی۔ ہم عربی مکتوب میں لکھ
چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر
شرط کے بھی تخلف پذیر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا۔ ✤

سو چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف **انجام** کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی
بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائینگی تو کیا اُس دن یہ احمق مخالف جیتے
ہی رہینگے اور کیا اُس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائینگے۔ ان
بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہیگی۔ اور نہایت **صفائی سے ناک کٹ جائیگی**۔ اور ذلّت
کے سیاہ داغ اُنکے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دینگے۔ سنو اور یاد رکھو کہ میری
پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں اُن کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک
یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں
کے نمونہ پر ہیں تو اُنکی تکذیب اُنھیں پر لعنت ہے۔ چاہیئے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور روسیاہی
کے ساتھ نہ مریں۔ کیا یونس کا قصہ اُنھیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب ٹل گیا۔ جس میں کوئی شرط بھی نہ تھی
اور اسجگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جنکی تنبیہ کیلئے یہ نشان تھا اُسکے مرنے کے
بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا نام لیکر روتے تھے اور پیشگوئی کی عظمت
دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد عورت کانپ اُٹھے تھے اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں
سچ نکلیں۔ چنانچہ وہ لوگ اُس دن تک غم اور خوف میں تھے جبتک اُسکے داماد سلطان محمد کی میعاد گذر
گئی۔ پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو توبی توبی

✤ اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کریگا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جسکی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اسجگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو اُنکے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہونگی۔ منہ

اِنَّ البَلاءَ علیٰ عقبکِ ۱۸۸۶ء میں ہُوا تھا اسمیں صریح شرطِ توبہ کی موجود تھی۔ اور الہام کذبوا بآیٰتنا اس شرط کی طرف ایما کر رہا تھا پس جبکہ بغیر کسی شرط کے یونس کی قوم کا عذاب ٹل گیا تو شرطی پیشگوئی میں ایسے خوف کے وقت میں کیوں تاخیر ظہور میں نہ آتی۔ یہ اعتراض کیسی بے ایمانی ہے جو تعصب کیوجہ سے کیا جاتا ہے۔ مینے نبیوں کے حوالے بیان کر دیئے۔ حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا۔ مگر یہ نابکار قوم ابھی تک حیا اور شرم کیطرف رُخ نہیں کرتی۔

یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر یک بد سے بدتر ٹھہرونگا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جسکی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جسکے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا اُسکی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلا پیش آیا۔

براہین احمدیہ میں بھی اسوقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو **اسوقت** میرے پر کھولا گیا ہے۔ اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے۔

یا آدم اسکن انت و زوجك الجنّة۔ یا مریم اسکن انت و زوجك الجنّة یا احمد اسکن انت و زوجك الجنّة۔ اسجگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ وہ ابتدائی نام ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اُسوقت **پہلی** زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر **دوسری** زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اسوقت مبارک اولاد دیگئی جسکو مسیح سے مشابہت ملی۔ اور نیز اسوقت مریم کی طرح کئی ابتلا پیش آئے۔ جیسا کہ مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش کے وقت یہودیوں کی بدظنیوں کا ابتلا پیش آیا اور **تیسری** زوجہ جسکی **انتظار ہے** اُسکے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُسوقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے جس کا ستر **اسوقت** خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھولدیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔

براہین میں ایسے اسرار بہت ہیں جو اَب کھلتے جاتے ہیں۔ مثلاً براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۷ میں یہ پیشگوئی ہے **کِتَابُ الوَلِیِّ ذُوالفقار علیؓ**۔ اس پیشگوئی کی تشریح وہ الہام خوب کرتا ہے جو جلسہ مذاہب کے اشتہار میں درج کیا گیا ہے یعنی **اللّٰہ اکبر خربت خیبر**۔ خیبر کے فتح کرنیوالے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور اُن کا ہتھیار ذوالفقار تھی۔ سو یہ الہام بتلاتا ہے کہ اس عاجز کو ذوالفقار کی جگہ وہ معارف دیئے گئے ہیں جو کتابوں میں لکھے جاتے ہیں۔ اور خیبر سے مراد مسلمان صورت مولویوں کی قلعہ بندی ہے جو دراصل یہودی لیسرت ہیں۔ اب اُن کا قلعہ خراب ہو جائے گا۔ چنانچہ جلسہ مذاہب میں ان ملکوں کی خوب ہی سبکی ہوئی ✱ چنانچہ انگریزی اخباروں نے بھی آزادی کے ساتھ اسکی شہادت دی۔

ایسا ہی براہین احمدیہ میں احمد بیگ اور اُسکے داماد کے متعلق کی پیشگوئی کی نسبت صفحہ ۵۱۰ اور صفحہ ۵۱۱ میں اور صفحہ ۵۱۵ میں پہلے سے خبر موجود ہے اور وہ یہ ہے **واِن لم یعصمك الناس فیعصمك اللّٰہ**

✱ **حاشیہ**۔ سول ملٹری گزٹ اور آبزرور نے اسبات کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہی مضمون تمام مضامین پر غالب رہا۔ اور ان اخباروں نے اسکی اعجازی قوت کو اس حد تک مان لیا ہے کہ گویا اُس تقریر نے تمام حاضرین پر ایک مسمریزم کا عمل کر دیا اور تمام طبیعتیں اسکی طرف کھینچی گئی ہیں۔ اور آبزرور میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس مضمون کا انگریزی میں ترجمہ کر کے یورپ اور امریکہ میں پھیلائیں تا انکو حقیقی اسلام کی خبر ہو۔ اور بیدار مغز لوگوں نے اُس مضمون کو صرف اعلیٰ درجہ کا مضمون نہیں سمجھا بلکہ اُسکے اعجاز کے قائل ہو گئے چنانچہ آج چودہ جنوری ۱۸۹۷ء کو سیالکوٹ محلہ اٹاری سے ایک کارڈ مرسلہ اللہ دتا صاحب میرے پاس پہنچا جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ چونکہ وہ مضمون جو آپکی طرف سے لاہور میں پڑھا گیا تھا وہ ایک معجزہ کے رنگ میں تھا۔ اس لئے میں اس خوشی کے شکریہ میں ستر روپیہ نقد آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں کہ اس سے اسلام کی فتح ہوئی۔ خدا تعالیٰ میاں اللہ دتا صاحب کو اس خوشی کے عوض میں بہت سی ذاتی خوشیاں بھی دکھلاوے جو اسلام کی فتح سے خوش ہے خدا اُس سے خوش ہے۔ اب کیا اس اعجاز صریح کو جس سے سچے مسلمانوں نے یہ خوشیاں ظاہر کیں کوئی چھپا سکتا ہے پس عبد الحق کو سوچنا چاہیئے کہ مباہلہ کے یہ اثر ہوتے ہیں نہ یہ کہ متوفی بھائی کی ایک بوڑھی عورت پر قبضہ کر کے اُسکو مباہلہ کی نتیجہ کی دلیل ٹھہراوے اور برنگ بھائی کی موت یاد نہ آوے **لعنت ہے** ایسی خوشی پر۔ شیخ محمد حسین بٹالوی بھی سوچیں کہ کیا کبھی ان کا مضمون بھی اعجاز تصور ہو کر ہزارہا آدمیوں نے اسپر گواہی دی ہے کیا کبھی اعجازی مبارکبادی میں روپیہ بھی انکو انعام ملے ہیں۔ منہ

مِنْ عِنْدِہٖ۔ یعصمک اللّٰہ من عندہ وان لم یعصمک الناس۔ واذ یمکر بک الذی
کفر۔ اوقدلی یا ھامان لعلی اطلع الٰی الٰہ موسٰی وانی لاظنہ من الکاذبین۔
تبت یدا ابی لھب وتب ماکان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا۔ وما اصابک
فمن اللّٰہ۔ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الا انھا فتنۃ من اللّٰہ
لیحب حبا جما۔ حبا من اللّٰہ العزیز الاکرم۔ عطاءً غیر مجذوذ۔ شاتان
تذبحان۔ وکل من علیھا فان۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا۔ الم تعلم ان اللّٰہ علٰی
کل شیءٍ قدیر۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما
تاخر۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ۔ فبرّاہ اللّٰہ مما قالوا وکان عند اللّٰہ وجیھا۔

ترجمہ یعنی خدا تجھے بچائے گا اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تجھے بچائیگا اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔ وہ زمانہ یاد کر کہ جب ایک شخص تجھ سے مکر کریگا۔ اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ فتنہ انگیزی کی آگ بھڑکا۔ اسجگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے اور ہامان سے مراد نومسلم سعد اللہ ہے۔ اور پھر فرمایا کہ وہ کہے گا کہ میں اسکے خدا کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں اور میں اسکو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ یعنی با خدا ہونے کا دعویٰ سراسر کذب ہے کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یہ فرعون ہلاک ہو گیا اور دونوں ہاتھ اُسکے ہلاک ہو گئے یعنی یہ شخص ذلیل کیا جائیگا* اور ہاتھ جو کسب معاش کا ذریعہ ہیں نکمے ہو جائیں گے

*حاشیہ۔ محمد حسین بٹالوی کی ذلت کا یہ بھی موجب ہے کہ اُسنے ایک شیطانی پیشگوئی کی تھی کہ میں اس شخص کو یعنے اس عاجز کو ذلیل کر دوں گا۔ اور لوگوں کو رجوع سے بند کر دوں گا۔ مگر اُسکے برعکس ظہور میں آیا۔ اُسکی پیشگوئی کے وقت شاید سو کے قریب بھی ہماری جماعت نہیں تھی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آٹھ ہزار کے قریب ہیں۔ ابھی قریب عرصہ میں الہ آباد میں ایک بھاری جماعت پیدا ہو گئی ہے جو ہمارے دلی دوست میرزا خدا بخش صاحب کے قیام الہ آباد سے بہت مدد ملی ہے۔ میرزا صاحب موصوف نے اسقدر اس سلسلہ کو اُس طرف پھیلایا ہے کہ گویا تمام مخالفین کی ناک کاٹ کر آئے ہیں۔ اس خوشی کے وقت میں اُنکی وہ سو روپیہ کی مدد بھی قابل قدر ہے جو انھوں نے ۵۰ ایک دفعہ اور ۵۰ روپیہ قادیان میں آکر اس سلسلہ کی تائید کے لئے دیئے ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ منہ

یعنے اُس پر فقر فاقہ کی مصیبت نازل ہو گی۔ اور اپنے مقاصد میں ناکام رہے گا۔ اور رسوا ہو جائے گا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے دعویٰ اسلام اور مولویت کے لائق نہیں تھا کہ تکفیر اور تکذیب پر جرأت کرتا اور اس نازک مقدمہ میں چالاکی کے ساتھ دخل دیتا۔ ہاں یہ چاہئیے تھا کہ صحت نیت اور خوف دل کے ساتھ اپنے شکوک رفع کراتا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے منصوبوں سے جو کچھ تجھے ضرر پہنچے گا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جب یہ تکفیر اور تکذیب کرے گا تو اُسوقت مُلک میں ایک بڑا فتنہ برپا ہو گا۔ وہ فتنہ انسان کیطرف سے نہیں بلکہ تیرے خدا نے یہی چاہا تا وہ تجھ سے نہایت درجہ کی محبت کرے۔ کیونکہ ہر یک اصطفاء ابتلاء کے بعد ہوتا ہے خدا کی محبت بڑے قدر کے لائق ہے کیونکہ وہ سب پر غالب اور سب سے زیادہ کریم ہے پس جس سے وہ محبت کریگا۔ اُسکی تمام اُمیدیں کامیابی کا انجام رکھتی ہیں اور اُسکی یہ عطا غیر منقطع ہے۔ اُسکے بعد یوں ہو گا کہ دو بکریاں ذبح کی جائینگی۔ پہلی بکری سے مراد میرزا احمد بیگ ہوشیارپوری ہے۔ اور دوسری بکری سے مراد اُس کا داماد ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم سست مت ہو اور غم مت کرو کیونکہ ایسا ہی ظہور میں آئیگا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر یک چیز پر قادر ہے اور پھر فرمایا کہ ہمنے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے یعنی کھلی کھلی فتح دینگے۔ تا کہ تیرا خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ بخشدے یعنی کامل عزت اور قبولیت عطا کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کا تمام گناہ بخشدینا اس محاورہ پر استعمال پاتا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ پر راضی ہو جاوے اور پھر فرمایا کہ خدا اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ وہ اُسکو اُن تمام الزاموں سے بری کریگا جو اُسپر لگائے جاتے ہیں۔ اور وہ بندہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔

ان پیشگوئیوں میں علاوہ اور پیشگوئیوں کے جو اُنکے ضمن میں بیان کی گئیں دو بکریوں کے ذبح ہونیکی پیشگوئی احمد بیگ اور اُسکے داماد کیطرف اشارہ ہے جو آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے۔ ایسا ہی محمد حسین کی تکفیر کا فتنہ جو صرف پانچ چار سال سے شائع ہوا ہے آج سے سترہ برس پہلے اُس فتنہ کی براہین میں خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ اب سوچنا چاہئیے کہ کیا یہ انسان کا کام ہے۔ کیا انسان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ آئندہ واقعات کی خبر سالہا سال پہلے ایسی صفائی سے بیان کر سکے بڑے عظیم الشان فتنے میری نسبت دو دفعہ میں آئے ہیں۔ ایک پادریوں کا۔ ایک محمد حسین وغیرہ ملّوں کی تکفیر کا۔ سو ان دونوں فتنوں کی تصریح کے ساتھ براہین احمدیہ میں سترہ برس پہلے آجکے دن سے خبریں موجود ہیں۔ کیا دُنیا میں کوئی اور شخص موجود ہے جسکی تحریروں میں یہ عظیم الشان سلسلہ پیشگوئیوں کا پایا جائے۔ یقیناً کوئی سخت بیحیا ہو گا جو اس فوق العادت سلسلہ سے انکار کرے۔ اسجگہ الہام الٰہی بارش کیطرح برس رہا ہے آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں۔ اب دیکھو کہ یہ شریر مولوی کب تک اور کہاں تک انکار کرینگے۔ میں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور انکے سجادہ نشین اور انکے ملہم

اکٹھے ہوکر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا اُن سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ پس ضرور ہے کہ بموجب آیۂ کریمہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی میری فتح ہو۔ فمت یا عبد الشیطان الموسوم بعبد الحق۔ فان اللّٰہ معزنی و مذلک و مکرمنی و مہینک وان اللّٰہ لایحب الظالمین۔

کمال افسوس ہے جو ہمنے سُنا ہے کہ اسلام کے بدنام کرنیوالے غزنوی گروہ امرتسر میں رہتے ہیں۔ لوگوں کو بہکاتے ہیں کہ ایک بدبخت محمد سعید دہلوی جو مرتد ہوگیا ہے۔ اور اُس کا بھائی کبیر جو آٹھ دسمبر ۱۸۹۶ء میں بمقام کوٹلہ مالیر فوت ہوگیا ہے یہ دونوں واقعہ عبد الحق کے مباہلہ کا اثر ہیں۔ اے مسلمانوں! سوچو کہ یہ سیاہ دل فرقۂ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ اے بدبخت مفتریو! خبیث محمد سعید یا اُسکے بھائی سے میری کوئی قرابت نہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ نہ ہمارا کوئی رشتہ ہے نہ اُنسے کچھ غرض تعلق ہے کیا عبد الحق کے مباہلہ کا اثر ایک تیسرے گھر پر گرا جن کا ہم سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عبد الحق کے مباہلہ کے بعد بہت ذلیل ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے انکو ایسے ایسے جھوٹے منصوبے تراشنے پڑے۔ اگر عبد الحق کی روسیاہی کے دھونے کے لئے ایسے ہی جھوٹے منصوبے بنانے تھے تو دہلی کے غیر معروف دو لونڈوں کا ذکر بیفائدہ تھا۔ ہماری دانست میں بہتر یہ تھا کہ آجکل جو بمبئی میں ہزارہا لوگ طاعون سے مر رہے ہیں اُسکو عبد الحق کے مباہلہ کا اثر ٹھہرا کر اس مضمون کا اشتہار شائع کردیتے کہ "چونکہ منشی زین الدین محمد ابراہیم (جو نہایت درجہ مخلص اِنجناب اور سلسلہ بیعت میں داخل ہیں) بمبئی میں رہتے ہیں لہذا مناسب تھا کہ مباہلہ کا اثر اُسی شہر پر نہ کسی اور جگہ پڑتا۔" معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ ابتک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا۔ عبد الحق کے مباہلہ کے بعد جسقدر خدا تعالیٰ نے ہمیں ترقی دی ہے اور قبولیت زمین پر پھیلادی ہماری جماعت کو ہزار تک پہنچایا ہماری علمیت کا لاکھوں کو قائل کردیا۔ الہام کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جسکے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہوگئے یعنی دوسری بیوی سے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا۔ اور ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مریگا جبتک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اسکو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دُعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے۔ اور پھر خدا نے پیشگوئی کے موافق آتھم کو فی النار کر کے پادریوں اور مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔ ہزارہا روپیہ کی مالی فتوحات مجھ پر کیں۔ اور جلسہ مذاہب میں جو ۲۶ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوا تھا ہماری تقریر کی وہ قبولیت ظاہر کی کہ انگریزی اخباریں بول اُٹھے کہ ہاں یہی تقریر غالب رہی ہے اسکو معجزہ سمجھ کر بعض جوانمرد مسلمانوں نے روپیہ بھیجا جیسا کہ میاں اللہ دتا صاحب سیالکوٹی نے کل ۱۵ جنوری ۱۸۹۷ء کو اسی خوشی سے سو روپیہ بھیجا۔ اور اُسی روز ہماری وہ الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کی نسبت بذریعہ اشتہار شائع کیگئی تھی کہ یہ مضمون سب پر غالب آئیگا کیا اس عزت اور ان تمام الہاموں کے پورا ہونے سے ابتک عبد الحق کا منہ کالا نہیں ہوا۔ کیا ابتک غزنویوں کی

جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔ بیشک خدا نے ان لوگوں کو ذلت کی روسیاہی کے اندر غرق کردیا مباہلہ کا کھلا کھلا اثر اسکو کہتے ہیں۔ اور خدا کی تائید اس کا نام ہے۔ اور تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔

ہم اس مضمون کے خاتمہ میں یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جن ناپاک طبع لوگوں نے تکفیر پر کمر باندھی ہے اُنکے مقابل پر ایسے لوگ بھی بہت ہیں جنکو عالم رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ اور انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عاجز کی نسبت دریافت کیا۔ اور آپنے فرمایا کہ وہ شخص درحقیقت منجانب اللہ ہے اور اپنے دعوی میں صادق ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کی بہت سی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں جس شخص کو اس تحقیق کا شوق ہے وہ ہم سے اس کا ثبوت لے سکتا ہے۔

اور غزنوی افغانوں کی جماعت جو ناپاک خیالات اور تکذیب کی بلاؤں میں گرفتار ہیں انکے لئے اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں اُنکے والد بزرگوار مولوی عبد اللہ صاحب کی شہادت کافی ہے ہمارے پاس وہ گواہ موجود ہیں جو حلف سے بیان کرسکتے ہیں کہ مولوی عبد اللہ صاحب نے اپنے کشف کی رو سے بتلایا تھا کہ ایک نور آسمان سے نازل ہوا اور قادیان کی سمت میں اُترا ہے اور میری اولاد اُس نور سے محروم رہ گئی۔ اس گواہی میں حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار بھی شریک ہیں جو مولوی عبد اللہ کے دوست اور محسن بھی ہیں۔ بلکہ اُنکے بھائی محمد یعقوب نے ایک جلسہ میں قسم کھا کر کہا تھا کہ مولوی عبد اللہ نے اُس نور کے ذکر کے وقت اس عاجز کا نام بھی لیا تھا کہ یہ نور اُنکے حصہ میں آگیا۔ اور میری اولاد بے نصیب اور بے بہرہ رہی۔ لہذا مناسب ہے کہ عبد الحق غزنوی اور عبد الجبار جو اپنی شرارت اور خباثت سے تکفیر اور گالیوں پر زور دے رہے ہیں اپنے فوت شدہ بزرگ کے کلمات کی تحقیق ضرور کرلیں۔ ایسا نہ ہو کہ اُنکی وصیت کی نافرمانی کر کے اُنکے عاق بھی ٹھہر جائیں۔ اس بزرگ مولوی عبد اللہ نے اپنی زندگی کے زمانہ میں میرے نام بھی دو خط بھیجے تھے۔ اور اُن خطوں میں قرآنی آیتوں کے الہام کے ساتھ مجھے خوشخبری دی تھی کہ تم کفار پر غالب رہوگے اور پھر وفات کے بعد میرے پر ظاہر کیا تھا کہ میں آپکے دعوی کا مصدق ہوں۔ چنانچہ میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انھوں نے میرے دعوی کو سُنکر تصدیق کی۔ اور صاف لفظوں میں مجھے کہا کہ "جب میں دُنیا میں تھا تو میں امید رکھتا تھا کہ ایسا شخص خدا تعالیٰ کیطرف سے ظاہر ہوگا۔" یہ اُن کے الفاظ ہیں۔ ولعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔

اور اسوقت کے سجادہ نشینوں میں سے دو بزرگ اور ہیں جنہوں نے اس عاجز کے مقام اور مرتبہ سے انکار نہیں کیا۔ اور قبول کیا ہے۔ ایک تو میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والے پیر نواب صاحب بہاولپور ہیں

جن کا خط عربی مَیں نے چھاپ دیا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ علم عربی میں ایک فاضل ہیں۔

اور دوسرے پیر صاحب العلم ہیں۔ جو بلاد سندھ کے مشاہیر مشائخ میں سے ہیں جنکے مُرید ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہونگے۔ اور باوجود اس کے وہ علوم عربیہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ اور علماء راسخین میں سے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے جو میری نسبت گواہی دی ہے وہ یہ ہے۔ "انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستفسرته فی امرك وقلت بیّن لی یا رسول اللہ اهو کاذب مفتری او صادق۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه صادق ومن عند اللہ۔ فعرفت انك علی حق مُبین۔ وبعد ذالك لا شك فی اَمرك ولا نرتاب فی شانك و نعمل کما تامر۔ فان امرتنا ان اذهبوا الی البلاد امریکه۔ فانا نذهب الیها وما تکون لنا خیرة فی امرنا۔ وستجدنا انشاء اللہ من المطاوعین۔" یعنی مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں دیکھا پس مَیں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص جو مسیح موعود ہونیکا دعوی کرتا ہے کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے پس مَیں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ اب بعد اسکے ہم آپ کے امور میں شک نہیں کرینگے۔ اور آپکی شان میں ہمیں کچھ شبہ نہیں ہوگا۔ اور جو کچھ آپ فرمائینگے ہم وہی کرینگے۔ پس اگر آپ یہ کہو کہ ہم امریکہ میں چلے جائیں تو ہم وہیں جائینگے۔ اور ہم نے اپنے تئیں آپکے حوالہ کر دیا ہے اور انشاء اللہ ہمیں فرمانبردار پاؤ گے۔

یہ وہ باتیں ہیں جو انکے خلیفہ عبد اللطیف مرحوم اور شیخ عبد اللہ عرب نے زبانی بھی مجھے سنائیں۔ اور اب بھی میرے دلی دوست سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا صاحب مدراس سے اُنکے پاس گئے تو اُنھیں بدستور مصدق پایا۔ بلکہ انھوں نے عام مجلس میں کھڑے ہو کر اور ہاتھ میں عصا لیکر تمام حاضرین کو بلند آواز سے سُنا دیا کہ میں اُنکو اپنے دعویٰ میں حق پر جانتا ہوں اور ایسا ہی مجھے کشف کی رو سے معلوم ہُوا ہے۔ اور اُنکے صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ جب میرے والد صاحب تصدیق کرتے ہیں تو مجھے بھی انکار نہیں۔

اب عبد الحق غزنوی کو کچھ کھا کر مر جانا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ اس عاجز کی لاکھوں انسانوں میں عزت ظاہر کر رہا ہے جس میں اُسکی ذلت ہے۔ اس پلید کو سوچنا چاہیئے کہ مُباہلہ کا یہ اثر ہوتا ہے یا یہ کہ بھائی مرا اور اسکی بوڑھی عورت پر قبضہ کیا۔ اور پھر اُس کو مباہلہ کا اثر ٹھہرایا۔

اور یاد رہے کہ صرف یہی نہیں کہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور پیر صاحب صاحب العلم سندھ والے مصدق ہیں۔ بلکہ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب جنکے بزرگوں کے ہندوستان میں ہزار ہا مرید ہیں اس عاجز کی

بیعت میں معہ اپنے اہل بیت کے داخل ہو چکے ہیں۔ ایسا ہی حاجی منشی احمد جان صاحب لُدھیانوی مرحوم اس عاجز کے اوّل درجہ کے معتقدین میں سے تھے۔ اور اُنکے تمام صاحبزادے اور صاحبزادیاں اور گھر کے لوگ غرض تمام کُنبہ اُن کا اس عاجز کی بیعت میں داخل ہو چکا ہے۔

بالآخر میں پھر ہر یک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بیخبر ہیں وہ مجھکو عطا کئے گئے ہیں مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں میں ہر یک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ

قرآن شریف

اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے موسیٰ کے معجزہ سے بڑھکر۔ اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے✣۔ اور اُسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دُنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں

✣ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس زمانہ میں اسلام میں کوئی اہل کرامت موجود نہیں وہ اندھا اور سیاہ دل ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے کہ کسی زمانہ میں اہل کرامت سے خالی نہیں رہا۔ اور اب تو اتمام حجت کے لئے کرامات کی نہایت ضرورت ہے۔ اور وہ ضرورت خدا تعالیٰ کے فضل سے حسب المراد پوری ہو گئی ہے۔ کوئی شخص نہیں کہ کرامت نمائی میں اسلام کے مقابل ٹھہر سکے۔ منہ

کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے اُن کے خُدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہوجانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانو! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مُردار کھانے میں کیا لذّت؟!!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خُدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خُدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چُپ ہوگیا۔ آج وہ

ایک مسلمان

کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا ایک مُردہ کفن میں لپیٹا ہُوا۔ پھر کیا ہے؟ کیا ایک مُشت خاک۔ کیا یہ مُردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرہ آؤ! ہاں لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ۔ اور اُس سڑے گلے مُردہ کا میرے خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں کہ چالیس دن نہیں گذریں گے کہ وہ بعض آسمانی نشانوں سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادہ سے نہیں آزماتے۔ اور پھر انکار کرتے ہیں۔ اور پلید ہیں وہ طبیعتیں

جو شرارت کی طرف جاتی ہیں نہ طلب حق کی طرف۔

او میرے مخالف مولویو! اگر تم میں شک ہو تو آؤ چند روز میری صحبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑ لو۔ اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش آؤ میں اتمام حُجت کر چکا۔ اب جب تک تم اِس حجت کو نہ توڑ لو تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی نہیں جو سچا دل لے کر میرے پاس آوے

کیا ایک بھی نہیں۔

”دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“

والسّلام علیٰ مَن اتّبع الھُدےٰ

۲۲ر جنوری ۱۸۹۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

خُدا کا مارا کبھی نہیں بچتا
خدا کی قسم سے انکار کرنیوالا نیست و نابود کیا جائے گا

مفہوم یرمیاہ ۱۲/۱۷

چونکہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروزپور فوت ہوگئے ہیں اسلئے ہم قرینِ مصلحت سمجھتے ہیں کہ پبلک کو وہ پیشگوئیاں دوبارہ یاد دلادیں جن میں لکھا تھا کہ آتھم حتّاً اگر قسم نہیں کھائینگے تو اس انکار سے جو ان کا اصل مدعا ہے یعنی باقیماندہ عمر سے ایک کافی حصہ پانا یہ انکو ہرگز حاصل نہیں ہوگا۔ بلکہ انکار کے بعد جو اُنکی بیباکی کی علامت ہے جلدی اس جہان سے اُٹھائے جائینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا۔ اور ابھی ہمارے اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء پر سات مہینے نہیں گزرے تھے کہ وہ اس جہان سے گزر گئے! اور وہ پیشگوئیاں جو کہ اُنکی **اس موت** پر دلالت کرتی ہیں اور **پہلے** اشتہارات میں درج ہیں یہ ہیں ÷

اول۔ ضرور تھا کہ وہ کامل عذاب (یعنی موت) اُس وقت تک تھما رہے جبتک کہ وہ (یعنی آتھم) بیباکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۲ ÷

دوم۔ وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اسمیں کسی قدر (آتھم صاحب کو) مہلت دی گئی ہے (یعنی تھوڑی سی مہلت کے بعد پھر موت آئیگی) دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۱ ÷



حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سوم ۔ اور یاد رہے کہ مسٹر عبد اللہ آتھم میں کامل عذاب (یعنی موت) کی بنیادی اینٹ رکھدی گئی ہے۔ اور وہ عنقریب بعض تحریکات سے ظہور میں آجائیگی خدا تعالیٰ کے تمام کام اعتدال اور رحم سے ہیں اور کینہ ور انسان کیطرح خواہ نخواہ جلد باز نہیں۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۱۰ ؀

چہارم۔ اس ہماری تحریر سے کوئی یہ خیال نکرے کہ جو ہونا تھا وہ سب ہو چکا اور آگے کچھ نہیں۔ کیونکہ آیندہ کے لئے الہام میں یہ بشارتیں ہیں وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَاءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ۔ ہم دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے یعنی اپنی حجت کامل طور پر ان پر پوری کر دینگے۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۱۵ ؀

پنجم۔ اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیویں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہی جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑیگا جس نے حق کا اخفا کر کے دنیا کو دھوکہ دینا چاہا اور وہ دن نزدیک ہیں دور نہیں۔ یعنی اُس کی موت کے دن۔ دیکھو اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ صفحہ ۱۱ ؀

ششم۔ مگر تاہم یہ کنارہ کشی آتھم کی (یعنی قسم سے انکار کرنا) بے سود ہے کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ نادان پادریوں کی تمام یاوہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے۔ اگرچہ آتھم نے نالش اور قسم سے پہلوتہی کر کے اپنے اس طریق سے صاف جتلایا کہ ضرور اُس نے رجوع بحق کیا۔ اور تین حملوں کے طرز وقوع سے بھی جنکا وہ مدعی تھا کھلے طور پر بتلا دیا کہ وہ حملے انسانی حملے نہیں تھے مگر پھر بھی آتھم اس جرم سے بری نہیں ہے کہ اُس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا۔ دیکھو رسالہ ضیاء الحق مطبوعہ مئی ۱۸۹۵؁ء صفحہ ۱۱

ایسا ہی ان رسائل اور اشتہارات کے اور مقامات میں بار بار لکھا گیا ہے کہ موت میں صرف مہلت

دی گئی ہے اور وہ بہرحال انکار پر جمے رہنے کی حالت میں آتھم صاحب کو پکڑلے گی چنانچہ ہمارا آخری اشتہار جو آتھم صاحب کے قسم کھانے کے لئے دیا گیا اسکی تاریخ ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵؁ء ہے اسکے بعد آتھم صاحب کا انکار کمال کو پہنچ گیا کیونکہ انھوں نے باوجود اسقدر ہمارے اشتہارات کے کہ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا نکلا۔ یہانتک کہ سات اشتہار دیئے گئے مگر پھر بھی انھوں نے وہ گواہی جو اُنپر فرض تھی ادا نہیں کی اسلئے خدا تعالیٰ نے انکو اس پیشگوئی کے اثر سے خالی نہ چھوڑا۔ چنانچہ سات اشتہار پر سات دفعہ انکار کر چکے بعد آخر ساتویں اشتہار سے سات مہینے پیچھے ٭موت اُنپر وارد ہوگئی اور وہ ہاویہ کے عذاب سے پہلے بھی نجات یافتہ نہ تھے اُسوقت سے جو انکو پیشگوئی سنائی گئی اُسوقت تک کہ انکی جان نکل گئی غضب الٰہی کی آگ ہر وقت انکو جلا رہی تھی اور ایک خوف اور بے آرامی اور بے چینی اُنکے لاحق حال ہوگئی تھی۔ پس کچھ شک نہیں کہ وہ پیشگوئی کے وقت سے عذاب الٰہی میں پھنس گئے جیسے کوئی سخت بیماری میں پکڑا جاتا ہے اور اُن کا آرام اور خوشی سب جاتی رہی۔ سو الحمد للہ والمنۃ کہ جب آتھم صاحب نے اپنے رجوع الی الحق سے سات دفعہ انکار کیا تو خدا نے اس دروغگوئی کی سزا میں ان کو جلد لے لیا ؀

ناظرین یاد رکھیں کہ آخری پیغام جو آتھم صاحب کو قسم کھانے کے لئے پہنچایا گیا وہ اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵؁ء کا تھا۔ اس میں یہ غیرت دلانیوالے الفاظ بھی تھے کہ اگر آتھم کو عیسائی لوگ ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں اور ذبح بھی کر ڈالیں تب بھی وہ قسم نہیں کھائیں گے سو چونکہ آتھم نے سچی قسم سے مُنہ پھیرا اور نہ چاہا کہ حق ظاہر ہو سو جیسا کہ اُسنے حق کو چھپایا

٭ **حاشیہ**۔ بلاشبہ آتھم کے دوستوں کو اُسکی موت کا بہت ہی غم ہوا ہوگا بلکہ ہم نے سُنا ہی کہ ایک عیسائی بھولے خان نامی اسکی موت کے غم سے مرہی گیا۔ اور اسکو آتھم کی ناگہانی موت نے ایسے درد سے پکڑا کہ اُس نے خود کہدیا کہ یقیناً اب میرا جینا مشکل ہے چنانچہ دل پر سخت صدمہ پہنچنے کی وجہ سے وہ مرہی گیا اور پھر عیسائیوں نے اپنی قدیم عادت جھوٹ کی وجہ سے اسکی موت کو اُس کی کرامت بنالیا۔ بہتر ہو کہ اس قسم کی کرامت دوسرے شریر پادریوں سے بھی ظاہر ہو تا خس کم جہاں پاک کی مثال صادق آوے۔ منہ

خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اُسکے وجود کو اُسکے ہم مذہب لوگوں کی نظر سے چھپا لیا اور جیسا کہ
اُس نے وعدہ کیا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ تین ۳ دسمبر ۱۸۹۵ء تک ہماری طرف سے اُسکو تبلیغ
ہوتی رہی کہ شائد وہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے سچی گواہی ادا کر دے۔ پھر ہمنے تبلیغ کو چھوڑ دیا اور
خدا تعالیٰ کے وعدہ کے انتظار میں لگے سو آتھم صاحب نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء میں سے ابھی سات
مہینے ختم نہ کئے تھے کہ قبر میں جا پڑے ✣

یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں جسکو لوگ عبرت کی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ جن کے دل سیاہ اور
آنکھیں اندھی ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا تعالیٰ کے نشانوں کو چھپا دیں۔ چنانچہ پرچہ
کشف الحقائق بمبئی یکم اگست ۱۸۹۶ء جو حسام الدین عیسائی کی طرف سے نکلتا ہے اسمیں اسی
پُرانی عادت جھوٹ کی نجاست خوری کی وجہ سے چند سطریں صفحہ ۱۰۸ پرچہ مذکور میں لکھی ہیں جو
مناسب سمجھ کر ذیل میں اُن کا جواب دیا جاتا ہے ✣

قولہ۔ ہمنے سُنا ہے کہ جنگ مقدس نہایت مفید اور عمدہ کتاب ہے اسمیں قادیانی صاحب کی ناجائز
خیالات کی پردہ دری آتھم صاحب نے نہایت شایستگی سے کی ہے ✣

اقول۔ بیشک اسقدر تو میں بھی قائل ہوں کہ جنگ مقدس کا واقعی نقشہ ان لوگوں کو
بلاشبہ مفید ہے جو غور اور انصاف کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ لیکن جو مُردہ پرست ہیں اور
مُردہ پرستی کی عادت اُنکی طبیعت کی جزو ہو گئی ہے انکو مفید نہیں۔ کیونکہ وہ آنکھیں رکھتے
ہوئے نہیں دیکھتے اور کان رکھتے ہوئے نہیں سُنتے اور دل رکھتے ہوئے نہیں سمجھتے ✣

ظاہر ہے کہ جنگ مقدس کے مباحثہ میں عیسائیوں سے بڑا بھاری **مطالبہ** یہ تھا
کہ وہ ابن مریم کی **خدائی** کو عقل اور نقل کی رو سے ثابت کریں۔ سو عقل تو دُور سے ایسے
عقیدہ پر نفرین کرتی تھی۔ اس لئے انھوں نے عقل کا نام ہی نہ لیا۔ کیونکہ عقل اسلامی توحید تک
ہی گواہی دیتی ہے اور اسی لئے تمام عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ اگر ایک گروہ ایسے کسی جزیرہ
کا رہنے والا ہو جسکے پاس نہ قرآن پہنچا ہو اور نہ انجیل اور نہ اسلامی توحید پہنچی ہو اور نہ نصرانیت کی

تثلیث اُن سے صرف **اسلامی توحید** کا مواخذہ ہوگا۔ جیسا کہ پادری فنڈل نے
میزان الحق میں یہ صاف اقرار کیا ہے۔ پس لعنت ہے ایسے مذہب پر جس کے اصل الاصول
کے سچائی پر عقل گواہی نہیں دیتی۔ اگر انسان کے کانشنس اور خداداد عقل میں تثلیث کی
ضرورت **فطرتاً** مرکوز ہوتی تو ایسے لوگوں کو بھی ضرور تثلیث کا مواخذہ ہوتا جن تک تثلیث کا
مسئلہ نہیں پہنچا حالانکہ عیسائی عقیدہ میں بالاتفاق یہ بات داخل ہے کہ جن لوگوں تک
تثلیث کی تعلیم نہیں پہنچی اُن سے صرف توحید کا مواخذہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ توحید ہی
وہ چیز ہے جس کے نقوش انسان کی فطرت میں مرکوز ہیں ✣

باقی رہا یسوع کی خدائی کو منقولات سے ثابت کرنا۔ سو جنگ مقدس میں آتھم **مقتول**
ہرگز ثابت نکر سکا کہ یہی تعلیم جو انجیل کے حوالہ سے اب ظاہر کیجاتی ہے موسیٰ کی توریت میں موجود
ہے ظاہر ہے کہ اگر باپ بیٹے روح القدس کی تعلیم جو دوسرے لفظوں میں تثلیث کہلاتی ہے
بنی اسرائیل کو دیجاتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ **وہ سب کے سب اُسکو بھول جاتے** جس تعلیم کو موسیٰ نے
چھ سات لاکھ یہود کے سامنے بیان کیا تھا اور بار بار اُس کے حفظ رکھنے کیلئے تاکید کی
تھی اور پھر حسب زعم عیسائیاں متواتر خدا کے تمام نبی یسوع کے زمانہ تک اس تعلیم کو تازہ کرتے
آئے ایسی تعلیم یہود کو کیونکر بھول سکتی تھی ✣

کیا یہ بات ایک محقق کو تعجب میں نہیں ڈالتی کہ وہ تعلیم جو لاکھوں یہودیوں کو دیگئی تھی اور خدا کے
نبیوں کی معرفت ہر صدی میں تازہ کیگئی تھی جو اصل مدار نجات تھی اُسکو یہود کے تمام فرقوں نے بھلا دیا
ہو حالانکہ یہود اپنی تالیفات میں صاف گواہی دیتے ہیں کہ ایسی تعلیم ہمیں کبھی نہیں ملی۔ اور ہمیں
ماننا پڑتا ہے کہ یہود اس بات میں ضرور سچے ہیں۔ کیونکہ اگر تنزل کے طور پر یہ بھی فرض کریں
کہ صرف یسوع کے زمانہ تک یہود میں تثلیث کی تعلیم پر عمل تھا۔ تب بھی یہ فرض صریح باطل ٹھہرتا
ہے کیونکہ اگر ایسا عمل ہوتا تو ضرور اُس کے آثار یہود کے منقولات اور تالیفات میں باقی رہجاتے
اور غیر ممکن تھا کہ یہود یکدفعہ اُس تعلیم سے روگردان ہو جاتے کہ جو تعامل کے طور پر برابر انمیں چلی آئی

تھی۔ اور اگر کسی پیشگوئی میں یہود کو خبر دیجاتی کہ **ایک خدا بھی عورت کے پیٹ سے پیدا ہونیوالا ہے** تو پیشگوئی کے ایسے مفہوم سے جو نبیوں کی معرفت سبق کے طور پر انکو ملا تھا ہرگز انکار نہ کرتے۔ ہاں یہ ممکن تھا کہ یہ عذر پیش کرتے کہ ایک خدا ایک عورت کے پیٹ میں سے نکلنے والا تو ضرور ہے مگر وہ خدا ابن مریم نہیں ہے بلکہ وہ کسی دوسرے وقت میں آئیگا۔ حالانکہ ایسے عقیدہ پر یہود ہزار لعنت بھیجتے ہیں +

پس میں پوچھتا ہوں کہ جنگ مقدس میں آتھم نے ان باتوں کا کیا جواب دیا ہے۔ کیا یہود کی گواہی سے ثابت کیا کہ نبیوں سے یہی تعلیم انکو ملی تھی یا نبیوں کی معرفت جو پیشگوئیوں کے معنے انکو سمجھائے گئے تھے وہ یہی معنی ہیں۔ سچ ہے کہ آتھم اور اُسکے ہم مشربوں نے بائبل میں سے چند پیشگوئیاں پیش کی تھیں۔ مگر وہ ہرگز ثابت نکر سکے کہ **یہود جو وارث توریت کے ہیں** وہی معنے کرتے ہیں۔ صرف تاویلات رکیکہ پیش کیں۔ مگر ظاہر ہے کہ صرف خودتراشیدہ تاویلات سے ایسا بڑا دعویٰ جو عقل اور نقل کے برخلاف ہے ثابت نہیں ہوسکتا +

مثلاً یہ لکھنا کہ "عمانوایل نام رکھا" یہ یسوع کے حق میں پیشگوئی ہے۔ حالانکہ یہود نے بڑی صفائی سے ثابت کردیا ہے کہ یسوع کی پیدایش سے مدت پہلے یہ پیشگوئی ایک **اور لڑکے کے حق میں پوری ہوچکی ہے** +

اور مثلاً یہ کہنا کہ الوہیم کا لفظ جو جمع ہے تثلیث پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ یہود نے کھلے کھلے طور پر ثابت کردیا ہے کہ الوہیم کا لفظ توریت میں فرشتہ پر بھی بولا گیا ہے اور ایسے نبی پر بھی اور بادشاہ پر بھی۔ اور لفظ الوہیم سے **صرف تین شخص** ہی کیوں مُراد لئے جاتے ہیں کیونکہ جمع کا صیغہ تین سے **زیادہ** سینکڑوں ہزاروں پر بھی تو دلالت کرتا ہے سو اِن بیہودہ تاویلات سے بجُز اپنی پردہ دری کرانیکے اور کیا آتھم کے لئے نتیجہ نکلا تھا۔ مگر عیسائی بھی عجیب قوم ہے کہ اتنی ذلتیں اُٹھاکر پھر بھی شرمندہ نہیں ہوتی +

قولہ۔ قادیانی صاحب باضابطہ مباحثہ میں کامیاب ہوئے تو انھوں نے آتھم صاحب کے مرنے

کی پیشگوئی کی۔ مگر وہ بھی وقت متعینہ پر پوری نہ ہوئی +

اقول۔ مباحثہ کا نمونہ تو ہمنے کسی قدر ابھی بتلا دیا۔ اور پھر بھی انکار کرتے رہنا ان لوگوں کا کام ہے جو جھوٹ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور رہا یہ کہ آتھم تاریخ مقررہ پر نہیں مرا بلکہ اُسکے بعد مرا یہ عیسائیوں کی حماقت ہے جو ایسا سمجھتے ہیں۔ کیا پیشگوئی میں یہ شرط نہ تھی کہ آتھم اس حالتمیں ہاویہ میں گریگا کہ جب رجوع الی الحق نکرے*۔ اب ذرا دل کو ٹھہرا کر اور آنکھوں کو کھولکر سوچو اور فکر کرو کہ کیونکر آتھم نے اپنے اقوال سے اپنے افعال سے اپنی مضطربانہ حرکات سے اپنے مفتریانہ دعاوی سے اسبات کو ثابت کردیا کہ درحقیقت پیشگوئی کی عظمت نے اُسکے دل پر اثر کیا اور درحقیقت وہ پیشگوئی کے زمانہ میں نہ معمولی طور پر بلکہ بہت ہی ڈرا اور وہ خوف

* **حاشیہ**۔ اسبات کے لئے بڑے زبردست دلائل ہمارے ہاتھ میں ہیں کہ آتھم کی یہ موت کوئی معمولی موت نہیں۔ آتھم کی عمر قریباً میرے برابر تھی۔ اور میں تو اکثر عوارض لاحقہ سے بیمار رہتا ہوں اور دردسر کی بیماری مجھے مدت تیس سال سے ہے۔ مگر آتھم ایک پرورش یافتہ بیل کی طرح موٹا تھا اور دن رات شراب پینے اور عمدہ غذائیں کھانے کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا۔ سو اس کی موت درحقیقت انہیں پیشگوئیوں کا ظہور ہے کہ جو قطعی طور پر اُسکے لئے کی گئی تھیں +

اور علاوہ پیشگوئیوں کے جن کا اپنے وقت پر پورا ہونا ضروری تھا۔ یہ بھی انوارالاسلام اور دیگر اشتہارات میں باربار لکھ چکے ہیں کہ یہ قدیم سے سنت اللہ ہے کہ جو شخص خوف کی حالتمیں رجوع کرکے اور پھر امن پاکر برگشتہ ہوجائے خدا اُسکو تھوڑی مہلت دیکر پھر پکڑ لیتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے انا کاشفوا العذاب قلیلاً انکم عائدون۔ یعنی ہم رجوع کے بعد کچھ تھوڑی مدت عذاب کو موقوف رکھیں گے اور پھر پکڑ لینگے اور تھوڑی مدت اس لئے کہ پھر تم انکار کیطرف رجوع کروگے۔ سو ایسا ہی ہُوا +

یہ بات مسلمانوں کو بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ گو ایک شخص کا انجام خدائے تعالےٰ کے علم میں کفر ہو مگر عادت اللہ قدیم سے یہی ہے کہ اسکی تضرع اور خوف کے وقت عذاب کو دوسرے وقت پر ڈال دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ وعید میں خدا کے ارادہ عذاب کا تخلف جائز ہے مگر بشارت میں جائز نہیں جیسا کہ قوم یونس کی وعید میں نزول عذاب کی قطعی تاریخ بغیر کسی شرط کے بتلاکر پھر اس قوم کی تضرع پر وہ عذاب موقوف

سکے تمثلات اُس کی آنکھوں کے سامنے بار بار آئے جو قانون فطرت کی رو سے ان لوگوں کو دکھائی دیا کرتے ہیں جو حد سے زیادہ ڈرتے ہیں ✣

مثلاً امرتسر کے مقام میں اُس نے سانپ دیکھا کہ گویا وہ ہمارے اشارہ سے اسپر حملہ کرتا ہے۔ اور لدھیانہ کے مقام میں نیزوں والے دیکھے جو اُس کو مارنا چاہتے ہیں ✣ اور فیروزپور کے مقام میں بندوقوں والوں کو دیکھا کہ گویا اُس کا کام تمام کرنا چاہتے ہیں اگر یہ حملے کسی انسان کی طرف سے ہوتے تو ضرور آتھم صاحب اُس سانپ کو مار سکتے اور اگر سانپ ہاتھ سے نکل گیا تھا تو اُن لوگوں میں سے کسی کو پکڑ سکتے جنہوں نے لدھیانہ میں انپر حملہ کیا تھا۔ اور اگر انکو نہ پکڑ سکتے تو ان لوگوں میں سے تو ضرور کسی کو پکڑتے جنہوں نے مقام فیروزپور میں انکے داماد کی کوٹھی پر پہرہ والوں کے ہوتے انپر حملہ کیا تھا۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ آتھم جیسے **پیر جہان دیدہ** پر اس درجہ کی مذہبی دشمنی کی وجہ سے تین حملے ہوں تو وہ نہ کسی اقدام قتل کرنے والے کو پکڑ سکے اور نہ اُس مدت میں کسی عیسائی کو اس واقعہ کی خبر دے سکے اور نہ تھانہ میں رپورٹ لکھوا سکے اور نہ عدالت میں نالش کر سکے اور

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۴

رکھا گیا اور قرآن شریف اور توریت کے اتفاق سے یہ بھی ثابت ہے کہ فرعون کے ایمان کے وعدہ پر خدا تعالیٰ بار بار عذاب کو اُس سے ٹالتا رہا حالانکہ جانتا تھا کہ فرعون کا خاتمہ کفر پر ہے مگر اسبات کا ہر کیا ہے کہ وعید میں تخلف ارادہ عذاب کا کیوں اور کس وجہ سے بعض اوقات میں ہو جاتا ہے حالانکہ بظاہر تخلف وعید میں بھی رائحہ کذب ہے ✣

اسکا جواب یہ ہے کہ کسی کو سزا دینا در اصل خدا تعالیٰ کے ذاتی ارادہ میں داخل نہیں ہے اُسکے صفاتی نام جو اصل الاصول تمام صفاتی ناموں کے ہیں **چار** ہیں اور چاروں جود اور کرم پر مشتمل ہیں۔ یعنی وہی نام جو سورۂ فاتحہ کی پہلی تین آیتوں میں مذکور ہیں یعنی ربّ العٰلمین اور رحمان اور رحیم اور مٰلک یوم الدّین یعنی مالک یوم جزا ✣

ان ہر چہار صفات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے سراسر نیکی کا ارادہ کیا گیا ہے یعنی پیدا کرنا پرورش کرنا جس کا نام ربوبیت ہے۔ اور بے استحقاق آرام کے اسباب مہیا کرنا جس کا نام رحمانیت ہے۔ اور تقویٰ اور خدا ترسی اور ایمان پر انسان کے لئے وہ اسباب مہیا کرنا جو

ہمارا مچلکہ بذریعہ عدالت لے سکے اور مُنہ پر مُہر لگ جائے۔ کیا تم انسان ہو یا حیوان ہو کہ اتنی موٹی بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ جس آتھم پر جو اکسٹرا اسسٹنٹ بھی رہ چکا تھا ایسے ایسے سخت حملے ہوئے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ بقول تمہارے اُسکو زہر دینے کا بھی ارادہ کیا گیا مگر اُس نے عدالت کے ذریعہ سے **خونخوار** حریف کا کچھ بھی تدارک نہ کرایا۔ ایسے بدذات اور پلید طبع جنہوں نے زہر دینے کی تجویز کی اور ڈاکوؤں کی طرح تین مرتبہ اُسپر سخت حملے کئے کیا ایسے خبیثوں کو چھوڑنا روا تھا۔ خدا کی لعنت اُس شخص پر جس نے سانپ چھوڑا اور زہر دینے کی تجویز کی اور سوار اور پیادے بندوقوں اور تلواروں اور نیزوں کے ساتھ بمقام لدھیانہ اور فیروزپور آتھم کی کوٹھی پر بھیجے تا اُسکو قتل کریں۔ اور اگر یہ بات صحیح نہیں تو پھر اُس شخص پر ہزار لعنت جس نے ایسا بے بنیاد افترا کیا اور حق کو مخفی رکھنے کیلئے اور اپنے خوف کو چھپانے کے لئے یہ منصوبہ گھڑا ✣

اسی قسم کے افتراؤں سے جنکو ہمنے بچشم خود دیکھ لیا ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس عیسائی قوم میں سخت بدذات اور شریر پیدا ہوتے ہیں اور بھیڑوں کے لباس میں اپنے تئیں ظاہر کرتے ہیں اور اصل میں شریر بھیڑیئے ہوتے ہیں اور ایسی بدذاتی سے بھرے ہوئے جھوٹ بولتے ہیں اور افترا کرتے

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۴

آئندہ دکھ اور مصیبت سے محفوظ رکھیں جس کا نام **رحیمیت** ہے۔ اور اعمال صالحہ کے بجالانے پر جو عبادت اور صوم اور صلوٰۃ اور بنی نوع کی ہمدردی اور صدقہ اور ایثار وغیرہ ہے وہ مقام صالح عطا کرنا جو دائمی سرور اور راحت اور خوشحالی کا مقام ہے جس کا نام جزاء خیر از طرف مالک یوم الجزا ہے سو خدا نے ان ہر چہار صفات میں سے کسی صفت میں بھی انسان کے لئے بدی کا ارادہ نہیں کیا سراسر خیر اور بھلائی کا ارادہ کیا ہے لیکن جو شخص اپنی بدکاریوں اور بے اعتدالیوں سے ان صفات کے پرتوہ کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کرے اور فطرت کو بدل ڈالے اُسکے حق میں اسی کی شامت اعمال کی وجہ سے وہ صفات بجائے خیر کے شر کا حکم پیدا کر لیتے ہیں چنانچہ ربوبیت کا ارادہ تھا اور اعدام کے ارادہ کے ساتھ مبدل ہو جاتا ہے اور رحمانیت کا ارادہ غضب اور سخط کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے اور رحیمیت کا ارادہ انتقام اور سخت گیری کے رنگ میں جوش مارتا ہے اور جزاء خیر کا ارادہ مواخذہ اور تعذیب کی صورت میں اپنا ہولناک چہرہ دکھاتا ہے ✣

سو یہ تبدیلی خدا کی صفات میں انسان کی اپنی حالت کی تبدیلی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

ہیں جن کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہوتی +

عیسائی اس بات کو مانیں یا نہ مانیں مگر منصف لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ آتھم کو ان بیہودہ افتراؤں کی کیوں ضرورت پیش آئی اور کیوں اور کس وجہ سے یہ باتیں اُسنے میعاد گزرنے کے بعد پیش کیں اور میعاد کے اندر میّت کی طرح کیوں خاموش رہا۔ حالانکہ دشمن کی مجرمانہ حرکت کو اُسی وقت شائع کرنا چاہئیے تھا جبکہ دشمن کی طرف سے ارتکاب جرم کا ہُوا تھا +

اس افترا کا یہی سبب تھا کہ آتھم نے اپنی کمال سراسیمگی سے پیشگوئی کی میعاد میں دنیا پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے سخت خوف میں پڑ گیا اور اُسکے دل کا آرام جاتا رہا۔ اکثر وہ روتا تھا۔ اور اُسکے ڈرنے والے دل کا نقشہ اُس کے چہرہ پر نمودار تھا۔ اور مُردہ پرستی کا ایمان اسکو **قوت اور استقامت** نہیں بخش سکتا تھا بلکہ اُس وقت سچائی کے خوف نے اُس کے ایسے پلید خیالات کو اپنے پیروں کے نیچے کچل دیا تھا۔ سو جس خوف کا اُسنے اپنی سخت بیقراری سے ثبوت دیدیا تھا میعاد گزرنے پر ضرور تھا کہ وہ اپنی قوم کے آگے اُسکی کچھ تاویل کرتا اور اسکی کوئی وجہ بتلاتا تا کسی کے ذہن کا اس طرف انتقال ہو کہ وہ تمام خوف پیشگوئی کی وجہ سے تھا سو اُس نے تین حملوں اور زہر دینے کی تجویز کو بہانہ بنایا۔ تا سب لوگ بول اُٹھیں کہ جبکہ آتھم بیچارہ پر اس قدر سخت حملے ہوئے تو وہ بیچارہ کیوں سراسیمہ اور بیقرار نہ رہتا +

اگر یہ بہانہ نہیں تھا اور واقعی طور پر ہم نے کوئی تعلیم یافتہ سانپ چھوڑا تھا یا ہمارے سوار اور پیادے اُسکے قتل کرنے کیلئے اُسکی کوٹھی پر آئے تھے یا اُس کو زہر دینے کے لئے ہماری

حاشیہ — غرض چونکہ سزا دینا یا سزا کا وعدہ کرنا خدا تعالیٰ کی اُن صفات میں داخل نہیں جو ام الصفات ہیں کیونکہ اصل اُسنے انسان کیلئے نیکی کا ارادہ کیا ہے اسلئے خدا کا وعید بھی جبتک انسان زندہ ہے اور اپنی تبدیلی کرنے پر قادر ہے فیصلہ ناطقہ نہیں ہے۔ لہذا اُسکے برخلاف کرنا کذب یا عہد شکنی میں داخل نہیں۔ اور گو بظاہر کوئی وعید شروط سے خالی ہو مگر اُس کے ساتھ پوشیدہ طور پر ارادہ الٰہی میں شروط ہوتی ہیں بجز ایسے الہام کے جسمیں ظاہر کیا جائے کہ اسکے ساتھ شروط نہیں ہیں پس ایسی صورتمیں وہ قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے اور تقدیر مبرم قرار دیا جاتا ہے یہ نکتہ معارف الٰہیہ میں سے نہایت قابل قدر اور جلیل الشان نکتہ ہے جو سورۂ فاتحہ میں مخفی رکھا گیا ہے۔ قدیمہ

طرف سے کوئی اقدام ہُوا تھا تو اُس کو خدا نے خوب موقعہ دیا تھا کہ ہماری پیشگوئی کی قلعی کھولتا اور حملہ آور کو پکڑتا اور ان حملوں کے وقوع کا ثبوت دیتا۔ یا کم سے کم اثنا پیشگوئی میں کسی تھانہ میں رپورٹ لکھواتا یا کسی حاکم سے ذکر کرتا یا اخبار میں چھپوا دیتا۔ جس شخص نے اوّل جھوٹی پیشگوئی کر کے اس قدر اُس کے دل کو دکھایا اور اس درجہ کا صدمہ پہنچایا اور پھر زہر دینے کی فکر میں رہا۔ اور پھر تین حملے کئے تا کہ اسکو نیست و نابود کرے اور اُسکی موت کو اُسکے مذہب کے بطلان پر دلیل لاوے۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسے ظالم کے ظلم پر ہرگز صبر نہ کیا جاتا۔ اگر اپنے لئے نہیں تو اپنے مذہب کی حمایت کے لئے ایسے مفسد کا واجب تدارک کرنا چاہئیے تھا چنانچہ اخبار والوں نے بھی ہر طرف سے زور دیا کہ آتھم صاحب لوگوں پر احسان کرینگے اگر ایسے مفسد کو عدالت کے ذریعہ سے سزا دلائینگے مگر آتھم صاحب **موت سے پہلے ہی مر گئے اور ہماری سچائی کے پوشیدہ ہاتھ** نے ایسا اُنہیں دبایا کہ گویا وہ زندہ ہی قبر میں داخل ہو گئے +

دنیا تمام اندھی نہیں ہر یک منصف سوچ سکتا ہے کہ جو ناحق کے الزام کے تیر انھوں نے میری طرف پھینکے تھے وہی تیر بوجہ عدم ثبوت اُنکو زخمی کر گئے اور اُن افتراؤں سے عقلمندوں نے سمجھ لیا کہ ضرور دال میں کالا ہے +

غرض جبکہ وہ اُس بار ثبوت سے سبکدوش نہ ہو سکے جس سے انھیں سبکدوش ہونا چاہئیے تھا بلکہ قسم کھانے سے بھی محض حق پوشی کے طریق پر انکار کر گئے تو کیا اب بھی یہ ثابت نہ ہُوا کہ ضرور انھوں نے پیشگوئی کی عظمت کا خوف دل میں ڈالکر اُس شرط سے فائدہ اُٹھایا تھا جو الہامی عبارت میں درج تھی +

قولہ۔ قادیانی صاحب کے پیر و پیشگوئی کے سبب سے اُن سے منحرف ہو گئے۔

اقول۔ میاں حسام الدین کی یہ دروغگوئی درحقیقت افسوس کی جگہ نہیں کیونکہ جبکہ اُن کے بزرگ عیسائی ایک مُردہ کو خدا بنانے کے لئے کئی جھوٹی انجیلیں بنا کر چھوڑ گئے تو

جھوٹ بولنا اُن کی وراثت ہے +

یہ بھی یاد رہے کہ انحراف سے اُنکی مراد کسی ایک آدھ ناسمجھ کا انحراف ہے تو آپ کے یسُوع صاحب پر سب سے پہلے یہ الزام ہے کیونکہ یہودا اسکریوطی یسُوع صاحب سے بڑے زور شور کے ساتھ منحرف ہُوا تھا۔ اور نہ صرف منحرف ہُوا بلکہ نہایت بدظن ہو کر یہہ چاہا کہ ایسا شخص ہلاک ہی ہو جائے تو بہتر ہے۔ تیس روپیہ لینے پر اسی وجہ سے راضی ہُوا کہ یہ رقم قلیل بھی اُس کے وجود سے بدرجہا افضل ہے +

بات یہ ہے کہ یسُوع صاحب نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ میں داؤد کے تخت کو قائم کرنے آیا ہوں اور اس طرح پر یہود کو اپنی طرف کھینچنا چاہا تھا کہ دیکھو میں تمہاری بادشاہی پھر دُنیا میں دوبارہ قائم کرنے آیا ہوں اور رومی گورنمنٹ سے اب جلد تم آزاد ہونا چاہتے ہو مگر وہ بات نہ ہوئی بلکہ حضرت یسُوع صاحب نے نہایت درجہ کی ذلّت دیکھی۔ مُنہ پر تھوکا گیا۔ اور آپ کے اُس حصہ جسم پر کوڑے لگائے گئے جہاں مجرموں کو لگائے جاتے ہیں اور حوالات میں کیا گیا۔ پس یہود اور ایسا ہی اور بہت سے آدمیوں نے بخوبی سمجھ لیا کہ اس شخص کی پیشگوئی صاف جھوٹی نکلی اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے +

لہٰذا انھوں نے اس کے ساتھ رہنا پسند نہ کیا۔ اور اُن کے دل پہلے ہی سے شکستہ ہو گئے تھے کیونکہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق یسُوع میں مسیح موعود ہونے کی علامتیں نہ پائی گئیں۔ اور خاصکر یہ کہ اُن سے پہلے ایلیا آسمان سے نہ اُترا جس کا اُترنا ضروری تھا۔ اور پھر اس بات سے تو طبیعتیں نہایت بیزار ہو گئیں کہ داؤد کے تخت کے بحال کرنے کی پیشگوئی جو مسیح موعود کی علامت تھی اُنکے حق میں صادق نہ آئی۔ انھوں نے دعویٰ بھی کر دیا کہ میں پہلے نبیوں کی پیشگوئی کے مطابق داؤد کے تخت کو پھر بحال کرنے آیا ہوں بلکہ شوق ظاہر کیا کہ لوگ مجھ کو شہزادہ کہیں مگر اُنکی بدقسمتی سے داؤد کا تخت بحال نہ ہُوا اور وہ دعوے جھوٹا نکلا۔ اور درحقیقت یسُوع صاحب کی یہ ایک فضولی تھی اور ریا ایک قسم کی چالاکی اور دام

اندازی کہ اُنھوں نے یہودیوں کو داؤد کے تخت کی اُمید دلائی تا کہ وہ لوگ اگر اور طرح نہیں تو اسی طرح اُن کے قبضہ میں آجائیں۔ مگر چاہئیے تھا کہ وہ ایسی لاف وگزاف سے اپنی زبان کو بچاتے اور اُسی پہلی بات پر قائم رہتے کہ میری بادشاہت دنیا کی بادشاہت نہیں مگر **نفسانی جذبات** کی وجہ سے صبر نہ کر سکے اور اپنے پہلے پہلو میں ناکامی دیکھ کر ایک اور چال اختیار کی اور پھر جب باغی ہونے کے شبہ میں پکڑے گئے تو پھر اپنے تئیں بغاوت کے الزام سے بچانے کے لئے وہی پہلا پہلو اختیار کر لیا۔ **دعویٰ خدائی کا اور پھر یہ چال بازیاں۔ جائے تعجب ہے** +

اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسُوع کی نسبت ہے جس نے **خدائی کا دعویٰ کیا** اور پہلے نبیوں کو **چور اور بٹمار** کہا اور خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز اسکے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ **ایسے یسُوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں** +

قولہ۔ ہر ایک شریف مسلمان کو اس بات کے سُننے سے نہایت رنج ہوگا کہ مسلمان مخالفین نے اُنکے یعنی آتھم صاحب کے مارنے کے لئے وحشیانہ حرکتیں کیں اُنکے گھر میں زندہ سانپ چھوڑے گئے اُن کو زہر کھلانے کی تجویز کی گئی +

اقول۔ میں پوچھتا ہوں کہ اب آتھم صاحب جو مر گئے کس زہر سے مارے گئے یا کس سانپ نے اُنکو ڈسا یا کس نے اُنپر بندوق فیر کی یا تلوار چلائی۔ اگر کہو کہ اب پیشگوئی کی میعاد کے بعد فوت ہوئے تو یہ صاف حماقت ہے کیونکہ پیشگوئی نے یہ قطعی فیصلہ نہیں دیا تھا کہ ضرور اُس کی میعاد کے اندر ہی فوت ہونگے۔ بلکہ پیشگوئی میں یہ صاف شرط موجود تھی کہ اگر وہ عیسائیت پر مستقیم رہیں گے اور ترکِ استقامت کے آثار نہیں پائے جائینگے اور اُنکے افعال یا اقوال سے رجوع الی الحق ثابت نہیں ہوگا تو صرف اس حالت میں پیشگوئی کے اندر فوت ہونگے ورنہ اُنکی موت میں تاخیر ڈال دی جائیگی۔ ہاں کسی قدر ہاویہ کا بھی مزہ چکھ لینگے

سو بلاشبہ پیشگوئی نے میعاد کے اندر اُس ہاویہ کا مزہ اُنکو چکھا دیا جس ہاویہ کی تکمیل رفتہ رفتہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو ہوگئی اور ضرور تھا کہ وہ پیشگوئی کی میعاد میں ہاویہ کے پورے اثر سے بچے رہتے کیونکہ انھوں نے اسلامی پیشگوئی کا ڈر اپنے پر ایسا غالب کیا کہ ایک قسم کی موت اُنپر آگئی وہ مُردوں کی طرح چپ ہوگئے اور عیسائیت کے پلید عقائد کی حمایت میں جو پہلے تالیفات کرتے رہتے تھے اُن سے یکلخت دستکش ہوگئے اور خوف کے صدمات نے اُنکو سراسیمہ کر دیا پس کیا ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے الہام کی شرط کے موافق موت کو دوسرے وقت پر ٹال دیتا اور کیا اُنکی موت سے پہلے یہ پیشگوئی شائع ہنیں کی گئی کہ **انکار قسم کے اصرار پر یہ پیشگوئی پورے طور پر پوری ہو جائیگی** سو اب بیشک آتھم صاحب پیشگوئی کے مطابق مرے اور آخری انکار کے بعد صرف سات مہینے زندہ رہے ٭

سو یہ ہمارا حق ہے کہ ہم کہیں کہ ہر یک شریف عیسائی کو اسبات کے سُننے سے نہایت رنج ہوگا کہ آتھم باطل اندیش نے پیشگوئی کی سچائی کو چھپانے کے لئے کیا کیا مکروہ اور نالائق افتراؤں سے کام لیا اور کس طرح دلیری کے ساتھ بے بنیاد جھوٹ کو پیش کیا۔ نالائق آتھم نے سراسر بے وجہ مجھے زہر خورانی کے اقدام کی تہمت دی۔ میرے پر یہ افترا باندھا کہ گویا میں نے اُسکے قتل کرنے کے لئے اُسکی کوٹھی میں سانپ چھوڑے تھے۔ اور گویا میں ایسا پُرانا خونی تھا کہ تین مرتبہ تین مختلف شہروں میں اُسکے مارنے کیلئے اپنی جماعت کے جوانوں سے حملے کرائے اور کئی سوار اور پیادے معہ بندوقوں اور تلواروں اور نیزوں کے اُسکی کوٹھی میں لدھیانہ اور فیروزپور میں میرے حکم سے گھس گئے **خدا کی لعنت کا مارا بہت سا جھوٹ بولکر بھی آخر موت سے بچ نہ سکا**۔ شرطی پیشگوئی سے تو اُسکی جان بوجہ ادائے شرط کے بچ گئی لیکن قطعی پیشگوئی نے آخر اُس کو کھا لیا ٭

میں اپنے اشتہارات انوار الاسلام وغیرہ اور ضیاء الحق میں نہایت دلائل قاطعہ سے ثابت کر چکا ہوں کہ آتھم کا یہ نہایت گندہ جھوٹ ہے کہ اُسنے ان حملوں کا میرے پر الزام لگایا اور ایک راستباز انسان کی طرح کبھی یہ ارادہ نہ کیا کہ اس الزام کو ثابت کرے نہ نالش سے نہ بذریعہ پولس ثبوت

دینے سے اور نہ قسم کھانے سے اور نہ کسی خانگی طور سے۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی منصف کا کانشنس ہرگز یہ گواہی نہیں دیگا کہ درحقیقت واقعی طور پر یہ حملے ہوئے تھے میں دشمنوں سے اسوقت امید نہیں رکھتا کہ وہ اپنے کانشنس سے مجھکو اطلاع دیں مگر ایک حق پسند کے لئے یہ ثبوت تسلی بخش ہے کہ آتھم نے ان چار الزاموں میں سے کسی الزام کو ثابت نہیں کیا بلکہ قسم کھانے سے بھی اعراض کیا جس سے بآسانی صفائی ہو سکتی تھی ٭

اور اس سوال کا جواب ہر یک منصف کا کانشنس دے سکتا ہے کہ ان بہتانوں کے لئے انکو کونسی ضرورت پیش آئی تھی۔ کیا بجز اسکے اور بھی کوئی ضرورت عقل میں آسکتی ہے کہ اُسنے بہتانوں کے ساتھ اپنے اُس خوف پر پردہ ڈالنا چاہا جو اُسکی سراسیمگی کیوجہ سے ہر ایک شخص پر ظاہر ہو چکا تھا کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ جسکی جان لینے کیلئے ہم نے سو کوس تک تعاقب کیا اور بار بار حملے کئے اُسکے مُنہ پر اخیر میعاد تک مُہر لگی رہی اور نہ صرف اُسکے مُنہ پر بلکہ **اُن سب کے مُنہ پر جنہوں نے ایسے حملہ آور کو** دیکھا تھا۔ نہ نالش کرنا نہ قسم کھانا نہ خانگی طور پر کوئی گواہ پیش کرنا کیا یہ وہ علامات ناطقہ نہیں ہیں جنسے اصل حقیقت کھلتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ صرف پیشگوئی کی شرط سے لوگوں کے خیالات ہٹانے کے لئے یہ حرکت مذبوحی تھی ٭

مگر تاہم اگر ابتک کسی عیسائی کو آتھم کے اس افترا پر شک ہو تو آسمانی شہادت سے رفع شک کرا لیوے۔ آتھم تو پیشگوئی کے مطابق فوت ہو گیا اب وہ **اپنے تئیں اُس کا قائم مقام ٹھہرا کر** آتھم کے مقدمہ میں قسم کھا لیوے۔ اس مضمون سے کہ آتھم پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا بلکہ اُسپر یہ چار حملے ہوئے تھے۔ اگر یہ قسم کھانے والا بھی **ایک سال تک بچ گیا تو دیکھو میں اسوقت اقرار کرتا ہوں** کہ میں اپنے ہاتھ سے شائع کر دوں گا کہ میری پیشگوئی غلط نکلی۔ **اس قسم کے ساتھ کوئی شرط نہ ہوگی**۔ یہ نہایت صاف فیصلہ ہو جائیگا اور جو شخص خدا کے نزدیک باطل پر ہے اس کا بطلان کھل جائیگا۔

اگر عیسائی لوگ سچے دل سے یقین رکھتے ہیں کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی تو اس طریق امتحان سے

کونسی چیز ان کو مانع ہے +

آتھم کا مقدمہ ایک ایسا صاف ہے کہ اگر یہ ہیئت کذائی چیف کورٹ کے ججوں کے سامنے بھی پیش ہو تو اُن سے کچھ نہیں بن سکے گا بجز اسکے کہ ہمارے حق میں ڈگری دیں۔ کیا آتھم اُن بہتانوں میں سے کسی ایک بہتان کو بھی ثابت کر سکا جو اُسنے پیشگوئی کی میعاد کے بعد مجھ پر لگائے کیا یہ سفید جھوٹ نہیں کہ بقول اُسکے میننے زہر خورانی کا اقدام کیا جیسا کہ میاں حسام الدین عیسائی کشف الحقائق پرچہ اگست ۱۸۹۶ء میں مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ گویا زہر خورانی کی تجویز کی اور سانپ چھوڑے۔ شائد اس سے انکا مطلب یہ ہے کہ آتھم کو ایک کراماتی عیسائی بناویں کیونکہ انجیلوں میں لکھا ہے کہ راستباز مسیحی کی یہ علامت ہے کہ سانپ اُسکو ڈس نہ سکے اور زہر اس میں اثر نہ کر سکے۔ سو گویا یہ دونوں کرامتیں آتھم سے ظہور میں آگئیں اب اُسکے ولی ہونے میں کیا کسر رہ گئی لیکن عقلمند خوب سمجھتے ہیں کہ یہ ساری باتیں اس خوف کے چھپانے کے لئے ہیں جس نے آتھم کو پیشگوئی سُننے کے بعد ہوش وحواس سے الگ کر دیا تھا +

اگر یہ بات صحیح نہیں ہے تو کوئی ثبوت پیش کرنا چاہئیے تھا کہ یہ خوف آتھم صاحب کا جسکا انکو اقرار ہے اُس سبب سے نہیں تھا جو پہلے موجود تھا وہی سبب جس سے طبعی طور پر متاثر ہونا ممکن بھی تھا جسکی فریق ثانی کو بوجہ موجودگی شرط کے انتظار بھی تھی یعنی الہامی پیشگوئی۔ بلکہ یہ خوف اس وجہ سے ہوا کہ فریق ثانی درحقیقت خون کرنیکا ارادہ رکھتا تھا۔ کیا آتھم صاحب نے کوئی ایسے قرائن ثابت شدہ پیش کئے جنسے شبہ بھی گزر سکتا ہو کہ خونریزی کی نیت کی گئی تھی۔ پھر اگر یہ پہلو ڈرنے کا غیر ثابت اور غیر معقول تھا اور چار حملے جو بیان کئے گئے اُنمیں علاوہ عدم ثبوت کے بناوٹ کی بدبو بھی ظاہر تھی تو ایک عادل جج کو ماننا پڑتا ہے کہ ڈرنیکی کوئی وجہ ہوگی۔ پس وہ اور وجہ بجز اسکے کیا تھی کہ آتھم صاحب عرصہ تیس برس سے میرے حال اور میرے چال چلن سے بخوبی واقف تھے اور ہمارے اس ضلع میں وہ مدت تک اسی علاقہ کی تحصیل میں ملازم بھی رہ چکے تھے انکو خوب معلوم تھا کہ یہ شخص کاذب نہیں اور نیز سچائی کی ذاتی خاصیت نے اُسی وقت اُن کو ہراساں اور

ترساں کر دیا تھا۔ سو اسی لئے وہ ڈرے اور اُنکے ڈرنے نے اُنکو اسوقت تک مرنے سے محفوظ رکھا جبتک اُن سے بیباکی پر اصرار ظاہر ہُوا۔ سو میعاد گزرنے کے بعد شیطان نے انکے دلمیں شبہات ڈالے کہ پیشگوئی کچھ چیز نہیں۔ بہرحال بچنا ہی تھا سو یہ شبہات بڑھتے گئے اور قوت پکڑ گئے۔ یہانتک کہ وہ ہمارے اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کے شائع ہونے تک پورے منکر اور بیباک ہو چکے تھے سو خدا نے انکو جیسا کہ پیشگوئی میں وعدہ تھا اور پہلے شائع ہو چکا تھا بیباکی کے بعد اشتہار آخری سے سات مہینہ تک لے لیا اور ابھی یہ ہمارے آخری اشتہار شائع ہو رہے تھے کہ انکی موت کی خبر پہنچ گئی +

افسوس کہ عیسائیوں کی تمام دیانت آزمائی کے لئے یہ پہلا موقعہ تھا۔ مگر کسی نے بھی ان میں سے سچ کی پروا نہ کی۔ یہاں تک کہ اڈیٹر سول ملٹری نے جس کو آزادی اور راست گوئی کا دعویٰ تھا اس مقام میں گندہ جھوٹ بولا۔ حسام الدین پر تو کچھ بھی افسوس نہیں کیونکہ یہ لوگ جو یادریانہ مشرب رکھتے ہیں اکثر وہ جھوٹ کے پتلے اور نجاست خوری کے کیڑے ہیں اُنکو نہ فطرتی حیا ہے اور نہ خدا تعالےٰ کا خوف +

یہ کہنا غلط ہے کہ بباعث بیخبری یہ لوگ معذور ہیں کیونکہ مینے اس مقدمہ میں پانچ ہزار کے قریب اشتہار جاری کیا ہے اور کھلے کھلے دلائل کے ساتھ دکھلا دیا ہے کہ آتھم خدا اور خلقت کے نزدیک ملزم ہے + اور پیشگوئی اپنے دو پہلوؤں میں ایک پہلو پر پوری ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر

+ **حاشیہ**۔ یہ کس کو خبر نہیں کہ آتھم صاحب نے پرچہ نور افشاں میں صاف اقرار چھپوایا کہ میں اثنا ایام پیشگوئی میں ضرور خونی فرشتوں سے ڈرتا رہا۔ یہ کسکو معلوم نہیں کہ ڈرنیکی علامات اُنسے اسقدر صادر ہوئے کہ جنکو چھپانا ممکن نہیں۔ کون عیسائی اس سے انکار کریگا کہ آتھم صاحب ایام پیشگوئی میں روتے رہے کس کے کانوں تک یہ خبر نہیں پہنچی کہ اسوقت بھی آتھم صاحب کے آنسو نہیں تھمے تھے جبکہ وہ اکراہ اور جبر کے طور پر پیشگوئی کے دنوں میں عیسائیوں کے جلسہ میں بلائے گئے پھر جب تھوڑے دنوں کے بعد آتھم صاحب کے ہوش وحواس قائم ہوئے اور قوم کے ختاسوں کا اثر اُن پر پڑا اور دل سخت ہو گیا تب اُنکو سمجھ آیا کہ یہ مینے اچھا نہیں کیا کہ اسلامی پیشگوئی کے خیال سے اس قدر بیقراری ظاہر کی۔ تب زہر خورانی کے اقدام کا منصوبہ اور تین حملوں کا بہانہ بنایا گیا۔ کیونکہ جسقدر خوف

یہ لوگ بیخبر ہیں دیکھو انوار الاسلام اور اشتہار ہزار روپیہ۔ دو ہزار روپیہ تین ہزار روپیہ۔ چار ہزار روپیہ اور رسالہ ضیاء الحق اور آخری اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء جسکے سات ماہ بعد آتھم اپنی بیباکی کی جزا کو پہنچ گیا ÷

میرا یہ خیال بھی ہے کہ آتھم زہر خورانی کے دعوے میں تو بالکل جھوٹا ہے لیکن باقی تین حملوں کے دعوے میں شاید ایک اصلیت بھی ہو اور وہ یہ ہے کہ شاید یونس کی قوم کی طرح ایسے پیرایوں میں فرشتے اسکو نظر آئے ہوں جنکا وہ خود خونی فرشتے نام رکھتا ہے اور پھر اُسنے عمداً یا کسی قدر سہو کی آمیزش سے اُن حملوں کو انسانی حملے خیال کر لیا ہو اور اصل واقعہ کو گڑبڑ کر دیا ہو یہ اُس حالت میں ہے کہ کسی قدر اسکو بھلامانس آدمی خیال کر لیا جائے۔ لیکن یقیناً عیسائی لوگ اس تاویل پر راضی نہیں ہونگے پس دوسرا احتمال صرف یہ ہے کہ اُسنے عمداً ایک گندے اور ناپاک جھوٹ اور افترا سے کام لیا تا اُس خوف کو چھپاوے جو اسکی مضطربانہ افعال سے ظاہر ہو چکا تھا ÷

غرض اگر اُسکے بیان پر اعتبار کیا جائے تو ان حملوں کو فرشتوں کے تمثلات مان لینا چاہیئے ورنہ اس میں کچھ شک نہیں کہ سخت نالائق اور مکروہ جھوٹ کو اُس نے حق پوشی کے لئے استعمال کیا ہے۔

حاشیہ نمبر ۱

انکی سراسیمگی اور بیقراری سے ظاہر ہو چکا تھا وہ چاہتا تھا کہ اگر اس کا سبب الہامی پیشگوئی نہیں تو ایسا سبب ضرور ہونا چاہئے۔ جو نہایت ہی قوی اور عظیم الشان ہو جس سے یقینی طور پر موت کا اندیشہ دل میں جم سکے۔ سو جھوٹ کی بندشوں سے کام لیکر یہ خوف کے اسباب تراشے گئے مگر ان بہتانوں نے جو نہایت مکروہ طور پر غیر محل پر استعمال کئے گئے آتھم صاحب کی اندرونی حالت بلکہ عیسائیت کے لب لباب کو اور بھی پبلک کے سامنے رکھدیا۔ اور اس نظیر نے ثابت کر دیا کہ انکی فطرت میں کس قدر قابل شرم خبث بھرا ہوا ہے جو ایسے ظلم اور جھوٹ اور بناوٹ اور سراسر بے اصل بہتان باندھنے کا محرک ہوا ÷

مگر یہ چاروں بہتان آتھم صاحب کو ملزم کرتے تھے۔ افسوس کہ آتھم صاحب کے ان بہتانوں سے عقلمندوں کے نزدیک اگر کچھ نتیجہ پیدا ہوا تو صرف یہی کہ یہ عیسائی لوگ جھوٹ بولنے میں سخت بیباک اور بے شرم ہیں۔ کون نہیں سمجھ سکتا کہ ان جھوٹے اور بے ثبوت بہتانوں سے اُن کا مُنہ کالا ہو گیا تھا۔ اور اس کلنگ کو دُور کرنے کے لئے بجز اسکے اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ یا تو

اگرچہ حال کے فلاسفروں کی نظر میں یہ پہلا احتمال بہت قدر کے لائق نہیں ہے۔ یعنی یہ کہ آتھم کو فرشتے نظر آئے ہوں۔ مگر چونکہ خود اُسکے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ "میں خونی فرشتوں سے ڈرتا رہا"۔ اس لئے ہمیں مناسب ہے کہ اُسکے ان الفاظ کو بھی اس سچائی پر قیاس کریں جو بعض اوقات بے اختیار مجرم کی زبان پر جاری ہو جاتی ہے ÷

ایک محقق کی نظر میں یہ امر بہت مشکل ہے کہ اگر یہ تمام حملے انسان ہی کے حملے تھے تو ان مختلف حملوں میں کوئی دوسرا شخص کسی موقعہ پر بھی آتھم کا شریک رویت ہو سکا اور آتھم کی زبان پر بھی مُہر لگی رہی اور اُس نے اس میعاد میں کوئی کارروائی ایسی نہ دکھلائی جیسا کہ ایک شخص خونیوں کے حملوں سے ڈرنے والا طبعی جوش سے دکھلاتا ہے بلکہ اُس نے تو اپنا دامن قسم کھانے سے بھی پاک نہ کیا۔ جس کے کھانے میں نہ صرف آسانی بلکہ نقد چار ہزار روپیہ ملتا تھا ÷

پس ان واقعات سے یہ نتیجہ نکالنا عین انصاف ہے کہ کوئی ڈرانے والا امر اُس کو اس جرأت کرنے سے روکتا تھا کہ وہ نالش کرتا یا قسم کھاتا یا خانگی تحقیقات کرواتا۔ اگر ایک پاک نظر لیکر اس مقدمہ پر سلسلہ وار غور کرو تو تمہیں بہت جلد سمجھ آ جائیگا کہ اوّل سے آخر تک تمام سلسلہ اس نتیجہ کو چاہتا ہے کہ آتھم کا وہ خوف جسکا اسکو اقرار ہے صرف پیشگوئی کی عظمت کی وجہ سے تھا نہ کسی اور وجہ سے ÷

اور آتھم کے دروغگو ہونے پر وہ اختلاف و تناقض بھی شاہد ہے جو اُسکے دعویٰ عیسائیت اور استعداد دلی سے مترشح ہو رہا ہے کیونکہ اُسنے عیسائیت کا اقرار کرکے اسلام کے مقابل وہ خوف دکھلایا کہ جب تک انسان کم سے کم **مذبذب** کی حالت میں نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔ اور نیز اسکی کلام میں

حاشیہ نمبر ۱

عدالت فوجداری میں نالش کرکے ان بہتانوں کو ثابت کرتے اور یا چند گواہوں کے پیش کرنے سے انکا ثبوت دیتے اور یا جلسہ عام میں قسم کھا لیتے۔ مگر آتھم صاحب نے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو اختیار نہیں کیا پھر آتھم صاحب کے جھوٹا ہونے کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ ان الزاموں کو انھوں نے نہ ایام میعاد پیشگوئی میں بیان کیا اور نہ اُن ایام کے گزرنے کے بعد اُن چاروں حملوں کو یکدفعہ بیان کر دیا۔ بلکہ جیسا کہ جھوٹ رفتہ رفتہ فکر اور سوچ کے ساتھ بنایا جاتا ہے ایسا ہی کیا۔ اب اے عزیزو آپ ہی سوچو کہ کیا وہ اس خوف کا اقرار کرکے جو الہامی شرط کا مؤید تھا اُس خوف کے کوئی اور اسباب ثابت کر سکا اور کیا وہ ان اسباب کا کچھ ثبوت دے سکا کہ درحقیقت اُس پر چار حملے ہوئے اور انھیں حملوں کی وجہ سے اس کا یہ سارا

تناقض بھی ہے کہ کبھی وہ حملے کرنیوالوں کا نام فرشتے رکھتا ہے جو گناہ سے پاک ہیں اور انکو ناپاک طبع انسان ٹھہراتا ہے جن کا کام ناحق کا خون کرنا ہے اور پھر طرفہ یہ کہ انہیں سے وہ کسی کا نام نہیں بتلا سکا اور یہ بھی نہیں کہا کہ میں انکو شناخت کرسکتا ہوں اور وہ خوب جانتا تھا کہ ایسے بیہودہ اور بے اصل بہتان سے اس راقم کے مخالف کوئی قیاس نہیں نکل سکتا۔ اس لئے اُسنے اُن بہتانوں کو عام طور پر شائع بھی نہیں کیا۔ صرف نور افشاں میں ایک دجل آمیز تقریر میں چھپوا دیا +

اس سے یہ امر قابل لحاظ پیدا ہوتا ہے کہ یہ چھپوانا صرف عیسائیوں کی دلجوئی کیوجہ سے تھا جسکو اُسنے بار بار بیان کرنا بھی نہیں چاہا +

قاعدہ فطرت کے مطابق یہ بات عادات میں داخل ہے کہ انسان حریف کی تکذیب کے لئے اصل واقعات کو چھپاتا ہے۔ یہ ایک معمولی بات ہے۔ اور گو اسپر بہت کچھ منحصر نہیں مگر بے ثبوت عذرات کے پیش ہونیکے بعد اس فطرتی امر کا ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ آتھم کے تمام حالات میں اس خیال کے پیدا کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے کہ وہ بجز اقدام قتل کے حملوں کے صرف پیشگوئی کی عظمت سے ڈر نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ ایسا خیال ان حملوں کی صحت اور آتھم کی طرز استقامت کے ثبوت پر موقوف تھا جس کا ثبوت نہ آتھم پیش کرسکا اور نہ اس کا کوئی اور حامی۔ اور ظاہر ہے کہ اگر اس بیان میں کچھ بھی سچائی ہوتی تو آتھم کو طریقہ فطرت فی الفور سکھلاتا کہ آئندہ حملوں کے روکنے کیلئے جنمیں ابھی ایک برس پڑا تھا کوئی قانونی کارروائی کرے✝ کیا یہ عذر قابل اطمینان یا عدالت کو تشفی بخش ہے کہ ہر ایک حملہ کے وقت اسکی

✝**حاشیہ**۔ نادان بٹالوی محمد حسین اپنے پرچہ اشاعۃ السنہ میں ہمپر یہ اعتراض کرتا ہے کہ جس حالت میں آتھم نے تم پر یہ جھوٹا الزام لگایا تھا کہ میرے قتل کرنیکے لئے کئی حملے میرے پر کئے گئے تو چاہیئے تھا کہ تم اُسپر نالش فوجداری کرتے۔ اور اگر الزام فی الواقعہ جھوٹا تھا تو اس کو سزا دلاتے +

مگر افسوس کہ بٹالوی نے اس اعتراض میں بھی شیطان ملعون کی طرح دانستہ لوگوں کو دھوکا دینا چاہا۔ اعتراض کے وقت اسکو خوب معلوم تھا کہ پیشگوئی کے الفاظ میں بار بار یہ ذکر ہے کہ آتھم انکار کی حالت میں بے سزا نہیں چھوڑا جائیگا اور خدا اُسکو اصرار انکار کے بعد جلد پکڑیگا اور ہلاک کریگا۔ پس جس حالت میں آسمانی عدالت سے ہمیں یقین دلایا گیا تھا کہ عنقریب آتھم آسمانی وارنٹ سے گرفتار کیا جائیگا۔ اور اپنے جرم بیباکی اور انکار پر ماخوذ ہوکر جلد سزائے موت سے سزایاب ہوگا تو

بے حیایانہ عادت مجرموں کا واجب تدارک کرانے سے روکتی رہی بلکہ جس حالت میں پہلے حملہ کی وجہ سے آئندہ زندگی کا امن اُٹھ گیا تھا تو کیا عقل باور کرسکتی ہے کہ پھر بھی آتھم صاحب نے درگذر اور عفو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور کسی نے اُسکو یہ مشورہ نہ دیا کہ اب دشمن کا تدارک بہت ضروری ہے اور اسمیں دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جان کا بچاؤ اور دوسرے دشمن کے مذہب کی ذلت جو عیسائیوں کا عین مطلب ہے +

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آتھم کا بیان صرف اس اعتبار تک محدود تھا کہ جو ایک مدعی علیہ کے ایسے بیان پر کرسکتے ہیں جسکا اس کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ ہو۔ اگر اُسنے ان حملوں کا واقعی طور پر معائنہ کیا تھا تو وہ بڑا ہی بدقسمت تھا کہ باوجودیکہ اُسکی کوٹھی بہت سے آدمیوں سے بھری ہوئی تھی تب بھی وہ کسی اپنے آدمی کو کوئی سوار یا پیادہ یا گھوڑا یا ہتھیار دکھلا نہ سکا اور نہ بیان کرسکا یہاں تک کہ پیشگوئی کی میعاد گزر گئی گویا جس طرح فری میسن کے لوگ اپنا راز ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

پھر ہمیں کونسی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزی عدالتوں کے دروازہ پر اپنے تئیں سرگردان کرتے ہم تو اسوقت سے ہی آتھم کو مرا ہوا دیکھتے تھے جبکہ جاہل عیسائی اور نادان بٹالوی اور اسکے ہمخیال آتھم مذکور کو زندہ سمجھتے تھے لیکن یہ فرض آتھم کا تھا کہ جن بے ثبوت حملوں کے الزاموں سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ ضرور اس پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا جو نہایت ہولناک لفظوں میں بیان کی گئی تھی اور ضرور اُسنے پیچھے سے اپنے خوف کی اصل حقیقت چھپانیکے لئے اقدام قتل کا بے ثبوت افترا بنالیا عدالت میں نالش کرکے اُن حملوں کا ثبوت دیتا اور مجرموں کو واقعی سزا دلاتا کیونکہ اسکے بے ثبوت دعووں کا بار ثبوت تو اسی کے ذمہ تھا۔ لیکن وہ ظالم مفتری تو قسم بھی نہ کھا سکا چہ جائیکہ نالش کرتا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ وہ کسی طرح نالش سے یا قسم سے یا خانگی طور پر ثبوت دینے سے اپنی صفائی ظاہر کردیتا۔ کیا وہ چار حملے یعنی ارادہ زہر خورانی اور سانپ چھوڑنا اور لدھیانہ اور فیروزپور میں حملے بقول آتھم قتل کے لئے حملے ہوئے ان تمام حملوں کا ثبوت میرے ذمہ تھا یا آتھم کی گردن پر +

اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا

اسی طرح آتھم کو بھی اس امر کے افشا میں اپنی جان کا اندیشہ تھا کیا کوئی سچا اس پر راضی ہو سکتا ہے کہ اسکے ایسے دعاوی جو اسکی سچائی کا مدار ہیں اندھیرے میں چھوڑے جائیں اور کوئی بھی سچائی کی چمک انہیں نظر نہ آوے ٭
سچا مدعی اپنے کسی پہلو کو قابل اعتراض چھوڑنا نہیں چاہتا اور پوری صفائی کیلئے طیار ہوتا ہے مگر حسام الدین صاحب مجھے بتلادیں کہ کس بات میں آتھم نے پوری صفائی دکھلائی۔ کیا اس نے حملوں کے وقت کسی تھانہ یا عدالت میں رپورٹ کی۔ اور اگر یہ نہیں تو کیا زبانی ہی کسی حاکم سے یہ ذکر کیا۔ یا کسی دوست کو اس امر سے اطلاع دی۔ کیا اس نے سزا دلانیکے لئے کسی نالش یا مچلکہ کے لئے کوئی کوشش کی یا خانگی طور پر کوئی ثبوت دیا۔ یا اس نے قسم سے اس الزام کو اپنے پر سے

[illegible]

دیکھو آج جیسا کہ خدا نے پیش از وقت وہ الہام کیا تھا جو انوار الاسلام صفحہ ۲ میں درج کیا ہے صفائی سے پورا ہوا۔ اور وہ یہ ہے۔ اِطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔ وَلَا تَعْجَبُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ۔ وَبِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔ وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَاءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ۔ وَمَکْرُ اُولٰئِکَ ھُوَ یَبُوْرُ۔ اِنَّا نَکْشِفُ السِّرَّ عَنْ سَاقِہٖ۔ یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔ وَھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۲

اور پھر اسی انوار الاسلام صفحہ ۲ میں اس الہام کا ترجمہ یہ لکھا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس کے (یعنی آتھم کے) ہم و غم پر اطلاع پائی اور اس کو مہلت دی جبتک کہ وہ بیباکی اور سخت گوئی اور تکذیب کی طرف میل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلادے۔ یہ معنی فقرہ مذکورہ کے تفہیم الٰہی سے ہیں۔ اور پھر فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔ اور تو ربانی سنتوں میں تغیر اور تبدل نہیں پائے گا۔ اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جبتک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الٰہی کو مشتعل کریں۔ اور اگر دل کے کسی گوشہ میں کچھ خوف الٰہی مخفی ہو اور کچھ دھڑکہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ یہ اس عاجز کی جماعت کو خطاب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہے۔ یہ اس عاجز کو خطاب ہے۔ اور

ٹالنا چاہا مگر ہمنے قسم کو قبول نہ کیا۔ کیا یہ روا ہے کہ بے دلیل کسی کو ایسے سنگین جرائم کا ملزم ٹھہرایا جائے۔ اور اس کی روش اور چال چلن پر ناحق دھبہ لگایا جاوے ٭
برائے خدا ذرا سوچو کہ کسی بھلے مانس پر بے ثبوت تہمتیں لگا کر پھر کسی طور سے ان تہمتوں کا ثبوت نہ دینا کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے یا **بدمعاشوں کا !!!**
عیسائیوں نے آتھم کے ان تہمتوں کا بار بار ذکر تو کیا مگر یہ نہیں دکھلایا کہ انکے نزدیک اس کا ثبوت کیا ہے۔ کیا وہ لوگ جو ان واقعات سے ذاتی واقفیت کا اقرار رکھتے ہیں کسی **غار** میں زندہ موجود ہیں یا وہ بھی آتھم کے ساتھ ہی مر گئے ؟ ٭
کیا عیسائی دیانت یہی تھی جواب ظاہر ہو گئی۔ اگر کامل ثبوت موجود نہیں تو مختصر اور ناکافی

[illegible]

پھر فرمایا کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کرینگے یعنی انکو ذلت پہنچے گی اور ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا اس میں یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فتحیاب ہو نہ دشمن۔ اور خدا تعالیٰ بس نہیں کریگا اور نہ باز آئے گا جب تک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور ان کے مکر کو ہلاک نہ کر دیوے یعنی جو مکر بنایا گیا اور مجسم کیا گیا اسکو توڑ ڈالیگا اور اسکو مردہ کر کے پھینک دیگا اور اس کی لاش لوگوں کو دکھا دیگا۔ اور پھر فرمایا۔ کہ ہم اصل بھید کو اسکی پنڈلیوں سے ننگا کر کے دکھا دینگے یعنی حقیقت کو کھول دینگے اور فتح کے دلائل بیّنہ ظاہر کر دیں گے اور اسدن مومن خوش ہونگے پہلے مومن بھی پچھلے مومن بھی۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۲ ٭

اب دیکھو آج اس الہام کے موافق کیسے صفائی سے اس پیشگوئی کی حقیقت کھل گئی۔ کیا آج وہ سب مر گئے یا نہیں جنہوں نے امرتسر میں آتھم کو گاڑی میں بیٹھا کر بازاروں میں پھرایا تھا۔ کیا آج ثابت ہو گیا یا نہیں کہ **انکی وہ ساری خوشیاں جھوٹی تھیں**
اس پیشگوئی میں خدائے رحیم نے صاف وعدہ فرمایا تھا کہ گو آتھم نے الہامی پیشگوئی کی وجہ بہت غم و ہم اپنے دل پر ڈالا کر خدا کی سنت قدیمہ سے فائدہ اٹھایا اور اسکی موت میں تاخیر ہو گئی مگر بیباکی کے وقت پھر خدا اس کو پکڑے گا اور ہلاک کرے گا ٭
سو اب یہ پیشگوئی دوہرے طور پر دونوں پہلوؤں پر پوری ہو گئی۔ اول آتھم کے ہم و غم کی وجہ سے اس طرح پر پوری ہوئی کہ موافق الہامی شرط کے اسکی موت میں تاخیر ڈال دی گئی پھر آتھم کی بیباکی اور سخت انکار کی حالت میں اس طرح پر پوری ہوئی کہ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق

ثبوت ہی پیش کریں تا افترا اور بہتان کا کلنگ کسی قدر تو ہلکا ہو جائے۔ اور اگر کچھ بھی ثبوت نہیں تو کیا یہ معقول قیاس نہیں کہ یہ سب کچھ صرف ایک ہی بات کے واسطے بنایا گیا تا اُس خوف کی دھار کو جو اسکا پیشگوئی کی عظمت سے زور سے بہہ رہی تھی خواہ نخواہ دوسری طرف پھیر دیا جائے ؛

اب اس امر کو کون ہے کہ ثابت شدہ تسلیم نکرے کہ آتھم نے اس حد تک رجوع الی الحق ضرور کیا جو ایک خائف اور ترساں اور ہراساں کی نسبت خیال کر سکتے ہیں۔ میں اس واقعہ کو قبول کرتا ہوں کہ جیسا کہ وہ پیشگوئی سے پہلے عیسائی تھا ایسا ہی پیشگوئی کی میعاد گذرنیکے بعد اسنے اپنی عیسائیت کو ظاہر کیا۔ لیکن کیا کوئی اسبات کا ثبوت دیسکتا ہے کہ اُسنے پیشگوئی کے ایام میں کبھی تحریراً یا تقریراً عیسائیت کے اصول کی تائید کر کے اپنا سرگرم عیسائی ہونا ظاہر کیا جیسا کہ پہلے اس کا شیوہ اور طریق تھا۔ بلکہ سچ تو یہ بات ہے کہ وہ اُن تمام دنوں میں عیسائیت کا چولہ اُتار کر حقیقی خدا کے آگے تضرع میں رہا۔ جیسا کہ مختلف شہادتیں اسکے ثبوت میں ابتک گزر رہی ہیں۔ پھر فرعون کی طرح خطرناک ایام کے گزرنیکے بعد دن بدن سخت دل ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ہمارے اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کے وقت میں پورے طور پر وہ کفر کے گڑھے میں گر گیا اور بلعم کیطرح دنیا سے محبت کر کے ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء میں اُن روحوں میں جا ملا جو دوزخ کی تاریک آگ میں جل رہی ہیں ؛

سنو اے عزیزو!! آتھم کے بیان پر کیونکر راستی کی امید ہو سکتی ہے جو محض بے ثبوت اور جس میں بناوٹ اور جذبات کی دُور سے بو آ رہی ہے۔ اور جو نہ بادی النظر میں اور نہ عمیق نگاہ میں درست ٹھہر سکتا ہے۔ اور نہ صرف بے دلیل بلکہ فطرتی طور پر حق کو چھپانیکے لئے یہی عام طریقہ حیلہ سازوں کا ہے۔ جو بات قرین قیاس نہیں کیا وہ ایسی بات کے مقابل پر کچھ وزن رکھتی ہے

حاشیہ: اس پر موت نازل کر دی سو اس مبارک پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اپنی صفات جمالی اور جلالی دونو دکھلا دیئے۔ اور نا سمجھ عیسائیوں اور نالائق مولویوں کو ذلّت پر ذلّت نصیب ہوئی۔ اسلام کا بول بالا ہُوا اور مردہ پرست پادری اور نفاق زدہ یہودی سیرت مولوی سخت ذلیل ہو گئے مگر کیا وہ اب بھی سچائی کی طرف واپس آئیں گے۔ ہرگز نہیں ؛
قلوبٌ ملعونۃٌ فمن یردّ من لعنہ اللہ ۔ فتدبّر ان کنتَ من الصّالحین۔ منہ

جو ہر ایک سچائی سے بھرا ہُوا کانشنس بآسانی اسکو قبول کر سکتا ہے۔ زہر خورانی کے اقدام اور تین حملوں کا منصوبہ ایک ایسی مکروہ بناوٹ ہے کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ کسی شریف عیسائی کے دل نے بھی اسکو قبول کیا ہو۔ یا ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اسکی طرف خیال آسکتا ہو ؛

لیکن ہر ایک محقق اور پاک دل کو اس امر میں شک کرنیکے لئے کوئی وجہ دکھائی نہیں دیگی کہ وہ خوف جس کا آتھم کو اقرار ہے بجز پیشگوئی کی عظمت کے اور کوئی صحیح مصداق اُسکا موجود نہیں اگر آتھم نے یہ جھوٹے بہتانوں کو بیان نکیا ہوتا۔ اور یہ عذر کرتا کہ وہ اس سے ڈرا کہ کوئی خود غرض اسکو ضرر نہ پہنچاوے تو شاید کوئی سادہ طبع اسکو قبول کر لیتا۔ اور کم سے کم یہ سمجھ لیتا کہ آتھم کا یہ فیصلہ ایک ایسا فیصلہ ہے جسنے لوگوں پر حق کو مشتبہ کر دیا۔ لیکن ایسے سادہ طور سے بیان کرنا ایسے مفتری کیلئے کب ممکن تھا کہ جو در حقیقت پیشگوئی سے ڈر کر اپنی مجرمانہ حالت کی تحریک سے ناجائز بہانوں کے سوچ میں پڑا اور اُسنے سچائی سے آگے قدم رکھ کر جھوٹ اور بہتان سے کام لینا چاہا جس سے وہ باز پرس اور طلب ثبوت کے لائق ہُوا ؛

یہ کہنا بیجا ہے کہ پیشگوئی سے ڈرنیکا بار ثبوت آتھم پر نہیں تھا کیونکہ جبکہ اُس نے ڈرنے کا اقرار کر کے بلکہ خوف کو اپنی حرکات سے ظاہر کر کے پھر وجوہ خوف کے ایسے بیہودہ اور جعلی بیان کئے جو سراسر بہتان اور بے دلیل تھے تو بلا شبہ یہ بوجھ اسی کی گردن پر تھا کہ وہ انکو ثابت کرتا اور اسکو چاہیئے تھا کہ اس افترا کے الزام سے بری ہونیکے لئے کہ جو طریقہ مستقیمہ انصاف سے اسکی نسبت عاید ہوتا تھا اپنی صفائی کے گواہ پیش کرتا۔ نالش اور قسم سے اس کا گریز کرنا صریح حقیقت کو چھپانیکے لئے تھا جبکہ اسکو اور اُس کے رشتہ داروں اور دوستوں کو ہماری طرف سے اسقدر دکھ اور صدمہ پہنچ چکا تھا جس سے زیادہ دنیا میں پہنچنا غیر ممکن ہے۔ تو ایسا مظلوم کس طرح خاموش رہ سکتا تھا۔ ہمنے یہ سزا اپنے لئے خود بخود تجویز کر لی تھی کہ وہ قسم کھا کر چار ہزار روپیہ نقد ہم سے لیلے سو اُسنے نہ چاہا کہ قسم کھانیکی طرف متوجہ ہو۔ اب منصفین کے سوچنے کا یہ بڑا بھاری موقعہ ہے* کہ کیوں اُسنے ایسے پہلو سے

* حاشیہ پرچہ شحنہ ہند میرٹھ یکم ستمبر ۱۸۹۶ء کے پہلے صفحہ میں ہی ایک نامہ نگار صاحب نے اس عاجز کی پیشگوئی آتھم وغیرہ کی نسبت کچھ نکتہ چینی کر کے اخیر پر اپنا نام انصاف طلب لکھا ہے۔ یہ تو خوشی کی بات ہے

اجتناب کیا جس سے اسکے دعوے کے تمام نقص اور عیوب پبلک کی نگاہ میں کالعدم ہوسکتے تھے اور پورے طور پر اسکی صفائی ہوسکتی تھی۔ اس کا فرض تھا کہ وہ جس طرح ہوسکتا اُن الزاموں سے اپنے تئیں بری کرکے دکھلاتا کہ جو اُسپر وارد ہوچکے تھے۔ نالش سے یا خانگی تحقیقات پیش کرنیسے یا قسم سے یا کسی اور طریق سے لیکن وہ اپنے تئیں اس داغ الزام سے بری نکرسکا یہانتک کہ قبر میں داخل ہوگیا سو اس کے کذب پر ایک تو یہی ثبوت تھا کہ اُسنے اپنی بریت ظاہر کرنیسے باوجود بہت وسیع موقعہ ملنے کے عمداً پہلو تہی کیا لیکن علاوہ اسکے ایک دوسری جزو ثبوت کی اسکے کذب پر یہ پیدا ہوئی جو وہ اس دوسری پیشگوئی کے اثر سے جسکا ہم صد ہا اشتہار میں ذکر کرچکے ہیں اپنی زندگی کو بچا نہ سکا اور یہی بیباکی اور قسم کھانیسے انکار جس کے نتیجہ بد کی نسبت بار بار پیشگوئی کیگئی تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ اسکے اصرار کے زمانہ کے بعد عذاب موت

کہ کوئی شخص انصاف طلب یا انصاف کا خواہاں ہو لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اکثر لوگ حق پسند اور انصاف طلب کہلا کر پھر جلدی سے انصاف کا خون کردیتے ہیں اور قبل اسکے جو کسی بات کی تہ تک پہنچیں اور کسی اصل حقیقت کو دریافت کریں رائے ظاہر کرنیکے لئے طیار ہوجاتے ہیں۔ پھر ایسی رائے جو صرف سرسری اور سطحی خیال سے پیدا ہوئی ہے کیونکر غلطی سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ ناچار وہ اپنی شتابکاری کی وجہ سے قابل شرم غلطیوں میں پڑتے ہیں اور پھر اپنی غلطی کی پچ میں ایسا تعصب پیدا ہوجاتا ہے کہ کیا ممکن ہے کہ اس سے رجوع کرسکیں اگرچہ سچائی روز روشن کیطرح کھل جاوے۔ بہرحال صاحب انصاف طلب کیچند منجملہ انکے بعض کلمات کا جواب دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :۔

قولہ "میرزا صاحب کے موافقین اور مخالفین نے پرلے درجہ کی افراط اور تفریط کی ہے۔ جو شخص یہہ کہتا ہو کہ میں قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں۔ اور لوگوں کو اسلام سکھاتا ہوں اسکو کافر کہنا زیبا نہیں۔ مگر ایک عالم کے رتبہ سے بڑھا کر پیغمبری تک پہنچانا بھی نہیں "

اقول۔ صاحب انصاف طلب کے بیان میں بعینہ انکے پہلے ہی قول شریف میں تناقض پایا جاتا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ بہت ہی حق پسند بنکر نہایت مہربانی سے فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنا زیبا نہیں اور پھر دوسری طرف اسی مُنہ سے میری نسبت رائے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جسمیں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں۔ اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جسمیں ظاہر کیا گیا کہ میں مسلمان ہوں اور

اُسپر وارد ہوگا اس کے جلد مرنیکا موجب ہوگئی اور جیسا کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں وہ ہمارے اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کے بعد جو ہمارا آخری اشتہار بطور اتمام حجت تھا پورے سات مہینے بھی زندہ نہ رہ سکا۔ پس کیا یہ خدا کا فعل نہیں ہے کہ اُسنے آتھم کے اصرار انکار پر موت کی سزا سے اُسکا تمام جھوٹ اور افترا یکلخت ظاہر کردیا ✢

اب بیان کرو کہ کونسا قانونی سُقم ہماری اس تقریر میں ہے۔ اور آتھم کو ملزم قرار دینے کیلئے کس ثبوت کی کسر رہگئی ہے۔ بلاشبہ اُسی کی عملی حالت نے اسپر فرد قرارداد جرم لگادی جسپر وہ ایک بھی صفائی کا گواہ پیش نہ کرسکا۔ اب عیسائیوں کو اسکی ناحق کی حمایت سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہمنے بہت صفائی سے بار بار اسبات پر زور دیا کہ آتھم اس بیان میں بالکل جھوٹا ہے کہ اسکے قتل کے

قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اُسکو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اسکو بھی پسند نہیں کرتا کہ اسمیں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلّشانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جنمیں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے انکو میں بوجہ مامور ہونیکے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مُرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے ✱ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے اور اصل حقیقت جسکی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ کوئی پرانا۔ اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول علی وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعۃ الغرّاء فھو کافر کذّاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جُدا ہوکر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بیدین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا

✱ **نوٹ**۔ ایسے لفظ نہ ایسے بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں چنانچہ براہین احمدیہ میں ایسے کئی مخاطبات الٰہیہ میری نسبت پاؤگے۔ منہ

لئے ہماری طرف سے ناجائز حملے ہوئے۔ ہمنے اُسکو اپنے پہلے اشتہاروں میں بہت غیرت دلائی اور غیرت دینے والے الفاظ استعمال کئے مگر کچھ ایسا دھڑکا اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا کہ وہ سر نہ اُٹھا سکا۔ پھر ہمنے نہایت الحاح اور انکسار کے ساتھ یسوع کی عزت اور مرتبہ کو یاد دلاکر قسم دی اور جہانتک الفاظ ہمیں مل سکے ہمنے اسبات پر زور دیا کہ وہ اس بہتانکو جو ہمپر لگاتا ہے ثابت کرے یا قسم کھاوے لیکن وہ اُن بدبخت جھوٹوں کیطرح چپ رہا جن کا کانشنس ہر وقت اُنکو ملامت کرتا ہے کہ تم خدا کی لعنت کے نیچے کارروائی کر رہے ہو۔ یقیناً اُس کو یہ خوف کھا گیا کہ تحقیق کرانیکے وقت اسکے جھوٹے منصوبہ کے تمام پر و بال گر جائیں گے اور قسم کھانیکی حالت میں خدا کا قہر اُسپر نازل ہوگا۔ سو اُس نے نہ نالش کی اور نہ قسم کھائی

کلمہ بنائیگا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کریگا۔ اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کردیگا پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے! ور اسکے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے ✣

لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ ابھی ہمنے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اُسکے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جسکو نادان متعصب اور طرف کھینچکر لے گئے ہیں۔ آنیوالے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلّم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا

قولہ۔ حضرت اقدس میرزا صاحب نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اپنی بیش بہا اور لاثانی کتاب شہادۃ القرآن میں درج فرمایا ہے (یعنی آتھم اور احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی پیشگوئی اور لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیش خبری) اب ناظرین خود بخود سمجھ لینگے کہ وہ سچا دعویٰ ہے یا دروغ بے فروغ ✣

اقول۔ میں کہتا ہوں کہ لیکھرام کی پیشگوئی کی میعاد تو ابھی بہت باقی ہے۔ سو اس کا ذکر پیش از وقت ہے ہاں آتھم اور احمد بیگ اور داماد احمد بیگ کی نسبت جو پیشگوئی تھی اسکی میعاد گزر چکی ہے در حقیقت یہ دو پیشگوئیاں تھیں۔ ایک آتھم کی موت کی نسبت دوسری احمد بیگ اور اسکے داماد کی موتکی نسبت سو آتھم ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۹۶ کو بروز دوشنبہ فوت ہو گیا۔ اور ایک آنکھیں رکھنے والا سمجھ سکتا ہے

بلکہ اُسنے امور واقعہ کیطرف نظر کرکے یہ امر صاف دیکھا کہ ان دونوں کارروائیوں میں سے کوئی کارروائی بھی اُسکے لئے مبارک نہیں ہوگی اور انجام بد ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اُسکا اپنے تئیں عیسائی کہلانا اُسکی عملی حالت سے اخیر دم تک متناقض رہا۔ اُس کے رفیق پادری اور ڈاکٹر کلارک سر پیٹ پیٹ کر تھک گئے مگر اُسنے نہ چاہا کہ ان دعاوی کو عدالت کے ذریعہ سے ثابت کراوے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایسے بڑے بہتان پیشتر اسکے کہ وہ صحیح سمجھے جاویں طبعی طور پر پختہ ثبوت کیواسطے تقاضا پیدا کرتے ہیں۔ اور در حالت عدم ثبوت عدالتیں فریق ثانی کو انتقامی استغاثہ کی اجازت دیتی ہیں ✣ سو سوچنا چاہئے کہ وہ کسقدر اپنے اس بہتان اور جھوٹ سے ہراساں اور ترساں تھا کہ باوجودیکہ اسکے داماد بڑی بڑی حکومت کے عہدوں پر معزز تھے اور اسکے عیسائی دوست گورنمنٹ میں

کہ پیشگوئی کے مطابق اسکی موت ہوئی۔ اور اس پیشگوئی میں دو پہلو تھے سو اپنے دونوں پہلوؤں کے رو سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ہم کسی متعصب بے حیا کا منہ بند تو نہیں کر سکتے اور نہ ہم سے پہلے کوئی نبی یا رسول بند کر سکا لیکن ایک متقی کے لئے اس پیشگوئی کی صداقت سمجھنے میں کچھ بھی مشکلات نہیں جیسا کہ ہم اسی رسالہ اور پہلے رسائل میں بھی بہت کچھ بیان کر چکے ہیں ✣

باقی رہی احمد بیگ کی موت اور اسکے داماد کی موتکی نسبت پیشگوئی سو احمد بیگ تو پیشگوئی کی میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ جس سے ہمارے کسی مخالف کو انکار نہیں گویا پیشگوئی کی دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ رہا داماد اُس کا۔ سو وہ اپنے رفیق اور خسر کی موت کے حادثہ سے اسقدر خوف سے بھر گیا تھا کہ گویا قبل از موت مر گیا اور اسبات کو کون نہیں سمجھ سکتا کہ جب ایک ہی پیشگوئی دو شخص کی موتکی خبر دیوے اور ایک انمیں سے مر جائے تو دوسرے پر اُس موت کا طبعاً و فطرتاً اثر پڑ جاتا ہے۔ سو اسجگہ ایسا ہی ہُوا۔ لہٰذا سنت اللہ کے موافق جسکا ذکر ہم بار بار لکھ چکے ہیں اس وعید کی میعاد میں تخلف ہو گیا ✣

ہم اپنے پہلے اشتہاروں میں اُن بعض خطوط کا ذکر کر چکے ہیں جو ان لوگوں کی طرف سے ہمیں پہنچے جنمیں توبہ اور خوف و رجوع کا اقرار تھا۔ پھر اگر یہ امر قرآن اور توریت کی رو سے صحیح نہیں ہے کہ وعید کی پیشگوئی کی میعاد کا تخلف جائز ہے تو ہر ایک معترض کا اعتراض بجا اور درست ہے لیکن اگر قرآن و توریت کی رو سے یہی امر بتواتر ثابت ہوتا ہے کہ وعید کی میعاد توبہ اور خوف سے ٹل سکتی ہے تو سخت بے ایمانی ہوگی کہ کوئی شخص مسلمان کہلاکر یا عیسائی کہلاکر پھر ایسی بات پر اعتراض کرے جو قرآن شریف اور پہلی آسمانی کتابوں سے ثابت ہے۔ اس صورت میں ایسا شخص ہمپر اعتراض نہیں کرتا بلکہ اپنے نالائق

اوّل درجہ کی رسائی رکھتے تھے۔ پھر بھی اُس کا دل اسبات پر مطمئن نہ ہو سکا کہ وہ ایسی نالش کے بعد بچ بچکر اپنے گھر میں آجائیگا۔ اگر رویت کی شہادتوں سے ثابت کرنا آتھم کو میسر آسکتا کہ درحقیقت یہ ناجائز حملے ہوئے تو کم سے کم وہ اخباروں کے ذریعہ سے اس ثبوت کو پبلک پر ظاہر کرتا۔ کیونکہ اس کامیابی کے اندر عیسائیوں کا بڑا مدعا بھرا ہوا تھا۔ وجہ یہ کہ اس کا عام نتیجہ یہ تھا کہ ہمارا کاذب اور مفتری ہونا ہر ایک پر کھل جاتا اور کم سے کم یہ کہ ہمارے چال چلن کی نسبت ہر ایک کو قوی شبہ پیدا ہو جاتا اور صفحات تاریخ میں ہمیشہ یہ واقعہ قابل ذکر سمجھا جاتا۔ اس امر میں کس کا اطمینان ہو سکتا ہے کہ آتھم نے ان بہتانوں کو پیش کر کے اور پھر ثبوت دینے سے روگردان ہو کر بے ایمانی اور دروغگوئی کی راہ کو اختیار نہیں کیا ✣

حاشیہ:

کا خدا بتعالیٰ کی پاک کتابوں پر اعتراض ہے۔ ہمارے اشتہار چہارم کو پڑھو جس کے ساتھ چارہزار روپیہ کا انعام ہے تا معلوم ہو کہ کیونکر خدا بتعالےٰ نے یونس نبی کو قطعی طور پر چالیس دن تک عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی۔ جیسا کہ تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر درّمنثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اسکی تصدیق موجود ہے۔ دیکھو اشتہار انعامی چارہزار روپیہ صفحہ ۱۲۔ اور یونہ یعنی یونس نبی کی کتاب میں جو بائبل میں موجود ہے باب ۳ آیت ۴ میں لکھا ہے۔ "اور یونہ شہر میں یعنی نینوہ میں داخل ہونے لگا اور ایک دن کی راہ جا کے منادی کی اور کہا چالیس اور دن ہونگے تب نینوہ برباد کیا جائے گا۔ تب نینوہ کے باشندوں نے خدا پر اعتقاد کیا اور روزہ کی منادی کی اور سب نے چھوٹے بڑے تک ٹاٹ پہنا اور خدا انکے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنی بُری راہ سے باز آئے۔ تب خدا اُس بدی سے کہ اُسنے کہی تھی پچھتا کے باز آیا اور اُسنے ان وہ بدی نکی۔ باب ۴۔ پر یونہ اُس سے ناخوش ہوا اور نپٹ رنجیدہ ہو گیا۔ ۲۔ اور اُس نے خداوند کے آگے دُعا مانگی۔ ۳۔ اب اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ میری جان کو مجھ سے لے لے کیونکہ میرا مرنا میرے جینے سے بہتر ہے" اور درمنثور میں ابن عباس سے یہ روایت ہے۔ اوحی اللہ الی یونس انّی مرسل علیهم العذاب فی یوم کذا وکذا فخرجوا الی اللہ وانابوا فاقالهم اللہ وآخّر عنهم العذاب فقال یونس لا ارجع الیهم کذّابًا ومضیٰ علی وجهه یعنی خدا نے یونس پر یہ وحی نازل کی کہ فلاں تاریخ میں عذاب نازل کرونگا۔ سو ان لوگوں نے خدا کیطرف تضرع کی اور رجوع کیا۔ سو خدا نے انکو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت پر عذاب ڈالدیا۔ تب یونس کہنے لگا

اگر اب بھی عیسائی باز نہ آویں تو بہتر ہے کہ ہم اور اُنکے چند سرگروہ مباہلہ کے طور پر میدان میں آکر خدا کے انصاف سے فتویٰ لے لیں جھوٹے پر بغیر تعیین کسی فریق کے لعنت کرنا کسی مذہب میں ناجائز نہیں نہ ہم میں نہ عیسائیوں میں نہ یہودیوں میں۔ یہی وجہ ہے کہ پادری وایٹ بریخت شملہ جانے سے کچھ عرصہ پہلے چند اپنے عیسائیوں کے ساتھ قادیان میرے پاس آئے۔ اور مجھے کہا کہ آتھم نہیں مرا۔ مینے کہا کہ اُسنے اسلامی پیشگوئی سے ڈر کر پیشگوئی کی شرط سے فائدہ اُٹھایا اور خود اقرار کیا کہ میں ڈرتا رہا اور ان حملوں کا ثبوت نہ دے سکا جو ڈرنے کی وجہ ٹھہرائی۔ وایٹ نے کہا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین یعنی جھوٹوں پر لعنت ہو۔ مینے کہا کہ بیشک جھوٹوں پر لعنت وارد ہوگی۔ اگر آتھم جھوٹا ہے یا میں تو خدا اس کا فیصلہ کر دیگا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس لعنت کا اثر آتھم پر وارد ہو گیا

کہ اب میں کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہیں جاؤنگا اور دوسری راہ لی۔ دیکھو تفسیر درمنثور تحت تفسیر آیت مغاضبا۔ اور دیکھو صفحہ ۴ اشتہار چہارم انعامی چارہزار روپیہ ✣

ہم اسجگہ حضرت محمد حسن صاحب کو ہی منصف ٹھہراتے ہیں کہ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا یہ الہام جھوٹا نکلا اور نعوذ باللہ یونس کذاب تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا علم اکثر لوگوں سے جاتا رہا ہے اور بظاہر اہلحدیث بھی کہلاتے ہیں مگر حدیثوں کے مغز سے ناواقف ہیں۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ انہی قصوں کے لحاظ سے اہل سنت کا یہ عام عقیدہ ہے کہ وعید کی میعاد کی تاخیر کسی سبب توبہ یا خوف کی وجہ سے جائز ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر اور ان احادیث کو پڑھ کر پھر اُس پیشگوئی کی تکذیب کیجائے جو یونس کی پیشگوئی سے ہم شکل ہے اور ایسے امور میں اس عاجز کو کاذب ٹھہرایا جائے جنمیں دوسرے انبیا بھی شریک ہیں ✣

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اسکی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائیگی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدا بتعالیٰ ضرور اسکو بھی ایسا ہی پوری کر دیگا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے یہانتک کہ بائبل کی بعض پیشگوئیوں میں دنوں کے سال بنائے گئے ہیں۔ جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اسکو روک نہیں سکتا۔ ذرا شرم کرنی چاہئے کہ جس حالت میں خود احمد بیگ اسی پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور وہ پیشگوئی کے اوّل نمبر پر تھا تو پھر اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیشگوئی کے نفس مفہوم میں شک نکیا جاوے۔ کیونکہ ایک وقوع یافتہ امر کی یہ دوسری جز ہے جس حالتیں خدا اور رسول

اور چار دن تک جان کندن کا سخت عذاب اٹھا کر دائمی عذاب کے زندان میں جا پڑا۔ پادری وایٹ بریخت کو اگر خدا کا خوف ہے تو اب سمجھ سکتا ہے کہ ہم دونوں یعنی آتھم اور اس راقم میں سے لعنتی کون تھا

اب اس قصہ کے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ پادری وایٹ بریخت نے بھی چاہا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہو سو چونکہ آتھم جھوٹا تھا اس لئے اُس پر لعنت پڑ گئی سو اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آتھم کے معاملہ میں کسی پادری صاحب یا کسی اور عیسائی کو شک ہے اور خیال کرتا ہو کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو لازم ہے کہ **مجھ سے مباہلہ کرے** *

اور لعنت کا مفہوم اپنے مخالفوں کیلئے خود یسوع نے بھی استعمال کیا ہے کیونکہ واویلا یہودیوں پر یسوع کے کلام میں آیا ہے اور واویلا اور لعنت ایک ہی چیز ہے اور یسوع نے مخالفوں کے

حاشیہ ۱

اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشگوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دیجاتی ہے تو پھر اس اجماعی عقیدہ سے **محض میری عداوت کیلئے** منہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اُسکے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اُس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔ ورنہ اے نادانوں صادقوں کو جھوٹا مت ٹھہراؤ کہ روسیاہی کے ساتھ مرو گے بجز عداوت اسلام یا ہر مت جاؤ کیا تم نہیں سمجھتے کہ اس ضمن میں قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری الہامی کتابوں کی بھی تکذیب لازم آتی ہے یقیناً سمجھو کہ کسی کی عداوت سے اللہ اور رسول اور دوسری نبیوں کی کتابوں سے روگردان ہوجانا لعنتیوں کا کام ہے نہ نیک دل مسلمانوں کا۔ صاف ظاہر ہے کہ آتھم کی پیشگوئی اور اس پیشگوئی میں تین شخصوں کی موت کی خبر دی گئی تھی سو ان میں سے دو تو فوت ہو چکے صرف ایک باقی ہے سو اس ایک کا انتظار کرو اور ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آجائے کہ اسکو بیباک کر دیوے سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اسکو بیباک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور قدرت الٰہی کا تماشا دیکھو اور اس پیشگوئی میں عربی الہام کے الفاظ یہ ہیں۔ کذبوا بآیٰتنا وکانوا بھا یستھزءون فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیک۔ لا تبدیل لکلمات اللہ۔ ان ربک فعال لما یرید۔ اگر کوئی اسی باتیں خوش ہو کر مجھ سے ٹھٹھا کرے میں اسمیں بھی ناخوش نہیں کیونکہ صادقوں اور راستبازوں کے ساتھ مجھ سے پہلے بھی ٹھٹھا کیا گیا ہے۔ پھر بہت جلد ٹھٹھا کرنیوالے نابود ہو گئے اور کوئی بتلا نہ سکا کہ کہاں گئے۔ وانی باعین اللہ ھو یرانی ومن یکذبنی و اعلم منہ انہ لا یضیعنی ولا یخزینی فویل للذین کفرونی ولعنونی وسبونی وشتمونی وکذبوا کلامی ولم یحیطوا بھا علما فالموت کان خیرا لھم من ھذا لو کانوا یعلمون۔ منہ

عذاب کی پیشگوئی بھی کی ہے اس صورت میں وہ طریق جو عیسائیوں کے مرشد اور گرو نے استعمال کیا ہے اس پر اعتراض کرنا سخت ناسعادتمندی ہے ماسوا اسکے اگر اس لعنت کے لفظ کو استعمال کرنا نہیں چاہتے تو سزا یا عقوبت کے لفظ کا استعمال کریں۔ اور اگر ایک سال تک ایسا آدمی جو مباہلہ کے میدان میں آوے آسمانی عقوبت سے سزا یاب نہ ہو جاوے تو میں لکھ دونگا کہ بیشک میری پیشگوئی غلط نکلی۔ اور اگر کوئی مقابل پر نہ آیا تو تمام ناظرین سمجھ لیں کہ عیسائی بوجہ ناحق پر ہونے کے بھاگ گئے

یہ بھی مناسب دیکھتا ہوں کہ چونکہ عیسائیوں کا مذہبی عناد بہت بڑھ گیا ہے اسلئے نہایت ضروری ہے کہ روز کا جھگڑا طے کرنے کیلئے ساتھ ہی اسلام اور عیسائیت کا مباہلہ بھی میرے ساتھ کرلیں۔ اگر عیسائی لعنت کے لفظ سے متنفر ہیں تو اس لفظ کو جانے دیں بلکہ دونوں فریق یہ دعا کریں کہ یا الٰہ العالمین اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تثلیث کی تعلیم سراسر جھوٹی اور شیطانی طریق ہے اور مریم کا بیٹا ہرگز خدا نہیں تھا بلکہ ایک انسان تھا اور نبی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر اور رسول اور خاتم الانبیاء تھے اور قرآن خدا کا پاک کلام ہے جو ہر ایک غلطی اور ضلالت سے پاک ہے۔ اور عیسائی اس تعلیم کو پیش کرتے ہیں کہ مریم کا بیٹا یسوع درحقیقت خدا تھا وہی تھا جس نے زمین و آسمان پیدا کیا اسی کے خون سے دنیا کی نجات ہو گئی اور خدا تین اقنوم ہیں باپ بیٹا روح القدس اور مسیح تو کامل خدا ہے۔ اب اے قادر خدا ان دونوں گروہ میں اسطرح فیصلہ کر کہ جو ہم دو فریق میں سے جو اسوقت مباہلہ کے میدان میں حاضر ہیں جو فریق جھوٹے اعتقاد کا پابند ہے اسکو ایک سال کے اندر بڑے عذاب سے ہلاک کر کیونکہ تمام دنیا کی نجات کے لئے چند آدمی کا مرنا بہتر ہے

غرض ہر ایک فریق ہم میں سے اور عیسائیوں میں سے دعا کرے اس طرح پر کہ اول ایک فریق یہ دعا کرے اور دوسرا فریق آمین کہے اور پھر دوسرا فریق دعا کرے اور پہلا فریق آمین کہے اور پھر ایک سال تک خدا کے حکم کے منتظر رہیں اور میں اسوقت اقرار صالح شرعی کرتا ہوں کہ ان دونوں مباہلوں میں **دو ہزار روپیہ** ان عیسائیوں کے لئے جمع کرا دونگا جو میرے مقابل مباہلہ کے میدان میں آوینگے یہ کام نہایت ضروری ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ زندہ اور قادر خدا ہمارے ساتھ ہے عیسائی بھی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہے

تب اس مباہلہ سے یہ بڑا فائدہ ہوگا کہ پبلک کو معلوم ہو جائیگا کہ کس قوم کے ساتھ خدا ہے۔ اور اگر عیسائی قبول نہ کریں تو لعنت کا ذخیرہ انکے لئے آسمان پر جمع ہوگا اور لوگ سمجھ جائینگے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ہمارے مخاطب ڈاکٹر کلارک۔ پادری عمادالدین۔ حسام الدین ایڈیٹر کشف الحقائق۔ منشی صفدر علی بھنڈارہ۔ پادری فتح مسیح اور ہر ایک ایسا شخص جو پادری اور عامد اسلام ہو درخواست کرے یہ طریق فیصلہ بہتر ہے تا دنیا روز کے جھگڑوں سے نجات پاوے تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ والسّلام علی من اتبع الہدےٰ *

المشتہر میرزا غلام احمد از قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادری صاحبوں کے لئے

ایک احسن طریق فیصلہ

عیسائی صاحبوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جو لوگ تثلیث کا عقیدہ اور یسوع کا کفارہ نہیں مانتے وہ ہمیشہ کے جہنم میں ڈالے جائینگے۔ اور وہ اعتقاد جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے مسلمانوں کو سکھایا ہے وہ یہ ہے کہ بجز توحید کے نجات نہیں یہی توحید ہے جس کی رو سے تمام دنیا سے مواخذہ ہوگا خواہ قرآن انکو نہ پہنچا ہو کیونکہ یہ انسان سے دلیل فطرتی نقش ہے کہ اسکا خالق اور مالک اکیلا خدا ہے جسکے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اس توحید میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جو زبردستی منوانی پڑے کیونکہ انسانی دل کی بناوٹ کے ساتھ ہی اسکے نقوش انسان کے دل میں منقش کئے جاتے ہیں ٭

مگر جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے غیر محدود خدا کو تین اقنوم میں یا چار اقنوم میں محدود کرنا اور پھر ہر ایک اقنوم کو کامل بھی سمجھنا اور ترکیب کا محتاج بھی اور پھر خدا پر یہ روا رکھنا کہ وہ ابتدا میں کلمہ تھا پھر وہی کلمہ جو خدا تھا مریم کے پیٹ میں پڑا اور اسکے خون سے مجسم ہوا اور معمولی راہ سے پیدا ہوا اور سارے دکھ خسرہ چیچک دانتوں کی تکلیف جو انسانوں کو ہوتی ہیں سب اٹھائی آخر کو جوان ہو کر پکڑا گیا اور صلیب پر چڑھایا گیا یہ نہایت گندہ شرک ہے جس میں انسان کو خدا ٹھہرایا گیا ہے خدا اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کے پیٹ میں پڑے اور مجسم ہو اور دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو انسانی فطرت اسکو قبول نہیں کر سکتی کہ خدا پر ایسے دکھ کی مار اور یہ مصیبتیں پڑیں اور وہ جو تمام عظمتوں کا مالک اور تمام عزتوں کا سرچشمہ ہے اپنے لئے یہ تمام ذلتیں روا رکھے عیسائی اسبات کو مانتے ہیں کہ خدا کی اس رسوائی کا یہ پہلا ہی موقعہ ہے اور اس سے پہلے اس قسم کی ذلتیں خدا نے کبھی نہیں اٹھائیں کبھی یہ امر وقوع میں نہیں آیا کہ خدا بھی انسان کی طرح کسی عورت کے رحم میں نطفہ میں مخلوط ہو کر قرار پکڑ گیا ہو جیسے کہ لوگوں نے خدا کا نام سنا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ بھی انسان کی طرح کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ یہ تمام وہ باتیں ہیں جن کا عیسائیوں کو خود اقرار ہے اور اسبات کا بھی اقرار ہے کہ پہلے یہ تین اقنوم تین علیحدہ علیحدہ جسم نہیں رکھتے تھے مگر اب اس خاص زمانہ سے جسکو اب ۱۸۹۶ برس جاتا ہے تینوں اقنوم کیلئے تین علیحدہ علیحدہ جسم مقرر ہو گئے باپ کی وہ شکل ہے جو آدم کی کیونکہ اسنے

آدم کو اپنی شکل پر بنایا۔ دیکھو توریت پیدائش باب ۱ آیت ۲۷ اور بیٹا یسوع کی شکل پر مجسم ہوا۔ دیکھو یوحنا باب ۱ آیت ۱۴ اور روح القدس کبوتر کی شکل پر متشکل ہوا دیکھو متی باب ۳ آیت ۱۶۔ اب جس نے عیسائیوں کے ان تینوں مجسم خداؤں کا درشن کرنا ہو اور جسے انکی جسمانی تثلیث کا نقشہ دیکھنا منظور ہو تو کچھ ضرور نہیں کہ میری طرف التجا لیجائے بلکہ جیسا کہ ہمنے کتاب ست بچن میں سکھ صاحبوں کے مخفی چولہ کی تمام گروہ کے چیلوں کو زیارت کرا دی ہے اسی طرح ہم یسوع کے شاگردوں کو بھی انکے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں اور انکے سہ گوشہ تثلیثی خدا کو دکھا دیتے ہیں چاہیئے کہ اسکے آگے جھکیں اور سیس نوا ویں اور وہ یہ ہے جسکو ہم نے عیسائیوں کی شائع کردہ تصویر سے لیا ہے۔

عیسائیوں کا مثلث خدا اور اسکے تین ممبران کمیٹی
جو اقنوم کہلاتے ہیں



یہ تینوں مجسم خدا عیسائیوں کے زعم میں ہمیشہ کے لئے مجسم اور ہمیشہ کے لئے علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں اور پھر بھی یہ تینوں ملکر ایک خدا ہے۔ لیکن اگر کوئی بتلا سکتا ہے تو ہمیں بتلاوے کہ باوجود اس دائمی تجسم اور تغیر کے یہ تینوں ایک کیونکر ہیں۔ بھلا ہمیں کوئی ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عماد الدین لوپادری ٹھاکر داس کو باوجود اُنکے علیحدہ علیحدہ جسم کے ایک کرکے تو دکھلاوے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر تینوں کو کوٹکر بھی بعض کا گوشت بعض کے ساتھ ملا دیا جاوے پھر بھی جنکو خدا نے تین بنایا تھا ہرگز ایک نہیں ہو سکینگے۔ پھر جبکہ اس فانی جسم کے حیوان باوجود امکان تحلیل اور تفرق جسم کے ایک نہیں ہو سکتے پھر ایسے تین مجسم جنمیں بموجب عقیدہ عیسائیاں تحلیل اور تفرق جائز نہیں کیونکر ایک ہو سکتے ہیں ✦

یہ کہنا بیجا نہیں ہوگا کہ عیسائیوں کے یہ تین خدا بطور تین ممبر کمیٹی کے ہیں اور بزعم اُنکے تینوں کی اتفاق رائے سے ہر ایک حکم نافذ ہوتا ہے یا کثرت رائے پر فیصلہ ہو جاتا ہے گویا خدا کا کارخانہ بھی جمہوری سلطنت ہے اور گویا اُنکے گاڈ صاحب کو بھی **شخصی سلطنت کی لیاقت نہیں** تمام مدار کونسل پر ہے

غرض عیسائیوں کا یہ مرکب خدا ہے جس نے دیکھنا ہو دیکھ لے۔ پادری صاحبان ایسے خدا والے مذہب پر تو ناز کرتے ہیں لیکن اسلام جیسے مذہب کی جو ایسی خلاف عقل باتوں سے پاک ہے توہین اور تحقیر کر رہے ہیں۔ اور دن رات یہی شغل ہے کہ اپنے دجالی فریبوں سے خدا کے پاک اور صادق نبی کو کاذب ٹھہراویں اور بُری بُری تصویروں میں اس نورانی شکل کو دکھلاویں۔ بعض پلید فطرت پادریوں نے اپنی تالیفات میں اس طرح ہمارے سید و مولےٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچکر دکھلائی ہے کہ گویا وہ ایک ایسا شخص ہے جسکی خونی صورت ہے اور غصہ سے بھرا ہوا کھڑا ہے اور ایک ننگی تلوار ہاتھ میں ہے اور بعض غریب عیسائیوں وغیرہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے لیکن اگر ان لوگوں کو کچھ انصاف اور ایمان میں سے حصہ ہوتا تو اس تصویر سے پہلے موسیٰ کی تصویر کھینچکر دکھلاتے اور اس طرح کھینچتے کہ گویا ایک نہایت سخت دل اور بیرحم انسان ہاتھ میں تلوار لیکر شیرخوار بچوں کو انکی ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور ایسا ہی یشوع بن نون کی تصویر پیش کرتے اور اس تصویر میں یہ دکھلاتے کہ گویا اُس نے لاکھوں بیگناہ بچوں کو اُنکی ماؤں کے سمیت ٹکڑے ٹکڑے کرکے میدان میں پھینک دیا ہے

اور چونکہ اُنکے عقیدہ کے موافق یسوع خدا ہے اور یہ ساری بیرحمی کی کارروائیاں اُسکے حکم سے ہوئی ہیں اور وہ مجسم خدا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا تو اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ سب سے پہلے اُسکی تصویر کھینچکر اُس کے ہاتھ میں کم سے کم تین تلواریں دیجاتیں پہلی وہ تلوار جو اُسنے موسیٰ کو دی اور بے گناہ شیرخوار بچوں کو قتل کروایا۔ دوسری وہ تلوار جو یشوع بن نون کو دی تیسری وہ تلوار جو داؤد کو دی۔ افسوس! کہ اس حق پوش قوم نے بڑے بڑے ظلموں پر کمر باندھ رکھی ہے

اگر تلوار کے ذریعہ سے خدا کا عذاب نازل ہونا خدا کی صفات کے مخالف ہے تو کیوں نہ یہ اعتراض اوّل موسیٰ سے ہی شروع کیا جائے جسنے قوموں کو قتل کرکے خون کی نہریں بہادیں اور کسی کی توبہ کو بھی قبول نکیا۔ قرآنی جنگوں نے تو توبہ کا دروازہ کھلا رکھا جو عین قانون قدرت اور خدا کے رحم کے موافق ہے کیونکہ اب بھی جب خدا تعالیٰ طاعون اور ہیضہ وغیرہ سے اپنا عذاب دُنیا پر نازل کرتا ہے تو ساتھ ہی طبیبوں کو ایسی ایسی بوٹیاں اور تدبیروں کا بھی علم دیدیتا ہے جن سے اس آتش وبا کا انسداد ہو سکے سو یہ موسیٰ کے طریق جنگ پر اعتراض ہے کہ اُس میں قانون قدرت کے موافق کوئی طریق بچاؤ قائم نہیں کیا گیا۔ ہاں بعض بعض جگہ قائم بھی کیا گیا ہے مگر کلی طور پر نہیں الغرض جبکہ یہ سنت اللہ یعنی تلوار سے ظالم منکروں کو ہلاک کرنا قدیم سے چلی آتی ہے تو قرآن شریف پر کیوں خصوصیت کے ساتھ اعتراض کیا جاتا ہے کیا موسیٰ کے زمانہ میں خدا کوئی اور تھا اور اسلام میں کوئی اور ہو گیا یا خدا کو اُس وقت لڑائیاں پیاری لگتی تھیں اور اب بُری دکھائی دیتی ہیں ✦

اور یہ بھی فرق یاد رہے کہ اسلام نے صرف ان لوگوں کے مقابل پر تلوار اُٹھانا حکم فرمایا ہے کہ جو اوّل آپ تلوار اُٹھائیں اور انھیں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے جو اوّل آپ قتل کریں۔ یہ حکم ہرگز نہیں دیا کہ تم ایک کافر بادشاہ کے تحت میں ہو کر اور اُسکے عدل اور انصاف سے فائدہ اُٹھا کر پھر اسی پر باغیانہ حملہ کرو۔ قرآن کے رو سے یہ بدمعاشوں کا طریق ہے نہ نیکوں کا۔ لیکن توریت نے یہ فرق کسی جگہ کھولکر بیان نہیں فرمایا اس سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف اپنے جلالی اور جمالی احکام میں اُس خط مستقیم عدل اور انصاف اور رحم اور احسان پر چلتا ہے جسکی نظیر دُنیا میں کسی کتاب میں موجود نہیں مگر انسے ہی جن

پھر بھی اعتراض کرتے ہیں کیونکہ اُنکی فطرت روشنی سے عداوت اور ظلمت سے محبت رکھتی ہے ÷

اب اس اشتہار کی تحریر سے یہ غرض ہے کہ ہمنے بڑے لمبے تجربہ سے آزمالیا ہے کہ یہ لوگ بار بار ملزم اور لاجواب ہو کر پھر بھی نیش زنی سے باز نہیں آتے اور اُس شخص کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ "میں نیک نہیں" اور جس نے شرابخواری اور قماربازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اُس کو یہ موقعہ دیکر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگاوے اپنی تمام امت کو اجازت دیدی کہ اِن باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں۔ سو ایسے شخص کو تو انھوں نے خدا بنالیا مگر خدا کے مقدس نبیوں کو جنکی زندگی محض خدا کے لئے تھی اور جو تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھا گئے بُرا کہنا اور گالیاں دینا شروع کر دیا چنانچہ اب تک یہ لوگ باز نہیں آئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں نہایت ناپاک اور رنجدہ تھیئٹر نکالتے ہیں اور نہایت بُری تصویروں میں اُس پاک وجود کو دکھلاتے ہیں ÷

اب ایسے کذابوں سے زبانی مباحثات سے کیونکر فیصلہ ہو۔ ہم جھوٹے کو دندان شکن جواب سے ملزم تو کر سکتے ہیں مگر اُس کا مُنہ کیونکر بند کر سکیں اسکی پلید زبان پر کونسی تھیلی چڑھاویں؟ اُس کے گالیاں دینے والے مُنہ پر کونسا قفل لگاویں؟ کیا کریں؟ کیا کوئی اس سے بیخبر ہے کہ نالائق عمادالدین نے اُس پاک ذات نبی کی نسبت کیا کیا گندے الفاظ استعمال کئے جس سے تمام مسلمانوں کے کلیجے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ نور افشاں پرچہ لدھیانہ میں کیسے کیسے ہفتہ وار محض افترا کی بنیاد پر توہین اسلام کے کلمات لکھے جا رہے ہیں۔ ریواڑی والے پادری نے کسقدر مسلمانوں کا دل جلایا اور ہمارے سید و مولیٰ کو ڈاکو اور رہزن قرار دیا۔ غرض کہانتک لکھیں اِن ظالم پادریوں نے لاکھوں گالیاں ہمارے نبی کریم کو دیکر ہمارے دلونکو زخمی کر دیا ÷

لیکن ہم ظالم ہونگے اگر ساتھ ہی یہ بھی گواہی نہ دیں کہ ان کارروائیوں میں گورنمنٹ پر کوئی الزام نہیں بلاشبہ گورنمنٹ ہر یک قوم کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے۔ مذہبی مناظرات

کی آزادی جیسا کہ پادریوں کو حاصل ہے ویسا ہی ہمیں بھی ہے اگر ہم گورنمنٹ کے انصاف پر یقین نہ رکھتے تو ممکن نہ تھا کہ ان اپنی شکایتوں کا اظہار بھی کر سکتے لیکن ہم گورنمنٹ کو یہ تکلیف دینا ہی نہیں چاہتے کہ وہ مذہبی مباحثات کی آزادی کو بالکل بند کر دے ہاں ہمارا مدعا یہ ہے کہ ان شرائط کی پابندی سے کسی قدر اس آزادی کو محدود کر دیا جائے جسکی نسبت ہم ایک علیحدہ اشتہار شائع کر چکے ہیں لیکن گورنمنٹ اپنی مہمات مُلکیہ میں مصروف ہے اس کو اس فیصلہ کے لئے تو فرصت نہیں کہ توحید اور تین مجسم خداؤں کے عقیدہ کے بارہ میں کچھ اپنی رائے لکھے اور وہ کارروائی کرے جیسا کہ تیسری صدی کے بعد کانسٹنٹائن بوسٹ قسطنطنیہ کے بادشاہ نے اڑھائی سو بشپ کو جمع کر کے اپنے اجلاس میں موحد عیسائیوں اور تین اقنوم کے قائل عیسائیوں کا باہم مباحثہ کرایا تھا اور آخر کار فرقہ موحدین کو ڈگری دی تھی اور خود ان کا مذہب بھی قبول کر لیا تھا ایسا ہی یہ گورنمنٹ عالیہ بھی کرے ✱ لیکن یہ گورنمنٹ ایسے تنازعات میں پڑنا نہیں چاہتی۔ پس یہ روز افزوں جھگڑے کیونکر فیصلہ پاویں مباحثات کے نیک نتیجہ سے تو نومیدی ہو چکی بلکہ جیسے جیسے مباحثات بڑھتے

✱ **حاشیہ** عیسائیوں میں تثلیث کا مسئلہ تیسری صدی کے بعد ایجاد ہوا ہے جیسا کہ ڈریپر بھی اپنی کتاب میں بڑے بڑے علماء کے حوالہ سے لکھتا ہے موجد اس مسئلہ کا بشپ اتھاناسی اس اسکندریہ تھا۔ جو صدی سوم کے بعد ہوا ہے۔ جب اس نے یہ مسئلہ شائع کرنا چاہا تو اسی وقت بشپ ایری اس اس کا منکر کھڑا ہو گیا اور یہانتک اس مباحثہ میں عوام اور خواص کا مجمع ہوا کہ روم کے بادشاہ تک خبر پہنچ گئی۔ اتفاقاً اس کو مباحثات سے دلچسپی تھی اس نے چاہا کہ اس اختلاف کو اپنے حضور میں ہی فریقین کے علماء سے رفع کرائے چنانچہ اسکے اجلاس میں بڑی سرگرمی سے یہ مباحثات ہوئے اور نہایت لطف کے ساتھ کونسل کی کرسیاں بچھیں اور مناظرہ کرنیوالے دو سو پچاس ۲۵۰ نامی پادری تھے۔ آخر موحدین کا فرقہ جو یسوع کو محض انسان اور رسول جانتا تھا غالب آیا۔ اُسی دن بادشاہ نے یونی ٹیرین کا مذہب اختیار کیا اور چھ بادشاہ اس کے بعد موحد رہے۔ چنانچہ جس قیصر کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا جس کا ذکر صحیح بخاری میں پہلے صفحہ میں ہی موجود ہے وہ بھی موحد ہی تھا اُس نے قرآن کے اس مضمون پر اطلاع پا کر کہ مسیح صرف انسان ہے تصدیق کی

جانتے ہیں ویسے ہی کینے بھی ساتھ ترقی پکڑتے جاتے ہیں سو اس نومیدی کے وقت میں میرے نزدیک ایک نہایت سہل و آسان طریق فیصلہ ہے اگر پادری صاحبان قبول کریں اور وہ یہ ہے کہ اس بحث کا جو حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے خدا تعالیٰ سے فیصلہ کرایا جائے +

اوّل مجھے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ایسا خدائی فیصلہ کرانے کے لئے سب سے زیادہ مجھ کو جوش ہے اور میری دلی مراد ہے کہ اس طریق سے یہ روز کا جھگڑا انفصال پا جائے۔ اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ ہو تو میں اپنی **کل املاک** منقولہ و غیر منقولہ جو **دس ہزار** روپیہ کی قیمت سے کم نہیں ہوگی عیسائیوں کو دیدوں گا اور بطور پیشگی **تین ہزار** روپیہ تک انکے پاس جمع بھی کرا سکتا ہوں۔ اس قدر مال کا میرے ہاتھ سے نکل جانا میرے لئے کافی سزا ہوگی۔ علاوہ اس کے یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے دستخطی اشتہار سے شائع کر دونگا کہ عیسائی فتحیاب ہوئے اور میں مغلوب ہوا۔ اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اس اشتہار میں کوئی بھی شرط ہو گی لفظاً نہ معناً۔

اور ربانی فیصلہ کے لئے طریق یہ ہوگا کہ میرے مقابل پر ایک معزز پادری صاحب جو پادری صاحبان مندرجہ ذیل میں سے منتخب کئے جائیں* میدان مقابلہ کے لئے جو تراضی طرفین سے مقرر کیا جائے طیار ہوں۔ پھر بعد اس کے ہم دونوں معہ اپنی اپنی جماعتوں کے میدان مقررہ میں حاضر ہو جائیں اور خدا تعالیٰ سے دُعا کے ساتھ یہ فیصلہ چاہیں کہ ہم دونوں میں سے جو شخص درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں کاذب اور مورد غضب ہے خدا تعالیٰ ایک سال میں اس کاذب پر وہ قہر نازل کرے جو اپنی غیرت کے رو سے ہمیشہ کاذب اور مکذب قوموں پر کیا کرتا ہے جیسا کہ اُسنے فرعون پر کیا۔ نمرود پر کیا اور نوح کی قوم پر کیا اور یہود پر کیا۔ حضرات پادری صاحبان یہ بات یاد رکھیں کہ اس باہمی دُعا میں کسی خاص فریق پر نہ لعنت ہے نہ بد دُعا ہے بلکہ اُس جھوٹے کو سزا دلانے کی غرض سے ہے جو اپنے جھوٹ کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ایک جہان کے زندہ ہونے کے لئے ایک کا

بقیہ حاشیہ۔ جیسا کہ نجاشی نے بھی جو عیسائی بادشاہ تھا قسم کھا کر کہا کہ یسوع کا رتبہ اس سے ذرہ زیادہ نہیں جو قرآن نے اسکی نسبت لکھا ہے مگر نجاشی اسکے بعد کھلا کھلا مسلمان ہو گیا منہ

* **نوٹ**۔ ان صاحبوں میں سے کوئی منتخب ہونا چاہیئے۔ اوّل ڈاکٹر مارٹن کلارک۔ دوسرے پادری عماد الدین۔ پھر پادری ٹھاکرداس یا حسام الدین بمبئی۔ یا صفدر علی بھنڈارہ یا طامس ہاول۔ یا فتح مسیح بشرط منظوری دیگران۔

مرنا بہتر ہے۔ پادری صاحبان خوب جانتے ہیں کہ جھوٹوں پر یسوع نے بھی بد دعائیں کی ہیں۔ چنانچہ یسوع متی باب ۲۳ میں یہود کے علما کو مخاطب کر کے کہتا ہے "اے سانپو اور سانپ کے بچو تم جہنم کے عذاب سے کیونکر بھاگو گے ۳۶ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس زمانہ کے لوگوں پر آویگا یعنی عذاب۔ اور باب ۲۳ آیت ۱۳ میں یسوع بار بار جھوٹوں مکاروں کی تباہی چاہتا ہے اور ویل کا لفظ استعمال کرتا ہے جو ہمیشہ بد دعا کے لئے آتا ہے۔ غرض ایسا جھوٹا جو جھوٹ کو کسی طرح چھوڑنا نہ چاہے اس کا وجود تمام فتنوں سے زیادہ فتنہ ہے اور فتنہ کو ہر یک طرح سے فرو کرنا راستبازوں کا فرض ہے پس جس حالت میں عیسائی نہایت غلو سے کہتے ہیں کہ دین اسلام انسان کا افترا ہے اور اہل اسلام دلی یقین رکھتے ہیں کہ عیسائی درحقیقت انسان پرست ہیں تو کیا لازم نہیں ہے کہ جس طرح ہو سکے یہ بات فیصلہ پا جائے +

ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ پرستی بت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں۔ اور مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ مگر کیا کبھی آپ لوگوں نے توجہ کی یوں تو آپ لوگ تمام دُنیا کے مذھبوں پر حملہ کر رہے ہیں مگر کبھی اپنے اس مثلث خدا کی نسبت بھی کبھی غور کی۔ کبھی یہ خیال آیا کہ وہ جو تمام عظمتوں کا مالک ہے اسپر انسانوں کی طرح کیونکر دُکھ کی مار پڑ گئی۔ کبھی یہ بھی سوچا کہ خالق نے اپنی ہی مخلوق سے کیونکر مار کھائی۔ کیا یہ سمجھ آسکتا ہے کہ بندے ناچیز اپنے خدا کو کوڑے ماریں اُس کے مُنہ پر تھوکیں اس کو پکڑیں۔ اسکو سولی دیں اور وہ مقابلہ سے عاجز رہ جائے بلکہ خدا کہلا کر پھر اس پر موت بھی آجائے کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ تین مجسم خدا ہوں ایک وہ مجسم جسکی شکل پر آدم ہوا۔ دوسرا یسوع تیسرا کبوتر + اور تینوں میں سے ایک بچہ والا اور دو لاولد۔ کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ خدا شیطان کے

+ **نوٹ**۔ عیسائی صاحبان کبوتروں کو شوق سے کھاتے ہیں حالانکہ کبوتر اُن کا دیوتا ہے اُن سے ہندو اچھے رہے کہ اپنے دیوتا بیل کو نہیں کھاتے۔ منہ

پیچھے پیچھے چلے اور شیطان اس سے سجدہ چاہے اور اسکو دنیا کی طمع دے۔ کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہ شخص جسکی ہڈیوں میں خدا گھسا ہُوا تھا ساری رات رو رو کر دُعا کرتا رہا اور پھر بھی استجابت دُعا سے محروم اور بے نصیب ہی رہا کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ خدائی کے ثبوت کے لئے یہود کی کتابوں کا حوالہ دیا جاتا ہے حالانکہ یہود اس عقیدہ پر ہزار لعنت بھیجتے ہیں اور سخت انکاری ہیں اور کوئی انمیں ایسا فرقہ نہیں جو تثلیث کا قائل ہو اگر یہود کو موسیٰ سے آخری نبیوں تک یہی تعلیم دیجاتی تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ لاکھوں آدمی جو بہت سے فرقوں میں منقسم تھے اس تعلیم کو سب کے سب بھول جاتے۔ کیا یہ بات سوچنے کے لائق نہیں کہ عیسائیوں میں قدیم سے ایک فرقہ موحد بھی ہے جو قرآن شریف کے وقت میں بھی موجود تھا۔ اور وہ فرقہ بڑے زور سے اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ تثلیث کا گندہ مسئلہ صرف تیسری صدی کے بعد نکلا ہے اور اب بھی اُس فرقہ کے لاکھوں انسان یورپ اور امریکہ میں موجود ہیں اور ہزارہا کتابیں انکی شائع ہو رہی ہیں پس جبکہ اس قدر ملزم ہوکر پھر بھی پادری صاحبان اپنی بدزبانیوں سے باز نہیں آتے تو کیا اسوقت خدا کے فیصلہ کی حاجت نہیں؟ ضرور حاجت ہے۔ تا جو جھوٹا ہے ہلاک ہو جائے جو گروہ جھوٹا ہوگا اب بلاشبہ بھاگ جائے گا اور جھوٹے بہانوں سے کام لیگا +

سو اے پادری صاحبان دیکھو کہ میں اس کام کے لئے کھڑا ہوں اگر چاہتے ہو کہ خدا کے حکم سے اور خدا کے فیصلہ سے سچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہو جائے تو آؤ تا ہم ایک میدان میں دُعاؤں کے ساتھ جنگ کریں تا جھوٹے کی پردہ دری ہو۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور بیشک وہ قادر موجود ہے۔ اور وہ ہمیشہ صادقوں کی حمایت کرتا ہے سو ہم دونوں میں سے جو صادق ہوگا خدا ضرور اُسکی حمایت کریگا۔ یہ بات یاد رکھو کہ جو شخص خدا کی نظر میں ذلیل ہے وہ اس جنگ کے بعد ذلت دیکھے گا اور جو اُسکی نظر میں عزیز ہے وہ عزت پائیگا

آتھم کے مقدمہ میں دیکھ چکے ہو کہ باوجود اُسکے بہت سے منصوبوں کے پھر آخر حق ظاہر ہوگیا کیا تمہارے دل قبول نہیں کر گئے کہ آتھم کا قسم سے انکار کرنا اور نالش سے انکار کرنا اور حملوں کا ثبوت دینے سے انکار کرنا صرف اسی وجہ سے تھا کہ اُسنے ضرور الہامی شرط کے موافق حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ باوجود اس کے کہ ملامتی اشتہاروں کی بہت ہی اُس کو مار پڑی مگر وہ اس الزام سے اپنے تئیں بری نکر سکا جو اس کے اقرار خوف اور بے ثبوت ہونے عذر حملوں سے اُس پر وارد ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ اس موت نے اُسکو آپکڑا جس سے وہ ڈرتا رہا اور ضرور تھا کہ وہ انکار کے بعد جلد مرتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی پاک پیشگوئیوں کے رو سے بھی سزا اُسکے لئے ٹھہر چکی تھی۔ سو اُس خدا سے خوف کرو جس نے آتھم کو بڑی سرگردانیوں کے گرداب میں ڈالکر آخر اپنے وعید کے موافق ہلاک کر دیا۔ خدا کی کھلی کھلی پیشگوئیوں سے منہ پھیرنا یہ بدطینتوں کا کام ہے۔ نہ نیک لوگوں کا۔ اور جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔ میاں حسام الدین عیسائی لکھتے ہیں کہ آتھم چار دن تک بیہوش رہا۔ مگر وہ اس کا سر نہیں بیان کر سکے کہ کیوں چار دن تک بیہوش رہا۔ سو جاننا چاہیئے کہ یہ چار دن کی سخت جان کندن کی اُن چار افتراؤں کی اسی دُنیا میں اسکو سزا دیگئی جو اُسنے زہر خورانی کے اقدام کا افترا کیا۔ سانپ چھوڑنے کا افترا کیا۔ لدھیانہ اور فیروزپور کے حملہ کا افترا کیا اور عیسائیوں کے خوش کرنیکے لئے اصل وجہ خوف کو چھپایا۔ سو عیسائیوں کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی شرم کی جگہ نہیں کہ آتھم انکے مذہب کے جھوٹا ہونے پر گواہی دے گیا۔ اب اگر آتھم کی گواہی پر اعتبار نہیں تو اس نئے طریق سے دوبارہ حجت اللہ کو پورا کرا لینا چاہئے اور اس نئے طریق میں کوئی شرط بھی نہیں سیدھی بات ہے کہ اگر باہم دُعا کرنے کے بعد جسکے ساتھ فریقین کی طرف سے آمین بھی ہوگی میرے مقابل کا شخص ایک سال تک خدا تعالیٰ کی فوق العادت عذاب سے بچ گیا تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں تاوان مذکورہ بالا ادا کرونگا +

اور میں حضرات پادری صاحبانکو دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ اس طرح کا طریق دُعا اُنکے

مذہب اور اعتقاد سے ہرگز منافی نہیں اور حضرت یسوع صاحب نے باب ۲۳ آیت ۱۳ متی میں خود اس طریق کو استعمال کیا ہے۔ اور ویل کے لفظ سے فقیہوں اور فریسیوں پر بددعا کی ہے اب اگر عیسائی صاحبان کوئی اور لفظ استعمال کرنے سے تامل کریں تو ویل کے لفظ کو ہی استعمال کرنا تو خود اُنپر واجب ہے کیونکہ اُنکے مرشد اور ہادی نے بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ ویل کے معنی سختی اور لعنت اور ہلاکت کے ہیں۔ سو ہم دونوں اس طرح پر دعا کرینگے۔ کہ اے خدائے قادر اسوقت ہم بالمقابل دو فریق کھڑے ہیں۔ ایک فریق یسوع بن مریم کو خدا کہتا اور نبی اسلام کو سچا نبی نہیں جانتا اور دوسرا فریق عیسےٰ ابن مریم کو رسول مانتا اور محض بندہ اُسکو یقین رکھتا اور پیغمبر اسلام کو درحقیقت سچا اور یہود اور نصارے میں فیصلہ کرنیوالا جانتا ہے سو ان دونوں فریق میں سے جو فریق تیری نظر میں جھوٹا ہے اُسکو ایک سال کے اندر ہلاک کر اور اپنا ویل اسپر نازل کر۔ اور چاہیئے کہ ایک فریق جب دُعا کرے تو دوسرا آمین کہے اور جب وہ فریق دعا کرے تو یہ فریق آمین کہے ✦

اور میری دلی مراد ہے کہ اس مقابلہ کیلئے **ڈاکٹر مارٹن کلارک** کو منتخب کیا جائے کیونکہ وہ موٹا اور جوان عمر اور اوّل درجہ کا تندرست اور پھر ڈاکٹر ہے اپنی عمر درازی کا تمام بندوبست کرلیگا۔ یقیناً ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب ضرور ہماری اس درخواست کو قبول کرلیں گے۔ کیونکہ انہیں یسوع ابن مریم کے خدا بنانے کا بہت شوق ہے۔ اور سخت نامردی ہوگی کہ اب وہ اسوقت بھاگ جائیں اور اگر وہ بھاگ جائیں تو پادری عمادالدین صاحب اس مقابلہ کے لائق ہیں جنھوں نے ابن مریم کو خدا بنانے کے لئے ہر ایک انسانی چالاکی کو استعمال کیا اور آفتاب پر تھوکا ہے۔ اور اگر وہ بھی اس خوف سے بھاگ گئے کہ خدا کا ویل ضرور انھیں کھا جائیگا تو حسام الدین یا صفدر علی یا ٹھاکرداس یا طامس ہاول اور بالآخر فتح مسیح اس میدان میں آوے **یا کوئی اور پادری صاحب** نکلیں۔ اور اگر اس رسالہ کے شائع ہونیکے بعد دو ماہ تک کوئی بھی نہ نکلا اور صرف شیطانی عذر بہانہ سے کام لیا تو پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادریوں کے جھوٹے ہونے پر مُہر لگجائیگی اور پھر خدا اپنے طور سے جھوٹ کی بیخکنی کریگا یاد رکھو کہ ضرور کریگا کیونکہ وقت آگیا۔ والسلام علی من اتبع الہدےٰ **میرزا غلام احمد** از قادیان ۱۴ ستمبر ۱۸۹۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (رسالہ دعوت قوم) نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار مباہلہ

بغرض دعوت اُن مسلمان مولویوں کے جو اِس عاجز کو کافر اور کذاب اور مفتری اور دجّال اور جہنمی قرار دیتے ہیں

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کردے اور تو سب فیصلہ کرنیوالوں سے بہتر ہے

چونکہ علماء پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر و تکذیب حد سے زیادہ گزر گیا ہے اور نہ فقط علماء بلکہ فقراء اور سجادہ نشین بھی اس عاجز کے کافر اور کاذب ٹھہرانے میں مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ اور ایسا ہی ان مولویوں کے اغوا سے ہزارہا ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ وہ ہمیں نصاریٰ اور یہود اور ہنود سے بھی اکفر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس تمام فتنہ تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے مگر تاہم دوسرے مولویوں کا یہ گناہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر مسلمانوں میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا۔ بلکہ نذیر حسین کے دجّالانہ فتوی کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے طیار کیا تھا بغیر تحقیق اور تنقیح کے اُسپر ایمان لے آئے ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس نالائق نذیر حسین اور اسکے ناسعادتمند شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افترا ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے یا ہم خود دعویٰ نبوت کرتے ہیں یا نعوذ باللہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے یا ملائک سے انکاری یا حشر و نشر وغیرہ اصول عقائد اسلام سے منکر ہیں۔ یا صوم و صلوٰۃ وغیرہ ارکان اسلام کو نظر استخفاف سے دیکھتے یا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم ان سب باتوں کے قائل ہیں اور ان عقائد اور ان اعمال کے منکر کو ملعون اور خسر الدنیا والآخرہ یقین رکھتے ہیں ✦

اگر ہمیں ہمارے دعوے کے موافق قبول کرنیکے لئے یہی مابہ النزاع ہے تو ہم بلند آواز سے بار بار سناتے ہیں کہ ہمارے یہی عقائد ہیں جو ہم بیان کرچکے ہیں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے جس کے

لئے یہ اشتہار مباہلہ لکھا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرما کر اس صدی چہاردہم کا مجدد قرار دیا ہے اور ہر یک مجدد کا بلحاظ حالات موجودہ زمانہ کے ایک خاص کام ہوتا ہے جسکے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے سو اس سنت اللہ کے موافق یہ عاجز صلیبی شوکت کے توڑنے کے لئے مامور ہے یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر کیا گیا کہ جو کچھ عیسائی پادریوں نے کفّارہ اور تثلیث کے باطل مسائل کو دُنیا میں پھیلایا ہے اور خدائے واحد لاشریک کی کسر شان کی ہے۔ یہ تمام فتنہ سچے دلائل اور روشن براہین اور پاک نشانوں کے ذریعہ سے فرو کیا جائے۔ اس بات کی کس کو خبر نہیں کہ دُنیا میں اس زمانہ میں ایک ہی فتنہ ہے جو کمال کو پُہنچ گیا ہے اور الٰہی تعلیم کا سخت مخالف ہے یعنی کفارہ اور تثلیث کی تعلیم جسکو صلیبی فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے کیونکہ کفارہ اور تثلیث کے تمام اغراض صلیب کے ساتھ وابستہ ہیں سو خدا تعالیٰ نے آسمان پر سے دیکھا کہ یہ فتنہ بہت بڑھ گیا ہے۔ اور یہ زمانہ اس فتنہ کے تموّج اور طوفان کا زمانہ ہے پس خدا نے اپنے وعدہ کے موافق چاہا کہ اس صلیبی فتنہ کو پارہ پارہ کرے اور اُسنے ابتدا سے اپنے نبی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے خبر دی تھی کہ جس شخص کی ہمت اور دُعا اور قوت بیان اور تاثیر کلام اور انفاس کا فرکش سے یہ فتنہ فرو ہوگا اسی کا نام اسوقت عیسےٰ اور مسیح موعود ہوگا ٭

اگرچہ وہ پیشگوئیاں بہت سے نازک اور لطیف استعارات سے بھری پڑی ہیں مگر اُن میں جو نہایت واضح اور کُھلا کُھلا اور موٹا نشان مسیح موعود کے بارہ میں لکھا گیا ہے وہ کسر صلیب ہے یعنی صلیب کو توڑنا۔ یہ لفظ ہر یک عقلمند کے لئے بڑی غور کے لائق ہے اور یہ صاف بتلا رہا ہے کہ وہ مسیح موعود عیسائیت کے موجزن فتنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا نہ کسی اور زمانہ میں کیونکہ صلیب پر سارا مدار نجات کا رکھنا کسی اور دجّال کا کام نہیں ہے۔ یہی گروہ ہے جو صلیبی کفارہ پر زور دے رہا ہے اور اس کو فروغ دینے کے لئے ہر ایک دجل کو کام میں لا رہا ہے ٭

دجّال بہت گزرے ہیں اور شائد آگے بھی ہوں۔ مگر وہ دجّال اکبر جن کا دجل خدا کے نزدیک ایسا مکروہ ہے کہ قریب ہے جو اس سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ یہی گروہ مشت خاک کو خدا بنانے والا ہے۔ خدا نے یہودیوں اور مشرکوں اور دوسری قوموں کی

طرح طرح کے دجل قرآن شریف میں بیان فرمائے مگر یہ عظمت کسی کے دجل کو نہیں دی کہ اس دجل سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتے ہیں پس جس گروہ کو خدا نے اپنے پاک کلام میں دجال اکبر ٹھہرایا ہے ہمیں نہیں چاہیئے کہ اسکے سوا کسی اور کا نام دجال اکبر رکھیں۔ نہایت ظلم ہوگا کہ اُس کو چھوڑ کر کوئی اور دجال اکبر تلاش کیا جائے ٭

یہ بات کسی پہلو سے درست نہیں ٹھہر سکتی کہ حال کے پادریوں کے سوا کوئی اور بھی دجال ہے جو ان سے بڑا ہے کیونکہ جبکہ خدا نے اپنی پاک کلام میں سب سے بڑا یہی دجّال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کی کلام کی مخالفت کر کے کسی اور کو بڑا دجّال ٹھہرایا جائے۔ اگر کسی ایسے دجال کا کسی وقت وجود ہو سکتا تو خدا تعالیٰ جس کا علم ماضی اور حال اور مستقبل پر محیط ہے اسی کا نام دجّال اکبر رکھتا نہ ان کا نام۔ پھر یہ نشان دجال اکبر کا جو حدیث بخاری کے صریح اس شاذ سے نکلتا ہے کہ یکسر الصلیب صاف بتلا رہا ہے کہ اس دجال اکبر کی شان میں سے یہ ہوگا کہ وہ مسیح کو خدا ٹھہرائے گا اور مدار نجات صلیب پر رکھے گا ٭

یہ بات عارفوں کے لئے نہایت خوشی کا موجب ہے کہ اس جگہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا تظاہر ہو گیا ہے جس سے تمام حقیقت اس متنازعہ فیہ مسئلہ کی کھل گئی۔ کیونکہ قرآن نے تو اپنے صریح لفظوں میں دجّال اکبر پادریوں کو ٹھہرایا اور انکے دجل کو ایسا عظیم الشان دجل قرار دیا کہ قریب ہے جو اس سے زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور حدیث نے مسیح موعود کی حقیقی علامت یہ بتلائی کہ اسکے ہاتھ پر کسر صلیب ہوگا۔ اور وہ دجّال اکبر کو قتل کریگا۔ ہمارے نادان مولوی نہیں سوچتے کہ جبکہ مسیح موعود کا خاص کام کسر صلیب اور قتل دجال اکبر ہے اور قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ بڑا دجل اور بڑا فتنہ جس سے قریب ہے کہ نظام اس عالم کا درہم برہم ہو جائے اور خاتمہ اس دُنیا کا ہو جائے وہ پادریوں کا فتنہ ہے تو اس سے صاف طور پر کھل گیا کہ پادریوں کے سوا اور کوئی دجال اکبر نہیں ہے اور جو شخص اب اس فتنہ کے ظہور کے بعد اور کی انتظار کرے وہ قرآن کا مکذّب ہے ٭

اور نیز جبکہ لغت کی رو سے بھی دجال ایک گروہ کا نام ہے جو اپنے دجل سے زمین کو پلید کرتا ہے۔ اور حدیث کی رو سے نشان دجال اکبر کا حمایت صلیب ٹھہرا تو باوجود اس کھلی کھلی

تحقیق کے وہ شخص نہایت درجہ کور باطن ہے کہ جواب بھی حال کے پادریوں کو دجال اکبر نہیں سمجھتا۔

ایک اور بات ہے جس سے ہمارے نادان مولوی اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اسبات کے خود قائل ہیں کہ دجال معہود کا بجز حرمین کے تمام زمین پر تسلط ہو جائیگا۔ سو اگر سے مراد کوئی اور رکھا جائے تو یہ حدیث قرآن کی صریح پیشگوئی سے مخالف ہو جائیگی۔ کیونکہ قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ قیامت تک زمین پر غلبہ اور تسلط دو قوموں میں سے ایک قوم کا ہوتا رہیگا۔ یا اہل اسلام کا یا نصاریٰ کا۔ پس قرآن کے رو سے ایسے دجال کو جو اپنی خدائی کا دعویٰ لیکر آئیگا زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نہیں اور قرآن اُسکے وجود کو روکتا ہے۔ ہاں استعارہ کے طور پر نصاریٰ کا دعویٰ خدائی ثابت ہے کیونکہ چاہتے ہیں کہ کلوں کے زور سے تمام زمین و آسمان کو اپنے قابو میں کر لیں یہانتک کہ مینہہ برسانے کی قدرت بھی حاصل ہو جائے۔ پس اس طرح پر وہ خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں ؛

غرض یہ وہ امور ہیں جنکو حال کے مولوی نہیں سمجھتے اور اہل اسلام میں انہوں نے بڑا بھاری فتنہ اور تفرقہ ڈال رکھا ہے اور نہایت بیہودہ اور رکیک تاویلات سے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے منہ پھیر رہے ہیں۔ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اہلحدیث ہیں مگر اب تو انہوں نے قرآن کو بھی چھوڑا اور حدیث کو بھی۔ سو جبکہ مینے دیکھا کہ قرآن شریف اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنکے دلوں میں عظمت نہیں اور جلیل الشان اکابر آئمہ کی شہادت بھی جیسا کہ امام بخاری اور ابن حزم اور امام مالک کی شہادت جو حضرت عیسیٰ کے فوت ہو جانیکی نسبت بار بار لکھی گئی ہے اُنکے نزدیک کچھ چیز نہیں سو مجھ کو اس پہلو سے بکلی نومیدی ہوئی کہ وہ منقولی بحث و مباحثہ کے ذریعہ سے ہدایت پاسکیں * پس خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ میں دوسرا پہلو اختیار کروں جو اصل بنیاد میرے دعوے کی ہے یعنی اپنے سچے ملہم ہونے کا ثبوت کیونکہ اسمیں کچھ شک نہیں کہ اگر وہ لوگ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا ملہم سمجھتے اور میرے الہامات کو میرا ہی افترا یا شیطانی وساوس خیال نہ کرتے تو اسقدر سب اور شتم اور ہنسی اور ٹھٹھا اور تکفیر اور بدتہذیب کے ساتھ پیش نہ آتے بلکہ اپنے بہت سے ظنوں

* حاشیہ۔ منقولی بحث مباحثہ کی کتابیں جو میری طرف سے چھپی ہیں جنمیں ثابت کیا گیا ہے جو در حقیقت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ آنا اُنکا بطور بروز مراد ہے نہ بطور حقیقت وہ یہ ہیں۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام۔ اتمام الحجہ۔ تحفہ بغداد۔ حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق دو حصے۔ کرامات الصادقین۔ سر الخلافہ۔ آئینہ کمالات اسلام

فاسدہ کا حسن ظن کے غلبہ سے آپ فیصلہ کر لیتے کیونکہ کسی کی سچائی اور منجانب اللہ ہونیکے یقین کے بعد وہ مشکلات ہرگز پیش نہیں آتیں کہ جو اُس حالتیں پیش آتی ہیں کہ انسان کے دل پر اُسکے کاذب ہونیکا خیال غالب ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری سچائی کے سمجھنے کے لئے بہت سے قرائن واضح ان کو عطا کئے تھے۔ میرا[1] دعویٰ صدی کے سر پر تھا۔ میرے[2] دعوے کے وقت میں خسوف کسوف ماہ رمضان میں ہوا تھا۔ میرے[3] دعوے الہام پر پورے بیس برس گذر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دیجاتی۔ میری[4] پیشگوئی کے مطابق خدا نے آتھم کو کچھ مہلت بھی دی اور پھر مار بھی دیا۔ مجھ[5] کو خدا نے بہت سے معارف اور حقائق بخشے اور اس قدر میری کلام کو معرفت کے پاک اسرار سے بھر دیا کہ جبتک انسان خدا تعالیٰ کی طرف سے پورا تائید یافتہ نہ ہو اسکو یہ نعمت نہیں دیجاتی لیکن مخالف مولویوں نے ان باتوں میں سے کسی بات پر غور نہیں کی ؛

سو اب چونکہ تکذیب اور تکفیر انکی انتہا تک پہنچ گئی اسلئے وقت آگیا کہ خدائے قادر اور علیم اور خبیر کے ہاتھ سے جھوٹے اور سچے میں فرق کیا جائے۔ ہمارے مخالف مولوی اسبات کو جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایسے شخص سے کس قدر بیزاری ظاہر کی ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھے یہانتک کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ اگر وہ بعض قول میرے پر افترا کرتا تو میں اُسکو پکڑ لیتا اور رگ جان کاٹ دیتا۔ غرض خدا تعالیٰ پر افترا کرنا اور یہ کہنا کہ فلاں فلاں الہام مجھے خدا تعالیٰ کیطرف سے ہوا ہے حالانکہ کچھ بھی نہیں ہوا ایک ایسا سخت گناہ ہے کہ اسکی سزا میں صرف جہنم کی ہی وعید نہیں بلکہ قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے اور خدائے قادر و غیور کبھی اسکو امن میں نہیں چھوڑتا اور اس کی غیرت اسکو کچل ڈالتی ہے اور جلد ہلاک کرتی ہے۔ اگر ان مولویوں کا دل تقویٰ کے رنگ سے کچھ بھی رنگین ہوتا اور خدا تعالیٰ کی عادتوں اور سنتوں سے ایک ذرہ بھی واقف ہوتے تو انکو معلوم ہوتا کہ ایک مفتری کا اس قدر دراز عرصہ تک افترا میں مشغول رہنا بلکہ روز بروز اسمیں ترقی کرنا اور خدا تعالیٰ کا اسکے افترا پر اسکو نہ پکڑنا بلکہ لوگوں میں اسکو عزت دینا دلوں میں اسکی قبولیت ڈالنا اور اسکی زبان کو چشمہ حقائق و معارف بنانا ایک ایسا امر ہے کہ جب سے خدا تعالیٰ نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے اسکی نظیر ہرگز نہیں پائی جاتی۔ افسوس کہ کیوں یہ منافق مولوی خدا تعالیٰ کے احکام

اور مواعید کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ کیا اُنکے پاس حدیث یا قرآن شریف سے کوئی نظیر موجود
ہے کہ ایک ایسے خبیث طبع مفتری کو خدا تعالیٰ نہ پکڑے جو اسپر افترا پر افترا باندھے اور جھوٹے
الہام بنا کر اپنے تئیں خدا کا نہایت ہی پیارا ظاہر کرے اور محض اپنے دل سے شیطانی باتیں تراش
کر اسکو عمداً خدا کی وحی قرار دیوے اور کہے کہ خدا کا حکم ہے کہ لوگ میری پیروی کریں اور کہے
کہ خدا مجھے اپنے الہام میں فرماتا ہے کہ تو اس زمانہ میں تمام مومنوں کا سردار ہے حالانکہ اسکو کبھی الہام
نہوا ہو۔ اور نہ کبھی خدا نے اسکو مومنوں کا سردار ٹھہرایا ہو اور کہے کہ مجھے خدا مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو ہی
مسیح موعود ہے جسکو میں کسر صلیب کے لئے بھیجتا ہوں حالانکہ خدا نے کوئی ایسا حکم اسکو نہیں دیا اور
نہ اس کا نام عیسیٰ رکھا اور کہے کہ خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ مجھ سے تو ایسا ہے جیسا
کہ میری توحید۔ تیرا مقام قرب مجھ سے وہ ہے جس سے لوگ بیخبر ہیں۔ حالانکہ خدا اُسکو مفتری جانتا
ہے۔ اُسپر لعنت بھیجتا ہے۔ اور مردودوں اور مخذولوں کے ساتھ اُس کا حصہ قرار دیتا ہے
پھر کیا یہی خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب اور بیباک مفتری کو جلد نہ پکڑے۔ یہاں تک
کہ اس افترا پر بیس برس سے زیادہ عرصہ گذر جائے +

کون اسکو قبول کر سکتا ہے کہ وہ پاک ذات جسکے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے
لہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے اس لئے عرصہ تک اس جھوٹے کو چھوڑ دے جسکی نظیر دُنیا کے
صفحہ میں مل ہی نہیں سکتی۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا۔
یعنی اس سے زیادہ تر ظالم اور کون ہے جو خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ بیشک مفتری خدا
تعالیٰ کی لعنت کے نیچے ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والا جلد مارا جاتا ہے +

سو ایک تقویٰ شعار آدمی کے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتریوں کی طرح ہلاک نہیں کیا بلکہ
میرے ظاہر اور باطن اور میرے جسم اور میری رُوح پر وہ احسان کئے جنکو میں شمار نہیں کر
سکتا۔ **میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں
بوڑھا ہو گیا**۔ اور ابتداء دعوے پر بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا۔ بہت سے میرے دوست
اور عزیز جو مجھ سے چھوٹے تھے فوت ہو گئے اور مجھے اُسنے عمر دراز بخشی اور ہر ایک مشکل میں میرا
متکفل اور متولی رہا۔ پس کیا اُن لوگوں کے یہی نشان ہُوا کرتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے

ہیں۔ اب بھی اگر مولوی صاحبان مجھے مفتری سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر ایک اور فیصلہ ہے اور وہ یہ
کہ میں ان الہامات کو ہاتھ میں لیکر جنکو میں شائع کر چکا ہوں مولوی صاحبان سے مباہلہ کروں +
اس طرح پر کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کروں کہ میں درحقیقت اُسکے شرف مکالمہ و مخاطبہ
سے مشرف ہوں اور درحقیقت اُسنے مجھے چہاردہم صدی کے سر پر بھیجا ہے کہ تا میں اُس فتنہ
کو فرو کروں کہ جو اسلام کے مخالف سب سے زیادہ فتنہ ہے اور اُسی نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے
اور کسر صلیب کے لئے مجھے مامور کیا ہے لیکن نہ کسی جسمانی حربہ سے بلکہ آسمانی حربہ سے۔ اور یہ سب اُسکا
کلام ہے اور وہ خاص الہامات اُسکے جو اسوقت میں مخالف مولویوں کو سُناؤنگا۔ انمیں سے بطور
نمونہ چند الہامات اسجگہ لکھتا ہوں انہیں سے بعض الہامات بیس برس کے عرصہ سے ہیں جو مختلف تقریبوں
اور کمی بیشی کے ساتھ بار بار القا ہوئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں :-

يَا عِيْسٰى الَّذِىْ لَا يُضَاعُ وَقْتُهٗ۔ اَنْتَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةٍ لَا
اے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تو میری جناب میں وہ مرتبہ رکھتا ہے جس کا
يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ۔ اَنْتَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِىْ وَ تَفْرِيْدِىْ
لوگوں کو علم نہیں۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔
فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ۔ هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
سو وقت آگیا کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جائے اور مدد دیا جائے۔ وہ خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور
بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ
دین حق کے ساتھ بھیجا تا اس دین کو سب دینوں پر غالب کرے۔ خدا کی پیشگوئیوں کو کوئی بدل نہیں
اللّٰهِ۔ قُلْ اِنِّىْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لِتُنْذِرَ
سکتا۔ کہہ میں مامور ہوں اور میں سب سے پہلا مومن ہوں۔ وہ رحمٰن ہے جس نے قرآن سکھلایا تا کہ تو
قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاءُهُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ اِنَّا كَفَيْنَاكَ
اُن لوگوں کو ڈراوے جنکے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ ہم تیرے لئے ٹھٹھا کرنیوالوں
الْمُسْتَهْزِئِيْنَ۔ قُلْ عِنْدِىْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ
کے لئے کافی ہیں کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاتے ہو

قُل عِندی شہادۃ مِنَ اللہ فھَل انتم مُسلِمُون۔ اِنّ مَعِی رَبِّی

کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرتے ہو۔ میرے ساتھ میرا خدا ہے وہ عنقریب

سَیَہدِیْن۔ قُلْ اِنْ کُنتُمْ تُحِبُّونَ اللہ فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللہ ھَلْ

مجھے کامیابی کی راہ دکھائیگا۔ انکو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے ہولو تا خدا بھی تم سے محبت کرے

اُنَبِّئُکُمْ عَلیٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیَاطِیْن تَنَزَّلُ عَلیٰ کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْم۔ یُرِیْدُوْنَ

کیا میں بتلاؤں کہ کن پر شیطان اُترا کرتے ہیں۔ ہر ایک جھوٹے مفتری پر اُترتے ہیں۔ ارادہ کرتے ہیں

اَنْ یُّطْفِئُوا نُوْرَ اللہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔

کہ خدا کے نور کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھادیں۔ اور خدا اپنے نور کو کامل کریگا۔ اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔

سَنُلْقِی فِی قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَھیٰ اَمْرُ الزَّمَانِ

عنقریب ہم انکے دلوں پر رعب ڈالدینگے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئیگی اور زمانہ کا امر ہماری طرف رجوع کریگا۔ کہا جائیگا

اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ۔ اِنِّی مَعَکَ۔ کُنْ مَعِی اَیْنَمَا کُنْتَ۔ کُنْ مَعَ

کہ کیا یہ سچ نہ تھا میں تیرے ساتھ ہوں۔ میرے ساتھ ہو جہاں تو ہووے۔ خدا کے ساتھ

اللہِ حَیْثُ مَا کُنْتَ۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ اِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا

ہو جہاں تو ہووے۔ تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے نفع کیلئے نکالے گئے۔ تو ہماری آنکھوں کے

یَرْفَعُ اللہُ ذِکْرَکَ۔ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ یَا اَحْمَدُ یَتِمُّ

سامنے ہے۔ خدا تیرے ذکر کو بلند کریگا۔ اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کریگا۔ اے احمد تیرا نام پورا

اِسْمُکَ وَلَا یَتِمُّ اِسْمِی۔ اِنِّی رَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّی۔

ہو جائیگا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ میں تجھے اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں۔ میں نے اپنی محبت کو تجھ پر ڈال دیا۔

شَانُکَ عَجِیْبٌ۔ وَاَجْرُکَ قَرِیْبٌ۔ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَکَ کَمَا ھُوَ مَعِی+

تیری شان عجیب ہے۔ تیرا اجر قریب ہے۔ زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے

اَنْتَ وَجِیْہٌ فِی حَضْرَتِی۔ اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِی۔ اَنْتَ وَجِیْہٌ فِی الدُّنْیَا

تو میری جناب میں وجیہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا۔ تو دنیا اور میری جناب میں وجیہ ہے

+حاشیہ۔ ھُوَ کا ضمیر واحد باعتبار واحد فی الذہن یعنی مخلوق ہے اور ایسا محاورہ قرآن شریف میں بہت ہے منہ

وَحَضْرَتِی۔ سُبْحَانَ اللہِ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ۔ زَادَ مَجْدَکَ۔ یَنْقَطِعُ آبَاءُکَ

پاک ہے وہ خدا جو بہت برکتوں والا اور بہت بلند ہے۔ تیری بزرگی کو اُسنے زیادہ کیا۔ اب سے تیرے باپ دادوں

وَیُبْدَءُ مِنْکَ۔ نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ وَاُحْیِیْتَ بِالصِّدْقِ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ

کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور خدا تجھ سے شروع کریگا۔ تو رعب کے ساتھ مدد دیا گیا اور صدق کے ساتھ زندہ کیا گیا اے صدیق

نُصِرْتَ۔ وَقَالُوْا لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ۔ آثَرَکَ اللہُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا

تو مدد دیا گیا۔ اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ خدا نے تجھے ہم پر اختیار کر لیا اگرچہ ہم کراہت کرنے

کَارِھِیْنَ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْنَ۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ

تھے۔ اے ہمارے خدا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے۔ آج تم پر اے رجوع کرنیوالو کچھ سرزنش نہیں

یَغْفِرُ اللہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ وَمَا کَانَ اللہُ لِیَتْرُکَکَ حَتّیٰ

خدا تمہیں بخش دے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے اور خدا ایسا نہیں کہ تجھے یونہی چھوڑ دے جبتک

یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ۔ وَاللہُ غَالِبٌ عَلیٰ اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ

پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلاوے۔ اور خدا اپنے امر پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے

لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللہِ وَالْفَتْحُ وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ ھٰذَا الَّذِی

جب خدا کی مدد اور فتح آئی اور اس کا کلمہ پورا ہُوا کہا جائیگا کہ یہ وہی ہے جس میں

کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ۔ سَوَّیْتُہٗ

تم جلدی کرتے تھے میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں تو میں نے آدم کو پیدا کیا میں نے اسکو برابر

وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِی۔ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ وَیُحْیِی الدِّیْنَ۔ وَلَوْ کَانَ

کیا اور اپنی روح اس میں پھونکی۔ شریعت کو قائم کریگا اور دین کو زندہ کریگا۔ اور اگر ایمان

الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِی اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ لَیْلًا

ثریا سے معلق ہوتا تب بھی اُسے پالیتا پاک ہے جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا

خَلَقَ آدَمَ فَاَکْرَمَہٗ۔ جَرِیُّ اللہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

آدم کو پیدا کیا اور اسکو عزت دی خدا کا فرستادہ نبیوں کے حلوں میں۔ وہ لوگ جو کافر ہوگئے اور خدا کی

وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللہِ رَدَّ عَلَیْھِمْ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ۔ شَکَرَ اللہُ سَعْیَہٗ

راہ سے روکنے لگے ایک فارسی الاصل آدمی نے انکے خیالات کو رد کیا۔ خدا اسکی کوشش کا شکر گزار ہے

كتاب الولي ذو الفقار علي- يكاد زيته يضيء ولو تمسه نار

اس ولی کی کتاب ایسی ہے جیسے علی کی ذوالفقار- اس کا تیل یونہی چمکنے کو ہے اگرچہ آگ چھو بھی نہ جائے

خذوا التوحيد التوحيد يا ابناء الفارس- انا انزلناه قريبا

توحید کو پکڑو توحید پکڑو اے فارس کے بیٹو ہمنے اسکو قادیان کے قریب

من القاديان وبالحق انزلناه وبالحق نزل وكان امر الله مفعولا

اتارا ہے اور حق کے ساتھ اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اترا ہے اور جو خدا نے ٹھہرا رکھا تھا

ام يقولون نحن جميع منتصر- سيهزم الجمع ويولون الدبر

وہ ہونا ہی تھا- کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت انتقام لینے والی ہیں- سب بھاگ جائینگے اور پیٹھ دکھلائینگے

يا عبدي لا تخف اني اسمع واری- الم تر انا نأتي الارض ننقصها

اے میرے بندے مت خوف کر میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں- کیا تونے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو کم کرتے چلے

من اطرافها- الم تر ان الله على كل شيء قدير- صل

آتے ہیں- اسکی طرفوں سے- کیا تونے نہیں دیکھا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے محمد پر اور اسکی

على محمد وآل محمد سيد ولد آدم وخاتم النبيين- انك على صراط

آل پر درود بھیج وہ بنی آدم کا سردار اور خاتم الانبیا ہے تو صراط مستقیم پر ہے

مستقيم- فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاهلين- وقالوا لولا

پس جو کچھ حکم ہوتا ہے کھولکر بیان کر اور جاہلوں سے کنارہ کر- اور کہتے ہیں کہ دو

نزل على رجل من قريتين عظيم- وقالوا انى لك هذا ان هذا

شہروں میں سے ایک بڑے آدمی کو خدا نے کیوں مامور کیا- اور کہتے ہیں کہ تجھے کہاں یہ رتبہ یہ تو

لمكر مكرتموه في المدينة- واعانه عليه قوم آخرون- ينظرون

مکر ہے کہ مل جل کر بنایا گیا ہے اور کئی لوگوں نے اس مکر میں اس شخص کی مدد کی ہے تجھے دیکھتے

اليك وهم لا يبصرون- اعلموا ان الله يحيي الارض بعد موتها

ہیں اور تو انہیں نظر نہیں آتا- اے لوگو جان لو کہ زمین مر گئی تھی اور خدا پھر اسے نئے سرے زندہ

ومن كان لله كان الله له- ان الله مع الذين اتقوا والذين

کر رہا ہے- اور جو خدا کا ہو خدا اس کا ہو جاتا ہے- خدا انکے ساتھ ہے جو پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں

هم محسنون- قالوا ان هذا الا اختلاق- قل ان افتريته فعلي اجرام شديد- انك اليوم

اور انکے ساتھ ہے جو نیکوکار ہیں کہتے ہیں کہ یہ تمام افترا ہے- کہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو یہ سخت گناہ میری گردن پر ہے- آج تو

لدينا مكين امين- وان عليك رحمتي في الدنيا والدين- وانك

ہمارے نزدیک بارتبہ اور امین ہے- اور تیرے پر دین اور دنیا میں میری رحمت ہے- اور تو

من المنصورين- يحمدك الله من عرشه- يحمدك الله ويمشي

مدد دیا گیا ہے خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے- خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری

اليك- الا ان نصر الله قريب- كمثلك در لا يضاع- بشرى لك

طرف چلا آتا ہے- خبردار خدا کی مدد قریب ہے- تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا- تجھے

يا احمدي- انت مرادي ومعي- اني ناصرك- اني حافظك

خوشخبری ہو اے میرے احمد- تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے- میں تیرا مددگار ہوں- میں تیرا حافظ ہوں-

اني جاعلك للناس اماما- اكان للناس عجبا- قل هو الله

میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا- کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہہ وہ خدا عجیب ہے

عجيب- يجتبي من يشاء من عباده- لا يسئل عما يفعل وهم

جسکو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے چن لیتا ہے- وہ اپنے کاموں میں پوچھا نہیں جاتا

يسئلون- وتلك الايام نداولها بين الناس- وقالوا ان هذا

اور دوسرے پوچھے جاتے ہیں- اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں- اور کہتے ہیں کہ یہ تو

الا اختلاف- اذا نصر الله المؤمن جعل له الحاسدين في الارض

ضرور افترا ہے- خدا جب مومن کو مدد دیتا ہے تو زمین پر اس کے کئی حاسد بنا دیتا ہے

قل الله ثم ذرهم في خوضهم يلعبون- لا تحاط اسرار الاولياء

کہہ خدا ہے جس نے یہ الہام کیا پھر انکو چھوڑ دے تا اپنی کج فکریوں میں بازی کریں- اولیا کے اسرار پر

تلطف بالناس وترحم عليهم- انت فيهم بمنزلة موسى- واصبر

کوئی احاطہ نہیں کر سکتا- لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور انپر رحم کر- تو انمیں بمنزلہ موسیٰ کے ہے- اور انکی

على ما يقولون- وذرني والمكذبين اولي النعمة- انت من مائنا

باتوں پر صبر کر- اور منعم مکذبوں کی سزا مجھ پر چھوڑ دے- تو ہمارے پانی میں سے ہے

وَهُم مِن فشل ‡ وَ اِذا قِيل لَهُم اٰمِنوا كما آمن النّاسُ - قالوا

اور وہ لوگ فشل سے ۔ اور جب انکو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اچھے آدمی ایمان لائے ۔ تو جواب میں

انومن كما آمن السّفهاءُ اَلَا اِنّهم هُمُ السّفهاءُ وَلكن لا يعلمُون قل

کہتے ہیں کہ کیا اس طرح ایمان لائیں جیسا کہ سفیہ اور بے وقوف ایمان لائے ۔ خوب یاد رکھو کہ درحقیقت

اِن كنتم تحبّون الله فاتبعُونى يُحببكمُ الله - قيل ارجِعُوا اِلى الله

بیوقوف اور سفیہ یہی لوگ ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ ہم کیسی غلطی پر ہیں ۔ انکو کہدے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو

فلا ترجعُون - وقيل استحوذوا فلا تستحوذون - الحمد لله الذى

تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے ۔ کہا گیا کہ تم رجوع کرو سو تم نے رجوع نکیا ۔ اور کہا گیا کہ تم اپنے وساوس

جعلك المسيح ابن مريم - الفتنة هٰهنا فاصبر كما صبر اولوا العزم

پر غالب آجاؤ سو تم غالب نہ آئے ۔ سب تعریف خدا کو ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ۔ اسجگہ فتنہ ہے سو اولوالعزم لوگوں کی

تبّت يدا ابى لهبٍ وتبّ ما كان له اَنْ يدخل فيها الا خائفا

طرح صبر کر ۔ ابی لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اسکو نہیں چاہئیے تھا کہ وہ اس فتنہ

وما اصابك فمن الله - الا انها فتنة من الله ليحب حُبّا جمّا -

میں دخل دیتا یعنی اسکا بانی ہوتا مگر ڈرتے ہوئے ۔ اور تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچیگی مگر اسیقدر جو خدا نے مقرر کی ۔ یہ فتنہ

حُبّا مِن الله العزيز الاكرم - عطاءً غير مجذوذ - وقت الابتلاء

خدا کیطرف سے ہے تا وہ تجھ سے بہت ہی پیار کرے ۔ یہ خدا کا پیار کرنا ہے جو غالب اور بزرگ ہے ۔ اور یہ پیار وہ عطا ہے جو کبھی

حاشیہ ۔ یہ جو فرمایا کہ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فشل سے ۔ اس جگہ پانی سے مراد ایمان کا پانی استقامت کا پانی تقویٰ کا پانی وفا کا پانی صدق کا پانی حب اللہ کا پانی ہے جو خدا سے ملتا ہے اور فشل بزدلی کو کہتے ہیں جو شیطان سے آتی ہے اور ہر یک بے ایمانی اور بدکاری کی جڑ بزدلی اور نامردی ہے ۔ جب قوت استقامت باقی نہیں رہتی تو انسان گناہ کی طرف جھک جاتا ہے ۔ غرض فشل شیطان کی طرف ہے اور عقائد صالحہ اور اعمال طیبہ کا پانی خدا تعالےٰ کیطرف سے ۔ جب بچہ پیٹ میں پڑتا ہے تو اسوقت اگر بچہ سعید ہے اور نیک ہونیوالا ہے تو اس نطفہ پر روح القدس کا سایہ ہوتا ہے اور اگر بچہ شقی ہے اور بد ہونیوالا ہے تو اس نطفہ پر شیطان کا سایہ ہوتا ہے اور شیطان اس میں شراکت رکھتا ہے اور بطور استعارہ وہ شیطان کی ذریت کہلاتی ہے اور جو خدا

ووقت الاصطفاء - ولا يرد وقت العذاب عن القوم المجرمين

منقطع نہیں ہوگی ۔ ابتلا کا وقت ہے اور اصطفا کا وقت ہے ۔ اور عذاب کا وقت مجرموں کے سر پر سے کبھی نہیں ٹل

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين - وعسٰى اَنْ

سکتا ۔ اور اے اس مامور کی جماعت سست مت ہو جانا اور غم میں نہ پڑ جانا اور بالآخر غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر

تحبّوا شيئًا وهو شرٌّ لكم وعسٰى اَنْ تكرهوا شيئًا وهو خيرٌ لكم والله

ثابت رہو گے ۔ یہ ممکن ہے کہ ایک چیز کو تم چاہو اور وہ در اصل تمہارے لئے اچھی نہ ہو اور ایک چیز سے نفرت کرو

يعلم وانتم لا تعلمُون - كنتُ كنزًا مخفيًا فاحببتُ اَنْ اُعرف - اِنّ

اور وہ در اصل تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا سو میں نے چاہا کہ شناخت

السّمٰوات والارض كانتا رتقًا ففتقنٰهما - وان يتخذونك

کیا جاؤں ۔ زمین و آسمان بندھے ہوئے تھے سو ہم نے دونوں کو کھول دیا ۔ اور تجھے انہوں نے ایک ہنسی کی

اِلّا هزوا - اَهٰذا الذى بعث الله - قُل انّما انا بشرٌ مثلكُم

جگہ بنا رکھا ہے ۔ کیا یہی ہے جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ۔ کہہ میں ایک آدمی ہوں تم جیسا مجھے خدا سے

يوحٰى الىّ انّما الٰهكم اِلٰه واحد والخير كله فى القرآن - ولقد

الہام ہوتا ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے ۔ اور تمام بھلائی قرآن میں ہے ۔ اور میں اس سے پہلے

لبثت فيكم عمرًا من قبله افلا تعقلون - وقالوا ان هٰذا الا افتراء

ایک مدت سے تم میں ہی رہتا تھا کیا تمہیں میرے حالات معلوم نہیں ۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ باتیں افترا ہیں

بقیہ حاشیہ ۔ کے ہیں وہ خدا کے کہلاتے ہیں جنکو پہلی کتابوں میں بطور استعارہ ابناء اللہ کہا گیا ہے ۔ چنانچہ یہ لفظ آدم اور یعقوب وغیرہ بہت سے نبیوں پر استعمال ہوا ہے اور انجیل میں مسیح ابن مریم پر بھی استعمال پایا ہے اور کسی کی اس میں کچھ خصوصیت نہیں صرف بلحاظ مذکورہ بالا استعمال پاتا رہا ہے ۔ چنانچہ مسیح ابن مریم کی نسبت احادیث سے جو معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے مس سے وہ اور اسکی ماں پاک ہے تو یہ لفظ اسی اظہار کی غرض سے ہے کہ عیسیٰ بن مریم کی ناجائز پیدائش نہیں جیسا کہ یہودیوں کا خیال ہے تا نطفہ پر شیطان کا سایہ مانا جائے بلکہ بلاشبہ برخلاف زعم یہودیوں کے وہ حلال زادہ تھا اور مریم بدکار عورت نہیں تھی ۔ اس مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ شیطان کا سایہ جسکو مس اور اشتراک بھی کہتے ہیں جس کے لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ یہ شخص ذریت شیطان ہے یا بائبل کے محاورہ کے رو سے نحاس کا بچہ ہے یعنی سانپ کا

قل ان ھُدی اللہ ھُو الھدیٰ۔ الا اِنّ حزبَ اللہِ ھم الغالبُون

کہ حقیقی ہدایت جسمیں غلطی نہ ہو خدا کی ہدایت ہے۔ اور خبردار رہو کہ خدا کا گروہ ہی آخرکار غالب ہوتا ہے

انا فتحنا لک فتحاً مُبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم مِن ذنبک وما

ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے تا تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کئے جائیں

تاخّر۔ الیسَ اللہ بکافٍ عبدہٗ۔ فبرّاہ اللہ مِمّا قالوا وکانَ

کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ سو خدا نے انکے الزاموں سے اسکو بری کیا اور وہ خدا

عِند اللہ وَجیھا۔ وَاللہ موھن کید الکاذِبین۔ ولنجعلہ آیۃً

کے نزدیک وجیہ ہے۔ اور خدا کاذبوں کے مکر کو سست کر دیگا۔ اور ہم اسکو لوگوں کے لئے

لِلناسِ ورحمۃً مِنّا وکان امراً مقضیّا۔ قول الحق الذی فیہ

نشان بنائینگے اور رحمت کا نمونہ ہوگا اور یہی مقدر تھا۔ یہ وہ سچا قول ہے جسمیں لوگ شک

تمترون۔ یا احمدُ فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک انا اعطیناک

کرتے ہیں۔ اے احمد رحمت تیرے لبوں پر جاری ہو رہی ہے۔ ہم نے تجھے بہت سی حقائق

الکوثر۔ فصل لربّک وانحر۔ انّ شانئک ھو الابتر* یاتی

اور معارف اور برکات بخشے ہیں اور ذریت نیک عطا کی ہے۔ سو خدا کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ تیرا بدگو بے خیر ہے

قمر الانبیاء وَامرُک یتاتّی یوم یجیٔ الحقّ ویکشف الصِّدق

یعنی خدا اسے بے نشان کر دیگا اور وہ نامراد مریگا۔ نبیوں کا چاند آئیگا اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائیگا۔ اس دن حق آئیگا اور سچ

*** حاشیہ نمبر۲۔** یہ الہام کہ ان شانئک ھو الابتر اس وقت اس عاجز پر خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا کہ جب ایک شخص نو مسلم سعد اللہ نام نے ایک نظم گالیوں سے بھری ہوئی اس عاجز کی طرف بھیجی تھی اور اسمیں اس عاجز کی نسبت اس ہندو زادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ جب تک ایک شخص درحقیقت شقی خبیث طینت فاسد القلب نہ ہو ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا۔

حاشیہ در حاشیہ: جو شیطان ہی صرف اس صورت میں کسی نطفہ پر پڑتا ہے جبکہ نطفہ ڈالنے والا یا وہ جس کے رحم میں نطفہ ٹھہر گیا ہے بُری حالتمیں ہوں اور گناہ اور سخت دلی کی تاریکی ان پر ایسی محیط ہو کہ کوئی گوشہ خالی نہ ہو اور فطرتی نور بالکل محجوب ہو اور ایسی صورتمیں بچے نہایت خبیث پیدا ہوتے ہیں کیونکہ شیطان کے سایہ کے نیچے انکا خاکہ بنتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر جوروں اور ڈاکوؤں کے بچے چور ڈاکو ہی نکلتے ہیں اور راستبازوں کے راستباز۔ فتامل۔ منہ

وَیخسِرُ الخاسِرُون۔ اَقِمِ الصّلوٰۃ لذکری۔ اَنتَ مَعی وَ

کھولا جائیگا۔ اور جو خسران میں ہیں انکا خسران ظاہر ہو جائیگا۔ میری یاد میں نماز کو قائم کر۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے

انا مَعَک۔ سِرّکَ سِرّی۔ وضعنا عنکَ وزرک الذی

ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ اُتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی۔

انقض ظَہرک۔ وَرفعنا لک ذِکرک۔ یخوفونک مِن دونہٖ۔

اور تیرے ذکر کو ہم نے بلند کیا۔ تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں

ائمّۃ الکفر۔ لاتخف اِنک انت الاعلیٰ۔ غرستُ لک بیدی

یہ کفر کے پیشوا ہیں۔ مت ڈر غلبہ تجھی کو ہے۔ میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے درخت

رحمتی وَقدرتی۔ لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔

تیرے لئے اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ الزام ہو۔

ینصرکَ اللہ فِی مواطن۔ کتبَ اللہ لاغلبنّ انا ورُسلی لا مبدل

خدا تجھے کئی میدانوں میں فتح دیگا۔ خدا کا یہ قدیم نوشتہ ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہینگے۔ اسکے کلموں کو

لکلماتہٖ۔ اللہ الذی جعلکَ المسیحَ ابنَ مریم۔ قل ھٰذا فضل ربّی وَاِنّی

کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جسنے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ کہہ یہ خدا کا فضل ہے اور میں تو کسی خطاب کو نہیں چاہتا

اُجرّد نفسِی من ضروب الخطاب۔ یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک اِلیّ

اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اُٹھاؤنگا۔

وَجاعِلُ الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔

اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔

حاشیہ در حاشیہ: اگرچہ ایسے لفظوں اور ایسی گالیوں میں جو دجال شیطان کذاب کافر اکفر مکار کے نام سے ہیں اور دوسرے مولوی بھی اسکے ساتھ شریک ہیں بلکہ باطل پرست بٹالوی جو محمد حسین کہلاتا ہے شریک غالب اور اعدی الاعدا ہے لیکن اس ہندو زادہ کی خباثت فطرتی اس لئے سب سے بڑھکر ہے کہ باوجود محض جاہل ہونیکے یہ شعر بھی اردو میں کہتا ہے اور شعروں میں گالیاں نکالتا ہے اور نہایت بدگوئی سے افترا بھی کرتا ہے اور بہتان کے طور پر ایسی دشنام دہی کرتا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے شاعر بے ایمان گالیاں نکالا کرتے تھے۔ سو یہ الہام اسکے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ ان شانئک ھو الابتر۔ سو اگر اس ہندو زادہ بدفطرت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور وہ نامراد اور ذلیل اور رسوا نہ مرا تو سمجھو

نظر اللہ الیک معطرا۔ وقالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا

خدا نے تیرے پر خوشبودار نظر کی۔ اور لوگوں نے دل میں کہا کہ اے خدا کیا تو ایسے مفسد کو اپنا خلیفہ

قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ وقالوا کتاب ممتلیٔ من الکفر و

بنائیگا۔ خدا نے کہا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تمہیں معلوم نہیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر اور کذب سے بھری

الکذب۔ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم

ہوئی ہے۔ انکو کہدے کہ آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے

وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین

ہوں پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔

سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ تفردنا بذالک

ابراہیم یعنی اس عاجز پر سلام ہمنے اس سے دلی دوستی کی اور غم سے نجات دی۔ یہ ہمارا ہی کام تھا جو ہمنے

یا داؤد عامل بالناس رفقا واحسانا۔ تموت وانا راض منک

کیا۔ اے داؤد لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ تو اس حالت میں مریگا کہ میں تجھ سے

واللہ یعصمک من الناس۔ کذبوا بایاتی وکانوا بہا یستہزءون

راضی ہوں گا۔ اور خدا تجھ کو لوگوں کے شر سے بچائیگا۔ انھوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا۔

فسیکفیکہم اللہ ویردھا الیک ✣ امر من لدنا انا کنا فاعلین

سو خدا انکے لئے تجھے کفایت کریگا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائیگا۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنیوالے ہیں

زوجناکہا۔ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔ لا تبدیل

بعد واپسی کے ہمنے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنیوالوں سے مت ہو۔ خدا کے

✣ **حاشیہ**۔ شیخ محمد حسین بٹالوی کا یہ اعتراض ہے کہ الہام کا یہ فقرہ کہ یردھا الیک خلاف محاورہ ہے کیونکہ رد کا لفظ اس صورت میں آتا ہے کہ ایک چیز پہلے پاس ہو پھر چلی جائے اور پھر واپس آئے لیکن افسوس کہ اسکو بباعث کمی واقفیت علم زبان کے معلوم نہیں کہ یہ لفظ ادنی تعلق کے ساتھ بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ اسکی کلام عرب میں ہزاروں مثالیں ہیں جنکے لکھنے کا اس مقام میں موقعہ نہیں۔ چونکہ اسجگہ قرابت قریبہ تھی اور نزدیک کے رشتہ کے تعلقات نے اپنے پاس کے حکم میں اسکو کیا ہوا تھا اس لئے خدا تعالی نے ایسا لفظ استعمال کیا جو ان چیزوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جو اپنے پاس سے چلی جائیں اور پھر واپس آ دیں۔ ہاں اسجگہ یہ نہایت لطیف اشارہ تھا کہ خدا نے یردھا کا لفظ استعمال کیا تا معلوم ہو کہ اول اسکا اپنے پاس سے بے تعلق لوگوں میں چلے جانا ضروری ہے پھر واپس آنا تقدیر میں فقط منہ

لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید۔ انا رادوھا الیک۔ یوم

کلمے بدلا نہیں کرتے تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اسکو کر دیتا ہے۔ کوئی نہیں جو اسکو روک سکے

تبدل الارض غیر الارض۔ اذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم

ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔ اسدن زمین دوسری زمین سے بدلائی جائیگی۔ جب صور میں پھونکا

انما یوخرھم الی اجل مسمی اجل قریب۔ یاتی قمر الانبیا وامرک

گیا تو کوئی رشتہ انمیں باقی نہیں رہیگا۔ خدا انکو ایک مقرر وقت تک مہلت دے رہا ہے جو نزدیک وقت ہے

یتأتی۔ ھذا یوم عصیب۔ توجہت لفصل الخطاب۔ انا رادوھا

نبیوں کا چاند آئیگا اور تیرا کام حاصل ہو جائیگا۔ یہ سخت دن ہے۔ آج میں فیصلہ کرنیکے لئے متوجہ ہوا۔ ہم اسکو

الیک۔ ان استجارتک فاجرھا۔ ولا تخف سنعیدھا سیرتہا

تیری طرف واپس لائینگے۔ اگر تیری طرف پناہ ڈھونڈے تو پناہ دیدے۔ اور مت خوف کر ہم اسکی پہلی خصلت

الاولی۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ یا نوح اسرر رؤیاک۔ وقالوا

پھر اسمیں ڈالدینگے۔ ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح دی۔ اے نوح اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ۔ اور کہا لوگوں نے کہ

متی ھذا الوعد۔ قل ان وعد اللہ حق۔ انت معی وانا معک

یہ وعدہ کب ہوگا۔ کہہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ

ولا یعلمون الا المسترشدون۔ لا تیئس من روح اللہ۔ انظر الی

ہوں۔ اور اس حقیقت کو کوئی نہیں جانتا مگر وہی جو رشد رکھتے ہیں۔ خدا کے فضل سے نومید مت ہو۔ یوسف

یوسف واقبالہ۔ اطلع اللہ علی ھمہ وغمہ۔ ولن تجد لسنۃ اللہ

کو دیکھ اور اسکے اقبال کو۔ خدا اسکے اے آتھم کے غم پر مطلع ہوا اسلئے اسنے عذاب میں تاخیر کی۔ یہ خدا

تبدیلا۔ ولا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

کی سنت ہے اور تو خدا کی سنت میں تبدیلی نہیں پائیگا۔ اور تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور تم ہی غالب ہو

وبعزتی وجلالی انک انت الاعلی۔ ونمزق الاعداء کل ممزق

اگر تم ایمان پر ثابت قدم رہے۔ اور مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ غلبہ تجھ ہی کو ہے۔ اور ہم دشمنوں کو ٹکڑے

ومکر اولئک ھو یبور۔ انا نکشف السر عن ساقہ۔ یومئذ

ٹکڑے کر دینگے اور انکا مکر ہلاک ہو جائیگا۔ اور ہم حقیقت کو اسکی پنڈلی سے کھولدینگے۔ اسدن مومن خوش ہونگے

یفرح المومنون۔ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین۔ وھذا تذکرۃ

گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے۔ اور یہ تذکرہ ہے پس

فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ انّ النصاریٰ حوّلوا الامر۔ سنردھا

جو چاہے خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے۔ سو ہم ذلت اور

علی النصاریٰ۔ لینبذن فی الحطمہ۔ انا نبشرک بغلام حلیم۔

شکست کو نصاریٰ پر واپس پھینک دینگے۔ اور آتھم نابود کرنیوالی آگ میں ڈالدیا جاویگا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی

مظہر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السماء۔ اسمہ

خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔ نام اس کا عمانوایل ہے

عمانوایل۔ یولد لک الولد۔ ویدنی منک الفضل۔ انّ نوری قریب

جس کا ترجمہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے لڑکا دیا جائیگا۔ اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہو۔ میرا نور قریب ہے

قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق۔ عجل جسد لہ خوار۔ فلہ نصب وعذاب

کہ میں تمام مخلوقات کے شر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ بیجان گوسالہ ہے اور بیہودہ گو یعنی لیکھرام پشاوری سو اُسکو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا یعنی اسی دُنیا میں۔

(فارسی و اردو الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کردیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اُٹھاؤنگا اور تیری برکتیں پھیلاؤنگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا

آمین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں۔ اور انکے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر مینے لکھا ہے وہ کافی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کیطرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اسپر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر یک مسلمان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہوکر ایسے

شخص کی فرمانبرداری کا جوا اپنی گردن پر لے لے جسکی دشمنی میں خدا کی لعنت اور محبت میں خدا کی محبت ہے لیکن اگر یہ تعریفیں خدا تعالیٰ کیطرف سے نہیں ہیں اور یہ تمام کلمات جو الہام کے دعوی پر پیش کئے گئے ہیں خدائے قادر و قدوس کا الہام نہیں ہے بلکہ ایک دجال کذاب نے چالاکی کی راہ سے انکو آپ بنالیا ہے اور بندگان خدا کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے الہام ہیں تو درحقیقت وہ جو نہایت بیباکی سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے خدا تعالیٰ کی گرجنے والی صاعقہ کے نیچے کھڑا ہے اور اسکے مشتعل غضب کا نشانہ ہے۔ اور کوئی اس کو اس قہار اور غیور کے ہاتھ سے چھڑا نہیں سکتا +

کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ ایسا کذاب اور دجال اور مفتری جو برابر بیس برس کے عرصہ سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہا ہے ابتک کسی ذلت کی مار سے ہلاک نہوا اور کیا یہ بات سمجھ نہیں آسکتی کہ جس سلسلہ کا تمام مدار ایک مفتری کے افترا پر تھا وہ اتنی مدت تک کسی طرح چل نہیں سکتا تھا * توریت اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افترا کرنیوالا جلد تباہ ہو جاتا ہے

* **نوٹ**۔ اگر کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ دنیا میں صدہا جھوٹے مذہب ہیں جو ہزاروں برسوں سے چلے آتے ہیں حالانکہ ابتدا انکی کسی کی افترا سے ہوگی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ افترا سے مُراد ہمارے کلام میں وہ افترا ہے کہ کوئی شخص عمداً اپنی طرف سے بعض کلمات تراش کر یا ایک کتاب بنا کر پھر یہ دعوی کرے کہ یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اسنے مجھے الہام کیا ہے اور ان باتوں کے بارے میں میرے پر اسکی وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ سو ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا افترا کبھی کسی زمانہ میں چل نہیں سکا۔ اور خدا کی پاک کتاب صاف گواہی دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر افترا کرنیوالے جلد ہلاک کئے گئے ہیں اور ہم لکھ چکے ہیں کہ توریت بھی یہی گواہی دیتی ہے اور انجیل بھی اور فرقان مجید بھی ہاں جسقدر دُنیا میں جھوٹے مذہب نظر آتے ہیں جیسے ہندوؤں اور پارسیوں کا مذہب۔ انکی نسبت یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ کسی جھوٹے پیغمبر کا سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اصل حقیقت انمیں یہ ہے کہ خود لوگ غلطیوں میں پڑتے پڑتے ایسے عقائد کے پابند ہوگئے ہیں دُنیا میں تم کوئی ایسی کتاب دکھا نہیں سکتے جس میں صاف اور بے تناقض لفظوں میں کھلا کھلا یہ دعویٰ ہو کہ یہ خدا کی کتاب ہے حالانکہ اصل میں وہ خدا کی کتاب نہو بلکہ کسی مفتری کا افترا ہو اور ایک قوم اسکو عزت کے ساتھ مانتی

کوئی نام لینے والا اُس کا باقی نہیں رہتا اور انجیل میں بھی لکھا ہے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہے تو جلد باطل ہو جائیگا۔ لیکن اگر خدا کا ہے تو ایسا نہ ہو کہ تم مقابلہ کر کے مجرم ٹھہرو۔ اللہ جلشانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان یك كاذبًا فعلیه كذبه۔ وان یك صادقًا یصبكم بعض الذی یعدكم ان اللہ لا یهدی من هو مسرف كذاب۔ یعنی اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اس پر پڑے گا اور اگر یہ سچا ہے تو تم اسکی ان بعض پیشگوئیوں سے بچ نہیں سکتے جو تمہاری نسبت وہ وعدہ کرے۔ خدا ایسے شخص کو فتح اور کامیابی کی راہ نہیں دکھلاتا جو فضول گو اور کذاب ہو +

اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئة قلیلہ ہے اور شاید اسوقت تک چار ہزار یا پانچ ہزار سے زیادہ نہ ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہُوا پودہ ہے۔ خدا اسکو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جبتک کہ اسکو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اسکی آبپاشی کریگا اور اسکے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دیگا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا +

اُسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے۔ پہلے مینے کبھی ایسے مباہلہ کی نیت نہیں کی اور نہ چاہا کہ کسی پر بد دُعا کروں عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مجھ سے مباہلہ چاہا مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا۔ آخر اسکے نہایت اصرار سے مباہلہ ہُوا۔ مگر مینے اسکے حق میں کوئی بد دُعا نہیں کی لیکن اب میں بہت ستایا گیا اور دکھ دیا گیا مجھے کافر ٹھہرایا گیا۔ مجھے دجّال کہا گیا۔ میرا نام شیطان رکھا گیا مجھے

حاشیہ: چلی آئی ہو۔ ہاں ممکن ہے کہ خدا کی کتاب کے الٹے معنی کئے گئے ہوں جس حالتیں انسانی گورنمنٹ ایسے شخص کو نہایت غیرتمندی کے ساتھ پکڑتی ہے کہ جو جھوٹے طور پر ملازم سرکاری ہونیکا دعویٰ کرے تو خدا جو اپنے جلال اور ملکوت کے لئے غیرت رکھتا ہے کیوں جھوٹے مدعی کو نہ پکڑے۔ منہ

کذاب اور مفتری سمجھا گیا۔ میں انکے اشتہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں انکی مجلسوں میں تحقیر کے ساتھ پکارا گیا۔ میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسی کمر باندھی کہ گویا آپکو کچھ بھی شک میرے کفر میں نہیں۔ ہر یک نے مجھے گالی دینا اجر عظیم کا موجب سمجھا اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام کا طریق قرار دیا۔ پر ان سب تلخیوں اور دکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ ہاں وہی تھا جو ہر یک وقت مجھکو تسلی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کیڑا ایک جہان کے مقابل کھڑا ہو سکتا ہے۔ کیا ایک ذرہ تمام دنیا کا مقابلہ کریگا۔ کیا ایک دروغگو کی ناپاک رُوح یہ استقامت رکھتی ہے۔ کیا ایک ناچیز مفتری کو یہ طاقتیں حاصل ہو سکتی ہیں +

سو یقیناً سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو۔ کیا تم خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتے۔ کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے۔ بہتر تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک ترساں اور ہراساں دل کے ساتھ اس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور وہم کی +

سو اب اٹھو اور مباہلہ کے لئے طیار ہو جاؤ۔ تم سُن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ **اول نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ** پر۔ سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا۔ اور خدا کی کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینکدے۔ اب میرے بنار دعویٰ کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو میں اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جسکی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اب اس دوسری بنار کی تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کر لو +

اور یوں ہوگا کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونیکے بعد میں ان تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لیکر میدان مباہلہ میں حاضر ہوں گا اور دُعا کرونگا۔ کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افترا ہے اور تو جانتا ہے کہ مینے انکو اپنی طرف سے بنا لیا ہے یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گزرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو اور اس سے رہائی عطا نہ کر جب تک کہ موت آجائے

تا میری ذلت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں۔ اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے لیکن اے خدائے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں تیرے ہی الہام ہیں اور تیرے مونہہ کی باتیں ہیں۔ تو ان مخالفونکو جو اس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔ اور جب میں یہ دعا کر چکوں تو دونوں فریق کہیں کہ آمین۔ ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر یک شخص جو مباہلہ کے لئے حاضر ہو جناب الٰہی میں یہ دعا کرے کہ اے خدائے علیم و خبیر ہم اس شخص کو جس کا نام غلام احمد ہے درحقیقت کذاب اور مفتری اور کافر جانتے ہیں پس اگر یہ شخص درحقیقت کذاب اور مفتری اور کافر اور بیدین ہے اور اسکے یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افترا ہے تو اس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اسکے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی مُنہ کی پاک باتیں ہیں تو ہم پر جو اس کو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر اور کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر اور جب یہ دعا فریق ثانی کر چکے تو دونوں فریق کہیں کہ آمین۔ اور یاد رہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کذاب اور مفتری تو جانتا ہے مگر کافر کہنے سے پرہیز رکھتا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ اپنے دعائے مباہلہ میں صرف کذاب اور مفتری کا لفظ استعمال کرے جسپر اسکو یقین دلی ہے ؁

اور اس مباہلہ کے بعد اگر میں ایک سال کے اندر مر گیا۔ یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا ہو گیا جسمیں جانبری کے آثار نہ پائے جائیں تو لوگ میرے فتنہ سے بچ جائینگے اور میں ہمیشہ کی لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤنگا اور میں ابھی لکھدیتا ہوں کہ اس صورت میں مجھے کاذب اور مورد لعنت الٰہی یقین کرنا چاہیئے اور پھر اسکے بعد میں دجال یا ملعون یا شیطان کہنے سے ناراض نہیں

اور اس لائق ہونگا کہ ہمیشہ کے لئے لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں اور اپنے مولیٰ کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق سمجھونگا۔ اور میری پیروی کرنیوالا یا مجھے اچھا اور صادق سمجھنے والا خدا کے قہر کے نیچے ہوگا۔ پس اس صورت میں میرا انجام نہایت ہی بد ہوگا جیسا کہ بد ذات کاذبوں کا انجام ہوتا ہے ؁

لیکن اگر خدا نے ایک سال تک مجھے موت اور آفات بدنی سے بچا لیا اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی کے آثار ظاہر ہو گئے اور ہریک اُن میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا اور میری بد دعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہو گئی تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائیگا اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اُٹھ جائیگا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میں نے پہلے اس سے کبھی کلمہ گو کے حق میں بد دعا نہیں کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر اس روز خدا سے فیصلہ چاہونگا اور اسکی عظمت اور عزت کا دامن پکڑونگا کہ تا ہم میں سے فریق ظالم اور دروغگو کو تباہ کر کے اس دین متین کو شریروں کے فتنہ سے بچاوے ؁

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک اُن بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار اور پھر انکے ہاتھ پر توبہ کرونگا اور اگر میں مر گیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دُنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائیگا ؁

میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم **دس** آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جسقدر زیادہ ہوں بڑی خوشی اور مراد ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کُھلا کُھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا ؁

گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنیوالوں کی مجلسوں سے الگ ہو اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین۔ مجھے افسوس سے یہ بھی لکھنا پڑا کہ آجتک ان ظالم مولویوں نے اس صاف اور سیدھے فیصلہ کیطرف رُخ ہی نہیں کیا۔ تا اگر میں انکے خیال میں کاذب تھا تو احکم الحاکمین کے حکم سے اپنی سزا کو پہنچ جاتا۔ ہاں بعض انکے اپنی بدگوہری کی

وجہ سے گورنمنٹ انگریزی میں جھوٹی شکایتیں میری نسبت لکھتے رہے اور اپنی عداوت باطنی کو چھپا کر مخبروں کے لباس میں نیش زنی کرتے رہے اور کر رہے ہیں جیسا کہ شیخ بٹالوی عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّہٗ۔ اگر ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی جناب سے رد شدہ نہ ہوتے تو مجھے دُکھ دینے کے لئے مخلوق کیطرف التجا نہ لے جاتے۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ کوئی بات زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک کہ آسمان پر نہ ہو جائے۔ اور گورنمنٹ انگریزی میں یہ کوشش کرنا کہ گویا میں خفی طور پر گورنمنٹ کا بدخواہ ہوں یہ نہایت سفلہ پن کی عداوت ہے۔ یہ گورنمنٹ خدا کی گنہگار ہوگی اگر میرے جیسے خیرخواہ اور سچے وفادار کو بدخواہ اور باغی تصور کرے۔ میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیرخواہی میں ابتدا سے آج تک وہ کام لیا ہے جسکی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی اور میں نے ہزارہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے انمیں جابجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی چاہیئے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دلمیں لانا نہایت درجہ کی بدذاتی ہے۔ اور میں نے ایسی کتابوں کو نہ صرف برٹش انڈیا میں پھیلایا ہے بلکہ عرب اور شام اور مصر اور روم اور افغانستان اور دیگر اسلامی بلاد میں محض للّٰہی نیت سے شائع کیا ہے نہ اس خیال سے کہ یہ گورنمنٹ میری تعظیم کرے یا مجھے انعام دے۔ کیونکہ یہ میرا مذہب اور میرا عقیدہ ہے جس کا شائع کرنا میرے پر حق واجب تھا ✦

تعجب ہے کہ یہ گورنمنٹ میری کتابوں کو کیوں نہیں دیکھتی اور کیوں ایسی ظالمانہ تحریروں سے ایسے مفسدوں کو منع نہیں کرتی۔ ان ظالم مولویوں کو میں کس سے مثال دوں۔ یہ ان یہودیوں سے مشابہ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناحق دکھ دینا شروع کیا اور جب کچھ پیش نہ گئی تو گورنمنٹ روم میں یہ مخبری کی کہ یہ شخص باغی ہے۔ سو میں بار بار اس گورنمنٹ عادلہ کو یاد دلاتا ہوں کہ میری مثال مسیح کی مثال ہے میں اس دنیا کی حکومت اور ریاست کو نہیں چاہتا اور بغاوت کو سخت بدذاتی سمجھتا ہوں میں کسی **خونی مسیح** کے آنے کا قائل نہیں اور نہ **خونی مہدی** کا منتظر۔ صلحکاری سے حق کو پھیلانا میرا مقصد ہے۔ اور میں تمام ان باتوں سے بیزار ہوں جو فتنہ کی باتیں ہوں یا جوش دلانے والے منصوبے ہوں۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ بیدار طبعی سے میری حالت کو جانچے اور گورنمنٹ روم کی شتابکاری سے عبرت پکڑے اور خود غرض مولویوں یا دوسرے لوگوں کی باتوں کو سند نہ سمجھ لیوے کہ میرے اندر کھوٹ نہیں اور میرے لبوں پر نفاق نہیں ✦

اب میں پھر اپنے کلام کو اصل مقصد کیطرف رجوع دیکر ان مولویصاحبوں کا نام ذیل میں درج

کرتا ہوں جنکو میں نے مباہلہ کے لئے بلایا ہے۔ اور میں پھر ان سب کو اللہ جلشانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آویں اور اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مرینگے ✦

اب ہم ان مولویصاحبوں کے نام ذیل میں لکھتے ہیں جنمیں سے بعض تو اس عاجز کو کافر ہی کہتے ہیں اور مفتری بھی۔ اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں مگر مفتری اور کذاب اور دجال نام رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ تمام مکفرین اور مکذبین مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں اور انکے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو مکفر یا مکذب ہیں اور درحقیقت ہریک شخص جو باخدا اور صوفی کہلاتا ہے اور اس عاجز کیطرف رجوع کرنے سے کراہت رکھتا ہے وہ مکذبین میں داخل ہے کیونکہ اگر مکذب نہ ہوتا تو ایسے شخص کے ظہور کیوقت جسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ اسکی مدد کرو اور اُسکو میرا سلام پہنچاؤ اور اسکے مخلصین میں داخل ہو جاؤ۔ تو ضرور اسکی جماعت میں داخل ہو جاتا۔ اور صاف باطن فقرا کے لئے یہ موقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر اور ہریک کدورت سے الگ ہو کر اور بکمال تضرع اور ابتہال سے اس پاک جناب میں توجہ کر کے اس راز سربستہ کا اُسی کے کشف اور الہام سے انکشاف چاہیں اور جب خدا کے فضل سے انہیں معلوم کرایا جائے تو پھر جیسا کہ انکی اتقا کی شان کے لائق ہے محبت اور اخلاص اور کامل رجوع سے ثواب آخرت حاصل کریں اور سچائی کی گواہی کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ مولویان خشک بہت سے حجابوں میں ہیں کیونکہ انکے اندر کوئی سماوی روشنی نہیں۔ لیکن جو لوگ حضرت احدیت سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں اور تزکیہ نفس سے انانیت کی تاریکیوں سے الگ ہو گئے ہیں وہ خدا کے فضل سے قریب ہیں۔ اگرچہ بہت تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں مگر یہ امت رحمۃ اللہ سے خالی نہیں

وہ لوگ جو مباہلہ کے لئے مخاطب کئے گئے ہیں یہ ہیں

مولوی نذیر حسین دہلوی

شیخ محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ

مولوی عبد الحمید دہلوی مہتمم مطبع انصاری

مولوی رشید احمد گنگوہی

مولوی عبد الحق دہلوی مؤلف تفسیر حقانی

مولوی عبد العزیز لدھیانوی

مولوی محمد لدھیانوی

مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ

سعد اللہ نو مسلم مدرس لدھیانہ مولوی احمد اللہ امرتسری مولوی ثناء اللہ امرت سری

مولوی غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری مولوی عبدالجبار غزنوی مولوی عبدالواحد غزنوی

مولوی عبدالحق غزنوی محمد علی بوپڑی واعظ مولوی غلام دستگیر قصور ضلع لاہور

مولوی عبداللہ ٹونکی مولوی اصغر علی لاہور حافظ عبدالمنان وزیر آباد مولوی محمد بشیر

بھوپالی شیخ حسین عرب یمانی مولوی محمد ابراہیم آرہ مولوی محمد حسن مولف تفسیر امروہہ

مولوی احتشام الدین مراد آباد مولوی محمد اسحق اجراوری مولوی عین القضاۃ صاحب

لکھنو فرنگی محل مولوی محمد فاروق کانپور مولوی عبدالوہاب کانپور مولوی

سعید الدین کانپور رامپوری مولوی حافظ محمد رمضان پشوری مولوی دلدار علی امام مسجد دائرہ

مولوی محمد رحیم اللہ مدرس مدرسہ اکبر آباد مولوی ابوالانوار نواب محمد رستم علیخان چشتی مولوی ابوالمویّد

امروہی مالک رسالہ مظہر الاسلام اجمیر مولوی محمد حسین کوئلہ والا دہلی مولوی احمد حسن صاحب

شوکت مالک اخبار شحنہ ہند میرٹھ مولوی نذیر حسین ولد امیر علی انبیٹھہ ضلع سہارنپور

مولوی احمد علی صاحب سہارنپور مولوی عبدالعزیز دینا نگر ضلع گورداسپور قاضی

عبدالاحد خانپور ضلع راولپنڈی مولوی احمد رامپور ضلع سہارنپور محلہ محل مولوی

محمد شفیع رامپور ضلع سہارنپور مولوی فقیر اللہ مدرس مدرسہ نصرت الاسلام واقعہ لال مسجد بنگلور

مولوی محمد امین صاحب بنگلور مولوی قاضی حاجی شاہ عبدالقدوس صاحب پیش امام جامع مسجد بنگلور

مولوی عبدالغفار صاحب فرزند قاضی شاہ عبدالقدوس صاحب بنگلور مولوی محمد ابراہیم صاحب ویلوری

حال مقیم بنگلور مولوی عبدالقادر صاحب پیارم پیٹی ساکن پیارم پیٹ علاقہ بنگلور مولوی

محمد عباس صاحب ساکن وانمباری علاقہ بنگلور مولوی گل حسن شاہ صاحب میرٹھ مولوی

امیر علی شاہ صاحب اجمیر مولوی احمد حسن صاحب کنجپوری حال دہلی خاص جامع مسجد

مولوی محمد عمر صاحب دہلی فراشخانہ مولوی سنخان شاہ صاحب سانبہر علاقہ جے پور

مولوی حفیظ الدین صاحب دوجانہ ضلع رہتک مولوی فضل کریم صاحب نیازی غاریپور زمینا

مولوی حاجی عابد حسین صاحب دیوبند

اور سجادہ نشینوں کے نام یہ ہیں

غلام نظام الدین صاحب سجادہ نشین نیاز احمد صاحب بریلی میاں الٰہ بخش صاحب

سجادہ نشین سلیمان صاحب تونسوی سنگھڑی سجادہ نشین صاحب شیخ نور احمد صاحب مہارانوالہ

میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاولپور التفات احمد شاہ صاحب سجادہ نشین ردولی

مستان شاہ صاحب کابلی محمد قاسم صاحب سجادہ نشین شاہ معین الدین شاہ خاموش حیدر آباد دکن

محمد حسین صاحب گدی نشین شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی گدی نشین اوچہ شاہ جلال الدین صاحب بخاری

ظہور الحسین صاحب گدی نشین بٹالہ ضلع گورداسپور صادق علی شاہ صاحب گدی نشین ترچھتر ضلع گورداسپور

سید صوفی جان صاحب مراد آبادی صابری چشتی مہر شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ ضلع راولپنڈی

مولوی قاضی سلطان محمود صاحب آوی اعوان والہ پنجاب حیدر شاہ صاحب جلالپور کنکیاں والہ

توکل شاہ صاحب انبالہ مولوی عبداللہ صاحب تلونڈی والہ محمد امین صاحب

چکوتری علاقہ گجرات پنجاب مولوی عبدالغنی صاحب جانشین قاضی اسمٰعیل صاحب مرحوم بنگلور مولوی

ولی النبی شاہ صاحب نقشبند رامپور دار الریاست حاجی وارث علی شاہ صاحب مقام دیوا ضلع لکھنو

میر امداد علی شاہ صاحب سجادہ نشین شاہ ابو العلا نقشبند سید حسین شاہ صاحب مودودی دہلی

عبداللطیف شاہ صاحب خلف حاجی نجم الدین شاہ صاحب چشتی جودھپور قطب علی شاہ صاحب دیوگڈہ

علاقہ اودے پور میواڑ میرزا بادل شاہ صاحب بدایونی مولوی عبدالوہاب صاحب

جانشین عبدالرزاق صاحب لکھنو فرنگی محل علی حسین صاحب کچھوچھا ضلع فقیر آباد

شیخ غلام محی الدین صوفی وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور

حافظ صابر علی صاحب

رامپور ضلع سہارنپور

امیر حسن صاحب خلف پیر عبد اللہ صاحب دہلی

منور شاہ

صاحب فاضل پور ضلع گوڑگانواں قریب دہلی

محمد معصوم شاہ صاحب بنیرہ شاہ ابو سعید

صاحب رام پور دار الریاست

بدر الدین شاہ صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ

شاہ اشرف صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ

مظہر علی شاہ صاحب

سجادہ نشین لوادا ضلع پٹنہ

لطافت حسین شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا

نثار علی شاہ صاحب الور دار الریاست

وزیر الدین شاہ صاحب سجادہ نشین

مخدوم صاحب الور

مولوی سلام الدین شاہ صاحب مہم ضلع رہتک

غلام حسین خاں شاہ صاحب ٹھانوی ضلع حصار

سید اصغر علی شاہ صاحب

نیازی اکبر آباد

واجد علی شاہ صاحب فیروز آباد ضلع اکبر آباد

سید احمد شاہ

صاحب ہردوئی ضلع لکھنو

مقصود علی شاہ صاحب شاہجہان پور

مولوی نظام الدین چشتی صابری جھجر

مولوی محمد کامل شاہ اعظم گڈہ ضلع خاص

محمود شاہ صاحب سجادہ نشین بہار ضلع خاص

ان تمام حضرات کی خدمت میں یہ رسالہ پیکٹ کر کے بھیجا جاتا ہے لیکن اگر اتفاقاً کسی صاحب کو نہ پہنچا ہو تو وہ اطلاع دیں تاکہ دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیجا جائے

راقم میرزا غلام احمد از قادیان

المکتوب الی علماء الہند ومشایخ ہذہ البلاد وغیرہا من البلاد الاسلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی منّ علینا بارسال الرسل والکتب وجعل الانبیاء لخیام

ہمہ ثنا ہا خدائے راست کہ بفرستادن پیغمبران و کتاب ہا بر ما منت نہاد۔ و انبیا را برائے خیمہ ہائے توحید

التوحید کالطنب وقفّا علی آثارہم بالاولیاء لیکونوا کالاوتاد للسبب۔ والصلوٰۃ

ہمچو طنابہا گردانید کہ خیمہ را بدان استوار میکنند و پس انبیا اولیا را آورد تا ایشان ہمچو میخہا باشند برائے

والسلام علی خیر الرسل ونخبۃ النخب محمدؐ خاتم النبیین وشفیع المذنبین۔

رسن انبیا۔ و درود و سلام بر بہترین پیغمبران و برگزیدہ گزیدگان محمد کہ خاتم الانبیاء و شفیع مذنبین است و

وافضل الاولین والاخرین وآلہ الطاہرین المطہرین واصحابہ الذین ہم

بزرگتر ست از ہمہ آنانکہ گزشتند و از ہمہ آنانکہ بیایند۔ و بر آل او کہ طاہر و مطہر اند و بر اصحاب او کہ نشان حق

آیات الحق وحجت اللہ علی العلمین۔ وعلی کل عبد من عبادہ الصّلحین۔

و حجت اللہ اند بر جہانیاں۔ و بر ہر بندۂ از بندگان نیکوکار او۔

امّا بعد۔ فہذا مکتوب کتبتہ الی الذین انعم اللہ علیہم بانواع

اما بعد۔ پس این نامہ ایست کہ سوئے کسانے نبشتہ ام کہ خدا تعالیٰ بانواع کرامت

الکرامۃ وھدٰیہم بالعلم الکامل والمعرفۃ التامۃ وکشف علیہم سبل

ایشانرا مخصوص گردانید و بعلم کامل و معرفت تامہ پاکیزگیہا بخشید۔ و راہ ہائے برگزیدگی و قربت بر

الاصطفاء والقربۃ وحبّب الیہم طرق الانکسار والغربۃ من العلماء العاملین

ایشاں کشود و انکسار و غربت مرغوب طبیعت ایشاں گردانید آنانکہ علماء راسخین اند

الراسخین۔ المتوغلین۔ والفقراء المنقطعین المتبتلین۔ الذین جذبہم

و در علم مہارتے تام میدارند و علم ایشاں بعمل مقرون ست و نیز آنانکہ از دنیا بجانب حق بریدہ شدہ اند

اللہ الی ملکوتہ واذاقہم حظ لاھوتہ ورزقہم خشیۃ عظمتہ وسقاھم

و خدا تعالیٰ سوے ملکوت خود ایشانرا کشیدہ است و حظے از لاہوت خود ایشانرا چشانیدہ۔ و خوف عظمت خود

كاس محبّته فلا ترهقهم ذلة الزلة ولا نكال المعصية وهم من المحفوظين۔
معصوم ایشاں کرد و جامہائے محبت خود نوشانیدہ پس نمے گیرد ایشانرا ذلت لغزش و نہ وبال معصیت و

وانّما نخاطبهم لجلالة شانهم وصفاء وجدانهم وسعة ظروفهم وحلاوة
در حفاظت حق میباشند۔ و ماکہ ایشانرا مخاطب کردیم سبب آں بزرگی شان ایشان ست و صفائی وجدان ایشاں

قطوفهم لعلهم يؤيّدون من الله ويُلهمون۔ ولعلهم يفقهون ما لا يفقه الآخرون۔
ونیز از ینکہ ایشاں تنگ ظرف نیستند و انگور ایمان ایشاں حلاوتے دارد۔ تا باشد کہ ایشانرا خدا تائید کند و ایشان

ويعلمون ما لم يعلمه المحجوبون۔ ولعلهم يتدبرون بالفراسة الايمانية۔ ويتفكرون
در بارہا از خدا الہام یابند و تا باشد کہ ایشاں آں حقائق را فہمند کہ دیگراں نفہمیدہ اند و آں امور را بدانند کہ محجوباں ندانستہ

بالتقاة الروحانية ويقومون لله شاهدين۔ ليكونوا حجة الله على الظالمين
اند و تا بفراست ایمانی خود تدبر کنند۔ و تا با پرہیزگاری روحانی خود فکرے بکار برند و برائے گواہی حق بخیزند۔ تا کہ بر جفا

المعتدين۔ ولينقطع معاذير المعتذرين الا فاكين۔ وليضمحل كل قول
پیشگاں و از حد گزشتگاں حجت الٰہی باشند۔ و تا کہ ہمہ عذرہائے عذر کنندگان از دروغگویاں مردود و منقطع شوند

يقال من بعد موتي ولتستبين سبيل المجرمين۔ وانا ندعو الله ان يؤيدهم
و تا کہ ہر سخنے کہ پس از مردن من گفتہ شود آں ہمہ ہیچ و متلاشی گردد و راہ مجرمان ہویدا گردد۔ و ما دعا می کنیم کہ خدا خود

ويلهمهم ويحفظهم ويعصمهم ويعطيهم حظ الصالحين۔
ایشانرا تائید کند و خود در دل ایشاں القا کند و خود نگہبان شاں باشد و از لغزشہا دور دارد و آنچہ صلحا را امید باشد ایشانرا دہد۔

ولما كان المقصد ان يتبيّن الحق الذي جئنا به لكل تقي وسعيد من
و ہر گاہ کہ مقصود ایں بود کہ بر ہر پرہیزگارے و نیک نہادے آں امر حق ہویدا گردد کہ ما آوردیم گو آں

قريب وبعيد۔ اُلقي في روعي ان اكتب هذا المكتوب في العربية والترجمة
مرد از سرزمین قریب باشد یا از بعید لہٰذا در دلم انداختہ شد کہ ایں مکتوب را در زبان عربی بنویسم و ترجمہ آں در

بالفارسية وارعى النواظر في النواضر الاصلية واوسع التبليغ بالالسن
فارسی کنم و نظارگیاں را در چراگاہ اصلی سیر کنانم و بزبان ہائے اسلامیاں تبلیغ را وسیع کنم

الاسلامية ليكون بلاغًا تامًّا للطالبين۔ فاعلموا يا معشر الكرام وجموع
تا برائے طالبان ایں تبلیغ بمرتبہ کمال رسد۔ پس بدانید اے گروہ بزرگان و جماعتہائے صاحبان

اولي الابصار والافهام ان الله قد بعثني مجددًا على راس هذه المائة
بصیرت و فہم کہ خدائے عزوجل مرا بر سر ایں صدی مجدد مبعوث فرمودہ است و بندۂ را برائے مصلحت عامہ

واختص عبدًا للمصالح العامة واعطاني علومًا ومعارف نُجُب لاصلاح
خاص گردانیدہ است۔ و مرا آں علوم و معارف بخشید کہ برائے اصلاح ایں امت از واجبات

هذه الامة ووهب لي من لدنه علمًا حيًّا لاتمام الحجة على الكفرة الفجرة۔ و
اند۔ و مرا علم زندہ بخشید تا کہ بر کافران و فاسقاں حجت تمام شود۔ و مرا ثمرہ تازہ و

اعطاني ثمرًا غضًّا طريًّا لتغذية جياع الملة۔ وكاسًا دهاقًا لعطاشى
تر عنایت کرد تا گرسنگان ملت را غذا دادہ شود۔ و جامہائے پر بخشید تا تشنگان ہدایت و

الهداية والمعرفة۔ وجعلني امامًا لكل من يريد صلاح نفسه ويحب
معرفت را نوشانیدہ شود۔ و مرا برائے ہر آں شخصے کہ صلاحیت نفس خود میجوید و رضائے رب خود مے خواہد

رضاء ربه وجعلني من المكلمين الملهمين۔ واكمل عليّ نعمه واتم تفضله
امام گردانید و مرا از آناں گردانید کہ بشرف مکالمہ الٰہیہ مشرف میباشند۔ و بر من نعمتہائے خود کامل کرد و تفضلات

وسمّاني المسيح ابن مريم بالفضل والرحمة۔ وقدّر بيني وبينه تشابه الفطرة
خود باتمام رسانید و نام من از فضل خود مسیح ابن مریم نہاد۔ و در من و مسیح ابن مریم تشابہ فطرت مقدر

كالجوهرين من المادة الواحدة ووهب لي علومًا مقدسة نقية ومعارف
کرد چنانچہ دو جوہر از یک مادہ می باشند و مرا علوم مقدس و مصفا بخشید و معارف صاف و روشن

صافية جلية وعلمني ما لم يعلم غيري من المعاصرين۔ وصبّ في
عطا کرد و مرا چیزہا بیاموخت کہ غیر من از مردم ہم زمانہ من از آں ہا بیخبر اند۔ و در دل من معارفے

قلبي ما لم يحيطوا بها علمًا۔ ونورًا لم يمسه احد منهم وجعلني من
بریخت کہ علم آں از ایشاں احدے را نیست و در دل من نورے ریخت کہ ہیچ کس از ایشاں بداں آشنائی ندارد

المنعمین۔ ومن اجلّ آلائہ انّہ استودعنی سرّہ الذی یکشف للاولیاء

ودر انعام یابندگاں مرا داخل کرد۔ واز بزرگترین نعمتہائے او کہ برمن ارزانی داشت آں رازیست کہ در دل من امانت

والرّوح الذی لا ینفخ الّا فی اھل الاصطفاء واعطانی کلما یعطی لاھل

نہاد آں رازے کہ بر اولیا مکشوف میگردد و روحے کہ دمیدہ نمی شود مگر در برگزیدگان او۔ و مرا تمام آں چیزہا

الموالات والوکاء وصافانی ووافانی وشرح صدری وانمّ بدری واخبرنی

داد کہ اہل محبت را میدہند و با من محبت خالص کرد و نزدم آمد و سینہ من کشاد و بدر من کامل کرد و از امور

باکثر ما ھو مزمعٌ علیہ فی سابق علمہ وصبغنی بصبغۃ حبّہ وھدانی

پوشیدہ علم ازلی خود مرا خبر داد وبرنگ محبت خود مرا رنگین کرد۔ وطریق اسلام پسندیدہ

طرق اسلامہ وسلمہ واخرجنی من المحجوبین۔ ومن آلائہ انّہ وفّقنی لفعل

خود مرا نمود۔ واز محجوبین مرا بیروں آورد۔ واز نعمتہائے او یکے ایں ست کہ مرا برائے کارہائے

الخیرات وھدانی الی الصّالحات الطیّبات واجری لطائف قلبی

نیکو توفیق داد۔ وبسوئے اعمال پاک و صالح راہ نمود۔ ولطیفہائے دل من باحسن طریق جاری کرد

فاحسن اجرائہا وزکّی ینابیعہا وماءھا واتمّ نورھا وصفائہا وطھّر

وچشمہا و آب آں لطائف را پاک کرد و نور وصفاء آنہارا باتمام رسانید و مجریٰ و

مجراھا وفناءھا وبدّل ارضی غیر الارض وجعلنی من المطھرین۔

صحن آنہارا پاک گردانید و زمین مرا بزمینے دیگر تبدیل کرد۔ و مرا از پاک شدگان گردانید

ومن آلائہ انّہ وھب لی حبّ وجہہ حبّا جمّا وصدقا اکمل واتمّ وسئلتہ

واز جملہ نعمتہائے او اینکہ مرا محبت روئے خود بسیار در بسیار بخشید و صدق اکمل و اتم عنایت کرد۔ و

ان یھب لی حبّا لا یزید علیہ احدٌ من بعدی فاعلمنی انہ استجاب

من از و خواستہ بودم کہ مرا محبتے بخشد کہ ہیچکس بعد از من براں زیادت نتواند کرد پس من باعلام او میدانم

دعوتی واعطانی منیتی واحاطنی فضلا ورحما۔ فالحمد للہ احسن المحسنین

کہ او دعائے من قبول کرد و آرزوئے من مرا داد و فضل ورحمت را بر من محیط کرد پس ہمہ ستائش او راست کہ

الحمد للہ الذی اذھب عنّی الحزن واعطانی ما لم یعط احدٌ من العالمین

از ہر محسن نیکوتر است ہمہ تعریفہا خدائے را کہ اندوہ من دور کرد و مرا چیزہا داد کہ از جہانیاں احدے را شامل

وما قلت ھذا من عند نفسی بل قلت ما قال علی السمٰوات ربی وما کان لی

آں نداد۔ وایں کلمہ از طرف خود نگفتم بلکہ ہماں گفتم کہ بر آسمانہا خداوند من گفت۔ و مرا نمے سزد

ان اتکبّر وارفع نفسی انّ اللہ لا یحبّ المستکبرین۔ بل ھٰذا الھام من حضرۃ

کہ تکبر کنم ونفس خود را بلند بر دارم کہ خدا متکبر از ادوست نمی دارد۔ بلکہ ایں الہام از حضرت

العزۃ واراد من العٰلمین ما ھو فی زماننا من الکائنات الموجودۃ فی الارضین

عزت است واز عالمین مخلوقے را مراد داشت کہ دریں زمانہ بر زمین موجود ست۔

ومن آلائہ انہ علمنی القرآن ورزقنی منہ معارف تجاوز الحدّ والحسبان

واز نعمتہائے او یکے ایں ست کہ او مرا قرآن بیاموخت وآں معارف قرآنیہ نصیبہ من کرد کہ آں را حد

لا ذکّر الغافلین المنہمکین فی ھموم الدنیا الدنیّۃ۔ وانذر قوما ما انذر آباءھم

و شمار نیست تا کہ من غافلاں را یاد دہانم آنانکہ در ہموم دنیائے دوں مستغرق اند و تاکہ من آنانرا بترسانم کہ

فی الایام السّابقۃ ولاقیم الحجۃ علی المجرمین۔

آباء ایشانرا ہیچ کس پیش از من نترسانیدہ است و تاکہ من حجت را بر مجرماں قائم کنم۔

ومن آلائہ انّہ خاطبنی وقال انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی

واز جملہ نعمتہائے او یکے اینست کہ او مرا مخاطب کرد و گفت کہ تو در بارگاہ من وجیہ ہستی ترا برائے خود پسندیدم

وقال انت منی بمنزلۃ لا یعلمہ الخلق۔ وقال انت منّی بمنزلۃ توحیدی

و تو از من بمقامے ہستی کہ مخلوق را بعلم آں راہ نیست۔ و گفت تو از من بداں قربتے رسیدی کہ بہچو توحید من

وتفریدی۔ وقال یا احمد انت مرادی ومعی۔ یحمدک اللہ من عرشہ

و تفرید من گردیدی۔ و گفت اے احمد من تو مراد منی و با منی۔ خدا از عرش خود ثنائے تو میگوید

وقال انت عیسی الذی لا یضاع وقتہ۔ کمثلک درّ لا یضاع۔ جری اللہ

و گفت تو آں عیسیٰ ہستی کہ وقت او ضائع نخواہد شد و ہمچو تو لولوئے برباد شدنی نیست۔ فرستادہ خدا

٨٢٨٣

المنعمين۔ ومن اجل آلائه انه استودعني سره الذي يكشف للاولياء

ودر انعام یابندگاں مرا داخل کرد۔ واز بزرگترین نعمتهائے او که بر من ارزانی داشت آں رازیست که در دل من امانت

والروح الذي لا ينفخ الا في اهل الاصطفاء واعطاني كلما يعطى لاهل

نهاد آں رازے که بر اولیا مکشوف میگردد و روحے که دمیده نمی شود مگر در برگزیدگان او۔ ومرا تمام آں چیزها

الموالات والوكلاء وصافاني ووافاني وشرح صدري وانمّ بدري واخبرني

داد که اہل محبت را میدهند و با من محبت خالص کرد و نزدم آمد و سینهٔ من کشاد و بدر من کامل کرد و از امور

باكثر ما هو مزمع عليه في سابق علمه وصبغني بصبغة حبه وهداني

پوشیدهٔ علم ازلی خود مرا خبر داد و برنگ محبت خود مرا رنگین کرد۔ و طریق اسلام پسندیده

طرق اسلامه وسلمه واخرجني من المحجوبين۔ ومن آلائه انه وفقني لفعل

خود مرا نمود۔ و از محجوبین مرا بیروں آورد۔ و از نعمتهائے او یکے ایں ست که مرا برائے کارہائے

الخيرات وهداني الى الصالحات الطيبات واجرى لطائف قلبي

نیکو توفیق داد۔ و بسوئے اعمال پاک صالح راه نمود۔ و لطیفه ہائے دل من باحسن طریق جاری کرد

فاحسن اجرائها وزكى ينابيعها وماءها واتم نورها وصفائها وطهر

و چشمه ها و آب آں لطائف را پاک کرد و نور و صفاء آنهارا باتمام رسانید و مجری و

مجراها وفناءها وبدل ارضي غير الارض وجعلني من المطهرين۔

صحن آنهارا پاک گردانید و زمین مرا بزمینے دیگر تبدیل کرد۔ و مرا از پاک شدگان گردانید

ومن آلائه انه وهب لي حب وجهه حبا جما وصدقا اكمل واتم وسئلته

و از جمله نعمتهائے او اینکه مرا محبت روئے خود بسیار در بسیار بخشید و صدق اکمل و اتم عنایت کرد۔ و

ان يهب لي حبا لا يزيد عليه احد من بعدي فاعلم منه انه استجاب

من از و خواسته بودم که مرا محبتے بخشد که هیچکس بعد از من براں زیادت نتواند کرد پس من با علام او میدانم

دعوتي واعطاني منيتي واحاطني فضلا ورحما۔ فالحمد لله احسن المحسنين

که او دعائے من قبول کرد و ارزوئے من مرا داد و فضل و رحمت را بر من محیط کرد پس همه ستائش او راست که

الحمد لله الذي اذهب عني الحزن واعطاني ما لم يعط احد من العالمين

از هر محسن نیکوتر است همه تعریفها خدائے را که اندوه من دور کرد و مرا چیزها داد که از جهانیاں احدے را نداد

وما قلت هذا من عند نفسي بل قلت ما قال على السموات ربي وما كان لي

آں نداد۔ و ایں کلمه از طرف خود نگفتم بلکه هماں گفتم که بر آسمانها خداوند من گفت۔ و مرا نمے سزد

ان اتكبر وارفع نفسي ان الله لا يحب المستكبرين۔ بل هذا الهام من حضرة

که تکبر کنم و نفس خود را بلند بردارم که خدا متکبر از را دوست نمی دارد۔ بلکه ایں الهام از حضرت

العزة واراد من العلمين ما هو في زماننا من الكائنات الموجودة في الارضين

عزت است و از عالمین مخلوقے را مراد داشت که دریں زمانه بر زمین موجود ست۔

ومن آلائه انه علمني القرآن ورزقني منه معارف تجاوز الحد والحسبان

و از نعمتهائے او یکے ایں ست که او مرا قرآن بیاموخت و آں معارف قرآنیه نصیبهٔ من کرد که آں را حد

لا ذكر الغافلين المنهمكين في هموم الدنيا الدنية۔ وانذر قوما ما انذر آباءهم

و شمار نیست تا که من غافلاں را یاد دهانم آنانکه در هموم دنیائے دوں مستغرق اند و تا که من آنانرا بترسانم که

في الايام السابقة ولاقيم الحجة على المجرمين۔

آباء ایشانرا هیچ کس پیش از من نترسانیده است و تا که من حجت را بر مجرمان قائم کنم۔

ومن آلائه انه خاطبني وقال انت وجيه في حضرتي اخترتك لنفسي

و از جمله نعمتهائے او یکے اینست که او مرا مخاطب کرد و گفت که تو در بارگاه من وجیه هستی ترا برائے خود پسندیدم

وقال انت مني بمنزلة لا يعلمها الخلق۔ وقال انت مني بمنزلة توحيدي

و تو از من بمقامے هستی که مخلوق را بعلم آں راه نیست۔ و گفت تو از من بداں قربتے رسیدی که بچو توحید من

وتفريدي۔ وقال يا احمد انت مرادي ومعي۔ يحمدك الله من عرشه

و تفرید من گردیدی۔ و گفت اے احمد من تو مراد منی و با منی۔ خدا از عرش خود ثنائے تو میگوید

وقال انت عيسى الذي لا يضاع وقته۔ كمثلك در لا يضاع۔ جري الله

و گفت تو آں عیسی هستی که وقت او ضائع نخواهد شد و بچو تو لولوئے برباد شدنی نیست۔ فرستادهٔ خدا

فی حلل الانبیاء وقال قل انی امرت وانا اول المومنین۔ وقال اصنع الفلک

درحلہ انبیاء۔ وگفت بگو کہ من ماموروم ومن از ہمہ مومناں دراوّل مرتبہ ام۔ وگفت کشتی را رو بروئے

باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔

چشمان من طیار کن۔ آنانکہ بتو بیعت می کنند بخدا بیعت می کنند دست خدا بر دست ایشاں

وقال وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

است۔ وگفت ترا از بہر ہمیں غرض فرستادم کہ بر تمام جہانیاں رحمت کنیم۔

ومن آلائہ انہ لما رای القسیسین غالین فی الفساد ورای انہم علوا فی البلاد

واز جملہ نعمتہائے او یکے اینست کہ چوں پادریاں را دید کہ در فساد خود غلو مے کنند و دید کہ اوشاں در ملک ہا

ارسلنی عند طوفان فتنہم ونزاکم دجنہم وقال انک الیوم لدینا مکین امین۔

تسلط پیدا کردہ اند مرا در وقت طوفان فتنہ ایشاں فرستاد و در زمان تہ بتہ بودن تاریکی ایشاں مامور کرد

فجئت من حضرۃ العزۃ وعتبۃ الوحدۃ عند شیوع الفتن والبدعات و

وگفت بتحقیق تو نزد من مرتبے امین و با مرتبہ ہستی۔ پس من از حضرت عزت و آستانہ وحدت آمدم در وقتے

ظہور المفاسد والسیّات وضعف المومنین المسلمین۔ وقد جرت

آمدم کہ فتنہ ہا و بدعات در ملک شائع بودند و فسادہا و بدی ہا غلبہ مے نمودند و مومناں و مسلماناں در حالت

عادت اللہ الرحیم وسنت المولی الکریم انہ یبعث مجددًا علی راس

ضعف بودند۔ و عادت خداوند رحیم و سنت مولائے کریم بریں رفتہ است کہ او بر سر ہر صدی مجددے برپا می کند

کل مائۃ فکیف اذا کان معہا طباق ظلمۃ وطوفان ضلالۃ الیس اللہ

پس چگونہ در چنیں زمانہ برپا نکند کہ چوں سر صدی باشد و نیز با او ظلمتہا تہ بتہ باشند و طوفانے از ضلالت

ارحم الراحمین۔ وترون الناس کیف سقطوا فی ھوّۃ النصاری۔

موجود باشد آیا خدا ارحم الراحمین نیست و مردم را مے بینید کہ چگونہ در مغاک نصاری افتادہ اند۔

وکیف تمایلوا علیہم کالسکاری وخرجوا من دین اللہ المتین۔ اسمعتم

و چگونہ ہمچو مستان بر ایشاں نگونسار شدہ اند و از دین متین سخت خود بیروں کشیدہ اند۔ آیا شنیدہ آید کہ کسے

من جاءکم من دونی لاصلاح ھذہ الآفات اوتظنون انہ نسی ھذہ الامۃ

بجز من از طرف خدا تعالیٰ برائے اصلاح ایں آفات آمد یا گماں می کنید کہ خدا تعالیٰ در وقت ہجوم ایں صدمات

عند تلک الصدمات ما لکم لا تتفکرون وتنظرون ثم لا تنظرون۔ او

امت را فراموش کرد۔ چہ پیش آمد شمارا کہ فکر نمی کنید و بینید و باز نمی بینید۔ چہ بر شما غمہائے دیگر

غلبت علیکم ھموم اخری فلا تتوجھون۔ کلا ان اللہ لا یخلف وعدہ

غالب شدند کہ توجہ نمے کنید ایں چنیں گمان مکنید کہ خدا خلاف وعدہ خود بکند

ولا یخزی عبدہ فتفکروا ان کنتم متفکرین۔

و بندہ خود را رسوا کند پس فکر کنید اگر فکر کنندگان ہستید۔

ایھا الکرام ان الفتن اشتدت والارض فسدت والمفاسد کثرت و

اے بزرگان فتنہ ہا سخت شدند و زمین فاسد شد و مفاسد بسیار شدند و بر زمین گروہ نصرانی خلقاں

علا فی الارض حزب المتنصرین۔ وقیل لہم مرارًا لا تجعلوا میتًا الہًا

غلبہ یافت و بارہا ایشاں را گفتہ شد کہ مردہ را خدائے آمرزگار مسازید

غفارًا واتقوا اللہ محاسبًا قہارًا۔ فما خافوا اللہ واصروا علی کفرہم

و از خدائے قہار بترسید کہ محاسبہ در دست اوست پس نترسیدند و بر کفر خود تشدد ورزیدند۔

متشددین۔ ھنالک اقتضت احدیتہ وقضت غیرتہ ان یکسر

پس کار چوں بدیں حد رسید احدیت خدا و غیرت او تقاضا کرد کہ صلیب اوشاں

صلیبہم ویبطل اکاذیبہم ویوھن کید الخائنین۔

را بشکند و دروغہائے اوشاں را باطل کند و مکر خیانت پیشگاں را سست گرداند۔

فکلمنی ونادانی وقال انی مرسلک الی قوم مفسدین۔ وانی جاعلک

پس مرا ہمکلام خود کرد و ندا در داد کہ من بسوئے قومے مفسد ترا مے فرستم۔ و ترا برائے مردم امام

للناس امامًا۔ وانی مستخلفک اکرامًا کما جرت سنتی فی الاولین۔ وخاطبنی

می گردانم۔ و ترا بہ خلافت خود اعزاز می دہم ہمچناں کہ در پیشینیاں سنت من بودہ است۔ و مرا مخاطب

وقال انك انت منّي المسيح ابن مریم۔ وأرسلت لیتمّ ما وعد من قبل ربّك

کرد وگفت کہ تو از من و از ارادہ من مسیح ابن مریم ہستی و فرستادہ شدی تا آں وعدہ باتمام رسد کہ رب

الاکرم۔ إنّ وعده کان مفعولا وھو اصدق الصّادقین۔ واخبرنی انّ عیسیٰ

بزرگ تو ورا ایام پیشین کردہ است کہ وعدہ رب تو شدنی بود و او از ہمہ راست گویاں راست گو تر است

نبی اللّٰہ قد مات ورُفع من ھذہ الدّنیا ولقي الاموات وما کان من الراجعین۔

ومرا خبر داد کہ عیسیٰ نبی اللّٰہ وفات یافتہ است و ازیں دُنیا برداشتہ شدہ و بآناں پیوست کہ فوت شدہ

بل قضی اللّٰہ علیه الموت وامسکه وافاه الاجل وادرکه فما کان له ان ینزل

اند و باز در دُنیا نخواہد آمد بلکہ خدا بروے حکم موت نافذ کرد و از باز آمدن نگہ داشت و آمد او را اجل مقدر پیش رساند

الابروزًا کالسّابقین۔ وقال سبحانه انك انت ھو فی حلل البروز۔ وھذا ھو

برائے او ایں گنجایش کہ باز در دُنیا آید مگر بطور بروز چنانچہ پیشینیاں آمدند و گفت مرا او سبحانہ کہ تو ئی مسیح در

الوعد الحق الذی کان کالسرّ المرموز۔ فاصدع بما تؤمر ولا تخف السنة الجاھلین

پیرایہ بروز۔ و ایں ہماں وعدہ حقہ است کہ بطور راز و اشارہ گفتہ شدہ بود پس ہر فرمانے کہ ترا میرسد بلا پردہ

وکذالك جرت سنّة اللّٰہ فی المتقدمین۔ فلما اخبرتُ عن ھذا فوحی قامت

بمخلوق برساں و از زبانہائے جاہلاں غم مدار کہ ہمچنین سنت خدا در پیشینیاں رفتہ است پس ہر گاہ کہ من پیغام بقوم

علماء ھم للعنی ولومی وکفّرونی قبل ان یحیطوا قولی ویزنوا حولی وقالوا

رسانیدم علماء ایشاں بہ لعنت و ملامت برخاستند۔ و پیش از آں کہ بر گفتہ من احاطہ کنند و طاقت مرا وزن

دجّال ومن المرتدین۔ وسلّطوا علیّ اوفجھم وادمّهم وحرّفوا علیّ ارمّهم کالسّباع

کنند تکفیر من کردند و گفتند دجّالے ست مرتد و بر من آں ناکسے را مسلّط کردند کہ از ہمہ در بیحیائی و درشت روئے

والتنین فتکادنی شرّھم وتضوّرت۔ وغلوا وصبرت واستباحوا اعراضنا

سبقت میداشت و بر من ہجو درندگاں و اژدہا دندان خود بسائیدند۔ پس شرارت ایشاں مرا گراں آمد و پریشان

ودماءنا وکانوا فیه من المفرطین وقال کبیرھم الذی افتی واغوی الناس

خاطر شدم و غلو کردند و صبر نمودم و عزت ہائے ما را و خونہائے ما را مباح پنداشتند و از افراط کنندگاں بودند۔ و

واغری انّ ھؤلاء کفرة فجرة فلا یسلّم علیھم احدٌ ولا یتبع جنازتھم ولا یدفنوا

بزرگ ایشاں کہ فتوائے کفر داد و مردماں را اغوا کرد و چوں سگاں بر من تیز کرد۔ و گفت کہ ایں مردم کافر و فاجر اند

فی مقابر المسلمین۔ فلما رایتھم کالعمین المحجوبین ورایت انھم جاوزوا الحدّ

پس نمی باید کہ مسلمانے ایشاں را السلام علیکم بگوید یا با جنازہ ایشاں رود و باید کہ در گورستان مسلماناں

وآذوا الصّادقین الّفت لھم کتبًا مفحمة ورسائل نافعة للطّالبین۔ فما کان

دفن کردن نہ ہند پس چوں دیدم کہ ایں مردم نابینا و محجوب ہستند و دیدم کہ او شاں از حد درگزشتند و صادقاں را

لھم ان یستفیدوا او یقبلوھا وما کانوا متدبّرین۔ وقاموا للردّ فلم یقدروا

ایذا میرسانیدند برائے ایشاں کتابے چند نوشتم و رسائل تالیف کردم کہ طالباں را مفید باشند مگر ایشاں چناں نبودند

علیه وصالوا للاھانة فردّھا اللّٰہ علیھم فجلسوا متندّمین وعاندوا اکل العناد

کہ ازاں کتابہا مستفید شوند یا آنہا را قبول کنند و ہمہ خرابی ایں بود کہ تدبر نمے کردند و خواستند کہ ایں کتابہا را رد

وافسدوا اکل الفساد وحسبوا انھم من المصلحین۔ وان غلوّھم الآن کما

بنویسند پس مجال رد نیافتند و باز بدیں غرض حملہ ہا کردند کہ عزت ما را برباد دہند لیکن خداوند قادر آں حملہ ہائے ایشاں

کان وما لھم عندی الا المدارات ولا دراء والصّبر والدعاء وانا نصبر الی ان

ہم بر ایشاں انداخت پس بشرمساری نشستند و تمام تر عناد و تمام تر فساد بجا آوردند و گمان کردند کہ مصلح ہستیم و کینہ او شاں

یحکم اللّٰہ بینی وبینھم وھو خیر الحاکمین۔ وما کان عندھم عذر الّا

تا ایندم ہم چناں ست کہ بود و برائے ایشاں نزد من بجز مدارات و آگاہانیدن و صبر و دعا چیزے دیگر نیست و ما صبر خواہیم کرد تا وقتیکہ خدا

قطعته وما شك الّا قلعته وما کانت دعوتی الّا بنصوص الآثار وکتاب

در ما و در ایشاں فیصلہ کند و او بہترین فیصلہ کنندگاں ست۔ و ہیچ عذرے نزد ایشاں نماند کہ آں را نبریدیم و نہ شکے کہ قلع و قمع آں نکردم۔ و دعوی

مبین۔ ولیسوا سواء من العلماء والفقراء فمنھم الذین یخافون حضرة

من امرے بود کہ بہ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ بنا میداشت۔ و علما و فقرا ہم یکساں نیستند بعض از ایشاں قومے ہستند کہ از حضرت

الکبریاء ولا یقفون ما لیس لھم به علم ویخشون یوم الجزاء۔

رب العزة مے ترسند و بر چیزے اصرار نمی کنند کہ براں علم یقینی ندارند و از روز جزا مے ترسند۔

ويفوّضون الامر الى الله ذى الجلال والعلاء ويقولون مالنا ان نتكلم فى هذا

وامر را بخدائے عزّ وجل سپرد میکنند۔ ومیگویند کہ ما را نشاید کہ دریں گفتگو کنیم۔ و ما را علم عواقب

وما اوتينا علم عواقب الاشياء انا نخاف ان نكون من الظّلمين۔ اولئك

اشیا نداده اند۔ ماے ترسیم کہ از ظالماں نشویم۔ ایں آں گروه است

الذين اتقوا ربهم فسيهديهم الله انه لا يضيع الخاشعين۔ واما الّذين لا

کہ از خدائے خود مے ترسد پس قریب است کہ خدا ایشانرا ہدایت دہد۔ چراکہ او بندگان فروتن را ضائع نمے کند

يخشون الله ولا يتركون سبل الاهواء ويخلدون الى خبيثات الدنيا و

مگر آنانکہ از خدا نمے ترسند وراه ہائے حرص وہوا را ترک نمے کنند وسوئے پلیدی ہائے دنیا میل میدارند وبرائے

لا تبالى قلوبهم عالم القدس والبقاء ولا يرون ما يخرج من افواههم من كلمات

عالم قدس وبقا در دل شاں ہیچ پروا نمانده۔ ونمے بینند کہ چگونہ کلمات تکبر وناز از دہن شاں بیروں مے آید

الكبر والخيلاء۔ ولا يعيشون عيشة الاتقياء ويجعلون الدنيا اكبر همّهم

وچوں پرہیزگاراں زندگی نمے کنند۔ ودنیا را بزرگتر مقصود قرار داده اند

والبخل اعظم مقاصدهم ويمشون فى الارض مشى المرح والاعتداء

وبخل از اعظم مقاصد ایشاں است وبرزمین میروند ہمچو رفتن تکبر وتجاوز کردن۔

فاولئك الذين نسوا ايام الله ومواعيده۔ ويئسوا من يوم الصّادقين

پس ایں مردم کسانے اند کہ روز ہائے خدا را ووعده ہائے او را فراموش کرده اند۔ واز روز صادقین نومید شده اند۔

واختاروا سبيل المفسدين۔ لا يزهدون فى الدنيا ويموتون للفانيات

وراه مفسداں گرفتند۔ وبرکمی دنیا قناعت نمے کنند وبرائے چیزہائے فانی مے میرند۔

ولا يتحلون بحلى العفة والتقاة وحسن الخلق ورزانة الحصاة ولا يدخلون

وبزیور عفت وپرہیزگاری آراستہ نمے شوند۔ وبحسن خلق ودرستی عقل خود را نمے آرایند۔ ودر کار ہا بدل

الا مور بالقلب المزؤد۔ ويجترؤن على محارم الله والحدود۔ فلمّا

ترساں داخل نمے شوند وبر محرمات وحدود خدا دلیری مے نمایند۔ پس چونکہ

زاغوا ازاغ الله قلوبهم وختم على آذانهم فصاروا من المحرومين۔ واذا

کج شدند لہذا خدا دل ایشانرا کج کرد۔ وبرگوشہائے ایشاں مُہر نہاد وپس از محروماں شدند۔ وچوں

قيل لهم امنوا بما ظهر من وعد الله قالوا اين ظهر وعد الله وما نزل

ایشانرا گفتہ شود کہ با آنچہ ظاہر شد از وعده خدا ایمان آرید میگویند کجا ظاہر شد وعده خدا وتاہنوز ابن مریم

ابن مريم وما راينا احدًا من النازلين۔ بل انا نحن من المنتظرين۔ وهم يقرؤن

نازل نشد ونہ ما کسے را فرود آینده دیدیم۔ بلکہ ما از منتظراں ہستیم۔ وایشاں کتاب اللہ را

كتاب الله ثم ينسون ما قرؤا ولا يتدبرون كلم الله بل ينبذونها وراء

میخوانند وباز ہمہ خوانده را فراموش می کنند ودر کلمات الٰہیہ تدبر نمی کنند بلکہ آنرا پس پشت خود مے اندازند

ظهورهم وما كانوا ممعنين۔ والعجب كل العجب انهم يقولون انا آمنّا

وبنظر تامل نمے نگرند۔ واعجب العجائب ایں امر ست کہ ایشاں میگویند کہ ما بآیات الٰہی

بايات الله ثم لا يؤمنون۔ ويقولون انا نتبع صحف الله ثم لا يتبعون الا بقرؤن

ایمان آورده ایم وباز ایمان نمے آرند۔ ومیگویند کہ صحف الٰہی را پیروی میکنیم وباز پیروی نمے کنند۔ آیا نمے خوانند

فى الكتاب الاعلى ما قال الله فى عيسىٰ اذ قال يا عيسىٰ انى متوفيك۔ وقال فلما

در قرآن شریف کہ چہ گفت خدا در باره عیسیٰ ہرگاه کہ گفت کہ اے عیسیٰ من ترا وفات دہنده ام۔ وگفت عیسیٰ ہرگاه

توفيتنى۔ وما قال انى محييك۔ فمن اين علم حيات المسيح بعد موته

کہ مرا وفات دادی۔ وایں نگفت کہ اے عیسیٰ من ترا زنده کننده ام۔ پس از کجا حیات مسیح دانستہ شد

الصّريح۔ يؤمنون بانه لقى الاموات ثم يقولون ما مات۔ تلك كلم متها فتة

بعد ازاں کہ بمرد۔ ایمان مے آرند کہ عیسیٰ بگذشتگاں پیوست وباز میگویند کہ عیسیٰ نمرده است۔ ایں کلمات از یکدگر نقیض

متناقضة۔ لا ينطق بها الا الذى ضلت حواسه وغرب عقله وقياسه

ومتناقض افتاده اند۔ ایچنیں کسے گوید کہ حواس او بجا نباشند وعقل وقیاس او قائم نماند۔ وطریق

وترك طريق المهتدين۔ يا اسفا عليهم انهم اتفقوا على الضلالة جميعًا و

ہدایت یافتگاں ترک کند۔ برایشاں افسوس کہ ایں مردم ہمگناں طریق ضلالت اختیار نمودند ودر کلام

خلّطوا في الكلام تخليطاً شنيعاً۔ فكيف نقبل قولهم الذي يخالف القرآن

آميزشے بد کردند۔ پس ما چگونہ چنین سخنے را قبول کنیم کہ مخالف قرآن افتادہ است۔ و

وكيف نسلّم وهمهم الذي لا يشفي الجنان۔ انقبل خرافاتهم التي ليست

چگونہ آں وہم ایشاں را مسلّم داریم کہ دل را تشفی نمی دہد۔ آیا چہ قبول کنیم۔ آں خرافات

معها حجة قاطعة ولا دلائل مقنعة واضحة۔ ايصدر مثل ذالك من

ایشاں کہ با آنہا حجتے قاطعہ نیست و نہ دلائل واضح تسکین دہندہ۔ آیا چنین حرکتے ازاں کس

رجل يخاف الرحمٰن ويتقي الضلالة والخسران اليس من بعد هذه الدنيا

صادر میتواند شد کہ از عقوبت خدا می ترسد و از مواضع گمراہی و زیان کاری خود را نگہ میدارد آیا چہ بعد از

يوم الدّين۔ وهل ترون يا معشر الاشراف ان نقبل امانيّهم ونعدل عن

گزشتن ایں دنیا روز جزا نیست۔ واے معشر بزرگان آیا مناسب می بینید کہ ما آرزوہائے ایشاں را قبول کنیم و از

خطّة الانصاف او نتبع غرورهم وجهلهم وخدعهم بعد ما ارانا الله صراطاً

جائے انصاف درگزریم یا با غرور و جہل و مکر ایشاں را پیروی کنیم بعد از آنکہ خدا ما را راہ راست نمود و از طریق

مستقيماً ورزقنا نهجاً قويماً وعلّمنا سُبُل العارفين۔ وكم من امور اُخفيت

مستقیم روزی داد و راہ عارفاں تعلیم کرد۔ و بسیارے از حقائق چنین ہستند کہ بر

على النّاس حقائقها وسترت حكمها ودقائقها ثم كشفت على رجال آخرين

عامہ مردم پوشیدہ داشتہ شدند۔ و بر ایشاں حکمتہائے امور و باریکی آنہا مستور ماند۔ باز آں باریکی ہا بر مردم

خفاياها وفهّمهم الله اضلاعها وزواياها انه يظهر على غيبه من يشاء و

دیگر مکشوف شدند و خدا اوشاں را از تمام اضلاع و گوشہ ہائے آں چیزہا اطلاع داد چرا کہ خدا ہر کرا خواہد بر

يفتح عين من يشاء ويجعل من يشاء من الغافلين۔

امور غیبیہ خود مطلع مے فرماید و ہر کرا میخواہد چشم بینا می بخشد و ہر کرا میخواہد از غافلاں میدارد۔

اليس الله بقادر على ان يجتبي مثلي بعنايته ويعطي دراية من درايته

آیا خدا بریں قادر نیست کہ ہیچو منے را بعنایت خود سوے خود کشد و از علم خود علمے بخشد۔

ولله اسرار في انبائه وحِكم تحت قضائه۔ وان في اقواله حكم روحانية

و خدا را در اخبار خود رازہاست و در حکم ہائے خود حکمتہاست۔ و در کلمات او آنچناں حکمتہائے روحانیہ است

تضل عندها عقول الفلاسفة۔ ولا يظهر على غيبه احداً الّا الذي طهّره

کہ در آنجا عقول فلاسفہ راہ خود گم مے کنند۔ و بر غیب خود ہیچ کس را آگہی نہ بخشد بجز کسے کہ بدست خود

بيد القدرة۔ ءانتم تحيطون اسراره او تجادلونه معترضين۔ وكم من

او را پاک کردہ باشد۔ آیا شما بر راز او احاطہ دارید یا بطور معترضاں بدو پیکار میکنید۔ و بسیار نیکوکاراں

الصّلحاء رغبوا في ان ينظروا من انتم تنظرون۔ ويجدوا ما انتم تجدون

بودند کہ رغبت کردند کہ بینند آنچہ شما مے بینید مگر ندیدند و رغبت کردند کہ بیابند آنچہ شما یافتہ اید مگر نیافتند

فلم ينفق حتى مضوا بسبيلهم وماتوا متأسّفين۔ ثم جاء الله بكم و

تا آنکہ براہ خود از دنیا برفتند و در حالت افسوس بمردند۔ باز خدا شما را آورد و بجائے شاں

واقامكم مقامهم فادركتم وقتاً ما ادركوه وآنستم عبداً ما آنسوه فاشكروا

شما را قائم کرد پس شما آں وقت را یافتید کہ ایشاں نیافتند و آں بندہ را دیدید کہ ایشاں ندیدند پس آں

الله الرحمٰن۔ الذي منّ عليكم واسبغ الاحسان۔ وخذوا نعم الله ولا تعرضوا

خدا را شکر کنید کہ بر شما احسان کرد و احسان خود بر شما تمام کرد۔ پس بگیرید نعمت ہائے خدا را و

عن قبولها۔ ولا تردّوا نعمة الله بعد نزولها ولا تكونوا اوّل المعرضين۔ و

کنارہ مکنید۔ و منت خدا را رد مکنید بعد زاں کہ بر شما فرود آورد و اولین اعراض کنندگاں نباشید۔

اتّقوا يا معشر الكرام سخط الله العزيز العلّام۔ ولا تعاندوا ولا تستعملوا

واے معشر بزرگان از غضب خدائے بزرگ و دانائے راز بپرہیزید۔ و معاند حق نباشید و دروغ

البهت وسوء التميز كالعوام وقوموا لله شاهدين۔ وانظروا ايدكم

و بے تمیزی را ہیچو عوام استعمال نکنید و برائے خدا بحیثیت شاہداں برخیزید۔ و بہ بینید اید کم الله

الله نظراً شافياً وامعنوا امعاناً كافياً بالفراسة الايمانية والرؤية الروحانية

بہ نگاہ شافی و با معان کافی از روئے فراست ایمانی و رویت روحانی چرا کہ اولیاء اللہ از ہر کجی

فان اولیاء الله یُعصمون من کل زیغ ومیل۔ ولا یشوب معینهم غُثّاء
ومیل نگہداشتہ مے شوند و آب رواں ایشاں را خس وخاشاک سیل نمے آمیزد۔
سیل و تحفظهم عین الله من طرق الضّالین۔ اتروں دلیلاً یا معشر
و چشم خدا ایشاں را از راہ ہائے گمراہاں نگہ میدارد۔ اے گروہ صالحان چہ شما در دست
الصّلحاء فی ایدی الاعداء لنقبله منهم من غیر الاباء وننقاد لهم فیه
مخالفان دلیلے مے بینید تا ما بغیر انکارے آں دلیل را قبول کنیم و ہمچو خادمان فرمانبردار
کالخدماء التابعین۔ فانا لا نعاند الحق اذا انجلی۔ ولا نردّه من حیث اتی
شویم۔ چراکہ ما با راستی چوں ظاہر شود عناد نداریم۔ و آں را رد نکنیم از ہر جا کہ بیاید
ونعلم ان الحکمة ضالة من تزکّی فناخذها ولا نابی۔ ونعوذ بالله ان
ومیدانیم کہ حکمت مال گمشدہ از مالک پاک اندرونان ست پس میگیریم و انکار نمی کنیم و پناہ بخدا میبریم
تکون من الجاهلین۔
از اینکہ از جاہلاں باشیم۔
وقد علمتم یا معشر الاعزة ان مالك الذی کان احد من الائمة الاجلّة۔ کان
واے معشر عزیزاں شما را معلوم است کہ مالک رضی اللہ عنہ با آں ہمہ جلالت شاں کہ در آئمہ میداشت بموت
یعتقد بموت عیسٰی۔ وکذالك ابن حزم المشهود علیه بالعلم والتقوی
عیسیٰ علیہ السلام قائل بود۔ و ہمچنین ابن حزم رضی اللہ عنہ با ہمہ علم و تقویٰ کہ براں شہادتہائے علماء ربانی ست
وکذالك کثیر من الصّلحین۔ فما کنتُ بدعًا فی هٰذا او ما کنت من المتفردین۔
میگفت کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ است۔ و ہمچنیں بسیارے از صالحین بریں مذہب گزشتہ اند پس من
وما جئتُ فی غیر وقتٍ۔ الا تعرفون وقت المجددین۔ الا ترون ان السماء للرجع
اول آں شخص نیستم کہ ایں بدعتے برآوردہ باشد و دراں تفردے دارد۔ و من بیوقت نامدم۔ آیا وقت مجدداں را
تهیّئت۔ والارض اجعلت۔ وکانتا رتقا فالارض فتقت۔ ثم السماء فتحت۔ و
نمی دانید۔ آیا نمی بینید کہ آسمان برائے باریدن طیار شدہ است و زمین برائے قبول آں مستعد آمادہ کردہ۔ و پیش ازیں

الکلمة تمت۔ فقوموا وانظروا ان کنتم ناظرین۔ وما کان الله ان یخلف وعده
ہر دو بستہ بودند۔ پس زمین شگافتہ شد و آسمان کشادہ شد۔ و وعدہ حق بانمام رسید۔ پس برخیزید و ببینید اگر شما
وانه اصدق الصّادقین۔ ولله دقائق فی اسراره واستعارات فی اخباره۔
بینا ہستید۔ و خدا چناں نیست کہ خلاف وعدہ خود کند چراکہ او از ہمہ راست گویاں راستگوتر است و خدا را
اءنتم تحیطونها او تنکرون کالمستعجبین۔ وکم من افعال الله سُترت
در رازہائے خود باریکی ہاست و در اخبار خود استعارات دارد۔ آیا چہ شما احاطہ آں کردہ اید۔ یا از روئے تعجب انکار مے کنید
حقائقها وشُوّه وجهها واُخفی حدائقها ودققت لطائفها ودقائقها حتّی
و بسیارے از کارہائے خدا تعالیٰ ست کہ حقائق آں پنہاں داشتہ شد و روئے شاں زشت کردہ شد و باغہائے شاں پوشیدہ
ضلت عندها عقول العاقلین۔ وعجز عن ادراکها فکر المتفکرین۔ وانتم
داشتہ شد و لطائف آں بسیار باریک کردہ شد بحدیکہ عقل عاقلاں در آنجا گم شد و از دریافت آں فکر پژوہندگان
تعلمون ان شان اقوال الله لیس متنزلًا من شان افعال الله۔ بل هما من
فرو ماند۔ و شما میدانید کہ شان اقوال الٰہی از شان افعال الٰہی کمتر نیست۔ بلکہ آں ہر دو از چشمہ
منبع واحد واحدهما للآخر کشاهد۔ فتلك من الوصایا النافعة للطّالبین
واحد بیروں مے آیند و یکدیگر را بطور گواہ ہستند پس ایں ذکرے کہ ما کردیم برائے جویندگاں وصایا نافع
ان ینظروا الی افعال الله متامّلین۔ ثم یقیسوا الاقوال علی الافعال متدبرین
است۔ و بر ایشاں لازم است کہ در افعال الٰہی بچشم تامل نظر کنند۔ باز اقوال را بر افعال قیاس کنند۔
فان امعان النظر فی النظائر من اقوی مجالب العلوم واشد وطأً
چراکہ نظائر را با امعان نظر دیدن چیزے ست کہ بداں ترقیات علم متصور ست۔ و نیز ایں طریق برائے فرو کوفتن آں
للاوهام التی تعصف کالسموم۔ فلاجل ذالك رأینا ان نکتب هٰهنا بعض
وہم ہا کہ ہمچو باد سموم مے وزند اثرے قوی دارد۔ پس از ہمیں وجہ مناسب دیدیم کہ دریں جا بعض آں افعال ربوبیت
افعال الربوبیة۔ الذی تحیرت فیها عقول الفلاسفة فاضاع اکثرهم الصراط
بنویسیم کہ در آں عقول فلاسفہ را حیرتے پیش آمدہ است۔ پس اکثرے از ایشاں گمراہ شدند۔

وبما كانوا مهتدين - فمنها ما يوجد تفاوت المدارج فى افعال الرب الكريم والمولى

وچناں افتادند كه ہدایت نصیب شد پس آں كارہائے خدا تعالیٰ كه موجب ضلالت ایشاں شد یكے از انہا تفاوت

الرؤف الرحيم لانه خلق مخلوقه على تفاوت المراتب فجعل قوما مورد المراحم

مدارج است - چراكه خدا تعالیٰ مخلوق خود را بر تفاوت مراتب پیدا كرد - وقومے را در دنیا مورد رحم و قومے

والاخرين محل المعاتب وما جعلهم فى شانهم متحدين - مثلا انكم ترون

دیگر را محل غضب گردانید - وہمه دنیا را بر حالے واحد نداشت - مثلا شما مے بینید كه زنے

امراة تموت بعلها ويتركها حاملة ضعيفة فترے حولها نكبة ومصيبة

میباشد كه شوہر او بر سرش نمی ماند و می میرد واو را حامله ضعیفه میگذارد - وچناں بكسی مے افتد كه كسے آزردہائے

لا يوحم احد وحامها ولا يحصل لها الطرفة عين مرامها ولا تجد طمرا الا ارتداء

بارداری او برائے او مہیا نمی كند - وہیچ مقصد او و را میسر نمی گردد - وچادرے كهنه نمی یابد كه تا بداں ستر خود پوشد

ولا تمرا للاغتذاء بل لا يحصل لها جوب تستر بها صدرها فتقصد عاشبة و

ونه یك دانه خرما كه خوراك كند - بلكه برائے پوشیدن سینه خود سینه بندے نیابد - واز زمین گیاه ناك دسته گیاہے

تجعل كمجول جدرها - تكتب يداها من الرحى - والمخدمة تجرح من شوك الفلا

میگیرد وبداں سینه خود را میپوشد - واز آسیا گردانیدن ہر دو دستِ او متورم میشوند - واز خارہائے بیابان جا

وتعيش كاماء الظالمين - ثم تخدج وتلد صبيا تعاشا مقصوعا اعمى ناقص الخلقة

خلخال او مجروح میگردد - باز یك بچه ناقص مے آرد كه كوتاه قد ونابینا وناقص الخلقت می باشد

بعد شدة المخاض وضيق النفس والكربة - فيرى الصبي من ساعة تولده

واین ہم بعد شدت درد وتنگی نفس وسخت بیقراری بظهور می آید - وآں پسر كه زائیده است از وقت تولد

انواع المحن والصعوبة - لا يحصل خرسة لامه النفساء ليزيد لبنها ويكفى

خود محنت ہائے انواع واقسام مے بیند - ومادرش را غذائے زچگاں میسر نمی گردد - تا شیر زیاده گردد وبرائے

للاغتذاء فيمص ثديها ثم يترك قبل الحساء - ولما بلغ اشده وبلغ الحلم

خوراك بچه كافی باشد - پس پستانش را می مكد وپیشتر زانكه شكمش سیر شود باز می ایستد - وچوں بلوغ را میرسد

التام واكمل الايام - يدخل فى الغلمان والخدام ويستخدمه شكس زعرور من

وجواں می گردد روزہائے خوردسالی را باتمام میرساند در نوكراں وچاكراں داخل كرده میشود - وشخصے

اللئام - او يوخذ قبل البلوغ ويباع كالانعام - ثم يحمل متاعب الخدمت

نہایت بدخو شریر النفس او را خدمتگار خود میگرداند - یا قبل از بلوغ ہمچو چارپایاں فروخته میشود باز تكالیف

مع شوائب الوحدة - وقد يلجاءه صفر اليد الى كافر ستاد لطلب سداد فيا تيه

خدمت را باكدورتہائے تنہائی می بردارد - وگاہے تہیدستی او بسوئے كافرے سركش میكشد تا قوت خود حاصل

كسجاد - ولو كان ابا فرعون وشداد - فيدخل فى خدمه كالعبيد من العبيد

كند پس ہمچو سجده كنندگان پیش او می آید - اگرچه او پدر فرعون وشداد باشد - پس ہمچو غلامان در خادمان

المبيد - وربما يسبه مولاه ويضربه - او يدير عليه عصاه فيجتبه - ويولخذه

او داخل میشود - واین ہمه بباعث درویشئے كه ہلاك كننده می باشد پیش می آید - وبسا اوقات آقا

على انه لم غاب لطرفة عين او فر - وهو اذ ذاك صبي ابله لا يعلم الخير

او را میزند - وعصائے خود بار بار برو فرو می آرد - بحدیكه استخوانہائے پہلو او را می شكند - واو را سخت میگیرد كه

ولا الشر - ويقال مثلا اخث فى الثفية - فان لم يحسن الفعل فيلطمه

چرا یكدم از پیش او غائب شد وگریخت - حالانكه او دراں زمانه طفلی ساده لوح است كه نیك وبد را نمی شناسد

او يتهترون على الخطية - ولا يرضون بان ياكل - واكله يغضب المحفل -

واو را مثلا میگویند كه زیر دیگداں اپله بنه - وچوں این كار را نیكو نكند پس بر روئے او طمانچه مے زنند یا از این خطا

ولو اكل ادنى الطعام وطهفل - ويفتشون النطف - ولا يوجد من عطف فيلقى

بعصا او را مجروح مے كنند وراضی نمے شوند كه چیزے بخورد وخوردن او مردمان محفل را در غضب مے آرد

من كل جهت الترح والبرح ولا تلقى الفرح - فقد يضرب على سحوق الا بازير على الداك

اگرچه ادنی طعام بخورد - واگرچه پراز زن ہمیشه كفایت كند - ونخواہد كه مدت العمر بجز نان ارزن چیزے دیگر

وقد يلطم على مكث فى الاستناك - يوتونه ما خلف من كدادة المطعومات

خورد - وہردم در عیب گیری او مشغول میباشند - وكسے نمی باشد كه برو مہربانی كند - پس از ہر سو غم و

ويبلغ الى الابهات ويتركونه جائعًا كالصائمين. يشرب من بالوعة

تکلیف ہا مے یابد. ورو شادی نمے بیند. وگاہے او را بر سائیدن مصالح طعام میزنند چوں بر سنگ خوب

يجتنبها الدواب. ويأكل من متيبسات بانف منها الكلاب. اذا اجدب

نساید. وگاہے او را ازیں سبب زدوکوب میکنند کہ از ارسیدن راہ راز ازبیتوقفے انداختہ است. واو را طعامے

الملك فهو اول الاغراض. واذا انزل وباء فهو مورد الامراض. واذا

می دہند کہ در دیگہا چسپان بماند سوختہ ومتعفن شدہ وفاسد گشتہ. وہمچنین فاسد شدہ گوشت او را بخوردن

بدأ الاطفال فهو كعصفٍ ماكول. واذا ابدؤا فهو يبقى كمخذول. لا يقدر

میدہند. یا او را ہمچو روزہ داراں تہی شکم میگذارند. واز آں جاے دست ورو شستن آب میشود کہ چارپایاں نیز

على اكل العضاض. واذا جُرِحَ. فلا يظهر اريكة الجرح. ولا يظهر لحم

ہم ازاں پرہیز میکنند. وآں اشیاء متعفنہ میخورد کہ سگاں ہم ازاں نفرت میدارند. چوں در ملک قحط می افتد

صحيح بعد القرح. وقد يومر لكسح الكناسة. او لغسل الكاسة. فيضرب

پس او اوّل نشانہ قحط میگردد. وچوں وبا فرو می آید پس او اوّل شخصے باشد کہ مورد امراض می شود.

على خطاء قليل من الخباثة. وقد يجعل حمولة لاحمال. فلا تبكى عليه

وچوں طفلاں بمرض چیچک مبتلا شوند پس او از چیچک ہمچو گیاہے میگردد کہ از خوردن باز ماندہ وپامال شدہ باشد

عين بدمع همال بل يحمل مرارًا اثقالا فيجرى دمه كالحائض. ويبعد وته

وچوں طفلاں بعد از سقوط دنداں بار دوم دنداں برآورند او ہمچو ناکامے بماند ونتواند کہ چیزہا خورد

على ارض دمنةٍ كالمهر تحت الرابض. وقد يجعل كالوجنا ويركب عليه

کہ از دنداں تواند خورد. وچوں اتفاقاً مجروح شود پس زخم او پر نمے شود وبعد از زخم گوشتے تندرست

وقد يجيد للخدمة والليل يتصيصب ويجثم امام عينيه. وقد يومر

بیروں نمی آید. وگاہے او را برائے صاف کردن خس وخاشاک یا برائے شوئیدن پیالہ میفرمایند. پس بخطائے

لشق الحطب حتى تمجل يداه. وتتخاذل رجلاه. ثم يوتى الخبز قفارًا

اندک میزنند. وگاہے او را اسپ باربرداری مے کنند پس ہیچ چشمے بروئے گرید وہیچ اشکے رواں نمے گردد

فتبكى عيناه. يأكل جبيزًا ويتفر خفيزًا. وقد يضرب بخر باشد يد. فلا يجنأ

بارہا بر سر وش می نہند پس ہمچو زن حائض خون او رواں میگردد. واو را بر زمینے کہ پادر وفرو رودمے دوانند ہمچو

عليه احد بل يجفاء قدر غضبهم فيدوسونه بضهد. وهو يشكو كثيرًا فما ينجع قوله

کرہ اسپ کہ زیر چابک سوارے باشد. وگاہے ہمچو ناقہ بر او سوار میشوند. وگاہے شب در خدمت میدارند پس

في قلب. بل يقدد شدة دعابة ويخسئون ككلب. ويطير نفسه شعاعًا

شب را زیادہ نصف آں از چشماں او میگذرد. وگاہے برائے شگافتن ہیزم مامور میشود. تا آنکہ دستہا او متورم

من كل طبع صلب. لا يحبه شقيق ولا الاخيافي. ويظنون انه ثالثة الاثافي

میشوند. وپاہا سُست مے افتند. باز نانے خشک پیش او می آرند پس ہر دو چشم او میگریند. وگاہے بضرب شدید

اذا اصاب فارجلا فما احبّ. واذا زرع فما احبّ. وان احبّ فما الب. او برد

او را میزنند پس ہیچکس بروے نمی افتد تا او را از زدوکوب نگہدارد. بلکہ کفک غضب ایشاں بجوش می آید پس بقہر آں بیچارہ

ارضه او اجباء زرعه ثم بالجوع تب. واذا تخبش مالًا من الاموال. فيهجم

را زیر پا میکوبند. واو بسیار شکایتہا میکند لیکن در ہیچ دلے سخنش نمے گیرد بلکہ رنج وبہت او را باستہزا می شگافند. وہمچو سنگ او

عليها زوبعة الزوال. ثم ياخذه نوجنا الحسرة ووجع البال. واذا شكى فجاداه

را از پیش میرانند پس از طبیعت ہائے سخت حواس او باختہ میشوند. نہ اورا آں برادرے دوست دارد کہ از مادر وپدر برادر او

ان يضحك عليه ويعزى الى الجهل والجاهلين.

باشد نہ آں برادرے کہ صرف از طرف مادر برادر او گردیدہ. وگمان می کنند کہ او مرد بد است. چوں بجسے مجتنے کند پس او محبت

وانفد عمره غربًا حتى اشتعل راسه شيبًا. واذا اتزوج فزوج بجالعة مفسدة

پیش نمی آید. وچوں کشتے بکارد در کشت او دانہ نمی افتد. واگر دانہ افتاد پس از مغز خالی بماند. یا بر زمین او ژالہ

ناشزة. كريه المنظر مسنون الوجه. ونافرة. فينفد عمره في نائبات الدهر تحت

بارید یا کشت خود را بحالت خامی میفروشد باز بگرسنگی بمیرد. وچوں از بیں سو از آں سو مالے فراہم می آرد پس براں مال گرد باد نیستی

انياب النكد. وربما يريدان يبنتهم لغفلت ذات البد. ويرى نفسه في

بر می خیزد. باز او را گرد باد حسرت میگیرد ودرد دل می آزارد. وچوں شکوہ کند پس آخری نتیجہ شکوہش ہمیں می باشد کہ مردم بروے می خندند و

فلاة عوراء۔ لا شجرة فيها ولا غذاء۔ وكذالك يعيش اخا غمراتٍ في آلام۔

بجاہلیت منسوب کرده میشود۔ و خرج کرد عمر خود را در حالت بیزنی تا آنکه سر او سفید شد از پیری۔ و چون زن کرد پس

ويمرض كل عام۔ فتارة يرمد وتارة يطحل او يوخذ في زكام۔ وقد يعروه مرض

بزنے عقدش بسته شد که بیحیا و فساد انگیز و نافرمان بود۔ و با این همه بدشکل و دراز رو و نفرت کنند۔ پس این شخص عمر خود

فيمتد مداه حتى تعرقه مداه۔ وبالآخر ينزع عنه ثوب المحيا ويسلم

را در حوادث زمانه و زیر دندان برنج میگذارد۔ و بسا اوقات اراده میکند که بوجه تنگدستی خود را کشد۔ و خویشتن را در بیابانے

الى ابى يحيى۔

میبیند که نه آب ست دران و نه درخت و نه غذا۔ و همچنین بحالت مصیبت کشی در دردها خود میگذارد۔ و هر سالے بیمار میشود

فالآن فكر ثم فكر ثم تذكر سنن الله في العالمين۔ أليست في افعال الله معضلاتٌ

پس گاہے چشم او درد میکند۔ و گاہے عارضه طحال میگردد۔ و وقتے در زکام مبتلا میشود۔ و گاہے چناں مرضے دامنش

لا تتدبر۔ واسرار لا تحصى۔ فقس يها المسكين اقوال الله على افعاله۔ ولا

میگیرد که بطول می انجامد تا آنکه انکار دہا آں استخوانش می برآید۔ و انجام کار جامه حیات ازو میکشد و بسوئے مرگ او را

تعجب لمعضلات انباء الله وعضاله۔ ولا تعجل في امر مجددٍ وصدق مقاله۔

می سپارد۔ پس اکنوں فکر کن باز فکر کن و باز یاد کن سنتہائے خدا را در جہانیاں۔ آیا چه در کارہائے خدا چناں پیچیده

ولا نقل انى ما رايتُ علاماتٍ أُخبرتُ عنها۔ وما شهدت اماراتٍ بلغني

امور نیستند که از فہم بالاتر ہستند۔ و آیا چناں رازہا نیست که شمار کرده نمی شوند۔ پس اے مسکین اقوال خدا را بر افعال

انباءها۔ فان الله قد تمّ كلماته كلها۔ واظهر علاماته جميعها۔ ولكن عُمّيت

خدا قیاس کن و از پیچیدگیہائے پیشگوئی خدا تعجب مکن و بر دقیقه ہائے او شگفت مدار۔ و در امر مجدد و صدق مقال

عليك حقيقة اقوال الله۔ كما عميت عليك حقيقة افعال الله۔

او شتابکاری مکن و این مگو که من آن نشانہا ندیدم که از انہا آگاہی داده بودند و نه آں آثار مشاہده کردم که مرا رسیدند

وكم من انباءٍ تكسى وجوهها بالاستعارات ولطائف الايماء و تنكّر

چرا که خدائے عز و جل همه سخنہائے خود را بانجام رسانید و همه نشانہائے خود را بظہور آورد۔ مگر بر تو حقیقت اقوال الٰہی پوشیده

اشخاصها عند اتمام الوعد والانباء۔ ويدقّ معانيها من حضرة الكبرياء۔ بما

ماند چنانکه حقیقت افعال الٰہی پوشیده ماند۔ و بسیار از پیشگوئیہا ہستند که وجود آنہا باستعارات و لطائف

يراد انواع الابتلاء۔ الا ترى الى رويا الناس۔ كيف تتراءى في انواع اللباس

اشارات متلبس کرده میشود۔ و وقت ظہور آنہا قالب آنہا را ہمچو مردم ناشناخته ظاہر کرده میشود۔ و معانی آنہا

وكيف يخفى مفهومها فلا ينجلى حقيقتها الا على الاكياس۔ الذين يُعلّمون العلم

را از حضرت کبریا سبحانه باریک کرده میشود۔ چرا که خدا تعالیٰ در آنہا امتحان بندگان خود اراده میفرماید۔ آیا بسوئے

من ربهم ولا ينطقون بالقياس۔ فاين تذهب من سنن رب العالمين۔

آں خوابہا نگه نمی کنی که مردم می بینند۔ که چگونه در انواع و اقسام لباسہا ظاہر میشوند و چگونه مفہوم آنہا از نگاه عوام

واذا قيل لك في الرؤيا ان ابنك الميّت سيعود ويرجع اليك فلا

مخفی میماند۔ و صرف بر دانایان منکشف میشود یعنی آں دانایان که از جانب خدا تعالیٰ علم می یابند۔ و صرف

تحملها قط على الحقيقة انت ومن لديك۔ ولا تمدّ الى قبره عينيك۔ ولا

از روئے قیاس لب نمی کشایند۔ پس از سنتہائے خدا تعالیٰ کجا میروی۔ و هرگاه که ترا در خواب گفته شود که آں

تحفر لحده طمعًا في حياته۔ ولا تجادل الناس في رجوعه بعد مماته بل

پسر تو که مرده بود باز می آید و عنقریب باز بسوئے تو واپس خواهد آمد۔ پس آں خواب را هرگز بر حقیقت حمل مکن

تؤوّل الرؤيا وتقول۔ انّ ابنا مثله يولد لي فكانه هو يئول۔ فانّى تقلّب في

کنی و چشمان خود بسوئے گور پسر خود دراز نمی کنی و قبر او را بدین امید نمی کنی که پسر تو ازاں زنده بیرون خواهد آمد و با مردم

امر عيسى۔ تلك اذًا قسمة ضيزى۔ وكل من الله الاعلى۔ فلا تعجل كالذين

درباره باز آمدن او بعد از مردن جنگ نمی کنی۔ بلکه خواب خود را تاویل میکنی و میگوئی که مراد از زنده شدن پسر تو آنست که خدا

هلكوا من قبلك۔ وضلّوا واضلّوا كمثلك۔

پسرے دیگر مانند او مرا خواهد داد۔ پس گویا ہماں خواهد آمد۔ پس درباره عیسیٰ علیه السلام چه گردشے بر عقل تو می آید که تاویل آں ہمه

وقد علمت انّ القوم جهدوا جُهدهم ليضيّعوا امرى ويفرّقوا تفريقًا۔ فلو كان

از دست میدہی که آنچه در غیر عیسیٰ تاویل کنی در عیسیٰ روا نه داری این قسمت مبنی بر انصاف نیست۔ حالانکه هر دو امر از خدا تعالیٰ است پس عجل

من عند غير الله لمزّقوه تمزيقا۔ وليجعلونا كالمعدومين الفانين۔ انهم مكروا كلّ

كسلف شتابكاري مكن كه پيش از تو بلاك شدند و گمراه شدند۔ وامثال ترا گمراه كردند۔ وتو ميداني كه قوم ما چه كوششها

مكرٍ وهيّجوا عشائر۔ وتربّصوا علينا الدّوائر۔ فدسّوا تحت دوائر السّوء مخذولين

كردند كه تا كار مرا برباد كنند۔ وجماعت مرا مستغرق سازند۔ پس اين كار اگر بجز خدا از طرف ديگرے بودے هر آئينه طاقت مي يافتند

واعظم الله شاننا۔ واعلى برهاننا۔ وسوّد وجوه الحاسدين۔ وقال فرعونهم

كه اين همه سلسله را پاره پاره كنند و مارا بزاويه عدم رسانند۔ ايشان از هرگونه فكرها كردند وقبائل را انگيختند۔ وانتظار كردند

ذروني اقتل موسٰى۔ انّي انا الذي رفعه۔ واني انا الذي سيحطّه۔ ويلقيه

كه برما گردشها بيايند پس خود زير گردشها رنجيده كوفته شدند۔ وخدا شان ما را بزرگ كرد و برهان ما را بلند نمود و روے حاسدان

في جبّ المهانين۔ وقال ربّي اني مهين من اراد اهانتك۔ ومعين من اراد

سياه گردانيد۔ وآنكه فرعون ايشان ست او گفت كه بگذاريد مرا تا موسٰى را قتل كنم۔ منم آن مردے كه او را بلند كرده بود ومنم آن مردے

اعانتك۔ فاذاقه ربّي طعم نخوته الكبرٰى۔ وجعل مكانته هي السفلٰى۔ انّ

كه باز او را در چاه ذلت خواهد انداخت۔ وخداے من گفت كه من آنكس را ذليل خواهم كرد كه اراده ذلت تو كند۔ من آنكس را

الله لا يحبّ المستكبرين۔ وترى الناس كيف يردون الينا۔ وكيف يمنّ ربّنا

مدد خواهم داد كه اراده امداد تو كند۔ پس خداے من او را ذائقه تكبر او چشانيد۔ وجاے او را در مقام پائين نهاد۔ چرا كه او متكبران

علينا۔ وكيف ياتي الله ارض ينقصها من اطرافها۔ وكيف ياتينا خيار الناس

را دوست نمي دارد۔ ومي بيني كه چگونه مردم بسوئے ما واپس كرده مي شوند۔ وچگونه خداے ما بر ما احسان مي كند۔ وچگونه

من اقطارها واكنافها۔ ذالك من فضل الله۔ ليرى الناس ان اعداءنا

خدا سوئے زمين توجه نموده وابتدا از اطراف آں كرده۔ وچگونه مردمان نيك از اطراف زمين سوئے ما مي آيند۔ واين همه

كانوا كاذبين۔ الله يعزّ من يشاء۔ ويرفع من يشاء۔ لا رادّ لفضله۔ الا انّ

از فضل خدا تعالىٰ هست۔ تا بر مردمان ظاهر كند كه دشمنان ما دروغگو بودند۔ او هر كرا خواهد عزت ميدهد۔ وهر كرا خواهد

الحق علا۔ وتعسًا للقوم الكائدين المزاحمين۔

بلندي بخشد۔ هيچكس نيست كه فضل او را رد تواند كرد۔ خبردار باش كه حق غالب شد۔ وآنان هلاك شدند كه براے مزاحمت انواع مكر

وانظر الى آثار سنن الله في افعاله۔ اتفهم معضلاتها او تحيط حِكَمِ كماله۔

استعمال كردند۔ وآں نشانهائے سنت خدا كه در كارهائے او مشهود اند ملاحظه كن۔ آيا پيچيدگيهائے آں را مي فهمي يا بر

فمالك لا تهتدي من طرز افعاله۔ الى طرز اقواله۔ وتختار سُبُل الغاوين۔

حكمتهائے آنها احاطه تواني كرد۔ پس چه پيش آمد ترا كه از طرز افعال خدا طرز اقوال خدا را يقين نمي كني و راه

اما ترى ان عبدًا قد يبتلى بالنائبات۔ ولا يُدرى من ظاهر سمته انه من

گمراهان اختيار ميكني۔ آيا نمي بيني كه گاهے بنده در حوادث مبتلا مے شود۔ واز ظاهر روش او معلوم نے شود

الفاسقين والفاسقات۔ فالآفات تنزّل عليه كالعوائر۔ او كالسهم

كه او از بدكاران ست
پس آفتها هيچو ملخ برو نازل مي شوند۔ يا مانند تيرے كه انداز نده آں

العائر ويتيه كالمستهام الحائر۔ وكان في وقتٍ يملك المال النفيس۔ والآن

معلوم نيست
ودر وقتے مالے نفيس را مالك بود
والكنون از

بعدٌ من عصبة مفاليس۔ حتى يبدو بادي اللبانة۔ بالي الكسوة۔ وكان

گروه مفلساں شمارے شود۔
تا آنكه به بداهت آشكارا مے شود كه حاجتمند يست كهنه جامه۔ وپيش

يقول انا اكثر مالًا وولدا۔ واعطيت التنعم والملَد۔ وكان يقول انّي من

زيں ميگفت كه من بكثرت مال واولاد ميدارم۔ ومرا نعمتها واقبال تاباں داده اند۔ وميگفت كه من از

الصّالحين۔ وجيش وشيحان وفاتك وامين۔ وكان يدعي انّ له دخل

مرداں نيكو هستم۔
مستقل اراده بيدار طبع وامينم۔
ودعوى ميكرد كه مرا در حديث وقرآن

عظيم في الحديث والقرآن۔ وانه جمع في نفسه انواع العرفان۔ فاتى امر الله

كريم دخلے عظيم ست۔
وانواع معرفت در نفس خود جمع ميدارم۔ پس قضا وقدر

وقضاءه۔ ونزل عليه بلاءه۔ فذهب بسمعه وابصاره۔ وختم على قلبه

خدا وبلاء او نازل شد۔
وگوش وچشمان او را ربود۔
وبر دل او مهر نهاد

وجعله اول الجاهلين۔

واو را صدر نشين جاهلاں كرد۔

فاشتهر بحمق فاضح وجهل واضح۔ وأُخرج من الجنة التی کان فیها کالمکرمین

پس او بحمق رسواکننده وبجہالتے مشهور شد که دراں ہیچ خفائے نیست۔ وازاں بہشت بیروں کرده شد که ہمچو

فصارت له السفاهة والذلة۔ والجهل والنکبة۔ کالمواریث المعیّنة۔

عزت یابندگان دراں داخل بود۔ پس بے خردی وذلت وجہالت وبدبختی مثل مال موروثی او را شد که

والحصص المفروضة المسلّمة۔ وسقط من سماء العروج کالملعونین۔

بحصه کشتی در حصه او آمد پس از آسمان بلندی ہمچو ملعوناں فرو افتاد۔

ویعلم الناس ان مصیبة جلّت۔ ونوائبه عظمت ثم یمرّون

ومردم میدانند که مصیبت او بزرگ است۔ وحادثه او بزرگ است۔ باز استہزا

به مستهزئین۔ وهو یدبّر فلا یقدر علی ان یفرّ من قدر الله ذی الجلال۔

مے کنند۔ واو تدبیرے کند وباز از تقدیر الٰہی نتواند گریخت۔

ولو فرّ علی لاحقة الآطال۔ وربما یتبصّر کالجذع ویقدم کالقارح۔ فیجیء

اگرچه بر اسپاں باریک کمر بگریزد۔ وبسا اوقات ہمچو اسپ دوساله زیرکیہا می نماید۔ وہمچو اسپ جوان کامل العمر

قدر الله ویطرحه کالصبیّ فی البارح۔ فیرتعد کل وقت کالیراع۔ ویتحرک

پیشقدمی مے کند پس تقدیر خدا مے آید واو را در ہوائے گرم ہمچو طفلے می اندازد۔ پس ہر وقت ہمچو بزدلے میلرزد

کاللعاع۔ ویفکر ازید من القدر اللازم۔ ثم لا ینجو من الهمّ الهاذم ویبقی

وہمچو سبزه گیاہے حرکت مے کند۔ وزیاده از قدر لازم فکر می کند باز از غم پاره پاره کننده نجات نمی یابد۔ وہمچو

کالخائبین۔ ثم یبدو له ان یقطع المسافة النائیة۔ لیعالج الآلام القضائیة

نومیداں میماند۔ باز در دلش مے افتد که سفر دور دراز کند۔ تا تکالیف قضا وقدر را علاج تواند کرد۔

ویکون من الفائزین۔

واز مراد یاباں گردد۔

فیقال مثلًا انّ امیر کابل۔ یربّی العلماء ویشابه الوابل۔ فیفرح فرحًا

پس مثلًا او را میگویند که امیر کابل پرورش علما مے کند۔ وہمچو باراں بزرگ ست۔ پس ایں شخص شنیدن

شدیدًا کالسّکران۔ ویقصد کابل مع بعض الاخوان۔ لیوطئوه امنع جناب

ایں سخن ہمچو مستاں شاداں وفرحاں میگردد۔ وبا چند رفیقان خود قصد کابل میکند۔ تا که او را در بلند مرتبه جاده

ویمطروا دراهم کسحاب۔ وهو یجعل ابنه الذی هو سرّه رفیق عتاده۔ خوفًا

وہمچو ابر روپیه ہا بارانند۔ واو پسر خود را که راز طبیعت اوست رفیق آمادگی خود میکند۔ ازیں اندیشه

من ارتداده۔ ولم تزل تعانی عینه السّهر۔ وتعاصی الکرٰی۔ فیصل

که پس از رفتن او مرتد نشود۔ وہمیشه چشم او شب روی را می بیند۔ وخواب را ترک میکند۔ پس

کابل بشق النفس وجهد المهجة۔ بعد مکابدة انواع الصعوبة۔ ویلقی بعض

بمشقت نفس وکوشش جان تا بشہر کابل میرسد۔ وبعد برداشتن مصیبت ہائے گوناگون دراں شہر می آید۔ و

العملة۔ ویصافی بالنفاق والمداهنة۔ ویخفی مذهبه خوفًا من الحرمان۔

به بعض عمله امیر ملاقات میکند۔ واز روئے نفاق ومداہنه دوستی ظاہرے نماید۔ ومذہب ترک تقلید

او الهوان من ایدی عبد الرحمٰن۔

خود را از اندیشه محرومی از انعام مخفی میدارد۔ یا ازیں اندیشه که امیر عبد الرحمٰن او را در شکنجه ذلت بکشد۔

وکذالك تسوّل له النفس من عسر المعیشة۔ فیسجد تواضعًا لکل ذوی

وہمچنیں نفس او بباعث تنگی معیشت ایں کارہا برائے او می آراید۔ پس بزینت تواضع ہر توانگرے را

الثروة۔ ویخرّ امام ارکان الحکومة وحینئذٍ یصدق فیه ما قیل فی

سجده میکند۔ وپیش ہر رکن حکومت بزمین مے افتد۔ ودریں وقت برو آں مثال صادق

اهل التزویر۔ بئس الفقیر علی باب الامیر۔ فالحاصل انه یصدع

مے آید که بدترین فقرا آں ست که بر در امیر باشد۔ پس حاصل کلام ایں ست

عملة الامیر بالمحبّة۔ ویتبجبج بالصّحبة۔ ویزجی اقدامه الی قصر الامیر غربة

که او با عمله امیر بمحبت می آمیزد۔ ودر صحبت شاں کشاده دلی ظاہر میکند۔ وپاہائے خود را تا محل امیر می ساند

فلا يقول له احدٌ اركب مطيّةً۔ اوتسلّم عطيّة۔ ويسئل الحافاً كالشحّاذين۔

تا اظہار غربت کند۔ پس ہیچکس نے گوید کہ سوار شو یا چیزے از عطیہ بگیر۔ وہمچو گدایاں با صرار سوال مے کند

وينكّر شخصه ويلقّم وجهه۔ لئلا يوخذ كالمجرمين۔ ويكون لهم اطوع من

وخویشتن را بہیئت ناشناساں ظاہر میکند وروئے خود می پوشد تا کہ ہمچوں مجرماں گرفتار نگردد۔ وایشاں را

حذائهم وافنیٰ فيهم من غذائهم۔ ويسلّم عليهم تحية الخادمين۔

از کفش ایشاں زیادہ تر فرمانبردار میشود۔ واز غذائے ایشاں زیادہ تر در ایشاں فنا میگردد۔ و بر ایشاں

ثم يقودونه الى حضرة الامير۔ ويذهبون به كالاسير۔ فيخرّ امامه كالساجدين

براں طور سلام میکند کہ خدمتگاران وچاکران مے کنند۔ باز او را بسوئے درگاہ امیر میکشند۔ وہمچو اسیرے می برند

ويثني عليه قائلاً يا ايها الامير الاكرم۔ والسلطان الاعظم۔ مسّني واهلي

پس پیش او مثل سجدہ کنندگان می افتد۔ و بروے بریں طرز ثنا میگوید کہ اے امیر بزرگتر و پادشاہ کلاں تر

ضرّ۔ وبعمرك انّ عيشي مُرّ۔ وجئتك من ديار بعيدة۔ بمصائب شديدة۔ فتصدّق

مرا وعیال مرا فقر و فاقہ رسیدہ است۔ وقسم بزندگانی تو کہ زندگی من تلخ ست۔ واز ملک دور دراز بخدمت

علىّ ان الله يجزي المتصدقين۔

رسیدم ودریں سفر مصیبتہا کشیدم۔ پس بر من صدقہ کن کہ خدا صدقہ کنندگاں را دوست مے دارد۔

ويخاطبه الامير بلسانٍ ذلق۔ ولا يريه رائحة من ملق۔ ويقول اجلس وتكلّم

پس امیر او را بزبان تند مخاطب میکند۔ وبوئے از نرمی او را نمی نماید۔ ومیگوید بنشیں و بصورت

بغضبان۔ فيظن المسكين انّ اجله قد حان۔ فهناك لا يبقى ايمانه

غضبناک با او مکالمہ میکند۔ پس ایں مسکین گمان میکند کہ وقت مردن او در رسید۔ پس دریں وقت

بالالطاف الرحمانية۔ ويكاد يخرج بوله من الهيبة السلطانية۔ وكذالك يجري

ایمان او بر الطاف رحمانیہ نمی ماند۔ ونزدیک میگردد کہ پیشاب او از ہیبت سلطانیہ بیروں آید۔ وہمچنیں

الله عبدة المخلوقين۔ ثم يخرج من بيت الامير۔ ويستيقن الامير انه احد

خدا بندہ پرستاں را ذلیل میکند۔ باز آں شخص از خانہ امیر بیروں کردہ میشود۔ وامیر را یقین میشود کہ او

من اهل التزوير۔ فلا يؤوى اليه كرجال متقين۔ واما ذالك المغرور الجهول

یکے از دروغ آرایاں ست۔ پس ہمچو پرہیزگاران نزد او جائے نیابد۔ مگر آں مغرور ونادان

والسفيه المخذول۔ فيظنّ ان العطايا العظام ستسلّم اليه۔ ويكرمه

وابلہ وگمنام گمان مے کند کہ عنقریب عطیہ ہائے بزرگ سپرد او خواہد کرد۔ وامیر اعزاز او

الامير ويكون له مكانة لديه۔ اويدخل في المقرّبين۔ فبينما هو في نسج

خواہد کرد۔ واو را نزد او مرتبہ خواہد بود۔ واو را در مقربان خود داخل خواہد کرد۔ پس او ہنوز در بافتن

هذه التخيّلات۔ وتغيير اللباس كالصّائد والصّائدات۔ يطلع بعض

ہمیں خیالہا مے باشد۔ وہمچو شکاریاں در تبدیل لباس مشغولیہا دارد۔ کہ بعض دانایاں برکینہ

المتوسّمين على شقاقته۔ ويخبرون عن فطرته وطريق نفاقه۔ فيفاجئه داء

مخفی او مطلع میشوند۔ واز فطرت وطریق نفاق او خبرے یابند۔ پس او را بیماری خوف ناگاہ

الاشفاق۔ ولا يسري الوسن الى الاماق۔ ويظن انه من المقتولين۔ ويوجس

مے گیرد۔ وخواب از چشمان او مے رود۔ وگمان میکند کہ عنقریب از کشتگاں ست۔ ودر

في نفسه خيفة على الخيفة۔ بما يرى رعب الامير وطريق عقوبته۔ فتكاد تزهق

دل خود خوف بر خوف مے کند۔ چرا کہ بچشم خود رعب امیر وطریق سزائے او را مے بیند۔ پس نزدیک

نفسه ويسقط كجيفة۔ او يغمى عليه كالمفسدين الخائفين۔ فيفرّ ويرتحل

است کہ جان او بیروں آید ومثل مردارے بیفتد۔ یا او را مانند مفسداں ترسندہ غشی افتد۔ پس میگریزد وبا

بالمدلجين المجدّين۔ ويحسب حياته صلةً من امير المسلمين۔ او يعطى له

شب روندگان سرگرم کوچ میکند۔ وزندگی خود را انعامے از امیرے انگارد۔ یا اندکے از انعام

قليل انعامه. فلا يقلّ به شيء من اصرامه. ولا تفيده سجدته ولا اجهد اصلحامه.

ادمی یابد. پس بداں اندک چیزے از درویشئے او کم می شود. و او را سجدہ او فائدہ نمی دہد و نہ کوشش

بل يعرف انه ليس اهل اكرامه فلا يظلمه الامير النحرير. بل هو يظلم نفسه. فلا ينفعه

بر پا استادن او مفید افتد. بلکہ این ثابت میشود کہ او برائے اکرام امیر اہلیتے ندارد. پس امیر دانا ہیچ ظلمے

البحر ولا الغدير. فيقصد داره مخذولًا وملومًا ومريضًا محمومًا. ويظهر انه رجع

بر و نمی کند بلکہ او خود ظالم نفس خود می باشد. پس او را نہ دریا نفع بخشد نہ غدیر سودمند آید. پس خانہ خود را قصد

فائزًا مقبولًا مع انه ردّ في الحافرة. ورجع بالكرة الخاسرة. ولكن يستر امره

ے کند بحالت گمنامی و ملامت زدگی و بیماری. و ظاہر میکند کہ او در حالت کامیابی واپس آمدہ است با وجودیکہ

خوفًا من اللاعنين. وكذالك ينفد عمره كالمصابين.

او ہمچناں کہ رفتہ بود تہیدست می آید. مگر خوف لعنت کنندگاں امر خود را می پوشد. و ہمچنیں عمر خود را در مصیبتہا

ثم يرجع من تلك البلدان. ويصبر مليًّا من الزمان. وبعد برهة يقصد

میگذراند. باز ازیں دیارہا ے گردد. و لختے از زمانہ صبرے کند. و پس از مدتے قصد ملاقات

اناسًا آخرين. فلا يرى وجه خير من جناب. ويتردد من باب الى باب و

مرداں آخر میکند لیکن از ہیچ درگاہے روے نیکی نے بیند و از درے سوئے درے میرود. و ہمچو

يخساء ككلاب. وتترامى به مرامى الافلاس. الى فلوات الهوان والانتكاس

سگاں راندہ میشود. و افلاس و تہیدستی او را سوے بیابانہائے ذلت و سرنگونی مے اندازد.

ويجلاء من ارض الى ارض. ويكابد محن السفر لعرض حتى يصير ابن كل

و از زمینے سوئے زمینے جلاوطن میکند. و برائے متاعے محنتہائے سفر میکشد. تا آنکہ ہر خاک را ہمچو پسرے

تربة. واخا كل غربة. يقطع كل واد. ويشهد كل ناد. ثم يرجع بجرح

میگردد. و ہر غربت را ہمچو برادر میشود. ہر بیابانے را قطع مے نماید. و ہر مجلسے را حاضر میشود. باز بہ تن برہنہ و روے

ووجه كرماد. ومرض جلاد كالخائبين. لا يرى يومًا مسليًا عن الاشجان

ہمچو خاکستر. و مرض مہلک واپس مے آید. آں روز را نمے بیند کہ از غمہا دور کنندہ باشد.

ولا قومًا مواسين كالاعوان. ولا يأتيه الحمام لينقطع الآلام. فيلعن بخته

و آں قومے را نمی بیند کہ معاون و غمخوار باشند. و او را مرگ نیز نیاید تا ہمہ دردہا منقطع شوند. پس ہمچو زیان

كالملعونين. وكذالك يعيش بشنشنة الشحاذين. والسائلين الحافًا والمعترين

کاراں بر طالع خود لعنت میفرستد. و ہمچنیں بسیرت گدایاں مے زید. و ہمچو آں سائلاں و محتاجاں کہ در پئے

يأكله الافلاس. ويدوسه الانتكاس حتى يذهب عقله ويختل الحواس و

شدہ چیزے میگیرند عمر بسر میکند. تہیدستی او را میکشد. و نگو نساری او را پیا میکوبد. تا بحدے کہ عقل او خلل مے پذیرد و

يريد ان ينبط فيغيض. ويسعى ان يصعد فينصدى له الحضيض و

حواس او مختل میگردند. و ارادہ میکند کہ از جائے آب بروں آید پس آں آب فرو میرود. و کوشش میکند کہ بالا ترقی

لا يزال يسمع لعن القوم. ويوخزونه باسنّة اللوم. وربما يضربونه على

پس نشیب پیش می آید. و ہمیشہ لعنت قوم میشنود. و نیزہ ہائے دروی سیوزند. و بسا اوقات بر لغزشے

هفوته مغاضبين على ما يخرج من فوهته. ويضبّون عليه بادنى العثار.

او امیزنند بوجہ سخنے کہ از دہن او بیروں آمدہ باشد. و بادنی لغزش بسیار ملامت مے کشد

وكادوا ان يقتلوه بالسيف البتّار. ولا يعدون عن اللذع والقذع. ولا

و نزدیک گردد کہ با تیغ بران او را قتل کنند. و از سوختن دل و دشنام دادن باز نمی مانند. و بوے

يذيقونه رائحة كرم الطبع. بل ربما يضربونه بالنعال. او العصيّ والحبال

بخشش طبع نے چشانند. بلکہ بسا اوقات او را بکفش میزنند. یا بچوب ہا و رسن ہا او را مے کوبند

حتى يجد ما يجد الحائر الوحيد. ويرى كلما كان عنه يحيد. ويقول يا ليتني

تا آنکہ آں مے یابد کہ حیرت زدہ تنہا مے یابد. و آں ہمہ بلا ہا مے بیند کہ از انہا کنارہ مے کرد. و میگوید کہ کاشکے

ومن قبل هذا وما مسّني الخزي المبيد۔ فيضطر الى ان يختار البيْن المطوّح۔

من قبل ازین مرد مے ومرا رسوائی ہلاک کنندہ مس نمیکرد۔ وبیقرار میشود برآے اینکہ پسند کند جدائی دور اندازندہ را

والسّير المبرح كالمصابين فيمشي راجلاً۔ ويركض عاجلاً۔ يغتمد الليل۔

وسیر اندوہگین کنندہ را ہمچو مصیبت زدگان۔ پس میرود حالانکہ پیادہ است۔ وبجلدی پا می جنباند۔ در می آید

ويلج السبيل۔ وربما يتراءى له شبح مراد۔ او يدعوه احد باظهار وداد۔

شب را وداخل میشود سبیل را۔ وبسا اوقات ظاہر میشود او را قالب مراد۔ یا او را کسے باظہار محبت سوے خود میخواند

فيفرح ويعدي اليه نضو عناد۔ بنآد واستبساد۔ وينضي عرباضه

پس خوش میشود ومی دواند سوے او شتر لاغر آمادگی را ومی دود برنج کشیدن ودلیری نمودن۔ بزودی ونرم روی

بوقد وذميل۔ واجازة ميل بعد ميل۔ فبالآخر يلقى الخسران و

وبقطع میل بعد از میل وبانجام کار زیان کاری ومحرومی را

الحرمان۔ ويظهر ان الداعي قدمان۔ ويتحقق ان سفره ابتلاء ومحلّ

می بیند۔ وظاہر میشود کہ آنکہ او را خواندہ بود دروغ گفتہ است۔ وثابت میشود کہ سفر او ورا ابتلاے

الاستهزاء۔ والامل باطل وخيال كتخيلات نزول الماء۔ والمآل خسران

پیش آمد۔ وامیدے کہ داشت باطل ست وخیال کامیابی ہمچو خیالات نزول الماء ست۔ وانجام زیان

مع شماتة الاعداء۔ وبالآخر تشيبه النوائب۔ ويحضره الاجل الغائب

مال معہ بدگوئی واستہزاء دشمنان ست۔ وبالآخر حوادث او را پیر میکنند۔ وموت حاضر میشود

فيموت وهو هم۔ وعليه هدم۔ فلا يبكي باك عند رفع جنازته۔ ولا

پس درحالتے میرد کہ او پیر ست وبر وجامہ کہنہ است۔ پس ہیچ گریندہ بروقت برداشتن جنازہ او نمیگرید

تذرف عين على فرقته۔ ويرتد ابناءه بعد موته من الدين۔ ويتنصّرون

وہیچ چشمے بر واشک نمی بارد۔ وپسران او بعد موت او مرتد میشوند ونصرانی میشوند

ويلحقون بالشياطين۔ ويملك شركاءه دار الخربة۔ ولا يهدون اليه الّا

وبا شیاطین مے آمیزند۔ وشریکان مالک خانہ خراب او میشوند۔ وبجز لعنت ہیچ ہدیہ سوے

اللعنة۔ فيقطع اسمه من الدنيا ويكون مآل امره خسران الدنيا والدين۔ و

او نمی فرستند۔ پس نام او از دنیا بریدہ میشود۔ وانجام کار زیان دنیا ودین می باشد۔ ونیز

سواد الوجه في الدارين۔ والبعد من رب العٰلمين۔

سیاہی رو بہر دو جہان در حصہ او می آید۔ واز خدا دور کردہ مے شود۔

ورجل آخر وُلد في بيت الشرف والكمال۔ والعزة والاقبال۔

ومردے دیگر ست کہ در خانہ شرف وکمال پیدا شد۔ ودر حریم عزت واقبال وجود یافت

ما مسّ ابويه الافلاس۔ وما عَلِمَ ما الباس۔ وخرّجه الاكياس۔ و

پدر ومادر او را گاہے افلاس نزدیک نیامدہ۔ ونداست کہ سختی چہ باشد۔ ودانشمندان او را ادب آموختہ

يهتز الخدام عند حركة شفتيه۔ ويثبون لتحصل ما احب لديه۔

وبروقت لب جنبانیدن چاکراں او مے دوند۔ وبرائے تحصیل مراد او مے دوند۔

وترى مجفره منبطاً۔ وقفره معشوشباً۔ ومن كل فِعل يترع كيسه۔ و

وبہ بینی کہ چاہ او ومنبع آب وزمین او بکثرت گیاہ مے دارد۔ واز ہر کارے کیسہ او پر میشود۔ و

تميس خندليسه۔ ويعيش حميداً۔ ويحسبه الناس سعيداً۔

شتر ناقہ او بناز می رود۔ وزندگی مے گذراند درحالیکہ تعریف کردہ میشود۔ ومردم او را سعید مے

ومن الصالحين۔

پندارند واز صالحان مے انگارند۔

بل ربما تجد رجلاً فاسقاً قويم الشاط جموم النشاط۔ يميس في حلل المراح

بلکہ بسا اوقات مردے فاسقے را خواہی یافت کہ مضبوط وکثیر النشاط می باشد۔ ودر لباس خوشی میخرامد

ولا يحظى سهمه من غرض الافراح - يسفد له كل لحم غريض على السفود - ويشوى

وتيراو از نشانه خوشی خطا مے کند - از گوشت نرم برائے او بر سیخ کباب طیار مے کنند - و جوزہ ہائے

له الفراريج مع الرغيف المثرود - وهو يابز كابوز الظباء - وقد يجد كنزاً في الجهراء

مرغ ہا بہمراہ کلچہ در شوربا شکستہ بریاں میکنند - و او ہمچو آہو ہا مے جہد - وگاہے گنجے در بیاباں مے یابد

ويصيد اناساً كالدواب - باراءة ملامح السراب - ومع ذالك لا يرى الباساء

و مردم را ہمچو چار پایاں شکار میکند - و درخش سراب مینماید - و با وجود ایں ہیچ تنگی و تکلیف را

والجوبة - ولا يكابد الصعوبة - ويُعطىٰ حظاً كثيراً من روبة غيد - وسماع

نمی بیند - و سختی را نمے بردارد - و از زنان نرم و سرود گویاں بہرہ بسیار دادہ مے شود -

اغاريد - واموالٍ وبنين - واملاك وارضين - وغلمان وخادمين - مع

و نیز او را مال و پسران و املاک و زمین ہا بیسر می آیند - و غلاماں و نوکراں میباشند - با وجودیکہ

انه يسارع في السيّئات - ولا يتوب من الممنوعات - ولا ياخذ في كسع الهنات

او در بدی ہا مے دود - و از ممنوعات توبہ نمی کند - و دریں فکر نمی باشد کہ بدی ہا را

بالحسنات - وتلافي الهفوات قبل الوفات - بل يجترء على المنهيات - ويجاوز

بہ نیکی ہا دور کند - و قبل از وقت لغزشہائے خود را تدارک نماید - بلکہ بر ممنوعات دلیری مے کند - و از حدود

حدود الله كالغالين - ولا يتقي بل يتبرء من ملاقات التُقات - ولقاء

خدا تعالی ہمچو غلو کنندگان تجاوز میکند - و پرہیزگاری اختیار نمی کند بلکہ از ملاقات پرہیزگاراں بیزار می باشد

التقات - ومدانات اهل الديانات - بل يرغب في مغانات القينات -

و از قرب اہل دیانت نفرت مے کند - بلکہ در آمیزش زنان سرود گویاں رغبت مے نماید

ومعانات الفاسقات - ولا يسمع نصح الاجانب ولا الاقارب - بل يابو

و برائے دیدن زناں بدکار خواہش میکند - و نصیحت نزدیکاں و بیگانگان نمے شنود - بلکہ نصیحت کنندگاں

الناصحين كالعقارب - ولا يلتفت الى وصايا الحي - بل يصول عليهم كالحيّ ✣

را ہمچو کژدمہا نیش مے زند - و سوئے وصیتہائے قبیلہ التفات نمی دارد - بلکہ ہمچو مارے بر ایشاں حملہ مے کند

ولا يفيئ منشره الى الطي - بل يزيد كل يوم في اثم مبين - ويركب كل فرس

و بانی گرد و نامہ پراگندہ او سوئے پیچیدن - بلکہ ہر روز در گناہ ترقی مے کند - و سوار میشود بر اسپانے کہ

اوظفة القوائم هيكل - ويسبق كل الذي حنق ويشابه العندل -

دست و پائے شاں سبک اند و طویل و عریض اند - و از ہر خصومت کنندہ شدید العداوت قدمش پیشتر مے باشد

وينفد ايام العمر كخليع الرسن مديد الوسن - يباعد داره عن دار اهل الصلاح

و در بدن شتر بزرگ سر المشابہ میماند - و ایام عمر خود را ہمچو رہا کردہ رسن شہوات و درازی خواب میگزراند - و خانہ خود را

ويتافق باهل الفسق والطلاح - لا يحل مسجداً - بل يطلب عسجداً - ويميل

از خانہ اہل صلاح دور میگرداند - و با اہل فسق و بدبختی مے نشیند - و ہیچ مسجدے را اندر نیاید - بلکہ زر می طلبد - و سوئے

✣ حاشیه - قال البراهمة ان التفاوت من اعمال النشاءة السابقة - واعلم

بعض براہمی گویند کہ تفاوت مراتب مخلوقات بباعث اعمال پیدایش سابقہ است - و بداں

انهم قوم يعتقدون بالتناسخ نظراً على تفاوت مراتب المخلوقات - ويقولون ان

کہ ایں قومے ہست کہ اعتقاد تناسخ دارند - بدیں خیال کہ تفاوت مراتب مخلوقات را بجز ایں وجہے نیست - و میگویند

انواع الحيوانات قد حدثت من انواع الحسنات والسيّات - واصرّوا على هذا وجاؤه

کہ انواع جانداراں از انواع نیکی ہا و بدی ہا پیدا شدہ اند - و بریں اصرار کنند و اتفاق میدارند

موعبين - وانت تعلم انّ هذه الاوهام ما ظهرت من منبع بصيرة - ولا من لجّة

کہ ہمچنیں ست - و تو میدانی کہ ایں اوہام محض اند - و از چشمہ بصیرت ظاہر نشدہ اند - و نہ از دریائے معرفت صحیح

معرفةٍ صحيحة - وما قامت عليها حجة من حجج قاطعة - بل تشبثوا بها عند عمه

بیروں آمدہ اند - و ہیچ حجتے براں ہا قائم نشدہ است - بلکہ ایں مردم در وقت حیرت و

الی ناجود و باطئة - مملوة من صهباء محمرة - فی حلقة ملتحمة - ونظارة مزدحمة

پیاله هائے شراب می خمد - ومیخواهد که پیاله هائے از شرابے سرخ اورا داده باشند - وشراب را در رفیقاں یک جهت

یتخذ دنیاه صنما ففیه یرغب - وبها یکلف وعلیها یکلب - وفیها یتنافس

ودر انبوه مرداں مینوشد - ودنیائے خود را بتے میگیرد پس دراں رغبت میکند وبدو حریص میباشد وبرو آرزومند میباند

فی کل حین - ولا یتزود من العقبیٰ والدین - یذهب عمره فی اکتناز الذهب - وتطلع

دهر وقت بروفخر میکند - وهیچ توشه از عقبیٰ و دین نمی گیرد - همه عمر او در فراهم آوردن زر میرود - وآرزومندے

الشح علی قلبه کذات اللهب - ومن کل طرف یعطف علیه القلوب - ویسنیٰ

دنیا بر دل او همچو آتش افروخته مشتعل میباشد - وازهرطرف دلها برو مهربانی میکنند - ومطلب اوبرائے

له المطلوب - ولا تعطل قدوره ولا جعالها - ولا ینصاع ایامه ولا اقبالها - ویذب

او آسان کرده میشود - ودیگهائے او معطل کرده نمی شوند ونه دستارهائے آں دیگها بیکار میباشد - وروزهائے او ازو

وحیرة - وعدم الوصول الی حقیقة اصلیة - ولغوب الفکر وفلت درایة - وما

وسرگردانی - ومحرومی از حقیقت اصلیه - ونیز بباعث فرو ماندن فکر وکمی درایت بدیں اوهام

استطاعوا ان یقیموا دلیلا علیها - بل انت ستعلم ان الدلائل قامت علی ما خالفها - کما لا یخفی

پنجه زدند - وطاقت نداشتند که براں دلیلے قائم کنند - بلکه تو عنقریب خواهی دانست که دلائل بر مخالف وهم شاں

علی المستبصرین - وکان علیهم ان یثبتوا ان الروح الذی انتقل من الدنیا بالیقین

قائم شده اند - واین بار ثبوت برگردن شاں بود که ثابت کنند که روحیکه ازیں جهاں رفته بود - که او

رجع الیها ثانیا - وراٰه حزب من الشاهدین فما اتوا بالشهداء کالصادقین

گواهاں هستند که رو بروئے شاں باز آمد - پس هیچ گواهے پیش نکردند -

وکفاك من وجوه بطلان هذه العقیدة الفاسدة - انها یخالف نظام الرحمانیة

وترا بر بطلان ایں عقیده ایں دلیل کافی ست - که ایں عقیده با نظام الهیه مخالف افتاده اند -

بمحاله - ویبارك له نواله - لا یری یوم الحرمان فی النعماء - ولا ینحو بخته نحو

نمی گریزند ونه اقبال آں روزها - وزنبورهائے او دفع کرده میشوند - ودر آب شیرین او برکت داشته می آید ونه بخت اے

الانکفاء - معانه ینفد عمره فی الفحشاء - لا تسقط علیه صاعقة - ولا تلدغ

تو روز محرومی نمی بیند - ونه طالع او بسوئے برگشتگی قصد میکند - با وجودیکه او عمر خود در بدکاریها میگزراند - نه بروے صاعقه

حیة - ولا یمحی اسمه من الارضین - بل یکثر اولاده - ویجمع حوله احفاده -

می افتد - ونه او را مارے میگزد - ونام او از زمین محو کرده نمی شود - بلکه اولاد او واولاد اولاد او بسیارے شود

یملك الصدر فی کل ناد محشود - ومحفل مشهود - ویحسب من بدور

در هر مجلسے که مجمعے دارد صدرنشین مے گردد - ودر هر مجلسے که در وا کابر حاضر می آیند امیر ایشان او

المحافل - ورؤس الاسافل - ویقوم خدمه عند راسه حتی یذهب من نعاسه

می باشد - واو را ماه تمام محافل ورأس ورئیس تمام مردمان می دانند - وخدمتگاران بر سر او ایستاده مے باشند

الالهیة ویجعل الله الکامل القادر الخالق کالضعفاء المعطلین - وانت تعلم انه

وایں عقیده خدائے کامل را همچو کمزوراں وبیکاراں میگرداند - وتو میدانی که خدا تعالیٰ

خلق کثیرا من الآلاء والنعماء للانسان - وما کان وجود الانسان ولا وجود اعماله

بسیارے از نعمتها برائے انسان پیدا کرده است ودر وقت پیدا کردن آں نعمتها از انسان واعمال او نام

فی تلك الآوان - کما انه خلق الارض والسماء - والشمس والقمر وکل اشیاء فی الافلاك

ونشانے نبود - چنانچه او تعالیٰ زمین وآسمان وشمس وقمر وهرچه خواست در آسمان و زمین پیدا

والارضین - لینتفع بها الناس باذن رب العلمین - ولاشك ان وجود الانسان ووجود

کرد - تا که تمام مردم از آنها فائده بردارند - وهیچ شک نیست که وجود انسان ووجود اعمال

اعماله بعد وجود هذه المخلوقات - کما تری ان وجودنا مسبوقة لوجود الارض

او پس از وجود ایں مخلوقات است - چنانچه می بینی که وجود ما برائے وجود زمین وآسمان مسبوق

ویاکل ویشرب حتی یکون بطنه کالقبّة۔ ویشرب الحلب ملاء العلبة۔ و

تا وقتیکہ از خواب خود بیدار شود۔ دمی نوشد ومی خورد تا آنکہ شکم او ہمچو گنبدے میشود۔ وشیر چنداں مینوشد کہ ظرف

لایاخذه توخم ولایکون من المبطونین۔ یرکب علی کلّ مطیة وطیّة۔ ویکون

کلاں شیر را خالی میکند۔ مگر طعام او در معدہ فاسد نمے شود ونہ اورا در دشکم مے گیرد۔ بر چپاں اسپے سوار میشود کہ

له تنعم کعطیة۔ ویشغفه الاملاک والغلمان۔ ولایدری ماالایمان۔ لایغادر

نمی جنباند اورا۔ وتنعم او اورا مثل عطیہ می باشد۔ ومحبت ملک ہا وغلاماں در دل او مے نشینند۔ ونمی داند کہ ایمان

صغیرة ولاکبیرة۔ ولایثنی علیه خلقاً وسیرة۔ ومعذالک یکون مرجع

چیا باشد۔ نمی گزارد صغیرہ را ونہ کبیرہ را۔ وکسے تعریف خلق وسیرت او نمی کند۔ وباوجود این ہمہ خرابی ہا او مرجع

الخواص والعوام۔ ویصافونه بالحب التام حتی یکون قبره بعد موته معتر

خواص وعوام می باشد۔ وبکمال محبت اورا دوست میگیرند تا آنکہ قبر او بعد از مردن او زیارت گاہ زائراں

والسماوات۔ والعناصر التی علیها مدار الحیات۔ والانکار جهل وسفاهة ومن

افتادہ است۔ وہمچناں در مرتبہ وجود بعد از عناصر است۔ چراکہ این ہمہ چیزہا مدار حیات انسان اند۔ واین

قبیل المکابرات۔ فالرحیم الذی خلق لنا قبل وجودنا کثیرا من النعماء کیف

واقعہ انکار کردن از قبیل جہالت وکم عقلی ومکابرہ است۔ پس آں مہربان کہ قبل از پیدایش ما چندیں

یظن انه بدّل قانونه بعد تلک الآلاء۔ وفوضنا الی اعمالنا کبخیل وضنین۔ ثم

نعمتہا پیدا کرد۔ چساں گمان کردہ آید کہ او بعد عطاے ایں نعمتہا قانون خود را تبدیل کردہ ہمچو بخیلے ما را با عمال

الذین انغمسوا فی هذه التوهمات۔ وظنّوا ان هذا العالم یدور علی محور التناسخات

واگذاشت۔ باز آنانکہ دریں توہمات غرق شدہ اند۔ وگمان کردہ اند کہ ایں جہاں بر محور تناسخہا گردش میکند

یقولون انه لیس احدٌ خالق اصل المخلوقات۔ بل کل روح قدیم وواجب

ایں مردم میگویند کہ اصل مخلوقات را کسے پیدا نکردہ است۔ بلکہ ہر روح مثل خدا تعالیٰ واجب الوجود

الزائرین۔ وتتعهدها صباح ومساء زمر المعتقدین۔

مے گردد۔ وہر صبح وشام معتقداں بر مزار او بتعہد مے روند

وماقام دلیل علی کور هذا الانسان۔ وحور الرجال الذین سمعت

وہیچ دلیلے بر اقبال ایں شخص قائم نشدہ است کہ چرا اینچنیں نعمت وعزت حاصل کردہ وتہ

ذکرهم فی سابق البیان۔ ولایدری کیف وقع قوم فی ید النخاسین۔ وآخرین

دلیلے بر ادبار آں کسانے تا حال بدست آمدہ کہ ذکر مصیبت شاں پیش ازیں شنیدی۔ وہیچ معلوم

دخلوا فی المنعمین۔

نے گردد کہ چرا قومے در دست بردہ فروشاں افتادند۔ وچرا قومے دیگر در منعماں داخل کردہ شدند۔

فهذه اسرار لاتبلغ الانظار منتهاها۔ ولاتدری الافکار مغناها۔ فاذا

پس ایں رازہا ہستند کہ دیدہ ہا تا انتہائے آں نتواند رسید۔ وہیچ فکرے مرکز اقامت آنہا را نمے داند۔

کمثل الله وکذالک اجزاء المرکبات۔ وهذا هو الامر الذی لزمهم من انکار صانع

است۔ وہمچنیں مادہ اجسام واجب الوجود است۔ وایں ہماں امر است کہ بوجہ انکار صانع موجودات اوشاں

المصنوعات۔ فانهم لما انکروا بوجود البارئ الصنّاع۔ اضطروا الی ان یقروا بقدم

را لازم آمد۔ چراکہ اوشاں ہرگاہ کہ از وجود صانع عالم انکار کردند۔ برلئے تراشیدن ایں عقیدہ مضطر شدند

الاشیاء فجعلوا کل شیء واجب الوجود مضطرین۔ وظنوا ان صانع العالم

کہ عالم قدیم ست۔ پس در حالت اضطرار ہر چیزے را واجب الوجود قرار دادند۔ وگمان کردند کہ صانع عالم

احد منهم فی الوجوب والقدم کالمتشارکین۔ فهذا دلیل آخر علی ابطال وهمهم

ہمچو شریکاں یکے از ایشاں ست۔ پس ایں دلیل دیگر بر ابطال عقیدہ ایشاں ست

ورد کلامهم عند المحققین۔ فان الله الذی هو قیوم الاشیاء وبه بقاء الارض

چراکہ آں ذاتے کہ قیوم اشیاست وبقائے زمین وآسمان

وجدت هٰذه المعضلات فی افعال الله - فکیف لا یوجد مثلها فی اقوال الله

پس ہرگاہ کہ این عقدہ ہاے لاینحل در کارہائے خداتعالیٰ موجود اند۔ پس چرا در گفتارہاے او نظائرش نباشند

مالك لا تقیس اقوال الحکیم علی افعال الحکیم مع انهما کالمرایا المتقابلة

ترا چہ پیش آمد کہ اقوال حکیم را بر افعال حکیم قیاس نمی کنی۔ باوصف اینکہ آں ہر دو مثل آئینہ ہائے

وکالتوامین فی المشاکلة - فلابد فیهما من وجود المناسبة - وتحقق المشابهة

متقابلہ ہستند۔ ومثل دو بچہ توام در مشابہت ہستند۔ پس وجود مناسبت درآں ہر دو ضروری ست

فلا تجاوز الحد الذی یسنی الامر المعضل - ولا ترد الامر الصحیح الذی

وتحقق مشابہت از واجبات است۔ پس ازاں حدے بیروں مشو کہ آں مشکل را آسان میکند۔ وآں امر

یجب ان یقبل - ولا تکن من المتعصبین -

صحیح را رد مکن کہ قابل قبول است۔ واز متعصبان مشو۔

والسماء - کیف یمکن ان یکون احد من الموجودات - ویساویهم فی الوجوب وقدم

بادیت۔ چگونہ ممکن است کہ یکے از موجودات باشد۔ ودر وجوب وقدامت بدیشاں برابر

الذات - ولو کان الباری احدا منهم وعلی درجة المساوات - فکیف تکون ربوبیة

باشد۔ اگر خداتعالیٰ یکے از مخلوقات بودے وبہمہ ممکنات درجہ مساوات داشتے۔ پس چگونہ ممکن بود کہ ربوبیت

محیطة علی الارواح واجساد الکائنات بل هو اذا ذاك یکون کالاخوان للآخرین - لا مبدء

او بر جمیع ارواح واجساد احاطہ کردے۔ بلکہ دریں وقت دیگراں را ہمچو برادران بودے۔ نہ کہ مبدء

الفیض ورب العلمین - وشتان بین هٰذه الحالات وبین قیوم السموات و

فیض ورب العالمین۔ وبنگر چہ نسبت است این حالات را با ذات قیوم السموات والارض۔

الارضین - ثم حینئذٍ لا یبقی دلالة شیء علی وجوده - وکیف الدلالة اذ لم یخلق

بار ایں فساد لازم می آید کہ دریں صورت بر وجود باری ہیچ دلیلے قائم نمی تواند شد۔ وچگونہ دلیل قائم

یا عباد الله اسمعوا ثم فکروا ثم اقبلوا ان کنتم طالبین - قد مات نبی الله عیسیٰ و

اے بندگان خدا بشنوید باز فکر کنید باز قبول کنید اگر جویندگان ہستید۔ دریں شک نیست کہ نبی اللہ عیسیٰ

اخبرنا عن موته خیر الخلق وسید الوریٰ - ثم شهد علی موته کثیر من اهل العلم

وفات یافت۔ ومارا از موت او بہترین مخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم خبر داد۔ باز بر موت او بسیارے از عالمان وعاقلان

والنهیٰ - کما شهد شاهد عند وفات نبینا المصطفیٰ - اعنی خلیفة الله

گواہی دادند۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ خلیفۃ اللہ و

الصدیق الاتقیٰ - وکذالك ذهب الیه کثیر من الاکابر والائمة - وما جاء لفظ رجوع

صدیق واتقیٰ بود۔ وہمچنین بسیارے از اکابر وامامان بسوئے موت مسیح رفتہ اند۔ ولفظ رجوع مسیح در پیشگوئی آنحضرت

شیئا بل تباعد عن حدوده - ولا یفتی القلب السلیم والعقل القویم ان یبقی وجود

شود۔ چراکہ او چیزے پیدا نکرد۔ بلکہ از مخلوقات دور ماندہ۔ ودل سلیم وعقل درست فتویٰ نمی دہد کہ وجود

الباری بغیر دلیل وبرهان مبین - ثم لما سلموا ان انواع المخلوقات نتیجة ضروریة

باری بے دلیل خالی باشد۔ باز ایں مردم چوں تسلیم کردند کہ انواع مخلوقات اقسام نیکی

لانواع الحسنات والسیئات لزمهم ان یقروا بان اقسام الحیوانات لا یجاوز اقسام الحسنة

وبدی ہارا بطور نتیجہ ضروریہ است۔ ایشاں را لازم آمد کہ ایں ہم اقرار کنند کہ اقسام جانوراں از اقسام نیکی وبدی

والسیئة - وهٰذا باطل بالبداهة والمشاهدة الحسیة - فلا شك ان هٰذه

متجاوز نیستند۔ وایں خیال بہ بداہت باطل واز مشاہدات حسیہ در وغش ظاہر است۔ پس ہیچ شک نیست کہ

الاوهام قد نحتت من تلفیقات انسانیة - وتجویزات اضطراریة - فانهم اذ لم

ایں خیالات از منصوبہ ہائے انسانی اند۔ واز قبیل تجویزات اضطراریہ ست۔ چراکہ اوشاں چوں

یهتدوا الی الحق - القوا الآراء رجما بالغیب کالعامهین - وما کانوا مهتدین ٭

حق را نیافتند۔ رجما بالغیب رائے ہا ظاہر کردند وچوں سرگشتگاں سخنہا گفتند۔

٭ نوٹ۔ اعجبنی عقل البراهمة انهم جمعوا التناقض فی العقیدة - یعتقدون بوجوب العذاب علی سیئات سابق الزمان

مرا عقل براہمہ در تعجب انداخت۔ ایشاں تناقض را در عقیدہ خود جمع میکنند۔ اعتقاد میدارند کہ عذاب بوجہ گناہان سابقہ ضروری ست۔ باز

المسیح فی بناء خیر البریۃ - بل لفظ النزول الی ہذہ الامۃ - وشتّان ما بین

صلی اللہ علیہ وسلم نیامدہ است بلکہ لفظ نزول مسیح آمدہ است و در لفظ رجوع و لفظ

الرجوع وبین النزول عند اہل المعرفۃ - فاتقوا اللہ یا معشر المومنین - واقبلوا

نزول فرقے ست بسیار کہ اہل معرفت میدانند - پس اے گروہ مومناں از خدا بترسید - واے

الحق یا حزب الصّالحین -

صالحان حق را قبول کنید -

واعلموا ان قرب اللہ لیس ارثاً مقبوضاً لاحدٍ - بل تداول ہٰذہ الایام من

و بدانید کہ قرب خدا ورثہ کسے نیست بلکہ ایں ایام از خدا تعالیٰ دست بدست

ثم من المعلوم ان الامر لو کان کذالک من رب الکائنات - لوجب ان یکون قلت

باز ایں امر معلوم ست کہ اگر تناسخ درست ست پس مے باید کہ قلت مردم وکثرت

الناس وکثرتہم تابعاً لتغیّر عدد الحیوانات - وہٰذا باطل بالبداہۃ - وکذب بحت

اوشاں تابع قلت وکثرت جیوانات باشد - یعنی چوں حیوانات بسیار شوند ایشاں کم شوند - وچوں

عند نظر التجربۃ - لانا نشاہد غیر مرۃ فی ایام البرسات - کثیراً من الاذبۃ والحشرات

جیوانات کم شوند ایشاں بسیار شوند - وایں امر ببداہت باطل و دروغ محض ست - چراکہ ما در ایام برشکال بارہا

والہوام والدیدان والضفادع وانواع الحیوانات - ونعلم انہا اضعاف مضاعفۃ من

مشاہدہ میکنیم کہ بسیارے از جانوراں خورد وگزندہ وکرمہا وغوکہا ودیگر اقسام جیوانات می برآیند - و میدانیم کہ آنہا از

عدد نوع الانسان - بل لا یوجد الناس عشر عشیرہا عند الحسبان - فلو کانت ہٰذہ

عدد نوع انسان چندہا چند زیادہ است - بلکہ انسان بقدر عشر عشیر آنہا ہم نیست - پس اگر ایں جانداراں

الحیوانات ارواح الآدمیین - فلزم ان لا یبقی فی الخریف نفس واحدۃ منہم فی

ارواح آدمیاں بودندے - پس لازم می آید کہ در ایام برشکال ہیچ فردے از نوع انسان در زمین موجود

امر ربّ صمد - یلقی الروح علی من یشاء - وکذالک تقتضی العظمۃ والکبریاء

بے گردند - برہر کہ میخواہد کلام خود بے اندازد - وہمچنیں عظمت وکبریا او تقاضا کردہ است -

اعنتم تجادلونہ علی ما فعل وتقومون محاربین - ففکروا بفکرۃ لا یشوبہ زیغ

آیا شما با وے جنگ خواہید کرد کہ چرا چنیں کرد یا برائے محاربہ او خواہید ایستاد - پس چناں فکر کنید کہ دراں شائبہ کجی

ولا میل - وطہّروا قلوبکم من کل تعصّب ولا یذہبکم سیل - اروا تقواکم تقواکم

ومیل نباشد - ودلہائے خود را صاف کنید چناں مبادا کہ سیل تعصب شما را ببرباید - پرہیزگاری خود بنمائید پرہیزگاری

یا ابناء المتقین - واعلموا ان اللہ قد اقامنی وبعثنی وکلمنی - فاتقوا ان تحاربوا

خود بنمائید اے فرزندان پرہیزگاراں - و بدانید کہ مرا خدا قائم کردہ است و مرا مبعوث کردہ و مرا ہمکلام شد - پس بترسید

الارضین - ولکنا لا نریٰ ہناک نقصاناً فی عدد نوع الانسان - مع کثرۃ تکون

نماندے - مگر ما دراں وقت ہیچ نقصانے در شمار نوع انسان نمی یابیم - باوجودیکہ حشرات

حشرات الارض والدیدان - بل نراہم کل یوم متزائدین - واما قولہم انہا

الارض وکرمہا بکثرت در زمین متولد میشوند - بلکہ روز بروز آنہا را زیادہ مے یابیم - لیکن ایں قول اوشاں کہ

ارواح تتنزل من معمورۃ السّمٰوات - فہٰذہ تکلفات واہیۃ ومن قبیل

کرم وغیرہ کہ در ایام برشکال پیدا می شوند آں جانہا ہستند کہ از معمورۂ آسمان فرود می آیند - پس ایں تکلفات واہیہ ہست

الخرافات - نُحتت عند فقدان الدلائل وورود الاعتراضات - وما نریٰ

واز قبیل خرافات - کہ بوجہ نہ پیدا شدن دلائل و ورود اعتراضات ساختہ شدہ اند - وما ہیچ دلیلے نمی بینیم

دلائل اقیمت علی تلک الخیالات - بل ہی کلمات غیر معقولۃ تخرج من افواہہم

کہ بریں خیالات قائم کردہ باشند - بلکہ ایں کلمات غیر معقول اند کہ بے ثبوت از دہان شاں مے

من غیر الاثبات - کمثل غریق یتشبث بالحشائش خوفاً من الممات -

برآیند - ہمچو غریقے کہ بخس وگیاہ پنجہ میزند بدیں خوف کہ مبادا بمیرد -

اللّٰه متعمّدين۔ كالافلاك في يومي هذا الافلكي۔ وان بدى هٰذه فوق كل يدٍ

ازیں کردیده وانسته بمقابله خدا بجنگ بیروں آیید۔ امروز بجز کشتی من ہیچ کشتی نیست۔ وایں دست من بر تمام آں

تبتغي مرضات ربّي۔ فلا تنبذوا الحق بعد ظهوره۔ ولا تجعلوا انفسكم من

دستہا وافتہ است کہ رضا رب من میخواہند۔ پس راستی را بعد ظہور آں از دست میفگنید۔ وخود را مورد سوال الہی مگردانید

المسئولين۔ وبعزة ربي وجلاله لست بكافر ولا معتد من اقواله ولا مرتد ولا

ومرا قسم عزت خدا وقسم بزرگی او کہ من نہ کافرم ونہ از کلام او بیرون روندہ ام ونہ مرتدم ونہ

من الملحدين۔ بل جاءكم الحق فلا تعرضوا عن الحق كارهين۔ وقد تقوّى مذهبنا

ملحدم۔ بلکہ بشما حق رسید پس بکراہت ازاں اعراض مکنید۔ ومذہب ما بشہادت تمام احادیث

ابطال مسئلہ تناسخ

ولو كان في السمٰوٰت ونجومها وشموسها واقمارها اناس ساكنين مطمئنين

و اگر در آسمان ہا و ستارہ ہا و آفتاب و ماہتاب مردمان آباد بودندے

لكان معهم كثير من الحيوانات والحشرات التي انتقلت ارواحها من اجساد

ہر آئینہ لازم بود کہ باں مردم دیگر ازاں جانوراں ہم بودندے کہ بطور تناسخ صورت آں جانوراں

الآدميين۔ ولكان ذالك النظام اكمل واتم كنظام الارضين۔ غير محتاج

قبول کردہ اند۔ وہر آئینہ آں نظام ہمچو نظام زمین ہا کامل بودے۔ و بہ دیگر معمورہ

الى المعمورة الآخرين۔ فباي ضرورة تلجاء الارواح حينئذ الى النزول

محتاج نبودے۔ پس دریں ہنگام کدام ضرورۃ ارواح را پیش آمدہ بود تا بر زمین نازل شوند

وكيف يستقيم هٰذا التاويل عند العقول۔ اليس في حماة هٰذه

وچگونہ ایں تاویل نزد عقول صحیح مے تواند شد۔ آیا از پابندان ایں عقیدہ ہیچکس

العقيدة رجل من المستبصرين۔

بصیرتے ندارد۔

بنظام الاحاديث والفرقان۔ ثم بشهادة الائمة واهل العرفان۔ ثم بالعقل

وفرقان قوت یافتہ است بازقوت آں بشہادت آئمہ واہل عرفان دوچند شد۔ باز عقل او کہ

الذي هو مدار التكاليف الشرعية۔ ثم بالالهام المتواتر اليقيني من حضرة العزة

مدار تکالیف شرعیہ است قوت داد۔ باز از الہامات متواترہ یقینہ قوت یافت

فكيف نرجع الى الظنّ بعد اليقين۔ بل نحن اوينا الى الركن الشديد۔ واعتصمنا

پس چگونہ از یقین بسوے ظن رجوع کنیم۔ بلکہ ما بسوے رکن شدید رجوع کردیم۔ و برسن خدا تعالیٰ

بحبل اللّٰه المجيد۔ وما جئنا بمحدثات كالمبتدعين۔

پنجہ زدیم۔ وہیچ بدعتے ہمچو بدعتیاں نیاوردیم۔

ابطال مسئلہ تناسخ

ثم لما جرت العادة ان كل حشرة تتكون في تلك الايام۔ وكذالك وقعت

باز چوں عادت ہمچنین رفتہ است کہ ہر قسم جانور خورد دریں موسم پیدا می شود۔ و ہمچنین نظام

في قانون اللّٰه صورت النظام۔ ولا تبلغ الى هٰذه الكثرة۔ في غير

قانون الہی واقع شدہ۔ وبجز ایں روز ہا ایں کثرت جانوراں نمی باشد۔

تلك الايام المعدودة۔ فلو كان سبب هٰذا انتقال ارواح الناس الى

پس اگر سبب آں ایں باشد کہ در موسم برشکال ارواح آدمیاں در

الحشرات في ايام البسرات۔ لكان هٰذا الامر من معضلات غير منحلة

حشرات منتقل مے شوند۔ ہر آئینہ ایں محل از مشکلات لاینحل خواہد بود۔

عند التحقيقات۔ بل من امور بديهي البطلان والمحالات۔ ومورد كثير

بلکہ ازاں امور خواہد بود کہ بدیہی البطلان ومحال اند۔ وبسیارے از

من الاعتراضات۔ عند كل ذي راى متين۔

اعتراض ہا براں وارد خواہند شد۔

وقد علمتم ان المسیح الموعود یکسر الصلیب المعضود۔ فھذا ھو الزمان

وشما دانستہ آید کہ مسیح موعود صلیب نصاریٰ را کہ حمایت آں کردہ می شود خواہد شکست۔ پس ایں زماں ہماں زمان ست

ان کنتم موقنین۔ اما ترون کیف یُعلی الصّلیب۔ وکیف تُفشی فی شانہ الاکاذیب

اگر شما یقین کنندگان ہستید۔ آیا نمی بینید کہ چگونہ شان صلیب بلند کردہ شد۔ وچگونہ خبر ہائے دروغ در شان آں

والی ای حدود بلغ الامر۔ وکثر الخنزیر والخمر۔ ودیس الاسلام تحت اقدام

منتشر میشوند و مے بینید کہ ایں امر تا نوبت بکجا رسیدہ است۔ وخنزیر و خمر بسیار شد۔ واسلام زیر قدم مفسدان و اغوا

المغوین المفسدین۔ الیس فی احادیث خیر الکائنات۔ وافضل الرسل ونُخبۃ المخلوقات

کنندگان پامال گشت۔ آیا ایں امر در احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ افضل الرسل وبرگزیدہ مخلوقات ست

أتظن ان بنی آدم یذنبون فی تلک الایام اکثر من ایّام اُخریٰ۔ فیموتون

آیا گمان مے کنی کہ مردمان در ہمیں روز ہا آں قدر گناہ می کنند کہ در روز ہائے دیگر نمی کنند۔ پس می میرند

وینقلبون الی الحشرات جزاء من ربّھم الاعلیٰ۔

وارواح شاں در حشرات برائے سزا دادن داخل کردہ میشوند۔

فانظر اھذا امر یقبلہ قلبک بالثلج التام۔ او یشھد علیہ قانون اللّٰہ

پس غور کن آیا ایں امرے ست کہ دل تو آنرا بہ تسلی تام قبول میکند۔ یا قانون خدا و نظام خدا بر و گواہی

وصورت النظام۔ ثم انا نشاھد ان کثیرا من الحشرات والدیدان الصغار

مے دہد بازمے بینیم کہ بسیارے از جانور ہائے خورد و کرم ہائے خورد

تخرج من اقصیٰ طبقات الارض عند حفر الآبار۔ بل توجد فی میاھھا

وقت کندیدن چاہ ہا از طبقہ ہائے زیر زمین مے برآیند کہ دور تر از سطح زمین می باشند۔ ودر چاہ ہائے تو

دیدان دقیقۃ کالصئبان۔ لا یخفیٰ عند الامتحان۔ او تنزلہ بالآلات

کندیدہ ایں چنیں کرماں و جانوراں ہمچو بیضہ سپش یافتہ می شوند کہ پوشیدہ نمی مانند یا بخوردبینہا مشہود می شوند

ان المسیح الموعود لا یجیئ الا عند غلبۃ الصّلیب وفتنھا المتواجۃ فی الجھات۔

یافتہ نمی شود کہ ضرور است کہ مسیح موعود در ہماں وقت آید کہ وقت غلبہ صلیب باشد وفتنہائے صلیب ہر طرف در تموج

فھذا ھو الاصل المحکم لمعرفۃ وقت المسیح ومن اعظم العلامات۔ فان کنتم

باشند۔ پس برائے شناخت وقت مسیح ایں اصل محکم است واز بزرگتر علامت ہاست۔ پس اگر شما ایں

تظنون ان المسیح ما جاء علی راس ھذہ المائۃ۔ وفتن النصاریٰ لم تبلغ الی

گمان میکنند کہ مسیح موعود بر سر ایں صدی نیامدہ ست وفتنہ ہائے نصاریٰ تا ہنوز بدرجہ کمال

غایتھا المقصودۃ۔ فلزمکم ان تعتقدوا بامتداد ھذہ الفتن الی راس المائۃ الثانیۃ یا او

نرسیدہ اند۔ پس ایں امر شمارا لازم می آید کہ اعتقاد کنید کہ ایں فتنہ ہا تا سر صدی دوم طول خواہند کشید یا

تجدید البصر بالیقین۔ فالآن ما رایک اتزعم ان الارواح تنزلت اوّلا علیٰ

پس اکنوں رائے تو چیست۔ آیا گمان تو ایں ست کہ اول روحہا بر سطح

سطح الارض من العلیٰ ثم خسفت و بلغت الی منتھا طبقات الثریٰ۔ فاتق اللّٰہ یا

زمین نازل شدند باز در زمین فرو شدند تا آنکہ تا آخری طبقات زمین رسید۔ پس اے مسکین از خدا بترس

مسکین۔ وان قلت فما بال الناقصین الذین ماتوا علیٰ حالۃ النقصان۔ وانتقلوا

اگر بگوئی کہ حال آں ناقصاں چیست کہ در حالت نقصان بمردند وازیں دُنیا

من ھذہ الدنیا مع اثقال العصیان۔ فانھم ما یردون الی الدنیا لیتدارکوا ما فات۔ فکیف

ببار ہائے عصیاں درگذشتند۔ چرا اوشاں سوئے دنیا باز نیایند تا تدارک مافات کنند۔ پس

یُکملون ویجدون النجات۔ او یُدخلون فی الجنۃ غیر مکملین۔ او یترکون الی

چگونہ تکمیل ایشاں بیگردد و چگونہ نجات می یابند۔ آیا ایں ست کہ در جنت در حالت نقصان داخل کردہ میشوند

الابد معذبین۔ فاسمع انا نعتقد بان جھنم مُکملۃ للناقصین۔ ومنبھۃ للغافلین

یا ہمیشہ در عذاب خواہند ماند۔ پس بشنو کہ اعتقاد ما ایں ست کہ دوزخ ناقصانرا بکمال میرساند۔ وغافلانرا متنبہ

علی راس مائة اخری من المئین الآیة البعیدة۔ فلو کان عمر فتن النصاری الی هذه

شور وشغب این فتنه‌ها تا صدی‌های دیگر خواهد ماند۔ پس اگر همین راست ست که عمر فتنه‌های نصاری تا زمانه‌های

الازمنة الطویلة۔ فما بال الاسلام الی تلک المدّة یا معشر المتفرسین۔

دور و دراز ست پس تا این مدت حال اسلام چه خواهد شد۔

وموقظة للقائمین۔ وسمّٰها الله ام الداخلین۔ بما تربّهم کالامهات للبنین۔

بے کند۔ و آنانکه در خوابند ایشان را بیدار میگرداند۔ وخدا تعالیٰ نام او مادر داخل شوندگان داشته است که همچو مادر پرورش میکند

ونعتقد ان کل بصر یکون یومئذٍ حدیدًا بعد برهة من الزمان۔ ویکون کل

واعتقاد میداریم که دران روز هر چشمے تیز بین خواهد بود واین تیزی بعد از زمانه دراز پیدا خواهد شد۔ پس بعد

شقی سعیدًا بعد حقب من الدوران۔ ولا یلبثون الا احقابا فی النیران۔ الا

روزگارے دراز هر بدبختے نیک بخت خواهد شد۔ وتوقف شان در جهنم صرف مدتے دراز خواهد بود۔

ماشاء الله من طول الزمان۔ فانا ما اعطینا علم تحدیده بتصریح البیان۔

مگر تحدید آن زمانه در حد علم ما نیست

فهو زمان ابدی نسبةً الی ضعف الانسان۔ ومحدود نظرًا علی منن المنّان۔

پس آن زمانه به نسبت ضعف انسان ابدی ست۔ وچون نظر بر احسانهاے الٰهی کنیم۔

ولا یترکون کالاعمیٰ الی الابد علی وجه الحقیقة۔ ویکون مآل امرهم

پس آن زمانه محدود ست وزمانه نابینائی را از روے حقیقت ابدیت ودوام نیست۔ وانجام کار ایشان

رحم الله والرشد ومعرفة الحضرة الاحدیة بعد ما کانوا قومًا عمین۔ ونعتقد

رحمت الٰهی ورشد ومعرفت حضرت احدیت خواهد بود بعد زانکه قومے نابینا بودند و ما اعتقاد

ان خلود العذاب۔ لیس کخلود ذات الله رب الارباب۔ بل لکل عذابٍ انتهاءٌ

میداریم که دوام عذاب دوزخیان همچو دوام ذات باری نیست۔ بلکه هر عذاب را انجامی ست

ارضیتم ان تتزائد فتن الدجّالین القسّیسین وتمتد الی مائتین او مئین من

آیا بدین امر راضی شده آید که فتنه‌هاے پادریان تا دو صد سال یا چند صدیهاے دیگر در زیادت باشند۔ چراکه

غلبتهم ضروری الی ایّام ظهور المسیح۔ کما جاء بالبیان الصریح۔ فی انباء خیر المرسلین

غلبه پادریان تا ایام ظهور مسیح ضروری ست۔ وهمچنین در احادیث حضرت خیر الرسل آمده است۔

وبعد کل لعن رحم وایواءٌ۔ وان الله ارحم الراحمین۔ ومع ذالک لیسوا سواءً

وبعد هر لعنت رحمت وجا دادن ست۔ وخدا از همه رحمت کنندگان در رحمت افزون‌تر وپیش قدم ست

فی مدارج النجاة۔ بل الله فضّل بعضهم علی بعض فی الدرجات والمثوبات

وبا وجود این امر مدارج نجات یکسان نیستند بلکه خدا تعالیٰ بعض را بر بعض در درجه‌ها وپاداش‌ها بزرگی داد

وما یرد علی فعله شیءٌ من الایرادات۔ انه مالک الملک فاعطی بعض عباده

وهیچ اعتراضے بر کار او نمی تواند شد۔ چراکه او مالک الملک است بعض را در کمالات

اعلی المراتب فی الکمالات۔ وبعضهم دون ذالک من التفضلات۔ لیثبت

اعلیٰ مراتب بخشید۔ وبعض را از آنها کم داشت تا ثابت کند که

انه هو المالک یفعل ما یشاء۔ لیس فیه اتلاف حق من حقوق المخلوقین۔

او مالک الملک است هرچه میخواهد میکند۔ دران حق تلفی احدے نیست

ولما کان وجود الله تعالیٰ علة لکل علة۔ ومبدءً لکل سکون وحرکة۔ وهو

وهرگاه که وجود خدا علت هر علت۔ ومبدء هر حرکت وسکون است۔ و او بر هر

قائم علی کلّ نفس فلیس من الصواب ان یعزی اخلاد العذاب۔ الی هذا

جانے قائم ومتصرف وقادر ست پس این قریب بصواب نیست که همیشه معذب داشتن بسوے او منسوب

الجناب۔ وما کان العبد مختارًا من جمیع الجهات۔ بل کان تحت قضاء الله

کرده شود۔ وبنده از جمیع جهات مختار نیست بلکه تحت قضا وقدر خدا تعالیٰ ست

فماتامرون فی ھٰذہ القضیۃ۔ انرضون بان یمھلھم اللہ لاغواء الناس الٰی تلک

پس دریں مقدمہ رائے شما چیست   آیا بدیں راضی ہستید کہ خدا تعالیٰ ایشانرا برائے اغوائے مردم تا بدیں مدت

المدی الطویلۃ۔ ویجاح الاسلام من اصولہ المبارکۃ۔ ولا یبقی احد علی وجہ الارض

مدید مہلت دہد۔ و اصول مبارکہ اسلام از بیخ برکندہ شوند۔ و ہیچکس از مسلمانان بر روئے زمین نماند۔

خالق المخلوقات۔ وقیّوم الکائنات۔ وکان کل قوتہ مفطورۃ من یدہ ومن ارادتہ

کہ خالق و   قیوم ست   و ہر قوت بندہ پیدا کردہ دست خدا تعالیٰ ست واز

فلہ دخل عظیم فی شقاوتہ وسعادتہ۔ فکیف یترک عبدا ضعیفا فی عذاب

ارادہ اوست۔ و اورا در شقاوت و سعادت بندہ دخلے عظیم ست۔ پس چگونہ ممکن ست کہ بندہ ضعیف

الخلود۔ مع انہ یعلم انہ خالق الشقی والمسعود۔ والعبد یفعل فعالا ولکنہ اول الفاعلین

را در عذاب دائمی فروگزارد۔ باوجودیکہ میداند کہ پیدا کنندہ ہر شقی و سعید خود اوست۔ و بندہ کارہا مے کند

وکل عبد صُنع یدہ وھو صانع العالمین۔ وانہ رحیم وجواد وکریم۔ سبقت رحمتہ

لیکن اول اول کسے ست کہ کارکرد۔ و ہر بندہ صنعت دست اوست و او صانع ہمہ جہانیان ست۔ و او

غضبہ۔ ورفقہ شدتہ۔ ولا یساویہ احد من الراحمین۔ فلا یفنی کل الافناء

رحیم ست وجواد ست وکریم ست۔ غضب او بر رحمت او پیش قدمی نکرد۔ و نرمی او از سختی او درگزشت۔ و ہیچکس در

ویرحم فی آخر الامر وانتھاء البلاء۔ ولا یدوس کل الدوس بالایذاء کالمتشددین

رحمت برابری او نتواند کرد۔ و نمی خواہد کہ مخلوق را بہمہ وجوہ معدوم کند و در آخر امر رحمت میفرماید و کلی بپاہمی کوبد

بل یبسط فی آخر الایام یدہ رأفتہ ویاخذ خرمتہ من النار رہین۔ فانظر الی ید اللہ

بلکہ در آخر ایام دست خود برحمت دراز خواہد کرد۔ و مشتے از دوزخیاں بیروں خواہد آورد۔ پس بسوئے دست خدا

وحزمتہ۔ ھل تغادر احدا من المعذبین۔ وکذالک اشار فی اھل النار وقال

و مشت او بنگر۔ آیا ایں دستے ست کہ معذبے را از گرفتن محروم تواند گذاشت۔ و ہمچنیں او خود دربارہ

من المسلمین۔ ایھا الناس اعلموا ان وقت ظھور المسیح عند اللہ ھو وقت ظھور

اے مردان بدانید کہ زمانہ ظہور مسیح نزد خدا ہماں زمانہ ظہور فتن صلیب است۔

فتن الصلیب۔ ولاجل ذالک قیل ھو یکسر الصلیب۔ فتدبروا کالمستدل اللبیب

و برائے ہمیں گفتہ شد کہ مسیح موعود صلیب را خواہد شکست۔ پس شما ہمچو دانشمندے کہ دلیلے

قولا کثیرا فیہ اطماع عظیم ونسیم الابشار۔ فقال خالدین فیھا مادامت السمٰوات

دوزخیاں بشارت دادہ است آں بشارتے کہ درو امیدے بزرگ پیدا می شود۔ پس گفت کہ دوزخیاں ہمیشہ در

والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔ فانظر الی استثناءہ ببصر

جہنم خواہند ماند مگر چوں خدائے تو ارادہ فرماید چراکہ خدائے تو ہرچہ میخواہد مے کند۔ پس ایں استثناء را بنظر

حدید ونظر رشید۔ ولا تظن ظن السوء کالیائسین

عمیق بنگر   و ہمچو نومیدان ظن بدمکن

والعجب کل العجب من اللہ النصارٰی۔ انہ بزعمھم صلب ابنہ واضاع وحیدہ

و تمامتر تعجب از خدائے نصرانیاں ست۔ کہ او بگمان نصاریٰ پسر خود را بردار کشید و فرزند

کالمجنون الغضبان۔ وما سلک فی المجازات طریق العدل والرفق والاحسان۔

یگانہ خود را ہمچو دیوانہ غضبناک ضائع کرد۔ و در جزا و سزا طریق انصاف و نرمی و احسان را

بل خوف من العذاب الابدی الذی لا ینقطع فی حین من الاحیان۔ فاین

رعی نداشت۔ و ازاں عذاب ابدی ترسانید کہ بہیچ وقتے منقطع نخواہد شد۔   پس درچنیں

الرحم فی مثل ھٰذا القھار۔ الذی فوض الابن المحبوب الی الکفار۔ وما

قہارے رحم کجا ست۔   کہ فرزند محبوب خود را حوالہ کافراں کرد۔   و ہمچو رحیماں

خفف عذابہ کالرحماء الاخیار۔ بل القی عبادہ فی جھنم لابد الابدین۔ زاد

و نیکاں در عذاب تخفیف ننمود۔   بلکہ بندگان خود را برائے ہمیشہ در جہنم انداخت۔ و در عذاب

وقوموا لله شاهدین۔ ثم من المسلمات الامۃ المرحومۃ۔ ان المسیح لا یجیٔ الا علی راس

می جویند برکنید۔ وبرائے خدا بہر شہادت برخیزید۔ باز از مسلّمات ایں امت مرحومہ است کہ مسیح ہرگز نخواہد آمد مگر در

المائۃ۔ فھذا الراس بزعمکم قد انقضی خالیاً ومضٰی۔ وانقطع الرجاء الی راس مائۃ اخرٰی

وقتے کہ سر صدی باشد۔ پس ایں سر صدی بزعم شما خالی گزشت وہیچکس نیامد۔ وتا سر صدی آخر از آمدن امید منقطع

العذاب زیادۃ فاحشۃ مکروھۃ ثم ادّعی انہ قتل ابنہ لینجی المذنبین حتی ما ھذا

آں زیادتی کرد کہ مکروہ واز حد تجاوز کنندہ است۔ باز دعوی کرد کہ او پسر خود را محض از رحمت برائے رہانیدن

الا طریق الظالمین المزوّرین۔ ثم نرجع ونقول ان البراھمۃ قد ترکوا سبیل الھدٰی

گنہگاران قتل کرد۔ پس ایں طریق خاصہ مردمان نیست کہ بیبا ظالم ومکار باشند۔ باز رجوع میکنیم ومیگوئیم کہ ہندوان

فلا تتبع خرافات قوم نوکی۔ وسل اللہ ان یھدیک الی صراط الراشدین۔

ترک طریق ہدایت کردند پس آں خرافات را پیروی مکن کہ جاہلاں تراشیدہ اند۔ واز خدا بخواہ کہ ترا براہ رشیداں کند

الا تری انھم جمعوا تناقضات فی خیالاتھم۔ واضحکوا الناس بخزعبیلاتھم۔ و

آیا نمی بینی کہ اوشان تناقضات را در خیالات خود جمع کردہ اند۔ ومردم را بسخنان باطل خود در خندہ آوردہ اند

جاؤا بافک مبین۔ فقد لزمھم من جھۃ عقیدتھم ان یدعوا ربھم بالتضرعات لیفنی

ودروغ صریح آوردہ اند۔ برایشاں از عقیدۂ ایشان لازم بود کہ از خدائے خود بتضرع تمام تر بخواہند۔ کہ

کل حیوان من دون رجال یوجد تحت السمٰوٰت من بقر وجاموس وماعزٍ

تا او بجز مردان تمام آں جانوران را بمیراند کہ زیر آسمان موجود اند۔ از قسم گاؤہا وگاؤمیش ہا وگوسپندہا

وغیرھا من الحیوانات۔ وکل امرأۃ زوجاً کانت لھم او من الامھات والبنات والاخوات

وغیرہ از جانوران وہمچناں لازم بود کہ ہر زنے را نیز بمیراند گو او زوجہ اوشان باشد۔ یا از مادران ایشان یا

لیستخلص ارواح آبائھم من تناسخ ومن عذاب مھین۔ بل کان ھذا الدعاء

از دختران ایشاں یا ہمشیرگان ایشان تا کہ روحہائے پدران ایشاں از تناسخ وعذاب رسوا کنندہ آزاد شوند

نوٹ۔ ان کان التناسخ ھو الحق فیجب ان یجتنب التزویج کل من تمسک بھذہ الاعتقادات لعل النساء المنکوحات کن بناتھم او اخواتھم او امھاتھم او امھات الامھات۔

واگر تناسخ حق است پس واجب است کہ اہل آں از نکاح کردن بپرہیزند کہ شاید زنان منکوحہ دختران باشند یا ہمشیرہائے ایشان یا مادران ایشان یا مادران مادران ایشان۔

ووجب بزعمکم ان تنفی فتن قسیسین اعداء الھدٰی مع تزائدھا الی تلک المدۃ

گشت۔ وحسب زعم شما ایں واجب شد کہ فتنہ ہائے پادریاں تا بدیں مدت ہا ورتزائد باشند۔

فان وقتھا شرطیۃ وقت المسیح کما اخبر سیّد الورٰی۔ فھذا اعظم المصائب علی

چراکہ وقت آں فتنہ ہا بطور شرط برائے وقت مسیح موعود است۔ پس ایں مصیبتے بزرگ بر اسلام است

اھمّ مقاصدھم واعظم مآربھم۔ ان کانوا راسخین علی عقیدتھم ومستیقنین۔

بلکہ ایں دعا از اہم مقاصد وبزرگتر مرادات ایشاں بود اگر ایشاں بر عقیدہ خود یقین داشتندے

ولکنھم یدعون خلاف ذالک۔ وقد حثّھم ویدھم علی ان یدعوا ربھم یعطیھم

مگر ایشاں برخلاف ایں دعاہا می کنند۔ و وید ایشاں ایشاں را رغبت می دہد تا از و بسیار از لبیلہ

کثیرا من البقر والفرس ویجعلھم من المواشی متموّلین۔

گاوان واسپاں بخواہند واوشاں را از چارپایاں مالدار کند۔

والوید مملوّ من مثل ھذہ الادعیۃ۔ کما لا یخفٰی علی الذین قرؤا الرگوید بالبصیرۃ

و وید از ہمچو ایں دعاہا پر است۔ چنانچہ براں کسانے پوشیدہ نیست کہ وید را بیخوانند یا از

وسمعوہ من البراھمۃ متأمّلین۔ فلو کان الوید من عند اللہ لما وجد فیہ دعاء

برہمناں مے شنوند۔ پس اگر وید از طرف خدا تعالے بودے ہرگز ممکن نبود کہ چنین

لا یتأتّی الا بفسق الفاسقین۔ وتری الھنود کیف یودّون ان یکون لھم اقاطیع

دعاہا دراں موجود بودندے کہ بغیر بدکاری بدکاراں حصول آنہا ممکن نیست وتو می بینی کہ چگونہ ہنودے خواہند

من البقر والجوامیس ویصرفون ھممھم الی ھذا الامر مدبرین۔ فکانھم یحبّون

کہ برائے شاں رمہ ہا از گاواں وگاؤمیشاں باشند وبرائے ایں امور گوناگوں تدبیر ہا ہمتہائے خود مصروف میدارند پس گویا

ان تبقی الفاحشۃ الی ابد الآبدین۔ بل یحب ویدھم ان لا یقطع ابدا سلسلۃ ذنب

اوشاں میخواہند کہ بدکاریہا برائے ہمیشہ موجود باشند۔ بلکہ وید ایشاں دوست میدارد کہ سلسلۂ گناہ گنہگاراں گاہے منقطع

الاسلام۔ ان نعلو شوکت الصلیب الیٰ تلک الایام البعیدۃ من الانام۔ ویمتد زمان اغوا الخواص

کہ شوکت صلیب تا آں روزہا بماند کہ ہنوز از خلق بسیار دور اند۔ و زمانہ اغوائے مخلوقات بدرازی کشد

والعوام۔ فما لکم لا تتفکرون۔ وتبدلون شکر نعم اللّٰہ بالکفران وتنکرون۔ وجاءکم

پس چہ پیش آمد شمارا کہ فکر نمی کنید۔ وبجائے شکر نعمت ہائے الٰہی کفران مے ورزید۔ وحق در وقت

المذنبین۔ واما القول الاحسن الاقوم فی ھٰذا الباب۔ والحق القائم علی عمدۃ الصواب

نگردد۔ مگر آں سخنے کہ دریں باب احسن و راست تر ست۔ و بر ستونہائے صواب قائم است

فھو الذی بینہ اللّٰہ فی الکتاب۔ لقوم طالبین۔ وھو ان ھٰذا العالم لا یدوم

پس آں ہماں ست کہ خدا تعالیٰ برائے طالباں در قرآن شریف فرمودہ ست۔ و آں اینست کہ ایں جہان

الی ابد الآبدین۔ بل لہ انقطاع وانتہاء وبعدہ عالم آخر یقال لہ یوم الدین۔ ولا یلقی

تا ہمیشہ نخواہد ماند۔ بلکہ برائے او انقطاعے و انتہائے ست۔ پس آں جہانے دیگر ست کہ آنرا یوم الدین می نامند

نعماءہ الا الذی اختار الشدائد علی النعماء۔ وآثر الآلام علی الآلاء۔ وصبر علی انواع الباساء

و نعمتہائے آں جہان را ہماں کس خواہد یافت کہ سختی ہا را بر نعمتہا اختیار کند۔ و درد ہا را بر اسباب آسائش

لرضاء رب العالمین۔ فالذین وصلوا ھٰذہ السعادۃ۔ وبلغوا الشرف والسیادۃ۔

مقدم دارد۔ و بر انواع سختی ہا برائے رضائے رب العالمین صبر کند۔ پس آنانکہ ایں سعادت را یافتند و بزرگی و مہتری

فھم قومان عند الرب المنان۔ منھم قوم یجاھدون فی اللّٰہ باموالھم وانفسھم

را رسیدند پس ایشان نزد خدائے منان دو قوم اند۔ یکے ازیشاں قوم است کہ در راہ خدا تعالیٰ با مال و جان

ویؤتون فی سبیل اللّٰہ کل احبھم وانفسھم۔ ویشرون نفوسھم ابتغاء مرضات اللّٰہ۔

خود مجاہدہ میکنند و ہرچہ از مال عزیز تر دوست میدارند آں ہمہ براہ خدا تعالیٰ می دہند و برائے تحصیل

ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ۔ ویبیتون لربھم سجدًا وقیامًا وباکین۔

رضامندی ہائے الٰہی جان ہائے خود را میفروشند۔ و بر نفس خود دیگران را اختیار میکنند اگرچہ خود در تکلیف و تنگی

الحق فی وقتہ فتعرضون۔ وتجعلون حظکم ان تکفرونی ولا تتقون۔ أتکفرون

خود شمارا رسید و شما کنارہ میکنید۔ و حصہ خود ایں می گردانید کہ مرا کافر قرار دادہ اید و نمی ترسید۔ آیا شما بندہ

عبد اللّٰہ المامور۔ وتقفون ما لیس لکم بہ علم من اللّٰہ الغیور۔ وتتکلمون مستعجلین

مامور را کافر میگوئید۔ و بر آں چیزہا اصرار می کنید کہ علم آنہا شمارا نداد اند۔ و از روے جلدی کلام میکنید۔

ولا یفرطون فی حظ انفسھم بل ینفقون اموالھم فی مراضی اللّٰہ ویعیشون کالفقراء

باشند۔ و برائے پروردگار خود در حالت سجدہ و قیام و گریہ شب میگذرانند۔ و در حظ نفس خود از حد اعتدال بیروں

والمساکین۔ وقوم آخرون یتولی اللّٰہ امر نجاتھم ویفعل بھم امورا ما کان لھم ان

نمی روند بلکہ مال ہائے خود را در رضا ہائے خدا تعالیٰ خرچ میکنند و ہمچو مساکین و فقرا زندگی بسر میکنند۔ و قومے دیگر

یفعلوھا لنجات انفسھم۔ فیصب علیھم مصائب وشدائد وانواع النائبات۔ ویبتلیھم

ست کہ خدا خود متولی امر نجات شان میگردد۔ و برائے شان آں کارہا میکند کہ در طاقت شان نبود کہ خود برائے نجات خود

بنقص من الاموال والانفس والثمرات۔ ثم یرحمھم بذالک۔ وینزل علیھم صلواتہ

کنند۔ پس بر ایشاں سختی ہا و شدتہا و اقسام حوادث نازل میکند۔ و ایشانرا بہ نقصان مال و جان و ثمرہا می آزماید

وانواع البرکات۔ کما ینزل علی اھل الباقیات الصالحات۔ ویلحقھم بقوم محبوبین

باز بدیں آزمایش برایشاں رحم میفرماید و برایشاں رحمتہا و انواع برکات نازل میفرماید و با محبوبان خود ایشانرا

وتحسب تلک الآفات عبادۃ منھم۔ ومجاھدۃ من عند انفسھم بما صبروا

پیوستہ می بخشد۔ و ایں آفات را از ایشاں در حکم عبادت و مجاہدہ می پندارد بجزا کہ ایشاں بر

علیھا مستقیمین۔ فیبلغھم اللّٰہ مقامات بلغھا قوم زاھدون صالحون وحزب

سختی ہا صبر میکنند۔ پس خدا تعالیٰ ایشاں را بداں مقامات می رساند کہ مقام زاہداں و صالحان

عابدون مرتاضون ویرضی عنھم کما رضی عن قوم یعبدونہ ویؤثرونہ ویحملھم

و عابداں و مرتاضاں ست و از ایشاں آنچناں خوش میشود کہ از قومے خوش شد کہ پرستش او میکنند و او را

انسیتم ما جاء الناموس به او کنتم قوماً غافلین۔ انتوانون فی امر الدین۔ واخلدتم

آیا قرآن کریم را فراموش کرده اید یا خود در غفلت زندگی بسر میکنید۔ آیا در امر دین سستی میکنید۔ و بکوشش تمام

الی الدنیا مجدّین۔ واذا مررتم بالحق مررتم مستهزئین۔ الّا قلیل من الراشدین

بر دنیا افتاده اید۔ و چوں بر حق گذر میکنید با استهزا گذر میکنید۔ مگر اندکے از اہل ہدایت یاباں۔

فائزین۔ ویختار لکل ما صلح لنفسه۔ وھو یعلم مصالح المخلوقین۔

اغتنیا میکنند۔ و او شاں را از کامیاباں میگرداند۔ و برائے ہر یکے آں می پسندد کہ برائے نفس او بہتر ست۔ و او

فما بقی محل اعتراض فی ھذا المقام۔ فانھم وجدوا اجزاء ھم علی الآلام۔ واصابهم

مصالح مخلوق خود را خوب میداند۔ پس دریں جا ہیچ محل اعتراض نماند۔ چرا کہ او شاں جزائے دردہائے خود یافتند

حظ کثیر و اعطوا نعماً غیر محدودة من الفضل التام۔ و دخلوا فی مقعد صدق

و از فضل کامل خدا تعالیٰ نعمتہائے غیر محدوده یافتند۔ و در مجلس صدق ہمچو راستبازان بزرگ

کالابرار الکرام۔ ووصلوا اللذّات الابدیة فرحین۔ وورثوا جنةً لا تنقطع

داخل کرده شدند۔ و در حالت خوشی و خرمی لذات ابدیه را رسیدند۔ و وارث آں جنت شدند کہ در ہیچ وقتے

نعماء ھا۔ ولا تنفد الاء ھا۔ ووجدوا نعماء ابدیة بنصب ایام قلائل۔ ودخلوا

نعمتہائے آں منقطع نخواہند شد۔ و بعوض تکالیف چند روزه نعمتہائے جاودانی یافتند۔ و برائے دوام در

فردوس ربھم خالدین۔ وما ھذه الدنیا الا طرفة عین تنقضی مرارتھا وحلاوتھا

بہشت داخل شدند۔ و ایں دنیا ہمچو مدت پلک زدن ست۔ تلخی و شیرینی او ہمہ سے گذرد۔

وتنعدم نضارتھا وطراوتھا۔ ولا تبقی لذتھا ولا عقوبتھا۔ فلا تمائل علیھا اعین العاقلین

و تازگی او معدوم می شود و لذت و عقوبت آں باقی نمی ماند۔ پس از ہمیں وجہ چشم عارفاں برو

ھذا مما الھمنی ربی فخذھا وکن من الشاکرین۔ منه

مائل نمی گردد۔ ایں آں چیز است کہ خداوند در دلم انداخت۔ پس بگیر و شکر کن۔ منه

واکثرکم ینظرون الی اھل الحق بنظر السخط محقّرین۔ وان سخط الله اکبر

و اکثر شما اہل حق را بنظر غضب و اہانت مے بینند۔ و غضب خدا از غضب ایشاں

من سخطھم وھو غیور لعباده المامورین۔

بزرگتر ست و او برائے بندگان مامور خود غیرت مے دارد۔

وما کنت ان افتری علیه انه ربی احسن مثوای۔ وانه لا یُمھل المفترین۔

و من نہ آنستم کہ بر خدا تعالیٰ افترا کنم۔ او آں خداوندے ست کہ مرا راحتہا بخشید و من نیکی ہا کرد۔ و او افترا

وانتم تعرفون سنن الله ثم تنقلبون منکرین۔ وتدرسون کتابه۔ ثم لا

کنندگان را ہرگز مہلت نمی دہد۔ و شما سنتہائے خدا را میدانید باز برگشته می شوید و کتاب او را میخوانید باز روز

تفھمون ایام الصادقین۔ فضّلکم الله بعقل ودرایةٍ وفراسةٍ۔ مانعةٍ من غوایةٍ

صادقاں را نمی فہمید۔ خدا بر شما بعقل و دانش فضل کرد۔ و شما را فراستے بخشید کہ از گمراہی باز دارد

فالحجة علیکم اتم من احبابکم۔ وذنب الامیّین والمحجوبین کله علی رقابکم۔ انکنتم

پس حجت الٰہی بر شما از دیگر دوستاں شما اکمل و اتم است۔ و گناه ناخواندگاں و محجوباں ہمہ بر گردن شما ست

معرضین۔ وانی قد بلّغت کما اُمرت۔ وصدعت بما اُلھمت۔ فالآن لا عذر

اگر شما کناره کش باشید۔ و من چنانکه حکم کردند تبلیغ کردم۔ و الہام الٰہی را پوست کنده بیان نمودم پس اکنوں

لجاحدٍ۔ ولا محلّ قول لمعاندٍ۔ وظھر الامر وحصحص الحق وقطع الله دابر

ہیچ منکرے را عذرے باقی نمانده۔ و نہ ہیچ معاندے را جائے سخن۔ و امر ظاہر شد و حق بظہور پیوست و خدا

المرتابین۔ ما بقی الامر مرموزاً مکنوناً۔ وصار المستور مکشوفاً معلوماً۔ فلا

قطع شکوک شک کنندگاں کرد۔ اکنوں ایں امر مخفی و مستور نمانده۔ و ہر چه پنہاں بود منکشف گشت پس

تکتموا الحق بعد ظھوره ان کنتم صالحین۔

راستی را پس ز آنکه ظاہر شد نپوشید۔ اگر مرداں نیکو ہستید۔

ولا یختلج فی قلبك ان العلماء ینتظرون نزول المسیح من السّماء۔ فکیف نقبل قولاً

و در دل تو ایں نہ بگذرد کہ عالماں ایں انتظار میدارند کہ مسیح از آسمان نازل خواہد شد۔ پس چگونہ قول

یخالف قول العلماء۔ فان وفات المسیح ثابت بالآیات المحکمۃ القاطعۃ۔ و

عالماں را قبول نکنیم چرا کہ وفات مسیح بآیات محکمہ قطعیۃ الدلالت ثابت است۔ و از روئے

الآثار المتواترۃ المتظاہرۃ۔ فالامر الذی ثبت بتظاہر الاحادیث والقرآن۔ و

آثار متواترہ بپایۂ ثبوت رسیدہ۔ پس امریکہ از تظاہر حدیث و قرآن ثابت شدہ است۔ و از یقین

الیقین والبرھان۔ لا یبلغ شانہ امرٌ یؤخذ من ظنون لا من سبل الایقان۔ ولا

و برہان محقق گشتہ بشان آں آں امر دیگر نتواند رسید کہ ماخذ آں صرف ظنون اند نہ یقین۔ و نیز از

یخلو من اوساخ مسّ ید الانسان۔ فالامن کل الامن فی قبول امرٍ تظاھر فیہ

چرک ہائے مس انسانی خالی نیست۔ پس ہمہ امن در قبول آں امر است کہ دراں حدیث و

الحدیث والفرقان۔ والعقل والوجدان۔ ولہ نظائر فی کتب الاولین۔ فان

قرآن بہ پشتی یکدیگر افتادہ اند۔ و نیز عقل و وجدان و نظائر کتب اولین مؤید و مشاہد آں ہستند۔ چرا کہ

النزول علی طریق البروز قد سُلّم فی الصحف السابقۃ۔ واما نزول احد بنفسہ

نزول از آسمان بطریق بروز امرے ست کہ در صحف سابقہ تسلیم داشتہ شدہ است۔ مگر نزول کسے بذات

من السّماء فلیس نظیرہ فی الازمنۃ الماضیۃ۔ اما سمعت کیف اوّل عیسٰی علیہ

خود از آسمان امرے ست کہ نظیر آں در ازمنہ گزشتہ یافتہ نمی شود۔ آیا نشنیدۂ کہ عیسٰی علیہ السلام

السّلام نباء نزول ایلیا عند السوالات۔ وصرفہ عن الحقیقۃ الی الاستعارات

چگونہ در بارہ نزول الیاس تاویل کرد۔ و نزول او را از حقیقت گردانیدہ بصورت استعارہ قرار داد

والیھود اخذوا بظاھر النصوص وما مالوا الی التاویلات۔ بل کفّروا المسیح

مگر یہودیاں بظاہر نصوص پنجہ زدند۔ و ہیچ تاویلے نکردند۔ بلکہ مسیح را بوجہ تاویل او کافر قرار دادند

علی تاویلہ ودعوہ بالتکذیبات۔ وقالوا ملحد یصرف النصوص عن ظواھرھا ویعرض

و گفتند ملحدے ست کذاب نصوص را از ظاہر آں میگرداند۔ و از

عن البیّنات۔ فغضب اللّٰہ علیہم وجعلہم من الملعونین۔ فاتقوا حجر الیھود والقول

بینات اعراض میکند۔ پس خدا تعالٰی بر ایشاں لعنت کرد و غضب خود نازل فرمود۔ پس شما از سوراخ یہود

المردود۔ واتقوا موطاء قدم الفاسقین۔ واقبلوا ما قال عیسٰی من قبل وفی ھذا

پرہیز کنید و قول مردود را پیروی مکنید۔ و از جائے قدم فاسقاں دُور بمانید۔ و آنچہ عیسٰی پیش زیں گفت و

الحین۔ ان مثل نزول عیسٰی فی ھذا الوقت الاخیر کمثل نزول ایلیا فیما مضٰی۔

اکنوں گفت آنرا قبول کنید۔ بہ تحقیق مثال نزول عیسٰی دریں وقت اخیر ہمچو مثال نزول الیاس است در وقت

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ولا تختاروا سبل الاشرار۔ ولا تخالفوا ما بیّن اللّٰہ علٰی

گزشتہ پس اے صاحبان دانش از امرے امرے دیگر را بفہمید۔ و طریق شریراں را اختیار مکنید۔ و آں امر را مخالفت

لسان النبیّین۔

مکنید کہ خدا تعالٰی بر زبان انبیا بیان فرمود۔

واما ما جاء فی حدیث خیر الانبیاء۔ من ذکر دمشق وغیرہ من الانباء

مگر آنچہ در حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر دمشق وغیرہ آمدہ است۔

فاکثرہ استعارات ومجازاتٌ من حضرۃ الکبریاء۔ وتحتہا اسرار فی حلل لطائف الایماء

پس اکثر آں از قبیل استعارات و مجازات ست۔ و زیر آں اسرار اند۔

کما مضت سنت اللّٰہ فی صحف السابقین۔ ثم من الممکن ان ننزل بساحت دمشق او

چنانچہ در صحف سابقین ہمیں سنت گزشتہ است۔ باز از ممکنات کہ ما وقتے بدمشق نزول کنیم یا احدے

احد من اتباعنا المخلصین۔ وما جاء فی الحدیث لفظ النزول من السّماء لیرتاب

از اتباع ما داخل شود۔ و در حدیث لفظ نزول از آسمان نیست تا کسے شک کنندہ

احد من المرتابين - اولم تكفكم فى موت المسيح شهادة الفرقان - وشهادة نبيّنا

شک کند - آیا شمارا در بارہ موت مسیح شہادت قرآن شریف کافی نیست - و آیا شہادت

المصطفىٰ رسول الرحمان - فباىّ حديث تؤمنون بعدهما يا معشر الاخوان -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفایت ندارد - پس باوجود ایں ہر دو گواہان چہ حاجتے بحدیثے دیگرے ماندہ

مالكم لا تتفكرون كالمحققين - اعندكم سند من الله ورسوله خير الورىٰ - فى

اے برادران چہ شد شمارا کہ ہمچو محققان فکر نمی کنید - آیا نزد شما از خدا و رسول او در معنی توفی کہ در قرآن

معنى التوفى - الذى جاء فى القرآن الازكى فانتم تتكئون على ذالك السند

شریف در محل ذکر عیسٰی موجود ست سندے ست - پس شما بر آں سند تکیہ میکنید و راہ پرہیزگاری

وتسلكون سبل التقىٰ او تتقولونه من عند انفسكم ومن الهوىٰ - فان كان سند

اختیار مے کنید - یا از طرف خود تاویل ہائے کنید - اگر سندے باشد پس آں سند

فاخرجوه لنا ان كنتم صادقين - ولن تستطيعوا ان تاتوا بسند - فلا تخلدوا

برائے ما بیرون آرید اگر میدانید کہ شما بر راستی ہستید - وہرگز نتوانید کہ سندے پیش کنید - پس بسوئے

الى الفند - ان كنتم متقين - واياكم والتفسير بالرأى ولا تتركوا الهدىٰ - فتوخذون

دروغ میل مکنید - اگر پرہیزگار ہستید - و خود را از تفسیر بالرائے دور دارید و ہدایت را ترک مکنید - در نہ

من مكان قريب ولا يبقى لكم عذر ولا حجة اخرىٰ - فما لكم لا تخافون يوم الدين -

از مکان قریب گرفتار خواہید شد - و ہیچ عذرے و حجتے نخواہد ماند - چہ پیش آمد شمارا کہ از روز قیامت نمی ترسید

واما نحن فما نقول فى معنى التوفى الا ما قال خير البريّة - واصحابه الذين

مگر ما کہ ہستیم پس در معنی توفی ہماں میگوئیم کہ رسول ما صلی اللہ علیہ وسلم گفت - ونیز آنچہ اصحاب

اوتوا العلم من منبع النبوّة - وما نقبل خلاف ذالك رأى احد ولا قول قائل - الا

او گفتند کہ از چشمۂ نبوت بہرہ ور بودند - و آنچہ برخلاف ایں باشد از قولے ورائے قبول نمی کنیم - مگر

ما وافق قول الله وقول خير المرسلين - واذا حصحص الحق فى معنى التوفى

آنچہ موافق قول اللہ و رسول باشد - و ہرگاہ کہ در بارۂ معنی متوفی امر حق از زبان آنحضرت

من لسان خاتم النبيين - وثبت ان التوفى هو الاماتة والافناء - لا الرفع

صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر گشت - و ثابت شد کہ معنے توفی میرانیدن ست - نہ آنکہ برداشتہ شدن

والاستيفاء - كما هو زعم المخالفين -

یا تمامتر گرفتہ شدن - چنانکہ زعم مخالفان ست -

فوجب ان ناخذ الحق الثابت بايادى الصدق والصفاء - ولا نبالى قول السفهاء

پس واجب شد کہ ما حق ثابت شدہ را بدستہائے صدق و صفا بگیریم - و بقول سفہا و جہلا ہیچ

والجهلاء - ونؤوّل كلما خالف الامر الثابت بالنصوص والبراهين - ولا نقدم الظنون

بر نگاہ نداریم - و ہرچہ از احادیث و آثار مخالف نصوص و براہین افتادہ است آنرا تاویل کنیم - و ظن

على اليقين - ولا نؤثر الظلمة على الانوار - ولا قول المخلوق على قول الله عالم الاسرار

را بر یقین مقدم نداریم - و نہ تاریکی را بر نور مقدم کنیم و نہ قول مخلوق را بر قول خدا مقدم داریم

انترك البيّنات للمتشابهات - او نضيع اليقينيات للظنيات - ولن يفعل مثل هذا الا جهول

آیا بیّنات را برائے تشابہات فرو گزاریم - یا یقینیات را برائے ظنیات ضائع کنیم - و ہمچو ایں کارے ہرگز کسے

او سفيه من المتعصّبين -

نخواہد کرد - مگر آنکہ جاہلے و سفیہے از متعصبان باشد -

الا ترىٰ ان نزول المسيح عند منارة دمشق يقتضى ان ينزل هو بنفسه

آیا نمی بینی کہ فرود آمدن مسیح نزد منارہ دمشق میخواہد کہ او بنفس خود در آنجا فرود آید -

عند تلك البقعة - وذالك غير جائز بالنصوص القاطعة المحكمة - ولا شك ان

و ایں امر از روئے نصوص قاطعہ محکمہ ناجائز و غیر ممکن ست - و دریں ہیچ شک

اعتقاد نزول المسيح عند ذالك المكان۔ يخالف امر موتنا الذے يفهم من بينات

نیست کہ این اعتقاد نزول مسیح مخالف آں واقعہ موت ست کہ از نصوص قرآن شریف فہمید؛

نصوص القرآن۔ ولاجل ذالك ذهب الائمة الاتقياء الى موت عيسى۔ وقالوا

می شود۔ ہمیں باعث است کہ امامان پرہیزگاران سوئے موت عیسیٰ علیہ السلام رفتہ اند۔ وگفتہ

انه مات ولحق الموتى۔ كما هو مذهب مالك وابن حزم والامام البخاري وغير

اند کہ او بمرد و بمردگان پیوست۔ چنانچہ ہمیں مذہب مالک رضی اللہ عنہ و امام ابن حزم و امام بخاری وغیرہ

ذالك من اكابر المحدثين۔ وعليه اتفق جميع اكابر المعتزلين۔ وقال بعض كرام

اکابر محدثین ست۔ و برہمیں مذہب تمام اکابر معتزلہ اتفاق میدارند۔ وبعض بزرگان از

الاولياء ان حيات عيسى۔ ليس كحيات نبينا بل هو دون حيات ابراهيم وموسى

اولیا گفتہ اند کہ زندگی عیسیٰ از زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمتر ست۔ بلکہ از زندگی ابراہیم علیہ السلام وموسیٰ

فاشار الى ان حياته من جنس حيات الانبياء۔ لا كحيات هذا العالم كما هو زعم الجهلاء

علیہ السلام ہم فروتر افتادہ۔ پس دریں قول آں بزرگ اشارہ فرمودہ است کہ حیات عیسیٰ از جنس حیات انبیاء ست

واعلم ان الاجماع ليس على حياته۔ بل نحن احق ان ندعى الاجماع على مماته۔ كما

نہ از جنس حیات ایں دنیا۔ چنانکہ آں زعم جاہلاں ست۔ وبدانکہ اجماع بر حیات عیسیٰ علیہ السلام ہرگز نیست

سمعت آراء الاولين۔

بلکہ ما حق میداریم کہ دعویٰ اجماع بر موت او کنیم۔ چنانچہ پیش ازیں شنیدی۔

وتعلم ان اكثر اكابر الامة۔ ذهبوا الى موته بالصراحت۔ والآخرون صمتوا

ومیدانی کہ اکثر اکابر امت بسوئے موت او رفتہ اند۔ ودیگراں بعد شنیدن سخن ایشان

بعد ما سمعوا قول تلك الائمة۔ وما هذا الا الاجماع عند العاقلين۔ ثم تعلم ان

خاموش ماندند۔ وہمیں ست کہ آنرا اجماع نام باید نہاد باز میدانی کہ

كتاب الله قد صرح هذا البيان۔ فمن خالفه فقد مان۔ ولا نقبل اجماعا يخالف

کتاب اللہ بیان موت مسیح بتصریح کردہ است۔ پس ہر کہ مخالف آن بیان گوید دروغ گوست۔ وما چنین اجماعے

القرآن۔ وحسبنا كتاب الله ولا نسمع قول الآخرين۔ ومن فضل الله ورحمته

را قبول نکنیم کہ مخالف قرآن باشد۔ وما را کتاب اللہ کافی ست وسخن دیگراں نمی شنویم۔ وایں فضل خدا ورحمت

ان الصحابة والتابعين والائمة الآتون بعدهم ذهبوا الى موت عيسى۔ وراه

اوست کہ صحابہ وتابعین وامامان کہ بعد ایشان آمدند بسوئے موت عیسیٰ علیہ السلام رفتہ اند۔ وآنحضرت

نبينا صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج في انبياء ماتوا ودخلوا دار الاخرى

صلی اللہ علیہ وسلم در شب معراج او را در پیغمبرانے دید کہ بمردند ودر دار آخرت رسیدند۔ ودیدن آنحضرت صلی اللہ

ورويته ليس بباطل بل هو حق واضح وكشف من الله الاعلى۔

علیہ وسلم باطل نتواند شد بلکہ آن حق واضح وکشف صریح از خدا تعالیٰ ست۔

فما لك لا تقبل شهادة الرسول المقبول۔ ولا تقبل شهادة القرآن

پس چہ شد ترا کہ شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبول نمی کنی۔ ونہ شہادت قرآن را می پذیری۔

وترضى بالقول المردود كالجهول۔ ولا تنظر بعين المحققين۔ ثم لا يمكن لاحد

وہمچو نادانے بقول مردود خوش ہستی وبچشم تحقیق نمی بینی. باز در حد امکان کسے

ان ياتي باثر من الصحابة۔ او حديث من خير البرية۔ في تفسير لفظ التوفي

نیست کہ چنین اثرے از صحابہ یا حدیثے از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش کند کہ معنے لفظ توفی بجز میرانیدن چیزے

بغير معنى الاماتة۔ ولا يقدرون عليه ابدا ولو ماتوا بالحسرة۔ فاي دليل اكبر

دیگر داں بیان کردہ باشند۔ وہرگز مخالفاں بریں قدرت نخواہند یافت اگرچہ از حسرت بمیرند پس کدام دلیل

من ذالك لو كان في قلب مثقال ذرة من الخشية۔ فان بحث الوفات والحيات اصل

ازیں بزرگتر خواہد بود۔ اگر در دلے مقدار یکذرہ خوف خدا باشد۔ چراکہ بحث وفات وحیات عیسیٰ علیہ السلام

مقدم فی هذه المناظرات۔ فلما حصحص صدقنا فی الاصل ما بقی بحث فی

اصل مقدم دریں مباحثات است۔ پس ہرگاہ کہ ثابت شد کہ ما در اصل بحث حق بجانب ہستیم پس

الفروعات۔ بل وجب ان نصرفها الی معنی یناسب معنی الاصل۔ کما هو طریق الدیانة

در فروعات بحثے نماند۔ بلکہ ما فروعات را بسوئے اصل خواہیم گردانید و آں معنی خواہیم کرد کہ بمعنے اصل مناسبت

والعدل۔ ولن نقبل معانی تنافی الاصل وتستلزم التناقض بل نرجعها

دارند۔ چنانچہ طریق عدل و دیانت است۔ و ہرگز آں معنی با قبول نخواہیم کرد کہ با اصل منافات دارند و

الی الاصل المحکم کالمحققین۔

موجب تناقض باشند۔ بلکہ آنرا سوئے اصل محکم، ہمچو محققاں رجوع خواہیم داد۔

وقال بعض المخالفین من العلماء المجادلین۔ ان معنی التوفی اماتة۔ و

وبعض مخالفان ما از علما چنیں گفتہ اند کہ بلا شبہ معنی توفی میرانیدن است۔ و

لیس فیه شك ولا شبهة۔ فانها ثبت بلسان النبی وصحابة۔ وما کان

دریں ہیچ شک و شبہ نیست۔ چرا کہ ایں معنی بزبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب او ثابت شدہ

لاحد ان یعصی بیان فوهته۔ بل فیه مخافة کفر ومعصیة۔ وخوف نکال و

و مجال احدے نیست کہ آں معنی را رد کند کہ از دہان مبارک او بیروں آمدہ اند۔ بلکہ دریں انکار اندیشہ

عقوبة۔ وخسران الدین۔ ولکنا لا نقول ان عیسی علیه السلام توفی وصار

کفر و معصیت ست۔ و بیم عذاب و عقوبت و زیان دین ست۔ مگر ما ایں نمی گوئیم کہ عیسے علیہ السلام بمرد و از بندگان

من الاموات۔ لیلزمنا القول بالبروز فی نباء خیر الکائنات۔ بل معنی الآیة

شد۔ تا نزول او را بطور بروز اعتقاد داریم بلکہ معنی آیت ایں ست

انه سیتوفی بعد نزوله فلم یبق من الشبهات وبطل قول المعترضین۔

کہ عیسٰی علیہ السلام بعد نزول وفات خواہد یافت۔ پس بدیں توجیہ ہیچ اعتراضے باقی نمی ماند۔

واما جوابنا فاعلم ان هذا القول قد قیل من قلة التدبر والاستعجال۔

مگر جواب ما پس بدانکہ ایں سخن از قلت تدبر و شتاب کاری گفتہ شدہ است۔

ولو تفکر قائله لندم من هذا القیل والقال۔ ولاستغفر کالمذنبین المفرطین

و اگر قائل ایں سخن فکر کردے البتہ شرمندہ شدے۔ و ہمچو گناہگاران استغفار کردے۔

اما تدبر آیة فلما توفیتنی بالفکر والامعان۔ فانه نص صریح علی ان عیسی مات

آیا او در آیت فلما توفیتنی تدبر نکرد و بفکر و غور ندید۔ چرا کہ ایں آیت نص صریح بریں امر است کہ عیسٰی

فی سابق الزمان۔ لا انه یموت فی حین من الاحیان۔ فان الصیغة تدل علی

علیہ السلام در زمانہ گزشتہ وفات یافت۔ نہ اینکہ آیندہ در وقتے خواہد مرد۔ چرا کہ ایں صیغہ دلالت بر زمان

الزمان الماضی۔ والصرف ههنا کالقاضی۔

ماضی میکند۔ و علم صرف اینجا مثل حاکم است۔

ثم ان کنت لا ترضی بحکم الصرف۔ وتجعل الماضی مستقبلا بتبدیل الحرف

باز اگر حال چنیں ست کہ تو بحکم صرف راضی نیستی۔ و ماضی را بہ تبدیل حرفے استقبال میگردانی پس ایں

فهذا ظلم منك ومن امثالك۔ ومع ذالك لا یفیدك غلو جدالك۔ وتکون

ظلمے ست از تو و امثال تو۔ و با وجود ایں اینجا نزاع تو ہیچ فائدہ ترا نمی بخشد۔ و بدیں پہلو

فی هذا ایضا من الکاذبین۔ فان المسیح یقول فی هذه الآیات۔ ان قومی

نیز ہم دروغگو ثابت خواہی شد۔ چرا کہ مسیح دریں آیات میگوید کہ قوم من بعد از مردن من گمراہ

قد ضلوا بعد موتی لا فی الحیات۔ فان کنت تحسب عیسی حیا الی هذا الزمان

شدند نہ در زندگی من۔ پس اگر گمان میکنی کہ عیسٰی علیہ السلام تا ایں زمانہ در آسمان زندہ

فی السماء۔ فلزمك ان تقر بان النصاری قائمون علی الحق الی هذا العصر لا

است۔ پس ازیں لازم می آید کہ اقرار کنی کہ نصاریٰ ہم تا ہنوز بر حق اند نہ از گمراہاں و ہوا

من اهل الضلالة والهواء۔ فاین تذهب یا مسکین۔ وقد احاطت علیك

پرستان۔ پس اے مسکین کجا میروی۔ و برتو دلائل احاطہ کردہ اند۔

البراهین۔ وظهر الحق وانت تکتمه کالمتجاهلین۔

وحق ظاہر شد و تو او را ہمچو تجاہل کنندگاں می پوشی۔

ایها الغالی اتق سبل الغلواء۔ واترك طریق الخیلاء۔ ولا تغضب الله

اے غلو کنندہ از طریق ہائے غلو پرہیز۔ و راہ تکبر را ترک کن۔ و خدا را بمعصیت در غضب

بالمعصیة۔ ولا تردمود دالماثمة۔ وسارع الی التوبة والمعذرة۔ ولا تکن کالذی

میار۔ و در مقام گناہ وارد مشو و بسوئے توبہ و معذرت جلدی کن۔ و ہمچو آں کسے مشو کہ

بساء باکل الجیفة۔ وما اکترث لما فیه من الغدرة۔ وفرّ الی الله کالمستغفرین

بخوردن مردار خوگرفتہ است۔ و از گندگی ہائے آں ہیچ پروائے ندارد۔ و بسوئے خدا بگریز کہ معافی می خواہد

اَطِعْ رَبَّكَ الجبّار اَهل الاوامِرِ ۔۔۔ وَخف قهره واترك طریق التجاسرِ

خدائے خود را کہ جبّار ست و اہل احکام اطاعت کن ۔۔۔ و از قہر او بترس و طریق دلیری ہا بگذار

وکیفَ علیٰ نار الثّهابرِ تَصبِرُ ۔۔۔ وَاَنتَ تاذّی عِندحرّ الهواجرِ

و چگونہ بر آتش مصیبت ہا صبر توانی کرد ۔۔۔ و تو در تپش ہائے نیم روز تکالیف می برداری و طاقت نداری

وَحُبّ الهویٰ والله صلّ مُدمّرُ ۔۔۔ کَملمَسِ افعیٰ ناعم فِی النّواظِرِ

و محبت ہوا و ہوس بخدا مار ہست ہلاک کنندہ ۔۔۔ و از بیروں ہمچو جلد مار صاف و ملائم است

فَلَا تخترْوا الطغویٰ فاِنّ الهنا ۔۔۔ غیورٌ علیٰ حُرُماتِهٖ غیر قاصِرِ

پس از حد در گزشتن اختیار مکنید چرا کہ خدائے ما ۔۔۔ بر حدود خود غیرت مند ست و مجرماں را معذور نخواہد گذاشت

وَلَا تقعُدنْ یا ابن الکِرام بمُفسِدٍ ۔۔۔ فترجعُ مِن حُبّ الشّریر کخاسرِ

و اے پسر بزرگان با مفسدے منشیں ۔۔۔ پس از صحبت بد سرشت ہمچو زیانکارے خواہی گردید

وَلَا تحسَبنَ ذنباً صَغیراً کهیّنٍ ۔۔۔ فَاِنّ وِدَادَ اللمم اِحدَی الکبائرِ

و گناہ خورد را آسان مدان ۔۔۔ چرا کہ دوستی گناہ خورد از گناہاں بزرگ است

وَاٰخِرُ نُصحی توبةٌ ثم توبةٌ ۔۔۔ وموتُ الفتیٰ خیرٌ لهٗ مِن مناکرِ

و آخر پند من این ست کہ توبہ کن توبہ کن ۔۔۔ و مردن مرد از ارتکاب منکرات و معاصی نیکوتر ست

ایّها الصّلحاء انّی بلّغتکم الحق لاتمام الحجة۔ ولو کان فیه بعض المرارة۔ فتدبّروا

اے مردان نیک من امر حق را برائے اتمام حجت بشما رسانیدم۔ اگرچہ دراں بعض تلخی ہاست۔ پس تدبر کنید

نصرکم الله ان الله ینصر المتدبرین۔ ولا یختلج فی قلبکم ان المسیح الموعود

خدا مدد شما کند و خدا بالضرور مدد کسانے میفرماید کہ تدبر میکنند۔ و در دل شما ایں نگذرد کہ مسیح موعود

یحارب الکفّار۔ ویقتل الاشرار۔ ویخرج کملوكٍ مقتدرین۔ ولیست ههُنا

با کافران جنگہا خواہد کرد۔ و شریراں را خواہد کشت۔ و ہمچو بادشاہاں خروج خواہد کرد۔ و در ینجا ایں قوت

هٰذه القوة۔ ولا العساکر والشوکة۔ وسطوة السلاطین۔

است۔ نہ لشکرہا و نہ شوکت۔ و نہ دبدبہ شاہانہ۔

فاعلموا انّ هٰذه الحکایات والروایات لیست بصَحِیحةٍ۔ ویعرف سُقمها

پس بدانید کہ ایں حکایتہا و روایتہا صحیح نیستند۔ و ہر کہ بسلامت طبع در کتب حدیث

کلّ من تفکّر بسلامة قریحة۔ ویتدبّر کتب المحدثین۔ وانتم تعلمون انّ صحیح

فکر کند سقم ایں روایتہا را خواہد شناخت۔ و شما میدانید کہ صحیح بخاری

الامام البخاری اصح الکُتب بعد کتاب الله الفرقان۔ وقد جاء فیه انّ المسیح

بعد کتاب اللہ از ہمہ کتاب ہا صحیح تر است۔ و در آں آمدہ است کہ مسیح

یضع الحرب ففکروا بالامعان۔ فان هٰذه الفقرة وامثالها تشفیکم

جنگ نخواہد کرد۔ پس دریں فقرہ فکر کنید۔ چرا کہ ایں فقرہ و امثال آں شمارا شفا خواہد بخشید

وتخرج شكوك الجنان۔ لانها تدلّ ان المسيح لا نحارب الناس۔ بل نُفحم الاعداء

وشک ہائے دل بیرون خواہد کرد۔ زیراکہ ایں فقرہ وامثال آں دلالت میکند کہ مسیح با مردم کارزارے نکند

ويزيل الاوهام والوساوس۔ وياتی بكلمات حكميّة۔ وآيات سماوية۔ حتّیٰ

بلکہ دشمنان را بازالہ اوہام ووساوس ملزم خواہد کرد۔ وکلمات پرحکمت بیان خواہد فرمود۔ ونشانہائے

يُخرج من الصّدور اضغانها۔ ويقتل شيطانها۔ ولكن لا بسيوفٍ ورُمحٍ وقناة۔

آسمانی خواہد نمود۔ بحدیکہ کینہ ہا از سینہ ہا خواہد ربود۔ وشیطان کینہ وراں را قتل خواہد کرد۔ مگر نہ بہ تیغہا ونہ

بل بحربة من سماوات۔ ويستفتح بتضرعات وادعية۔ لا بسهامٍ واسنةٍ۔ ولاجل

بہ نیزہ ہا بلکہ بحربۂ آسمانی۔ وفتح خود بتضرعہا ودعاہا بخواہد نہ بہ تیرہا ونیزہ ہا۔ واز ہمیں

ذالك لا يحارب ياجوج وماجوج۔ بل يسئل الله ان يعطيه من لدنه الغلبة

سبب ست کہ با یاجوج وماجوج جنگ نخواہد کرد۔ بلکہ از خدا خواہد خواست کہ او را غلبہ وعروج

والعروج۔ فيكون فی آخر الامر من الغالبين۔

بخشد۔ پس در آخر امر غالب خواہد شد۔

فالقول الذی يخالف هذا الحديث الصّحيح والخبر الصّحيح

پس سخنے کہ ایں حدیث صحیح را مخالف ست۔ وبدیں خبر صحیح مخالفت دارد آں سخن

مردود وباطل ولا يقبله الّا جاهل من الجاهلين۔ ثم اعلموا انّ قتل

مردود است وباطل وآنرا قبول نخواہد کرد مگر کسے کہ از جاہلان باشد۔ باز بدانید کہ بغیر تفہیم وتبلیغ

الناس من غير تفهيم وتبليغ واتمام حجّة۔ امر شنيع لا يرضی به اهل فطنة

واتمام حجت مردم را کشتن امرے زشت ست کہ ہیچ دانشمندے بداں راضی نیست۔ ونہ ہیچ نور فطرت

ولا نور فطرة۔ فكيف يُعزیٰ الی الله العادل الرحيم۔ والمنان الرؤف الكريم

بداں خوشنود ست۔ پس چگونہ ایں امر بسوئے عادل ورحیم ومحسن ورؤف وکریم نسبت کردہ شود۔

ولو كان هذا جائزًا لكان احق به سيّدنا خير البريّة۔ وقد سمعتم انه صبر مدةً

واگر ایں امر جائز بودے پس زیادہ ترحقدار ایں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود۔ وشما شنیدہ اید کہ آنحضرت

طويلة علی تطاول الكفرة الفجرة۔ ورایٰ منهم كثيرًا من الظلم والاذية۔ وانواع

صلی اللہ علیہ وسلم تا مدتے بر گردن کشی کافران وفاجراں صبر کرد۔ واز ایشاں بسیارے از ظلم واذیت وگوناگون

الشدة والصعوبة۔ حتی اخرجوه من البلدة۔ ثم اهرعوا اليه متعاقبين مغاضبين

سختی وصعوبت دید۔ تا آنکہ او را از مکہ معظمہ بیرون کردند۔ باز بطور تعاقب بہ نیت قتل سوئے او بتمامتر

بنيّة القتل والابادة۔ فصبر صبرًا لا يوجد نظيره فی احد من رسل حضرة

غضب شتافتند۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں صبر اختیار کرد کہ نظیر آں در پیغمبران پیشین

العزة۔ حتی بلغ الايذاء منتهاه۔ وطال مداه۔ فهنالك نزلت هذه الآية

یافتہ نمی شود۔ تا آنکہ ایذا بنہایت رسید۔ ومدت آن دراز کشید۔ پس درآں وقت ایں آیت از خدائے سمیع و

من الله السّميع الخبير۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا

خبیر نازل شد۔ ومضمون آیت ایں است۔ کہ آں گروہے را اجازت مقابلہ میدہیم کہ مظلوم اند۔

وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ۔

وخدا قادر است کہ ایشاں را مدد دہد۔

فانظروا كيف صبر رسول الله وخير الرسل علی ظلم الكفرة الیٰ

پس بنگرید کہ چگونہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر ظلم کافراں تا روزگارے دراز صبر کرد۔

بُرهةٍ من الزّمان۔ ودفع بالحسنة السيّئة حتیٰ تمّت حُجّة الله الديان

وجواب بدی بہ نیکی داد تا آنکہ حجت خدائے جزا دہندہ باتمام رسید۔ و

انقطعت معاذير الكافرين۔ فاعلموا ان الله ليس كقصّابٍ يميط الشاء بغير

ہمہ عذر کافراں منقطع شد۔ پس بدانید کہ خدا تعالیٰ مثل آں قصاب نیست کہ بغیر جرمے گوسپند

جريمة - بل هو حليم عادل لا يأخذ من غير اتمام حجة وهو الذي ارسلني

رامی بکشد - بلکه او حلیم و عادل است که بغیر اتمام حجت هیچکس رانمی گیرد - و او همان ست که مرا از

من حضرته العليّة - فاياكم وعجب الجهل والعصبيّة -

جناب بلند خود فرستاد - پس برشما ست که از جهل و تعصب دور باشید

وكم من العلماء والصلحاء اتبعوني مع كمال العلم والخبرة - و

وبسیارے از عالمان و صالحان و اہل علم ہستند کہ باوجود کمال علم و تجربہ پیروی من کردند - وہی

كفّروا ولعنوا واوذوا بانواع الفرية والتهمة - فاستقاموا بما اشرق لهم نور الحق

کنند - و مردم او شانرا کافر قرار دادند و بر ایشان لعنت فرستادند و بگوناگون دروغ و تہمت ایذا دادند پس

والمعرفة - وصدّقوا قولي مستيقنين - وامنوا مصدّقين غير مرتابين - والّفوا

ایشان استقامت ورزیدند چراکه نور حق و معرفت بر ایشان تافته بود - و قول مرا بتمام تر یقین تصدیق کردند

كتباً ورسائل ليعلم النّاس انهم من الشاهدين - وترى نور الصدق يتلألأ في

و ایمان آوردند و هیچ شکے در دل خود نگذاشتند - و رساله‌ها و کتاب‌ها تالیف کردند تا مردم بدانند که ایشان از گواهان

جباههم - وتخرج كلم الحكم من افواههم - والاستقامة تترشح من سيمائهم - والزهادة

هستند - و تو مے بینی که نور صدق در پیشانیهائے ایشان می درخشد - و کلمات حکمت از دهان شان می بر آید و

يشاهد في وجوههم - لا يجترؤن على المحارم ويخافون ربّ العٰلمين - وتتنزل

استقامت از رفتار شان مترشح میگردد - و پرهیزگاری در روهائے ایشان می تابد - بر محرمات جرأت نمی کنند

عليهم سكينة كل حين - زكّى الله جوهر نفوسهم - وزاد عرفانهم - وجلّى مرأة ايمانهم

و از پروردگار عالمیان می ترسند - و هر وقت سکینت بر ایشان نازل میگردد - خدا تعالی جوهر نفسهائے ایشان پاک کرد

وسقاهم كاس صدق وعفة - واعطاهم انواع علم ومعرفة وادخلهم في

و عرفان ایشانرا ترقی داد - و آئینہ ایمان ایشانرا روشن کرد - و جامہائے صدق و پرهیزگاری ایشانرا نوشانید و گوناگون

عباده الصّالحين - فقاموا لله لاطاعتي - وتركوا ارادتهم لارادتي - و

علم و معرفت بخشید - و در بندگان نیکوکار داخل کرد - پس براه خدا در اطاعت من استاده اند - و اراده خودرا

خالفوا الى ازواجهم واحبابهم - وابنائهم وآبائهم - وجاؤني تائبين - انّهم

برائے اراده من ترک کردند - و زنان خودرا و دوستان خودرا و پسران خودرا و پدران خودرا برائے من مخالفت کردند

من قوم اثنى عليهم ربّي والهمني وقال - ترى اعينهم تفيض من

و نزد من توبه کنندگان آمدند - ایشان از آن جماعت ها هستند که خدا تعالی تعریف ایشان کرد و مرا الهام داد

الدّمع يصلّون عليك - ربّنا انّنا سمعنا مناديا ينادي

و گفت که تو می بینی که اشک ها از چشم شان روان می گردد - بر تو درود می فرستند و می گویند که اے خداوند ما - ما

للايمان - فامنّا ربّنا فاكتبنا مع الشّٰهدين -

آواز منادی کننده را شنیدیم که برائے قوی کردن ایمان ها منادی میکند - پس اے خداوند ما - ما ایمان آوردیم

فهم منّي وانا منهم الاقليل من الغافلين - فانهم لحقوا بنا بالسنتهم

پس ما را در گواهان بنویس - پس ایشان از من اند و من از ایشانم مگر اندکے از غافلان که ایشان بزبانهائے خود

لا بقلوبهم - او احملوا بعد شئوبهم - والله يعلم ما في صدور العٰلمين -

با پیوستند نه بدلهائے خود - یا خشک شدند بعد یک نوبت باران اخلاص - و خدا خوب میداند که در سینه‌ہائے

فطوبى للّذين سمعوا وصايا الحق واستقاموا عليها وما سمعوا بعد قول

جهانیان چیست - پس مبارک قومے که وصیتهائے حق شنیدند و استقامت ورزیدند و بعد زان نه

نسائهم او ابنائهم او عشيرتهم - وما صاروا كالكسالى بل زادوا في اليقين

سخن زنان خود شنیدند و نه سخن پسران خود و نه سخن قبیله خود و بعد از یقین سست نشدند -

فالحاصل ان الرشد قد تبيّن - واظهر الله الحق وبيّن - واشرقت

پس حاصل کلام این است که رشد ظاهر شد - و حق پیدا گشت - و آں روزها

أيّام كانت تنتظرها الامم وتترجّها الفرق وكل امرٍ موعود حان۔ وخسفت القمر

بیافتند که مردم و فرقه ها انتظار آنها می داشتند و هر امر موعود نزدیک رسید۔ و آفتاب و ماه

وَالشّمس فی رمضان۔ ورایتم ان القلاص ترکت۔ وَالعشار عُطّلت۔ والبحار

را در رمضان خسوف شد۔ وشما دیده آید که شتران بار برداری وسواری متروک شدند ودریاها

فجّرت۔ وَالصّحفُ نشرت۔ وَیاجُوجُ وَماجُوجُ وافواجُهما اخرجت۔ والجبال

شگافته شدند۔ وکتب ورسائل واخبار منتشر گشتند۔ ویاجوج وماجوج بیرون آمدند۔ وکوه ها

دُکّت۔ ومقدّمات الساعة ظهرت۔ والفتن کملت۔ وَالارض زلزلت۔ والسّماء

کوفته شدند۔ ومقدّمات قیامت ظاهر گشتند۔ وفتنه ها بکمال رسیدند۔ وزمین جنبانیده شد۔ وآسمان

انفجرت۔ فاتقوا اللّٰه ولا تکونوا اوّل المعرضین۔

منفجر گشت۔ پس از خدا بترسید واول معرضان نشوید۔

وقد تفرّدت بفضل اللّٰه بکشوفٍ صادقة۔ ورؤیا صالحة۔ و

ومن از فضل خداتعالی بکشوف صادقه و رؤیا صالحه ومکالمات الٰهیه۔ و

مُکالمات اِلٰهیة۔ وکلمات الهامیة۔ وعلوم نافعة۔ وزادنی ربّی بسطةً

کلمات الهامیه وعلوم نافعه مخصوصم۔ وخدائے من در علم ودین مرا

فی العلم والدّین۔ وارسلنی مجدّد الهٰذه المائة۔ وسمّانی عیسٰی نظرًا علی المفاسد

معلومات وسیع داد۔ وبرائے ایں امت مرا مجدد فرستاد۔ ونام من بلحاظ مفاسد موجوده عیسٰی

الموجُودة۔ فَانّ اکثرها مِن قومٍ مسیحیّین۔

نهاد۔ زیراکه اکثر مفسداں از مسیحیان هستند۔

ومن جاءنی بقلبٍ سلیم ونیّةٍ صحیحةٍ۔ واخلاصٍ تامٍ وارادةٍ صادقة

وهرکه بدل سلامت ونیت صحیح واخلاص تام وارادت صادقه نزدم بیاید۔ وتا

ومکث عندی المدة۔ فیکشف اللّٰه علیه سرّی فی صحبتی۔ ویراه من بعض

مدتے در صحبت من بماند۔ پس خداتعالی بر وراز من خواهد کشود۔ واز بعض نشانها

آیاتٍ وعجائب لاراءة منزلتی۔ الّا الذین یجیئوننی غافلین منافقین۔ وکا

وعجائب ها اوراخواهد نمود۔ تا شناسائے رتبه من گردد۔ مگر آنانکه بصورت غافلاں ومنافقان می آیند

یطلبون الحق کالخاشعین التّائبین۔ فاولئك الذین بعدوا منّی و

وحق را بچو خاشعان وتائبان نمی جویند۔ پس ایناں از من دور هستند اگرچه نزدیکان

لوکانوا قریبین۔ رضُوا بالبعد والحرمان۔ وما ارادوا ان یُعطوا حظًا من العرفان

باشند ایشاں بدوری ومحرومی راضی شده اند۔ ونمی خواهند که حظے از معرفت ایشانرا

وما حملهم علی ذالك الّا فساد نیاتهم۔ وقلّة مبالاتهم۔ وغفلتهم فی امر الدّین۔

حاصل گردد۔ وهیچ چیزے بجز فساد نیت ولاپروائی وغفلت دینیه بریں امر ایشانرا آماده نکرده۔

وَالحقّ وَالحقّ اقول ان احدًا من النّاس لا یرانی اِلّا بعد ترك الاهواء

وراست ست وراست میگویم که مرا هماں کس خواهد دید که از هواو هوس وآرزوها

والامانی۔ ولیس منّی من یقول ابنائی ونسوانی۔ وبیتی وبستانی۔ وانّه من

دست بردار گردد۔ وآں کسے از من نیست که میگوید پسران من وزنان من۔ وخانه من وباغ من۔ بلکه

المحجوبین۔ وانّی جئت قومی لامنعهم من مساوی الاخلاق۔ وشعب النفاق

او از محجوباں ست۔ ومن برائے ایں آمدم که از اخلاق بد منع کنم وطریق اخلاص وتوحید بنمائم۔

واراهم طریق المخلصین الموحّدین۔ ولا دین لنا الّا دین الاسلام۔ ولا کتاب لنا

وهیچ دینے نداریم بجز دین اسلام۔ وهیچ کتابے

الّا الفرقان کتاب اللّٰه العلّام۔ ولا نبیّ لنا الّا محمّد خاتم النّبیّین صلّی اللّٰه

نداریم بجز قرآن شریف۔ وهیچ پیغمبرے نداریم بجز حضرت محمّد صلے اللہ علیه وسلم که خاتم الانبیاء

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وبارک وَجَعَلَ اعداءہ من الملعونین۔ اشھدوا انا نتمسک

است۔ خدا بروے درودہا فرستاد و برکت نازل کرد و بر دشمنان او لعنت فرود آورد۔ گواہ باشید کہ ما

بکتاب اللہ القرآن۔ وَنَتَّبِعُ اقوال رسول اللہ منبع الحق والعرفان۔ وَنقبل

بجناب الٰہی کہ قرآن شریف است پنجہ می زنیم۔ وسخنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ چشمۂ حق و معرفت

ما انعقد علیہ الاجماع بذالک الزمان۔ لانزید علیہا ولا ننقص منہا

است پیروی مے کنیم وہمہ آن امور را قبول مے کنیم کہ دراں زمانہ باجماع صحابہ صحیح قرار یافتند۔ نہ بران امور

وعلیہا نحیی وعلیہا نموت۔ ومن زاد علیٰ ھٰذہ الشریعۃ مثقال ذرۃ او نقص

زیادہ می کنیم ونہ از آنہا کم بیسازیم۔ وبر آنہا زندہ خواہیم ماند وبر آنہا خواہیم مرد۔ وہر کہ بمقدار یک ذرہ برین

منہا او کفر بعقیدۃ اجماعیۃ۔ فعلیہ لعنت اللہ والملائکۃ والناس اجمعین

شریعت زیادہ کرد یا کم نمود یا انکار عقیدۂ اجماعیہ کرد پس بر و لعنت خدا ولعنت فرشتگان وہمہ آدمیان ہست

ھٰذا اعتقادِی۔ وَھُوَ مَقْصُودِی ومرادی۔ ولا اخالف

این اعتقاد من است۔ وہمین مقصود من است ومراد من۔

قومی فی الاصُول الاجماعیۃ۔ وَمَا جِئتُ بمحدثات کالفرق المبتدعۃ۔

ومن با قوم خود در اصول اجماعیہ اختلافے ندارم۔ وہمچو بدعتیاں چیزہائے نو پیدا نیاوردہ ام۔

بیدانی اُرْسلت لتجدید الدین واصلاح الامۃ علیٰ راس ھٰذہ المائۃ۔ فاذکرھم

مگر این ہست کہ من برائے تازہ کردن دین واصلاح امت برسر این صدی فرستادہ شدہ ام پس ایشانرا

بعض ما نسوا من العُلوم الحکمیّۃ۔ والواقعات الصحیحۃ الاَصْلیّۃ۔ وَجَعَلنی

بعض آن امور از علوم حکمیہ وواقعات صحیحہ یاد می دہانم کہ آنرا فراموش کردہ بودند۔ ومرا پروردگار

رَبّی عیسیٰ ابن مریم علیٰ طریق البروزات الروحانیۃ۔ لمصلحۃٍ اراد لنفع العامۃ۔

من بر طریق بروزات روحانیہ عیسیٰ بن مریم گردانید۔ برائے مصلحتے کہ بغرض افادہ مخلوقات

ولاتمام الحُجّۃ علی الکفرۃ الفجرۃ۔ ولیکمل نَبَأَہ ولینجز وَعدہ ویتم کلمتہ ویفحم قوماً مجرمین۔

ارادہ فرمود۔ ونیز برائے اتمام حجت بر کافران وفاجراں۔ ونیز بدین غرض کہ تا پیشگوئی خود را بپایۂ کمال رساند وقوم

ھٰذا دَعْوَایَ وتلک دَلائلی۔ وَلَن تجدوا زیغاً فی دعوای وَ

مجرمانرا ملزم کند۔ ایں دعویٰ من است وآں دلائل من است۔ ودر دعوے ومسائل من ہیچ کجی نیست

مَسَائلی۔ وَان کتابی ھٰذا لبلاغ لقوم طالبین۔ ففکروا یا علماء القوم۔ وفتشوا الامر

وایں کتاب من برائے طالبان بلاغے است۔ پس اے علماء قوم فکر کنید۔ وقبل از ملامت

قَبل اللوم۔ یَا عِبَاد اللہ اسمعوا۔ واتقوا اللہ ثم اتقوا۔ وَانی بلّغتُ مَا امر بہ رَبّی و

تفتیش امر کنید۔ اے بندگان خدا بشنوید۔ وبترسید از خدا باز بترسید۔ ومن آنچہ خدائے من حکم کرد رسانیدم

مَا بقی الاخفاء۔ فَاسْمعی ایتھا الارض وَاشھدی ایتھا السَّماء۔

پس اے زمین بشنو واے آسمان گواہ باش۔

وَمَا اختشی الخلق ومکائدھم۔ واتبع الحق ولا اتبع زوائدھم۔ وانّی

ومن از مخلوق ومکرہائے ایشاں نمی ترسم۔ وپیروی حق میکنم وامور زائدہ ایشانرا پیرو نیستم۔ ومن بر

واثق بما وَعد رَبّی۔ وَھُوَ موئل کل ملی واربی۔ اِنّ الارض والسَّماء تتغیران۔

وعدہ رب خود اعتماد کلی دارم۔ واو جائے بازگشت ہر امید وحاجت من است۔ زمین وآسمان متبدل می شوند

والصّیف والشتاء ینقلبان۔ ولکن لایتغیّر قول الرحمان۔ ولا ینقلب مشیّتہ

وسرما وتابستان میگردند۔ مگر قول خدا تعالیٰ تبدلے نمی یابد۔ وخواستہ او بمکر انسان منقلب

بمکر الانسان۔ وان محاربیہ من الخاسرین۔ اَیّھا الناس لا تعرضوا عن ایام اللہ

نتواند شد۔ وآنانکہ با او جنگ میکنند از زیانکاراں اند۔ اے مردمان از روزہائے خدا وروشنی آں اعراض

وَضیائھا۔ ولا تغفلوا فتحسرا بعد انقضائھا۔ ولا تغلوا ولا تظلموا ولا تعتدوا

مکنید۔ وغافل مشوید کہ پس از گزشتن آں حسرتہا خواہند ماند۔ وغلو مکنید وبر جفا کمر مبندید واز حد مگذرید

ان الله لا یحب المعتدین۔ اتقوا الله یا معشر المسلمین والمسلمات۔ وانما التقوی

کہ خدا آنانرا دوست نمی دارد کہ از حد بیروں روند۔ از خدا بترسید اے مردان مسلمان و زنان مسلمہ کہ تقوی برائے

لهذه الایام والاوقات۔ وفکروا وقوموا فرادی فرادی۔ ثم فکروا کالاتقیاء

ہمیں روزہا و وقت ہاست۔ ویک یک شدہ بایستید باز مثل پرہیزگاراں فکر کنید۔

لا کرجل عادا۔ واسئلوا الله مبتهلین طالبین۔

نہ ہمچو شخصے کہ دشمنی می کند۔ واز خدا بتضرع تمام بخواہید۔

وکیف رضی عقلکم وایمانکم ودرایتکم وعرفانکم۔ باوهام لا تجدون

وچگونہ عقل شما و ایمان شما و دانش شما و عرفان شما بداں اوہام راضی میگردد کہ از آنہا در

فی کتاب الله اثرا منها۔ وتترکون طرق السلامة وتعرضون عنها۔ ولا تتبعون

کتاب اللہ اثرے ونشانے نیست۔ وراہ سلامتی را می گذارید۔ وازاں کنارہ میکنید۔ واصل محکم را کہ

اصلا محکما بیّن الوقوع۔ وتاخذون بانیابکم صور مسائل الفروع۔ مع انها

بین الوقوع است پیروی نمی کنید۔ وصورت مسائل فرعیہ را بدنداں میگیرید باوجودیکہ آں

فی انفسها مملوة من الاختلافات والتناقضات۔ ثم لا یوجد تطابقها بالاصل الذی

مسائل در حد ذات خود از اختلافات و تناقضات پر ہستند۔ باز تطابق آں فروع باصل یافتہ نمی شود

هو لها کالامهات۔ واین تطابق بل یوجد کثیر من التباین والمنافات۔

کہ ہمچو امہات برائے فروع است۔ وتطابق کجا بلکہ مبائنت و منافات بکثرت موجود است۔

فانظروا کیف جمعتم فی عقائدکم من انواع الشناعة۔ والتناقض و

پس بنگرید کہ چگونہ در عقائد خود انواع زشتی و تناقض و دروغ جمع کردہ آید۔

الفرية۔ وامدتم بجهلکم اعداء الملة۔ وعدا الشریعة المقدسة۔ فهم یصولون

وازنادانی خود دشمنان دین وملت را مدد دادہ آید۔ پس ایشان

علی الحق مستهزئین۔

برحق مے خندند۔

واما السلف الصالحون فما کانوا کمثلکم فی الاعتقادات۔ ولا فی الخیالات

مگر سلف صالح در اعتقاد و خیال مثل شما نبودند

بل کانوا یفوضون الی الله علم المخفیات۔ وکانوا متقین۔ وما کان جوابهم فی هذه

بلکہ اوشان علم امور پنہانی را بسوئے خدا سپرد میکردند و پرہیزگار بودند۔ وبوقت اعتراض جواب ایشان

المسائل۔ عند اعتراض المعترض السائل۔ الا التفویض لامر المخفی الی

ہمیں بود کہ ما ایں امر پنہاں بخدا سپرد کنیم کہ خبیر و علیم است۔

الله الخبیر العلیم۔ وکانوا یومنون اجمالا ویفوضون التفاصیل الی الله

وایشاں اجمالاً ایمان مے آوردند۔ وتفاصیل را سوے خدا تعالیٰ حوالہ میکردند

الحکیم۔ فلاجل ذالك ما بحثوا عن تناقضات هذه الانباء۔ وما ارادوا ان یتکلموا

پس از ہمیں سبب است کہ از تناقضات ایں خبرہا بحثے نکردہ اند۔ ونخواستند کہ

فیها قبل وقوعها خوفا من جناح الزلة والاعتداء۔ وقالوا نومن بها ولا ندخل

قبل وقوع ایں پیشگوئیہا دریں کلام کنند ازیں اندیشہ کہ مبادا بلغزش وتجاوز از حد مبتلائے گناہ شوند۔ وگفتند کہ ما

فیها وما کانوا علی امر مصرین۔

ایمان بدیں خبرہائے غیب می آریم و دریں ہا دخل نمی دہیم۔ غرض بر چیزے اصرار نمی کردند۔

ثم خلف من بعدهم خلف وفیج اعوج۔ اضاعوا وصایاهم

باز نا اہلاں بعد ایشاں آمدند کہ گروہ کج طبع بودند وصیت بزرگان و

وسبلهم وبدء فیهم التعلی والتموج۔ فتکلموا فی انباء الغیب بغیر علم مجترئین

طریقہائے اوشاں را ضائع کردند و در اوشاں ایں عادت پیدا شد کہ بلندی می نمودند و موج می زدند پس

وَبَحثوا عن امورٍ ما كان لهم ان يبحثوا عنها فضلّوا واضلّوا وكانوا قوماً عمين

در خبر ہائے غیب گفتگو ہا شروع کردند۔ نہ از بصیرت بلکہ محض از دلیری وازاں امور بحث ہا نمودند کہ ہرگز منا

اما ترى كيف نحتوا من عند انفسهم نزول المسيح من السّماء۔ ولن نجد

نبود کہ در آنہا افتند۔ پس گمراہ شدند وگمراہ کردند ومردمان کور بودند۔ آیا نمی بینی کہ چگونہ از طرف خود تراشیدند

لفظ السّماء فى ملفوظات خير الانبياء۔ ولا فى كلم الاولين۔

کہ مسیح از آسمان نازل خواہد شد حالانکہ در تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لفظ آسمان ہرگز نیست ونہ در کلام

وَامّا نفس النزول فهو حق ولا نجادلهم فيه ولا نردّه عليهم بل انّا نؤمن به

پیشینیان۔ مگر لفظ نزول پس آں حق است وما دریں امر با اوشاں مجادلہ نمی کنیم ونہ ایں را بر ایشاں رد

كما يؤمنون وما نحن بمنكرين۔ ولَيس عندنا الّا التسليم فى هذا الباب۔

کنیم۔ بلکہ بداں ایمان می آریم۔ چنانچہ ایشاں ایمان می آرند ومنکر نیستیم ودریں مسئلہ نزد ما بجز تسلیم ہیچ نیست

وَمن انكر فقد كفر بما جاء فى الاثار والكتب۔ وانه من الملحدين۔ بيد انّا نحمل

وہرکہ انکار کند پس او منکر حدیث وقرآن شد۔ مگر ایں است کہ ما

هذا النزول على امرٍ فيه امن من التناقضات۔ ونجاة من الاعتراضات۔ وهو النزول

ایں نزول را بر امرے محمول میکنیم کہ دراں امن از تناقضات است واز اعتراضات نجات است۔ وآں

البروزى الذى قد جرت سنّة الله عليه من زمن الاولين۔ فليس انكارنا الّا من

نزول بروزی است کہ سنت الٰہی برآں رفتہ۔ پس انکار ما صرف ازیں امر است کہ مسیح بنفسہ از آسمان

نزول المسيح بنفسه من السّموات۔ فانه يخالف سنن الله والبيّنات من الآيات۔ فان القرآن

نازل شود چراکہ ایں عقیدہ سنت اللہ وبینات قرآن را مخالف افتادہ

فرض علينا ان نؤمن بوفات المسيح* ونحسبه من الاموات۔ فالقول بحيات المسيح

است زیراکہ قرآن بر ما ایں فرض کردہ است کہ ما بوفات مسیح ایمان آریم واو را از مردگان پنداریم۔ پس اعتقاد

*نوٹ۔ جاء فى بعض الاحاديث من رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتصريح۔ ان عمره نصف عمر المسيح۔ قال صاحب الفتح هذا حديث صحيح ورجاله ثقات
در بعض احادیث از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتصریح آمدہ است کہ عمر آنحضرت از عمر مسیح نصف است۔ صاحب فتح البیان گفتہ کہ ایں حدیث صحیح است ورجال آں ثقات اند

وَرجوعه الى دار الفانيات۔ يستلزم انكار القران والمحكمات البيّنات۔ فلا يتكلم بمثل هذا

حیات مسیح وباز آمدن او در دنیا موجب انکار قرآن ومحکمات آں است۔ پس ہمچنیں کلام صرف کسانے

الّا الذين هم غلف القلوب۔ وكالمحجوب۔ ومن المعرضين۔ انترك لظنون واهية

خواہند کرد کہ دل شان در پردہ است ومثل محجوبان ہستند واز اعراض کنندگان۔ آیا برائے گمانہائے واہیات

القران۔ وننبذ من ايدينا اليقين والعرفان۔ ونرجع الى افسد القول من اصلحه

قرآن را ترک کنیم۔ واز دست خود یقین ومعرفت را بیندازیم۔ واز قول اصلح سوئے قول افسد رجوع کنیم

ونلحق انفسنا بالجاهلين۔ ومن يتدبّر آيات الله۔ ولا يعمى عين تميزه من بيّنات الله

وبا نادانان خود را بیامیزیم۔ وہرکہ در آیات خدا تعالیٰ تدبر کند۔ وچشم خود را از ملاحظہ بینات کور نسازد۔

فلا بدّ له ان يؤمن بموت المسيح۔ ويقر بان النزول على سبيل البروز الصّريح۔ ويعرض

پس او را ضرور است کہ بموت مسیح ایمان آرد واقرار کند کہ نزول بطور بروز است نہ بطور دیگر۔ واز

عن الظالمين۔

ظالمین اعراض کند۔

اسمعتم قبل ذالك رجلا ذهب من الدّنيا ثم نزل بعد برهة من السّماء

آیا پیش زیں شنیدہ اید کہ شخصے سوئے آسمان از دنیا برفت باز بعد از روزگارے از آسمان

اتجدون نظيره فى احدٍ من الانبياء۔ وقد سمعتم كيف اوّل من قبل فى نزول

نازل شد۔ آیا شما نظیر آں در احدے از انبیاء می یابید۔ وشما شنیدہ اید کہ چگونہ پیش زیں در نزول

الياس۔ يا اولى الابصار والقياس۔ ورايتم قوما حملوا قصّة نزول ايليا على ظواهرها

الیاس تاویل کردہ شد اے صاحبان چشم وقیاس۔ وشما قومے را دیدہ اید کہ قصہ نزول ایلیا را بر ظواہر آں

وكفّروا المسيح بخبث النفس واباهرها۔ وضربت عليهم الذلّة والمسكنة وجعلوا من الملعونين

حمل کردند۔ واز وجہ خبث نفس وپرہائی آں مسیح را کافر قرار دادند۔ وبر ایشاں ذلت ومسکنت انداختہ شد واز ملعونان

وَاِنْ کُنْتُمْ لَاتُوْمِنُوْنَ بِمَوْتِ عِیْسٰی یَا مَعْشَرَ الْاِخْوَانِ۔ وَتَرْفَعُوْنَهٗ حَیًّا اِلٰی

گردانیدہ شدند۔ و اگر شما اے برادران بموت عیسیٰ علیہ السلام ایمان نمی آرید و او را زندہ سوے

عَرْشِ الرَّحْمَانِ۔ فَمَا اٰمَنْتُمْ بِکِتَابِ اللّٰهِ الْفُرْقَانِ فَانْظُرُوْا مَنْ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ

عرش رحمان می بردارید۔ پس شما بکتاب الٰہی کہ فرقان ست ایمان نیاوردہ آید۔ پس بنگرید کہ کدام کس از ما با امن

وَالْاَمَانِ۔ وَمَنْ اتَّبَعَ ظُنُوْنًا وَتَرَکَ سُبُلَ الْاِیْقَانِ۔ ثُمَّ اَنْتُمْ تُکَفِّرُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ

امان زیادہ تر حق دارد۔ و کدام کس گمانہا را پیروی کرد و راہ یقین را بگذاشت۔ باز شما مسلمانان را کافر قرار میدید

وَتُکَذِّبُوْنَ الصَّادِقِیْنَ۔ وَتُطِیْلُوْنَ الْاَلْسِنَةَ عَلٰی اَهْلِ الْحَقِّ وَالْیَقِیْنِ۔ اَکَانَ هٰذَا

وصادقان را کاذب می انگارید۔ و بر اہل حق و یقین زبانہا دراز می کنید۔ آیا ایں طریق پرہیزگاری و راہ

طَرِیْقَ التَّقْوٰی وَالْمُتَّقِیْنَ

پرہیزگاران است۔

وَقَدْ سَمِعْتُمْ اَنَّا قَائِلُوْنَ بِنُزُوْلِ الْمَسِیْحِ۔ وَالْمُقِرُّوْنَ بِهٖ بِالْبَیَانِ الصَّرِیْحِ۔ وَ

و شما شنیدہ آید کہ ما بنزول مسیح قائل ہستیم و با بیان صریح اقرار می داریم۔ و ایں

اَنَّهٗ حَقٌّ وَاجِبٌ وَّلَا یَنْبَغِیْ لَنَا وَلَا لِاَحَدٍ اَنْ یُّعْرِضَ عَنْهُ کَالْمُفْسِدِیْنَ۔ اَوْ یَمْتَعِضَ مِنْ

حق واجب است نہ ما را شاید و نہ شما را کہ از آن اعراض کنیم یا در بارہ قبول آں

قَبُوْلِهٖ کَالْمُتَکَبِّرِیْنَ۔ فَاِنَّهٗ لَا یُعْرِضُ عَنِ الْحَقِّ اِلَّا ظَالِمٌ مُّعْتَدٍ خَلَّابٌ۔ اَوْ فَاسِقٌ مُزَوِّرٌ

مثل متکبران خشمناکی ظاہر کنیم۔ چرا کہ از حق ہماں کس اعراض می کند کہ ظالمے تجاوز کنندہ از حد باشد و فریب

کَذَّابٌ۔ وَیُعْرَفُ بِقَبُوْلِهٖ قَلْبٌ تَوَّابٌ۔ فَالْاٰنَ انْظُرُوْا اَنَحْنُ نُعْرِضُ عَلَی الْقَبُوْلِ اَوْ

دہندہ و فاسق و سخن آرایندہ و کذاب بود۔ و بقبول حق شناختہ می شود کہ ایں دل سوے حق گروندہ است پس

کُنْتُمْ مُعْرِضِیْنَ۔ اَتَظُنُّوْنَ اَنَّ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ سَیَرْجِعُ اِلَی الْاَرْضِ مِنَ السَّمَاءِ۔ وَلَا تَجِدُوْنَ

اکنون بنگرید آیا ما از حق کنارہ می کنیم یا شما کنارہ می کنید۔ آیا گمان میدارید کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بسوے

لَفْظَ الرُّجُوْعِ فِیْ کَلِمِ سَیِّدِ الرُّسُلِ وَاَفْضَلِ الْاَنْبِیَاءِ۔ اَاُلْهِمْتُمْ بِهٰذَا اَوْ تَنْحِتُوْنَ لَفْظَ

زمین از آسمان رجوع خواہد کرد حالانکہ لفظ رجوع در کلمات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نمی یابید۔ آیا

الرُّجُوْعِ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِکُمْ کَالْخَائِنِیْنَ۔

این شما را الہام شدہ است یا لفظ رجوع از طرف خود مثل خیانت پیشگان می تراشید۔

وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ هٰذَا هُوَ اللَّفْظُ الْخَاصُّ الَّذِیْ یُسْتَعْمَلُ لِرَجُلٍ یَّاْتِیْ

و این معلوم است کہ ہمیں یک لفظ است کہ برائے کسانے مستعمل می شود کہ بعد از

بَعْدَ الذَّهَابِ۔ وَیَتَوَجَّهُ مِنَ السَّفَرِ اِلَی الْاِیَابِ۔ فَهٰذَا اَبْعَدُ مِنْ اَبْلَغِ الْخَلْقِ وَاِمَامِ الْاَنْبِیَاءِ

رفتن باز می آیند۔ پس ایں امر از فصیح ترین خلائق و امام انبیاء

اَنْ یَّتْرُکَ هٰهُنَا لَفْظَ الرُّجُوْعِ وَیَسْتَعْمِلَ لَفْظَ النُّزُوْلِ وَلَا یَتَکَلَّمَ کَالْفُصَحَاءِ وَالْبُلَغَاءِ فَلَا

بسیار دور است کہ اینجا لفظ رجوع را ترک کند و بجائے آن لفظ نزول استعمال کند و ہمچو فصیحان و بلیغان

تَنْظُرُوْا کَلَامِیْ هٰذَا بِنَظَرِ الْاِسْتِغْنَاءِ۔ وَلَا تَنْبِذُوْهُ وَرَاءَ ظُهُوْرِکُمْ کَاَهْلِ الْکِبْرِ وَالْمِرَاءِ

تکلم نفرماید۔ پس ایں کلام مرا بنظر استغنا مبینید و آنرا مثل متکبران پس پشت میندازید

بَلْ فَکِّرُوْا کُلَّ الْفِکْرِ بِجَمِیْعِ قُوَّةِ الدَّهَاءِ۔ فَاِنَّ هٰذَا اَمْرٌ جَلِیْلُ الْخَطْبِ عَظِیْمُ الْقَدْرِ

بلکہ بتمام تر دانش کامل فکر کنید۔ چرا کہ ایں امر در حضرت خدا تعالیٰ لیکن

فِیْ حَضْرَةِ الْکِبْرِیَاءِ وَقَبُوْلُهٗ بَرَکَةٌ۔ وَتَسْلِیْمُهٗ فِطْنَةٌ وَّسَعَادَةٌ۔ وَرَدُّهٗ بَلَاءٌ عَلٰی اَهْلِ الْجَهْلِ

عظیم الشان است و قبول کردن آن برکت است و تسلیم آن دانائی و سعادت است

وَمِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ یَّقُوْلُ اَنَّ لَفْظَ التَّوَفِّیْ قَدْ یَجِیْءُ فِیْ لِسَانِ الْعَرَبِ بِمَعْنَی

و بعض از علما میگویند کہ لفظ توفی در زبان عرب گاہے بمعنی استیفا می آید

الْاِسْتِیْفَاءِ۔ وَهُوَ الْمُرَادُ هٰهُنَا فِیْ کَلَامِ حَضْرَةِ الْکِبْرِیَاءِ۔ وَاِذَا طُلِبَ مِنْهُمُ السَّنَدُ فَلَا

و ہمیں معنی در قرآن شریف اینجا مراد است و ہرگاہ ازیں علما طالب سند کردہ شود

یاتون بسند من الشعراء۔ وقد کفروا بمعنٰے بیّنه خاتم الانبیاء۔ ومَا اتوا بمعنی ابلغ

پس ہیچ سندے از شعراء عرب نمی آرند۔ وایشاں انکار آں معنی کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمود

منه عند الفصحاء ومَا اثبتوا دعواهم بل نطقوا کالعامهین۔

باز چناں معنی پیش نکردند کہ از معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزد فصحا ابلغ باشد۔ بلکہ ہمچو سرگشتگاں کلام کردند

ومَا اعطوا وسعةً فی هذا اللسان۔ ولا یعلمون الا الحقد الذی هو تراثهم

و در زبان عربی ایشاں را ہیچ وسعتے نداده شد۔ و چیزے نمی دانند بجزآں کینہ کہ آں ورثہ قدیمہ

من قدیم الزمان۔ فیا حسرةً علیهم مالهم من معرفة فی العربیّة۔ ولیس عندهم

ایشان است۔ پس حسرت بریشاں کہ در علم زبان عربی ہیچ معرفت نمی دارند۔ و نزدشاں بجز دعوہا

من غیر الدعاوی الواهیة۔ ومع ذالك لا ینتهون من القیل والقال۔ ولا یترکون

بیہودہ چیزے نیست و باوجود ایں جہالتہا از قیل وقال باز نمی مانند۔ و نزاع خود را

نزاعهم بل یتصدّون لهذا النضال۔ ویقومون مع الجهل المحکم للجدال۔ وکذالك

نمی گزارند بلکہ دریں کارزار برائے تیراندازی پیش قدمی ہا می کنند۔ و باوجود جہل محکم خود برائے پیکار می خیزند۔ و ہمچنیں اینہا

هتکوا استارهم بایدهم فی هذا المقام۔ بما کانوا غافلین من موارد الکلام۔ سکتوا

پردہ ہائے خود بدستہائے خود بدریدند۔ چراکہ از موارد کلام غافل بودند۔ از بیان ہزار امر حق ساکت

الفًا ونطقوا خلفًا۔ ومَا ینسوا بکلمة حکمیة کالعاقلین۔ وارادوا انفسهم کمخاض

ماندند۔ و چوں سخنے برزبان براندند بخطائے فاحش براندند۔ و ہیچ کلمہ حکمت چوں دانشمنداں از زبان شاں بیروں

وظهروا کالخلفة۔ ثم اذا حان النتاج فما ولدوا الا فارة او اشوه واصغر من فویسقة۔

نیامد۔ و نفوس خود را ہمچو آں شتران نمودند کہ آبستنی باشند و ہمچو ناقہ آبستنی ظاہر شدند۔ باز چوں ایام وضع

هذا علمهم وافسد منها عمل تلك العلماء۔ یامرون الناس بالبر وینسون انفسهم

حمل قریب رسید پس موشے یا زشت تر و خوردتر از موشے بچہ دادند۔ ایں علم ایشاں است و عمل ایں عالمان از علم

ویقولون ما لا یفعلون۔ واذا اعطوا حکمًا فلا یقسطون۔ ویحبّون ان یحمدوا بما لا یعملوا

فاسد تر است۔ مردم را برائے نیکوئی میفرمایند۔ و خویشتن را فراموش میکنند و مردم را میگویند کہ ایں کنید و آں کنید

واذا صلّوا فصلّوا مرائین۔ ویغتابون فی المساجد ویاکلون لحم اخوانهم المسلمین الا

و خود نمی کنند۔ و چوں حاکم مقرر کردہ شوند۔ پس طریق انصاف نگہ نمی دارند۔ و میخواہند کہ بداں خوبیہا تعریف کردہ

قلیل من الخاشعین۔

شوند کہ در ایشاں یافتہ نمی شود۔ و چوں نماز می خوانند پس بریا کاری نماز میخوانند و در مساجد غیبت مسلماناں میکنند

واما لفظ التوفی الذی یفتشونه فی اللسان العربیّة۔ فاعلم انه لا یستعمل حقیقةً

و گوشت برادران مومن میخورند۔ اما لفظ توفی کہ تفتیش آں در زبان عربی میکنند۔ پس بداں کہ ایں لفظ بطور حقیقت

الا للاماتة فی هذه اللهجة۔ سیّما اذا کان فاعله الله والمفعول رجلًا او من النسوة۔ فلا

صرف بمعنی میرانیدن استعمال میاید۔ بالخصوص چوں فاعل او خدا و مفعول انسان از مردان یا زناں باشد

یاتی الا بمعنی قبض الروح والاماتة۔ وما تری خلاف ذالك فی کتب اللغة والادبیّة و

پس دریں صورت ہرگز بجز معنی قبض روح و میرانیدن بمعنے دیگر نمی آید۔ و در کتب لغت و ادب ہرگز مخالف

من فتش لغات العرب۔ وانضا الیه مارکاب الطلب۔ لن یجد هذا اللفظ فی مثل هذه المقامات

ایں نخواہید یافت۔ و ہر کہ تفتیش لغات عرب کند۔ و شتران جستجو برائے آں لاغر گرداند او ہرگز ایں لفظ را در مثل ایں

الا بمعنی الاماتة والاهلاك من الله رب الکائنات۔ وقد ذکر هذا اللفظ مرارًا فی القرآن۔ ووضعه

مقامات بجز معنی میرانیدن نخواہد یافت وایں لفظ بارہا در قرآن شریف ذکر کردہ شدہ است

الله فی مواضع الاماتة واقامه مقامها فی البیان۔ والسر فی ذالك ان لفظ التوفی یقتضی

و خدا تعالیٰ ایں لفظ را در مقام میرانیدن استعمال کردہ است۔ و قائم مقام لفظ امات گردانید۔ و راز ترک

وجود شیٔ بعد الممات۔ فهذا رد علی الذین لا یعتقدون ببقاء الارواح بعد الوفات۔ فان لفظ

کردن وایں را اختیار کردن برائے ایں حکمت است کہ لفظ توفی بعد میرانیدن وجودے را میخواہد کہ باقی ماند۔ و دریا

التوفي يوخذ من الاستيفاء- وفيه اشارة الى اخذ شئ بعد الاماتة والافناء- والاخذ يدل

ودلکشے نیست کہ دہریہ ہستند و بعد از مردن قائل بقاء ارواح نیستند- چراکہ لفظ توفی از لفظ استیفا ماخوذ است و دریں

على البقاء- فان المعدوم لايوخذ ولايليق بالاخذ والاقتناء- وهذا من العلوم الحكمية القرآنية

اشارہ بسوئے ایں معنے است کہ بعد از میرانیدن چیزے در دست باقی ماندہ است- و آنچہ بدست آید آن چیز موجودے باشد

فانه رجع القوم الى لسانهم المباركة الالهامية- ليعلموا ان الارواح باقية والمعاد حق

نہ معدوم چراکہ معدوم ایں لیاقت ندارد کہ او را گرفتہ شود یا جمع داشتہ آید- زیراکہ معدوم چیزے نیست- و ایں از

ولينتهوا من عقائد الدهريين والطبيعيين-

علوم حکمیہ قرآنیہ است- چراکہ قرآن قوم عرب را بسوئے زبان شان کہ مبارک و الہامی است توجہ داد- تا بدانند کہ ارواح باقی

فلما كان الغرض من استعمال هذا اللفظ صرف القلوب الى بقاء الارواح-

خواہند ماند و معاد حق است و تا کہ از عقاید دہریہ و طبعیہ باز مانند پس چونکہ غرض استعمال ایں لفظ ہمیں بود کہ

فمعنى التوفي اماتة مع ابقاء الروح فخذ الحق ✤ واتق طرق الجناح- ولايجادل في هذا

تا دلہا را بسوئے بقاء ارواح توجہ دہانیدہ شود- پس ازیں سبب معنی توفی میرانیدن مع باقی داشتن روح است-

✤ الحاشية- لما كان الملحوظ في معنى التوفي مفهوم الاماتة مع الابقاء- فلاجل ذالك

ہرگاہ کہ ملحوظ در معنی توفی میرانیدن مع باقی داشتن روح بود پس برائے ہمیں سبب ایں

لايستعمل هذا اللفظ في غير الانسان بل يستعمل في غيره لفظ الاماتة والاهلاك

لفظ در غیر انسان مستعمل نمی شود- بلکہ در غیر انسان لفظ اماتت و اہلاک و افناء استعمال می یابد- مثلاً

والافناء- مثلاً لايقال توفى الله الحمار او القنفذ او الافعى والفار- فان

ایں نمی گویند کہ خدا تعالے فلاں خر را وفات داد یا سنگ پشت یا مار یا موش را متوفی کرد- چراکہ

ارواحها ليست بباقية كالارواح الآدميين-

ارواح ایں چیزہا مثل ارواح آدمیاں باقی نخواہند ماند-

الا الجاهل الذي لايعلم العربية- او المتجاهل الذي يغري من خبثه العامة- ومن

پس حق را بگیر و از راہ ہائے گناہ بپرہیز- و ہیچ کس دریں بارہ بجز جاہلے کہ عربی نداند خصومت نخواہد کرد- یا کسیکہ

انتصب لازراء هذا الكلام- وقام للتكذيب والافحام- فعليه ان يعرض في هذا

دانستہ خود را جاہل نماید و مردم را از خباثت خود بر انگیزد- و ہر کہ برائے عیب گیری ایں کلام بایستد و برائے تکذیب

الباب شعرا من اشعار الجاهلية- او كلاما من كلم فصحاء هذه الملة-

و لاجواب کردن قائم شود- پس بذمہ ایں خصومت کنندہ است کہ بتائید دعوی خود شعرے از اشعار

وان لم يفعلوا ولن يفعلوا ولم ينتهوا من الشرارة- فقد جمعوا

جاہلیت پیش کند- یا کلامے از کلمات فصحاء ایں ملت بنماید- و اگر ایں مردم چنیں نکنند و ہرگز نخواہند کرد و نہ از شرارت

لعنتين لانفسهم بشامة النفس الامارة- اللعنة الاولى انهم ما صدقوا قول خير البرية-

باز آمدند پس برائے نفس خود دو لعنت را جمع کردند- لعنت اول اینکہ ایشاں قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

وما اطمئنت قلوبهم بشهادة امام الملة- واللعنة الثانية انهم فتشوا اللغات شاكين

را باور نکردند- و لعنت دوم اینکہ ایشاں در حالت شک تفتیش لغات کردند باز بحالت نومیدی

ثم رجعوا يائسين بالندامة- التي هي تشابه عذاب الهاوية- ثم قعدوا مخذولين

و بدان ندامتے رجوع کردند کہ عذاب جہنم را مشابہ می ماند-

واعلم ان احدا من رجال ذي غيرة- لايقف متعمدا موقف مندمة- الا الذي

و میدانم کہ کسے از مردانِ ذی غیرت برجائے کہ از ان ندامت آید نخواہد ایستاد- مگر کسے کہ از نفس خود

نزع عن نفسه ثوب حياءٍ وانسانية- ورضي بكل تبعةٍ ومعتبةٍ- والحق نفسه

جامہ حیا و انسانیت برکشید و بہر عقوبت و عتابے راضی شد- و نفس خود را با تاں آمیخت کہ زیان کاران

بالخاسرين الملومين- وما تجادلونني في لفظ التوفي الا من السفاهة- فاني اعلم ملا

و ملامت برداران اند- و با من در لفظ توفی محض از راہ سفاہت خصومت میکنند- چراکہ من چیزہا می دانم

نعلمون۔ وانی توردتُ بحر العربیة وتبحّرتُ۔ وعلوتُ شوامخها وتوغّلت۔ واجتنیت ثمارها

کہ شما نمی دانید۔ ومن دریائے علم عربی را وارد شدم وتا عمق آں سیر دیدم وبر کوہ ہائے بلندآن برآمدم۔ وتوغّل می کردم۔ وثمرہ ہائے آنرا چیدم

وتخیّشت۔ وفحصتُ فی کلام القوم وتصحّفت۔ فما وجدت لفظ التوفی فی کلام او

واز ہر طرف گرد آوردم۔ ودر کلام قوم تفحص کردم۔ وصفحہ صفحہ دیدم۔ بیں بجز جسم میرانیدن وروح باقی داشتن

شعر الشعراء الا بمعنی الاماتة مع الابقاء۔ وما استعملوا فی غیرہ الا بعد اقامة القرینة

معنی توفی در کلامے یا شعر شاعرے نیافتم ودر غیر ایں معنی ایں لفظ را بجز آں صورتے خاص استعمال

والایماء۔ وما جاؤا به فی صورت کون الله فاعلًا الا بهذا المعنی۔ ویعلمه کل احد

نکردہ اند کہ قرینہ یا اشارتے قائم کردہ باشند۔ ودر صورتے کہ فاعل ایں لفظ خدا باشد بہ ہمیں معنی آوردہ اند نہ

من علماء العرب من الاعلی الی الادنی۔ واذا کتبت مثلًا الی احد من اهل هذا اللسان

بدون آن۔ وایں آن امر است کہ ایں را ہمہ مردم عرب از علماء آن تا عوام آں می دانند۔ واگر مثلاً سوے یکے

ان الله توفّی فلانًا من الاحباب او الجیران۔ فلا یفهم منه هذا العربیّ الا وفات

از اہل عرب بنویسی کہ فلان شخص را خدا متوفی کرد۔ پس آں شخص عربی بجز ایں نخواہد فہمید کہ آں شخص وفات یافت

ذالك الانسان۔ ولا یزعم ابدًا انه انامه او رفعه بالجسم من ذالك المکان۔ بل

وایں ہرگز نخواہد فہمید کہ خدا او را بخواباند یا زندہ معہ جسم برداشت۔ بلکہ بر موت متنبہ شدہ انا

یسترجع علی موته کما هو عادت المؤمنین۔ فویل کل الویل للمنکرین۔

للّٰہ وانا الیہ راجعون خواہد گفت چنانکہ آں عادت مومنین است۔ پس واویلا بر منکراں۔

افتنحتون للمسیح معنی۔ وللعالمین کلهم معانی اخری۔ تلك اذًا قسمة

آیا برائے مسیح معنے خاص می تراشید وبرائے ہمہ جہان معنی دیگر۔ ایں قسمت مبنی بر انصاف

ضیزی۔ فما لکم لا یوقظکم نصاحة۔ ولا ینبهکم صراحة۔ ولا ترجعون الی الحق

نیست۔ چہ شد شمارا کہ ہیچ نصیحتے شمارا بیدار نمی کند وہیچ تصریحے شمارا خبردار نمی گرداند۔ وہمچو پرہیزگاران

کالمتقین۔ اکفرنی المکفرون مع هذا العلم واللیاقة۔ اجادلونی بهذا البلاغة و

سوئے حق رجوع نمی کنید۔ آیا تکفیر کنندگان بدیں علم ولیاقت تکفیر من کردند۔ آیا بدیں بلاغت وطلاقت

الطلاقة۔ فلیموتوا متندمین۔ ولا اظن ان یتندموا انهم قوم لا یبالون لعن اللاعنین

با من پیکار نمودند۔ پس مے باید کہ بحالت ندامت بمیرند۔ وگمان نمی کنم کہ ایشان متندم شوند۔ چرا کہ ایشان قومے

اذا انقطعت الوقاحة۔ فکل خزی الراحة۔ الّبوا علی جارهم۔ و

ہستند کہ پروائے لعنت لاعنان نمی دارند۔ چوں بیحیائی از حد در گزشت پس ہر رسوائی حکم راحت دارد۔ بر ہمسایہ

ذهلوا عن دارهم۔ فهتك الله استارهم وجعلهم من المهانین۔ وسلطنی علیهم

خود افتادند وخانہ خود را فراموش کردند۔ پس خدا تعالیٰ پردہ ہائے ایشان بدرید وایشانرا از مردم ذلیل وحقیر گردانید

فاختفوا کالطیر فی الوکنات۔ واقتنوا کالوعل عند التعاقبات۔ وعرضنا کالکلنا

ومرا بر ایشان مسلط کرد۔ پس ہمچو پرندگان در آشیانہ ہا پوشیدہ شدند وہمچو بز کوہی بوقت تعاقب راہ کوہ ہا گرفتند۔ وما سینہ

للمناظرات۔ فاهرعوا کالاوابد الی الفلاة۔ وتصدینا لهم لانواع الدعوة۔ وما وضعنا

خود برائے مناظرات پیش کردیم۔ پس ہمچو پرندگان وحشی سوئے صحرا شتافتند۔ وبرائے انواع دعوت از بہر ایشان آمادہ شدیم ودا

عن کاهلنا عصام هذه القربة۔ وما کنا لاغبین۔ نعب علینا کل اعور ذی غوایة۔

شانہ خود بند این مشک فرو ننہادیم۔ ونہ درماندہ شدیم۔ ہر کلاغے گمراہ بر ما آواز کرد۔

ونعق علینا کل ابن دایة۔ محروم عن درایة۔ وعوی علی خلیع خلیع الرسن۔ ونبح

وہر زاغے محروم از عقل بر ما خروشید۔ وہر گرگے وہر بے قیدے آواز خود در ما افتاد۔ وہر سگے اگرچہ چوں پیر فرتوت

کل کلب ولو کان کالیفن۔ فاذا قمنا فکانوا امد یدالوسن۔ او کانوا من المیتین۔

بود عوعو کردن بر ما آغاز کرد۔ وچون ایستادیم پس گویا ہمہ در خواب بودند۔ یا مردہ بودند۔

لماری اللنوکی خلاصة النضری	فرّوا وولّوا الدُبُر کالمتنوّر
ہرکہ بیوقوفان خلاصہ زر مرا دیدند	گریختند وپشتہا ہمچو سرگردانے وپریشانے نمودند

إن يشتموا فلقد نزعت ثيابهم	وتركتهم كالميت المتنكر
اگر مرا دشنام دهند چه دور است چراکه من جامهای ایشان از تن شان برکشیدم	و همچو مرده ناشناخته ایشان را گذاشتم
هم يشتمون ولا اخاف لسانهم	إني ارى الطاف ربٍّ اكبر
ایشان دشنام می دهند و من از زبان شان نمی ترسم	چراکه من مهربانیهای رب کبیر خود می بینم
نزلت ملامة لائمي من حبّه	مِني بمنزلة المحبّ المؤثر
از محبت خدای خود ملامت ملامت کنندگان	بمنزله دوست مخصوص خود مرا می نماید
يا لائمي دع كل لوم وانتظر	ستري بروق الحق بعد تبصّر
ای ملامت کنندهٔ من ملامت ها بگذار و صبر کن	که بعد از چشم بینا حاصل شدن روشنی حق را خواهی دید
جلّت وصايانا هدًى لكنها	كبرت عليك وليتها لم تكبر
وصیتهای من از روی هدایت بزرگ هستند	لیکن بر تو گران آمدند و کاش گران نیامدندی

ايها الناس تدبروا الطرفة عين. ولا تهلكوا انفسكم لمين. ان موت المسيح ثابت
ای مردمان برای یک طرفة العین تدبر کنید و برای دروغی نفس خود را هلاک مکنید. یقیناً موت مسیح بقرآن ثابت
بالقران. ثم بالحديث ثم بشهادة اللغة واهل اللسان. ثم بالعقل والفراسة
است. باز ثبوت آن بحدیث بهم رسید. باز از لغت شهادت اهل زبان ثابت گشته. باز از روی عقل و فراست
والوجدان. ثم بنظائر سابق الزمان. فلا يزيل الامر الثابت كيد الانسان.
و وجدان. و باز بنظائر زمانه گذشته تحقیق این معنی گشته پس امر ثابت را فریب انسان دور نتواند کرد.
والنزول ايضاً حق نظراً على تواتر الآثار. وقد ثبت من طرق في الاخبار
و نزول از روی تواتر آثار هم راست است. چراکه از طرق متعدده ثابت گشته.
فتعالوا الى كلمة ترفع هذه التناقض من بين بعض الاحاديث وبين مجموعة
پس بسوی آن کلمه بیائید که این تناقض را از درمیان بعض احادیث و مجموعه احادیث و فرقان بردارد.

احاديث اخرى والفرقان. فهو البروز الذي ثابت في سنن الرحمان. ولا
پس آن طریق بروز است که در سنت های خداتعالی ثابت گشته. و درین
شك انه يهب انواع الاطمينان. ولا ريب انا اذا اعتمدنا على طريق البروز في معنى
هیچ شک نیست که گوناگون تسلی ها از آن حاصل می آیند. و درین شبهه نیست که ما چون نزول مسیح را بر طریق بروز محمول
نزول المسيح. كما ذكر نزول ايليا بالتصريح. فحينئذ تنطبق العبارات. وترتفع
کنیم چنانکه نزول ایلیا محمول شد. پس درین صورت همه عبارات متناقضه منطبق میشوند و همه شبهات
الشبهات. وتطمئن قلوب الطالبين. ولولا هذا فلا سبيل الى ان نعتقد
رفع می گردند. و اگر این طریق را اختیار نکنیم پس برای این امر هیچ
مع القران بالآثار والاخبار. فالخير كل الخير في عقيدة البروز يا اولي الابصار
صورت نمی بندد که بعد از ایمان آوردن بر قرآن بر اخبار و آثار نیز ایمان آریم. پس ای صاحبان بصیرت همه خیر در عقیدهٔ
وليس هذا بدعة بل قد مضت فيها نظائر من رب العالمين.
بروز است. و این عقیده چون بدعتے نیست بلکه پیش زین نظائر این عقیده از خداتعالی در زمانه گذشته یافته می شود.
فاعلموا ايها الظانون ظن السوء والازدراء. والمهرعون الى
پس ای کسانیکه ظن بد و طریق عیب گیری را اختیار کرده اید و سوی جنگ و خصومت می شتابید
الجدال والمراء. اني ما اريد الا خيركم من حضرة الكبرياء. واقصد ان انقلكم
من بجز بهبودی شما هیچ چیزے نمی اندیشم. و قصد می کنم که شما را از زمین
من خبت الى العلياء. ومن ذات حقاف الى حديقة النعماء. ومن ذات
پست ریگناک بسوی زمین بلند بیارم. و از ریگ کج بسوی باغ نعمتها منتقل کنم و از زمین نشیب و فراز بر راه
كسور الى السبيل السواء. فهل انتم تريدون خيركم او كنتم من الآبين.
راست بیارم. پس آیا شما خیر خود میخواهید یا از سرکشان هستید.

الیس الزمان کلیل ارخیٰ سدوله۔ والدین کغریب فقد غرهوله۔ اتخافون عند قبولی

آیا زمانہ بداں شب نمی ماند کہ پردہ ہائے خود فروہشتہ باشد۔ و آیا دین بدان مسافرے نمی ماند کہ شتر خود را بچرا گزاشتہ

ان تفقدوا اماحیز مغنما۔ او تضیعوا الفضل الذی صار بالنشب توأما۔ کلا انه ظن

گم کردہ باشد۔ آیا وقت قبول کردن من شمارا ایں اندیشہ است کہ آن غنیمتہا کہ جمع کردہ آید مفقود خواہند شد

لایلیق باهل العلم والمعرفة۔ والعزة کلها لله فی هذه والآخرة۔ انّ الرجال لایخافون

یا آن فضیلت را ضائع خواہید کرد کہ با مال توام گشتہ۔ ہرگز چنین نیست بلکہ ایں ظنے است کہ اہل علم و معرفت

ولو ذبحوا بالمدی۔ او نزع عنهم ثوب المحیا۔

را نمی شاید۔ و عزت ہمہ خدا است چہ دریں عالم و چہ در آخرت۔ مرداں نمی ترسند اگرچہ با کاردہا ذبح کردہ شوند۔

یا جامہ حیات از تن شان کشیدہ شود۔ آیا تا ایں وقت کورہائے شما دور نشدہ۔ و چہ سبب است کہ ہریکے را از شما در

اما تسلّت عمایاتکم الی هذا الزمان۔ ومالی اجد کل احد منکم الوی

فی الکلام والبیان۔ وتعلمون اننی ماجئت بمفتریات کاهل الفسق والهنات۔ وما

کلام و بیان جنگجو می یابم۔ و میدانید کہ من ہمچو فاسقان و بدکاران چیزہائے افترا کردہ نیاوردہ ام۔ و برشما

فتحت علیکم باب البدعات۔ بل هو حسرات علیکم بعد الممات۔ فاین آذان تسمعون

دروازہ بدعات نکشادم۔ بلکہ ایں کار دبار من بعد از مردن برشما حسرتہا است۔ پس کجا آن گوشہا ہستند کہ

بها۔ واین اعین تبصرون بها۔ واین قلوب تفقهون بها۔ ومالکم لاتترکون الخرافات

بدانہا بشنوید۔ و کجا آن چشمہا ہستند کہ بدانہا بہ بینید۔ و کجا آن دلہا ہستند کہ بدانہا بفہمید۔ و چہ شد شمارا کہ آن خرافات

المتدنسة۔ ولاتقبلون الجواهر النفیسة۔ تمنعون المسلمین من المساجد۔ وتعظمون

را ترک نمی کنید کہ در تاریکی افتادہ اند و جواہر نفیسہ را قبول نمی کنید۔ مسلمانان را از مساجد منع می کنید۔ و برائے دنیائے خود اہل

لدنیاکم اهل العساجد۔ حصحص الحق فلا تقبلون۔ وتبیّن الرشد فلا ترجعون۔ و

را تعظیم مے کنید۔ حق ظاہر شد مگر شما قبول نمی کنید۔ و رشد پیدا شد مگر شما رجوع نمی کنید۔ و

وتکفّرون اهل القبلة ولا تمتنعون۔ اتموتون فی یوم اوانتم من الباقین۔ کیف تجدون

اہل قبلہ را کافر می گوئید و باز نمی مانید۔ آیا در وقتے خواہید مرد یا شما از باقیاں ہستید۔ بدین تعصب ہا

لذات الایمان بهذه التعصبات۔ وما بقی حلاوته بتکفیر المومنین والمومنات۔ حسبتم اعراضنا

لذت ایمان چگونہ می یابید۔ و با تکفیر مومنین و مومنات حلاوت ایمان چہ باقیماندہ۔ شما آبروہائے ما را

کفیء۔ وتغرون علینا العوام وتلقون الیهم شیئًا بعد شیء۔ وافسدتم الناس بمکائدکم

ہمچو مال غنیمت پنداشتہ اید۔ و عوام را بر ما می دوانید۔ و در دل شان چیزے بعد چیزے می اندازید۔ و شما بمکر و تزویر

وتزویراتکم۔ وصرفتم قلوبهم عن الحق بخرافاتکم۔ فاعلموا ان اثم الامیین علیکم یا معشر

خود مردم را تباہ کردہ اید۔ و از خرافات خود دل اوشان از حق گردانیدہ اید۔ پس بدانید کہ گناہ ناخواندگان بر گردن

الخادعین۔ احسبتم تکفیر المومنین امرًا هینًا۔ وتکذیب الصادقین شیئًا خفیفًا

شماست اے گروہ فریب دہندگان۔ آیا شما تکفیر مومنان و تکذیب صادقان امرے سہل پنداشتہ اید۔ و آن

وهو عند الله عظیم۔

نزد خدا تعالیٰ امرے بزرگ است۔

ولم تزالوا کنتم مصرّین علی الانکار۔ وما شفقتم وما خشیتم اخذ القهار

و شما ہمیشہ بر انکار اصرار کنندگان بودید۔ و شما از مواخذہ خدا تعالیٰ ہیچ نترسیدید۔

حتّی بلغ امرنا الی ما بلغ وردّ الله علیکم دعواتکم انه لایحب قومًا مفسدین۔ ایها

تا آنکہ کار ما رسید بجائے کہ رسید۔ و خدا دعائے شما بر شما رد کرد چرا کہ او مفسدان را دوست نمی دارد۔ اے مردمان

الناس انی محقّ صادق فی ادّعائی۔ فایاکم ومرائی۔ وان کنتم لاتقبلون قولی۔

من بر حق و صادقم۔ پس از جنگ من بپرہیزید۔ و اگر چنین ہستید کہ نہ قول من قبول می کنید۔

ولا تخافون صولی۔ ولا تنهضون الی الهدایة ولا تنتهون من الغوایة۔

و نہ از حملہ من می ترسید۔ و نہ سوئے ہدایت کشیدہ می شوید۔ و نہ از گمراہی باز می مانید۔

فتعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا

پس بیائید تا بخوانیم پسران خود را و پسران شما را و زنان خود را و زنان شما را و نفسہائے خود را و نفسہائے

وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔

شما را باز مباہلہ کنیم و بر دروغ گویان لعنت فرستیم۔

ونستفتح فیما وقع بیننا لیقضی الامر ویظھر الحق وینجو عباد اللّٰہ من قوم

واز خدا تعالیٰ در نزاع خود فیصلہ بخواہیم تا امر حق فیصلہ کردہ شود و بندگان خدا از دروغگویان خلاص

کاذبین۔ وانی احضر براز المباھلۃ۔ مع کتاب فیہ الھاماتی من حضرۃ العزۃ۔

یابند۔ و من در میدان مباہلہ با کتاب الہامات خود حاضر خواہم شد۔

فآخذ الکتاب بید التواضع والانکسار۔ وادعو اللّٰہ رب العزۃ والاقتدار۔ واقول

پس کتاب را بدست تواضع و انکسار خواہم گرفت۔ و بدرگاہ خدائے عزیز صاحب اقتدار دعا خواہم کرد۔ و این

یارب ان کنت تعلم ان کتابی ھذا مملو من المفتریات۔ ولیس ھذا

خواہم گفت کہ اے خدائے من اگر میدانی کہ این کتاب من از مفتریات پر است۔ و این نہ الہامات

الھامک وکلامک ومخاطباتک من العنایات۔ فتوفنی الی

تست نہ کلام تست نہ مخاطبات تست پس مرا تا مدت یکسال

سنۃ وعذبنی بعذاب ما عذبت بہ احدا من الکائنات۔ و

بمیران۔ و مرا بعذابے معذب کن کہ ہیچکس را از مخلوقات بدان معذب نہ کردہ باشی۔ و مرا

اھلکنی کما تھلک المفترین الکاذبین بانواع العقوبات لینجو الامۃ

ز انسان ہلاک کن کہ مفتریان و کاذبان را بانواع عقوبت ہلاک میکنی تا کہ این امت از

من فتنتی ولیتبین ذلتی علی المخلوقات۔

فتنہ من نجات یابد و تا کہ ذلت من بر مخلوقات ظاہر گردد۔

رب وان کنت تعلم ان ھذہ الکلمات کلماتک ومن الالھامات۔ ولست

واے خدائے من اگر میدانی کہ این کلمات کلمات تو ہستند۔ و من نزد تو

بکاذب عندک بل انت بعثتنی عند ظھور الفتن والبدعات۔ فعذب

دروغگو نیستم۔ بلکہ تو بروقت ظہور فتنہ ہا و بدعت ہا خود مرا مبعوث کردی۔ پس آنان را

الذین کفرونی وکذبونی ثم حضروا الیوم للمباھلۃ۔ ولا تغادر منھم نفسا سالمۃ

معذب کن کہ مرا کافر قرار دادند و تکذیب من کردند۔ باز امروز برائے مباہلہ حاضر شدند۔ و از ایشان تا

الی السنۃ الاتیۃ۔ وسلط علی بعضھم الجذام وعلی البعض

سال آیندہ یک نفس سلامت مگذار۔ و بر بعض شان جذام را مسلط کن و بر بعض

الالام۔ وانزل علی ابصار بعضھم بلاءا۔ وسلط علی البعض صرعا

دردہا۔ و بر چشمہائے ایشان بلائے نازل کن۔ و بر بعض مرض صرع

وفالجا واستسقاءا وداءا اخر وتوفھم معذبین۔

و فالج و استسقا یا مرضے دیگر مسلط کن۔ و بعض را بعذاب موت بمیران

وابتل بعضھم بموت الابناء والاحفاد والاختان و

و بعض را بموت پسران و پسران پسران و دامادان و زنان و محبوبان و برادران مبتلا

الازواج والاحباب والاخوان۔ وعلیکم تقولوا آمین۔

کن۔ و بر شما خواہد بود کہ شما آمین بگوئید۔

فان یبق احد منکم سالما الی سنۃ۔ فاقر

پس اگر یکے ہم از شما تا سالے باقی ماند۔ پس من اقرار خواہم کرد

بانی کاذب واجیئکم بعجز وتوبۃ۔ واحرق کتبی واتبع ھذا الامر بخلوص نیۃ

کہ من دروغگو ہستم و بعجز و توبہ پیش شما بیایم۔ و کتابہائے خود را بسوزانم۔ و این امر را بخلوص نیت شائع کنم۔

واحسب انكم من الصادقين۔

وخواہم پنداشت کہ شما از صادقاں ہستید۔

واما دعاءكم فليدع كل احد منكم احكم الحاكمين۔ ربنا ان كان هذا

مگر مضمون دعائے شما۔ پس باید کہ ہر یکے از شما بحضرت احکم الحاکمین ایں دُعا کند کہ اے خدائے ما اگر

الرجل كاذبًا فانزل عليه نكالك وتوفّه الى السنة بعذاب مهين۔ واجعل

ایں شخص کاذب است پس برو عذاب خود نازل کن واورا تا یکسال بعذاب اہانت کنندہ بمیران۔ و

الرجس عليه ونجّ عبادك منه يا ارحم الراحمين۔ ربنا وان كان صادقًا

عذاب ذلیل کنندہ برو مسلط کن۔ و بندگان خود را اے ارحم الراحمین ازو برہان۔ و اگر اے خدائے ما او صادق است

ومن الحضرة۔ فانزل علينا رجسًا من السماء الى السنة۔ ولا تغادر منا احدًا

و از طرف تست۔ پس بر ما تا یکسال عذابے از آسمان نازل کن۔ و احدے از ما کہ در مباہلین

من المباهلين۔ وعذبنا ومزّقنا واهلكنا واعدمنا وسلّط علينا آفاتٍ و

داخل است مگذار۔ و ما را معذب کن و پارہ پارہ کن و معدوم کن و بر ما آفات و امراض مسلط کن

امراض كما تسلط على المفسدين۔ وعلينا عند ختم دعائكم ان نقول آمين۔

چنانچہ بر مفسدان مسلط میکنی۔ و بر ما بروقت ختم دعائے شما لازم خواہد بود کہ بگوئیم آمین

ثم عليكم ان تقدموا بين يديكم قبل المباهلة بالاستخارة المسنونة

و ایں ہم بر شما لازم خواہد بود کہ قبل از مباہلہ استخارہ مسنونہ کنید۔

وتلتمسوا فضل الله بتضرعاتٍ بهذه الادعية۔ ربنا ان كان هذا هو الحق

و فضل الٰہی بتضرعات بایں دُعاہا بخواہید۔ اے خدائے ما اگر ہمیں حق است پس ما را از

فلا تجعلنا من المحرومين۔ ربنا وفّقنا لنقوم فى سبيلك ولا نعصى الحق

محرومان مگردان۔ اے خدائے ما ما را توفیق دہ کہ در راہ تو ایستادہ شویم و نافرمان حق نباشیم

ولا نكون من الخاسرين۔ ربنا نخاف ان نرد اليك بوجوه مسودّة۔ فارحمنا

و از زیان کاران نشویم۔ اے خدائے ما می ترسیم کہ برو ہائے سیاہ بسوئے تو واپس کردہ شویم۔ پس اے خدائے

ربنا واهدنا من لدنك سبلنا۔ وافتح اعيننا۔ وارنا طريق الصالحين۔

ما بر ما رحم کن و راہ ہائے ما را بنما۔ و چشمہائے ما بکشا۔ و راہ صالحین ما را بنما۔

فقوموا فى اواخر الليالى باكين۔ واسئلوا ربكم متضرعين۔ ولا تغلوا فى ظنونكم

پس در آخر شب ہا بحالت گریہ بخیزید۔ و از خدا تعالیٰ بتضرع بخواہید۔ و در گمانہائے خود از حد بیرون

ولا تيئسوا من ايام الله۔ ان ايام الله تاتى كالمفاجئين۔

مروید و از روز ہائے خدا نومید نباشید۔ چراکہ روز ہائے خدا ہمچو ناگاہ آیندگان می آیند۔

واخر العلاج خروجكم الى براز المباهلة۔ وعليكم ان

و آخری علاج اینست کہ سوئے میدان مباہلہ بیرون آئید۔ و بر شماست کہ جماعت

لا تكون جماعتكم اقل من العشرة الكاملة۔ او يزيدون ولو الى الفٍ

شما از دہ مرد کمتر نباشند۔ یا زیادہ ازان باشند اگرچہ تا

فى تلك الساهرة۔ ليفتح الله بيننا وبينكم ويقطع دابر الفجرة۔ ويتم الحجة

ہزار در آن میدان جمع شوند۔ تا کہ خدا تعالیٰ در ما و شما فیصلہ کند و انجام بدکاران بدنماید و حجت خود

على العالمين۔

کامل کند۔

هذا اخر حيل اردناه فى هذا الباب۔ فتدبر۔

ایں حیلہ آخری است کہ دریں باب خواستیم۔ پس تدبر کن

وادعُ الله لطرق الصواب ولا تقعد كالقنطين

و از خدا تعالیٰ راہ ہائے ثواب بخواہ و ہمچو غافلاں منشیں۔

الا یا ایها الحرّ الکریم — تدبّر یهدیك المولی الرحیم

اے مرد آزاد و کریم — تدبر کن خدائے رحیم ترا راه نماید

ولا تبخل ولا تقصد فسادا — اتطفئ ما حضا الرب العظیم

و بخل مکن و قصد فساد مکن — آیا میخواهی که آنچه خدا افروخته است آنرا فرو میرانی

وما جئنا الوریٰ فی غیر وقت — وقد هبّت لقاءها النسیم

و ما بے وقت نزد مردم نیامدیم — و نسیم بر وقت خود وزیده است

مَن رجَع من قوله بعدَ ما نطق بالخطاء۔ فله اجر عظیم فی حضرة الکبریاء۔ و

و هر که از قول خود رجوع کند بعد از آنکه بخطا کلام کرده بود۔ پس او را در حضرت کبریاء اجرے عظیم است۔ و

یُحشر مع المتقین۔ وینال جزیل الثواب۔ وعظیم الاجر فی دار المآب۔ التی لا

با پرهیزگاران حشر او خواهد بود۔ و ثواب بزرگ و اجر عظیم در آخرت خواهد یافت۔ و و انی که آخرت

موت بعد حیاتها۔ ولا انقطاع لنعیمها ولذاتها۔ فمن قام ابتغاءً لمرضات اللّٰه

چیست آن آخرت که پس از زندگی آن موت نیست و نعیم لذات انرا انقطاع نیست۔ پس هر که برائے حصول

فله ثواب ذالك فی ملکوت السّماء۔ ویُکرم فی حضرة العزة ویجزیٰ باحسن الجزاء۔

خوشنودی خدا تعالیٰ باایستد پس برائے او ثواب آن در ملکوت آسمان است و او در حضرت عزّت بزرگی خواهد یافت

فعلیکم یا معشر الاخوان۔ اَنْ تسمعوا قولی للّٰه الدّیان۔ وتجتنبوا سُبل الطغیان۔

و بیکوتر جزا و پاداش داده خواهد شد۔ پس اے معشر برادران بر شما ست که برائے خدائے جزا دهنده سخن مرا بشنوید و از

وایاکم والکبر والمبالات۔ واتقوا اللّٰه واذکروا المجازات۔ واتقوا سیر ارباب الدنیا

راه بے اعتدالیها دور بمانید و از تکبر و لاپروائی خود را دور دارید و از خدا بترسید و روز جزا را یاد کنید۔ و از سیرت

والمحجوبین۔ ولا تقرؤا کتابی هذا واجدین علیّ او کارهین۔ وعسیٰ اَن تحسبوا

ارباب دنیا و محجوبان پرهیز کنید۔ و این کتاب را در حالت غصه و کراهت مخوانید۔ و نزدیک است که شما امرے را

امرًا علی صورة والحقیقة خلاف تلك الصورة۔ وعسیٰ ان تظنوا امرًا

صورتے پندارید و حقیقت برخلاف آن صورت باشد۔ و نزدیک است که شما امرے را خلاف

خلاف حقیقة وهو عین تلك الحقیقة۔ فانکم ما تدرون لُبّ النوامیس

حقیقت انگارید و آن عین آن حقیقت باشد۔ چرا که شما مغز اسرار الٰهی نمی فهمید۔

الالهیة۔ وتتکلمون مستعجلین غیر مفکرین۔ انظروا کیف تهتمّون لامور دنیاکم

و از شتاب کاری بغیر فکر کردن گفتگو می کنید۔ ببینید که درباره امور دنیوی خود چه اهتمام ها

وان نزل بلاء علیها فلا تصبرون علیٰ بلواکم۔ وتسعون حق السعی لتدفعوا ما اذاکم

می کنید۔ و اگر چیزے از بلا بر آن امور نازل شود۔ پس بر آن بلا صبر نتوانید کرد۔ و تمام سعی بجا می آرید تا آن چیز

وتنفقون لدفعه اموالکم واوقاتکم۔ وقواکم وتتوجهون بکل فکرکم۔ ونهاکم

را دفع کنید که اذیت داده است و برائے دفع آن مالہائے خود را و وقتہائے خود را و قوتہائے خود را خرچ میکنید و بهمه فکر و

ولا تقعدون کالصّابرین۔ فلما کانت عنایتکم بهذا القدر الیٰ اشیاء فانیة۔ ذاهبة

دانش سوئے آن متوجه میشوید و همچو صابران نمی نشینید۔ پس هرگاه که سوئے آن چیزهائے فانیه این توجه و عنایت شما ست

بعد وقتٍ ومهلة۔ فکیف تغفلون من الامور الباقیة الابدیة۔ التی توصل

که در وقتے باشد و در وقتے دیگر نباشد پس چگونه در امور باقیه ابدیه غفلت می ورزید۔ آن امور که گم شدن

فقدانها الی النیران المحرقة۔ اتؤثرون الفانیات علی الباقیات۔ وتریدون

آنها تا آتشهائے سوزنده میرساند۔ آیا شما چیزهائے فانیه را بر چیزهائے باقیه اختیار می کنید۔ و دعام

الحیاة الدنیا وتنسون خلود الجنات۔

بهشت ها یاد نمی دارید۔

ایها الناس زکّوا نفوسکم واجتنبوا جذباتکم۔ وطهّروا خطراتکم۔ و

اے مردمان نفسهائے خود را پاک کنید و از جذبات خود دور بمانید۔ و خیالهائے دل و نیات را پاک

نبأتكم۔ وانظروا الی الحق متأملین کلا تخدعنکم اخبار باردۃ۔ وخرافات واهیة
کنید۔ وسوئے حق بنگاہ تامل بنگرید۔ باید کہ شمارا خبرہائے سرد وسخنہائے خرافات واہیات فریب ندہند۔
ولا ینبغی ان تلتفتوا الیها وتنبذوا کلام الله وراء ظهورکم غافلین۔
ونمی سزد کہ سوئے چنین سخنہا التفات کنید۔ وکلام خدا را پس پشت خود بیندازید۔
وقد سمعتم ان موت نبی الله عیسیٰ ثابت بکلام رب العالمین۔
وشما شنیدہ آید کہ موت عیسیٰ علیہ السلام بقرآن ثابت است۔
والاحادیث ساکتة فی رفعه الجسمانی۔ وما فی یدیکم الا الامانی۔ وما ثبت
واحادیث در بارہ رفع جسمانی او ساکت اند۔ ودر دست شما بجز آرزوہا ہیچ نیست۔ ودر بارہ رفع ہیچ اثرے
فیه اثر من خاتم النبیین۔ وما نطق فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم
از خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نشدہ۔ وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ لفظے دریں بارہ برزبان نیاوردہ۔
بکلمة۔ ولا تفوّہ بلفظة واحدة۔ وتعلمون ان النزول فرع للصعود فلما
ومیدانید کہ نزول برائے صعود فرع است۔ پس ہرگاہ کہ صعود

✣ الحاشیه۔ الرفع الذی جاء فی ذکر عیسیٰ علیه السلام فی القرآن۔ فهو
آن رفع کہ در ذکر عیسیٰ علیہ السلام در قرآن شریف آمدہ است۔ آن رفع
لیس رفع جسمانی ولذالك قدّم علیه لفظ التوفی فی البیان لیعلم
جسمانی نیست۔ وازبہر ہمین برسرآن لفظ توفی بیان کردہ شد۔ تا کہ مردم بدانند کہ آن
الناس انه رفع روحانی کما جرت علیه سنّت الله بعد موت اهل الایمان۔
رفع روحانی است۔ چنانکہ برآن سنت خدا تعالیٰ برائے مومنان بعد از مردن شان رفتہ۔
فانهم یُرفعون الی الله بعد قبض الروح ویُدخلون فی نعیم الجنان۔ فرحین۔
چراکہ اوشان بعد از مردن سوئے خدا تعالیٰ برداشتہ می شوند ودر بہشت بحالت خوشی داخل کردہ مے شوند

لم یثبت الصعود فالنزول رجاء باطل فلا تأخذوا بالقول المردود۔ وان
جسمانی ثابت نشد پس نزول امیدے باطل است۔ پس قول مردود را نگیرید۔ واگر از نصیحت من کنارہ
تعرضوا عن نصیحتی۔ ولم تعملوا علی وصیّتی۔ فاخاف علیکم ان تحسبوا فی الذین
کنید۔ وبر وصیت من عمل نکنید۔ پس بر شما می ترسم کہ از آن مردم شمار کردہ شوید
یقطّون نعم الله ویقطعون ما امر الله به ان یوصل ویمدّون اعناقهم
کہ نعمتہائے الٰہی را شکر نمی کنند۔ وہرچہ برائے پیوند کردن آن حکم است آنرا قطع می نمایند۔ وگردنہا خود
جاحدین۔ وما کنت بدعًا فی هذا الامر وما جئت شیئًا امرا۔ فکیف تؤاخذونی
را از روئے انکار دراز می کشند۔ ودرین امر من اول کسے نیستم ومن امرے نیاوردہ ام کہ کسے نیاوردہ۔ پس چگونہ مرا سخت

والآیت نزلت لیقضی بین الیهود والمسیحیین۔ فان الیهود زعموا ان المسیح
واین آیت برائے فیصلہ کردن در یہود ونصاریٰ نازل شدہ است۔ چراکہ یہود زعم کردند کہ حضرت عیسیٰ
کان من الکاذبین۔ وملعونًا وما کان من المقربین المرفوعین۔ وقالوا انه
علیہ السلام از کاذبان بودند۔ونعوذ باللہ ملعون بودند۔ واز آنان نبودند کہ سوئے خدا تعالیٰ رفع ایشان میشود۔
صُلب والمصلوب لا یُرفع الی الله بحکم التورات بل یُلعن من حضرته ویُجعل من
وگفتند کہ او مصلوب شد۔ وبحکم توریت مصلوب از رفع محروم می ماند بلکہ او از جناب باری رد کردہ میشود
المردودین۔ وقال النصاریٰ انه کان ابن الله فصُلب لانجاء الخلق ومُنع
ونصاریٰ گفتند کہ عیسیٰ پسر خدا بود وبرائے نجات خلق مصلوب شد۔ ووے را ابتدا از
من الرفع فی اوّل الامر ولُعن وعُذّب ثم اُدخل فی جهنم الی ثلثة ایام کالفاسقین
رفع منع کردہ شد۔ وملعون شد ومعذب شد۔ وتا سہ روز چون بدکاران داخل جہنم گردید۔
ثم رُفع الی العرش وآواہ الله الی یمینه الی ابد الآبدین۔ فالیهود ذهبوا الی
باز رفع او سوئے عرش خدا تعالیٰ شد۔ وخدا او را بجانب راست خود جا داد۔ پس یہود بسوئے تفریط رفتند و

وترهقوننی عن امری عسرا۔ اعمیت علیکم اقوال الاولین۔ بل ھو نباء عظیم

میگیرید و در مشکلهاے اندازید۔ آیا برشما سخنهائے اولین پوشیدہ شدند۔ بلکہ آن چیزیست بزرگ کہ ازان

کنتم عنه معرضین۔ لا تظلموا انفسکم واتونی بصفاء نیة۔ یدرء الله عن

کنارہ کش شدہ آید۔ برخود ظلم مکنید و بصفاء نیت نزدم بیائید۔ خدا ہر شبہ شما از دل شما

قلوبکم کل شبھة۔ وینزل علیکم انوار سکینة۔

دور خواہد کرد و نور اطمینان برشما نازل خواہد کرد۔

وتعلمون ان فتن النصارٰی وغلوهم فی الخزعبیلات۔ کانت تقتضی حکما

ومیدانید کہ فتنہ ہائے نصاریٰ و جوش ایشان در امور باطلہ یک حکم را از خدا میخواست۔

تفریط وهمط واهباط۔ والنصارٰی مع التفریط الی افراط۔ فبین الله ما کان

فرو افگندن رفتند۔ ونصاریٰ با تفریط افراط راہ ہا اختیار کردند۔ پس خدا تعالیٰ آنچہ راست

احق واقوم فی امر عیسٰی۔ فقال انه ما صلب بل توفی بحتف انفه والحق

بود بیان فرمود کہ مسیح مصلوب نشدہ است تا از رفع محروم ماند۔ بلکہ بموت خود بمرد باز بغیر ملعون

بالموتی۔ ثم رفع کالمقربین من غیر ان یلعن ویدخل فی اللظی۔ فالحاصل

شدن مرفوع شد در رفع او ہمچو رفع مومنان شد۔ پس حاصل کلام اینست

ان هذا قضاء من الله الاعلٰی۔ بین الیهود والنصارٰی

کہ این حکم فیصل از خدا تعالیٰ در یہود و نصاریٰ است۔

لیبرء عبده من بهتان اللعن* وعدم

تا خدا تعالیٰ بندہ خود را از تہمت لعنت و عدم رفع بری کند۔

الرفع ویقضی بما هو احق واولٰی۔

پس خدا تعالیٰ بدین حکم اختلاف را از میان برداشت۔

* الحاشیه۔ لولا هذا الغرض لکان ذکر التطهیر لغوا بعد ذکر الرفع فان عدم الرفع الجسمانی

اگر چنین غرض نبودے بایستے ذکر تطہیر بعد ذکر رفع لغو بودے کہ عدم رفع جسمانی آن

من رب السموات۔ فالله الذی نجا المسیح من صلیب الیهود ورفعه

پس آن خدائے کہ مسیح را از صلیب یہود نجات دادہ بسوئے مقام بلند بردا شت

الی المقام الاعلٰی۔ اراد ان ینجیه من صلیب النصارٰی مرة اخرٰی

ارادہ کرد کہ بار دوم او را از صلیب نصاریٰ نجات دہد۔

فارسلنی حکما عدلا لهذه الخطة۔ وسمانی باسمه لاکسر الصلیب واتم

پس مرا بطور حکم عدل برائے این کار فرستاد و نام من مسیح نہاد تا کہ من صلیب را بشکنم۔ و کارے کہ از

ما بقی منه من فرائض النصیحة۔ فکل ما افعل کان علیه

مسیح باقی ماندہ بود با تمام رسانم۔ پس ہمہ آنچہ من مے کنم او کردے۔

فحکم بینهم فیما اختلفوا فیه۔ وهو خیر الحاکمین۔

پس حکم کرد در آنچہ اختلاف مے داشتند۔

ولولا هذا الغرض فما کان وجه لذکر هذه القصة۔ بل لو فرضت

پس اگر این غرض نبودے پس برائے ذکر این قصہ ہیچ وجہے نبود۔ بلکہ اگر این قصہ را بر خلاف

القصة علی خلاف هذه الصورة۔ لکان لغوا کلها ومحل اعتراض علی

این صورت فرض کردہ شود ہمہ قصہ لغو و محل اعتراض بر حضرت باری مے گردد۔

فعل حضرة العزة۔ الم تکن ارض الله واسعة فیخفی المسیح فی مغارة

آیا زمین خدا فراخ نبود۔ پس می بایست کہ در غارے از غار ہا پوشیدہ

من المغارات۔ کما اخفی افضل الرسل عند التعاقبات۔ ففکر ای حاجت اشتدت

کردے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بوقت تعاقب پوشیدہ کرد۔ پس فکر کن کہ کدام حاجتے پیش

لرفعه الی السماوات۔ اخشی الله رعب الیهود المخذولین۔ وظن انهم

آمدہ بود کہ مسیح را بر آسمان برد۔ چہ خدا از رعب یہود بترسید و گمان کرد کہ ہر جا کہ در زمین پوشیدہ

لوکان فی قید الحیات - وکذالك قدر عالم المغیبات - وجئت بعدہ علی قدر

اگر در قید حیات بودے - وہمچنین خدائے عالم الغیب مقرر کرد - ومن بعد از مسیح بمقدار آن زمانہ

جَاءَ ھُوَ مِنْ بَعْدِ مُوسٰی - وان فی ذالك لاٰیةً لاولی النُّھٰی - وَمِنْ

آمدہ ام کہ او بعد از موسیٰ علیہ السلام آمدہ بود - ودرین مناسبت برائے عقلمندان نشانے است -

آیات اللہ انہ اخفی فی عدد اسمی عدد زمانی - وان شئت ففکر فی

واز نشانہائے خدا یکے این ست کہ او در عدد نام من عدد زمانہ را پوشیدہ داشتہ است - واگر خواہی در عدد

غلام احمد قادیانی

غلام احمد قادیانی

۱۳۰۰ھ

فذالك خاتم رب العلمین - وفیہ اشارة الی انہ جعلنی لھذہ الملة مجدد

فکر کن - پس این مہر خدا است - ودرین اشارہ است کہ او تعالیٰ مرا مجدد این صدی گردانیدہ است

الدین - ولا یقبل العقل السلیم ان یصمت اللہ الغیور عند ھذہ الفتن

وہیچ عقل سلیم قبول نمی کند کہ خدائے غیور بر وقت این فتنہ ہا خاموش ماند -

العظیمة - حتی لا یبعث مجددًا علی راس ھذہ المائة - انطمئن قلوبکم بان

تا آنکہ بر سر این صدی ہیچ مجددے را نفرستد - آیا دلہائے شما بدین امر

یخرجونہ من الارضین - الا تعلم ان اللہ حکیم لا یفعل فعلًا الا بقدر ضرورة

کنم ایشان خواہند برآورد - آیا نمی دانی کہ خدا حکیم است - ہر کارے کہ میکند صرف بقدر ضرورت

ولا یتوجہ الی لغو بغیر حکمة داعیة - فای حکمة الجاء اللہ لرفع المسیح الی السماء

میکند - وبسوئے لغو بغیر حکمت داعیہ توجہ نمی فرماید - پس کدام حکمت خدا را برائے رفع مسیح بیقرار کرد -

اما وجد موضعًا فی الارض للاختفاء - ففکر کالمبصرین - منہ

آیا ہیچ مکان برائے پوشیدن او بر زمین نماندہ بود - پس ہمچو بینایان بیندیش - منہ

یری اللہ ھذہ البلایا تتنزل علی الامة الضعیفة - ثم لا یتوجہ الی دفعھا ولا

اطمینان بگیرند کہ خدا بہ بیند کہ این آفات برامت ضعیفہ نازل می شوند و باز برائے دفع آن آفات ودور

لازالة ھذہ الظلمة - ولا یبدو شیء من نصرة حضرة الکبریاء - ولا تتنزل رحمتہ

کردن تاریکی متوجہ نگردد - وچیزے از مدد خدا تعالیٰ ظاہر نشود - وہیچ رحمتے بر وقت

عند کمال ھذا البلاء - ونسب ذراری الشیطان اولیاء الرحمٰن فرحین

نزول این بلا نازل نشود - واولاد شیطان اولیائے رحمٰن را دشنام ہا دہد - درحالیکہ خوش

مطمئنین - الا تنظرون کیف بلغت غشاوة الجھل منتھاھا - وکیف نسیت

ومطمئن اند - آیا نمی بینید کہ چگونہ پردہ جہل تا انتہائے آن رسید - وچگونہ ہر نفس عاقبت خود را فراموش

کل نفس عقباھا - الا التی حفظھا اللہ وحماھا - الا تشاھدون کیف زادت

کرد - مگر آنکہ خدا حفاظت او کرد ونگہ داشت - آیا مشاہدہ نمی کنید کہ چگونہ ملت ہائے

الملل الضالة فی طغواھا - ووقع الفتور فی سفینة الحق ومجراھا ومرسٰھا

گمراہ شدہ در تجاوز از حد زیادتہا کردند - ودر کشتی حق وجاری کردن ولنگر نہادن آن چہ فتورہا افتاد

الا یصرخ الوقت لمجدد الدین - الم یان للذین ظلموا ان ینصروا

آیا وقت موجودہ برائے مجدد دین فریاد ہا نمی کند - آیا برائے مظلومان وقت نصرت ہنوز نرسید

من رب العالمین - اتنتظرون وقت استیصال الاسلام - وَقَدْ

است - آیا وقتے را انتظارے کنید کہ اسلام از بیخ برکندہ گردد - حالانکہ

وَصَلَ اِلٰی شفا حفرة دین سید الانام - ما

دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تا سوراخ ہلاکت رسید چہ شد

لکم لا تغتمون کالمواسین -

شما را کہ ہمچو غمخواران غمگین نمی شوید -

علامات بها عرف الامام	احاط الناس من طغوی ظلام
این آن نشانیاں هستند که بدانها امام شناخته شد	تاریکی طاغی گشتن بر مردم احاطه کرد
بدت عین اذا اشتد الاوام	فلا تعجب بما جئنا بنور
حقیقت این است که چون مردم بشدت حرارت تشنگی گرفت چشمه از غیب ظاهر شد	پس ازان نوریکه آوردیم هیچ تعجب مکن

ایاتی مسیحکم بعد تفطر السماء واختلال النظام۔ ما لکم لا تعرفون الاوقات

آیا مسیح شما بعد شگافتن آسمانها واختلال نظام خواهد آمد چه شد شمارا که وقتهارا شناخت نمی کنید

ولا تفکرون فی الایام۔ الا ترون ان الآفات نزلت۔ والآیات ظهرت۔ والمعاصی

ودر روزها فکر نمی نمائید۔ آیا نمی بینید که آفات فرود آمدند۔ ونشانها ظاهر شدند۔ وگناهان بسیار

کثرت۔ والفتن تواترت۔ والمصیبت جلّت۔ الیست فیکم نفس مفکرۃ۔

گشتند۔ وفتنها پیهم پدید آمدند۔ ومصیبت بسیار بزرگ شد۔ آیا در شما هیچ جانے فکر کننده نیست۔

او تحبّون الدنیا الخاسرة۔ او یئستم من رحمة الحضرة الاحدیة۔ او رجعتم

یا این جهان پر زیان را دوست میدارید۔ یا از رحمت الٰهی نومید شده آید۔ یا سوے جاهلیت

الی الجاهلیة۔ ورددتم فی الحافرة۔ أتظنون ان اللّٰه ما بعث مجددًا لاصلاح

رجوع کرده آید۔ وسوے مکانے بازگشته آید که از آنجا ترقی کرده بودید۔ آیا گمان شما اینست که خدا هیچ مجددے را برائے

هذه المفسدة علی راس هذه المائة۔ او بدل سننه عند هذه الفتن المهلکة

اصلاح این مفسده بر سر این صدی نفرستاده است۔ یا در وقت این فتنه هائے هلاک کننده سنت خود را

الم یکن حاجة الی روح القدس عند کثرت الشیاطین۔ فلا تمیلوا

تبدیل کرد۔ آیا وقت کثرت شیاطین حاجت روح القدس نبود. پس از راه

کل المیل وانظروا کلم اللّٰه متدبرین۔ الا ترون نیران الفتن وزمان المحن

راست دور نروید وکلام خدا را بتدبر بنگرید۔ آیا شما آتش فتنه ها وزمانه محنتها را نمے بینید۔

وتسمعون ثم لا تسمعون۔ وتنادون ثم تصمتون۔ کانکم متم او اغمی علیکم

وشنوید وباز نمی شنوید۔ وشمارا آواز داده می شود وباز خاموش میمانید۔ گویا مرده اید یا همچو مصروعان

کالمصروعین۔ واذا انطقتم نطقتم کالعادین۔ واذا بطشتم بطشتم

برشما غشی افتاد۔ وچون سخن میگوئید همچو ظالمان سخن میگوئید۔ وچون حمله میکنید پس همچو جابران حمله می کنید

جبارین۔ واذا ناظرتم فناظرتم بآراء اخف من المغازل۔ واضعف من الجوازل

وچون مناظره میکنید پس رائے ظاهر میکنید که ضعیف تر از دوک باشد وکمزور تر از بچه کبوتر

واحاطت بکم اخلاط الزمر من ذوی الغمر فجعلتموهم کانفسکم من الضالین

وعوام را از نادانان گرد خود جمع کرده اید۔ پس ایشان را همچو خود گمراه ساخته اید۔

اعطیتم مفاتیح الهدایت۔ فاستبدلتم الغی بالرشد والدرایة۔ وتمایلتم

شمارا کلید هائے هدایت دادند۔ پس بجائے هدایت گمراهی را گرفته اید۔ وهمچو محبت کنندگان

الی الجهل کالمحبین۔

بر جهل فریفته شده اید۔

ومنکم قوم اغروا علی العامة۔ وبدوا بانه ترك الکتاب

واز شما قومے هستند که بر من عوام را برانگیختند وچنین ظاهر کردند که این شخص

والسنة۔ الا لعنة اللّٰه علی الکاذبین المفترین۔ الذین یستمرون علی

کتاب وسنت را ترک کرده است۔ خبردار باشید که لعنت خدا بر کاذبان ومفتریان است۔ آنانکه بر گمراهی خود

غیهم۔ ولا ینتهون عن زهوهم وبغیهم۔ وما کانوا منتهین۔ وما

مداومت می ورزند۔ واز کار باطل وبغاوت خود باز نمی آیند۔ ونه باز آیندگان هستند۔ وبر ما جفا نکردند

ظلمونا ولکن ظلموا انفسهم۔ وسقط المکر علی وجوه الماکرین۔ اشاعوا

مگر بر نفس هائے خود جفا میکنند۔ ومکر بر روے مکر کنندگان افتاد۔ کارهائے جهالت خود را

جهلاتهم فی الجرائد۔ وکادوا الصّائد۔ وجاؤا بزور مبین۔ ولما رایتُ

دراخبارہا شائع کردند۔ وہمچو شکاریاں مکرہا نمودند۔ ودروغے صریح آوردند۔ پس ہرگاہ کہ

انهم اخلوا کنانتهم۔ ونفضوا من المفتریات لبانتهم۔ اشعتُ ما اشعتُ

دیدم کہ اوشان تیردان خودہا خالی نمودند۔ وازمفتریات حاجت روائی خود کردند۔ شائع کردم آنچہ شائع

کما هو فرض الصادقین۔ فاعرضوا عن نضالی۔ وفرّوا من عسّالی۔

کردم۔ چنانچہ فرض صادقین است۔ پس از مقابلہ من کنارہ جو شدند۔ واز نیزہ من بگریختند

ووارووا وجوههم کالکاذبین۔

ورو ہائے خودرا ہمچو کاذبان پوشانیدند۔

ایها الناس ارفعوا علی ظلعکم ولا تظلموا۔ وانتهوا ولا تفرطوا

اے مردمان بر جاہائے خود نرمی کنید وظلم مکنید۔ وباز ایستید وکار را بافراط

واحذروا ولا تجترؤا۔ واذکروا الموت ولا تغفلوا۔ واذکروا آبائکم الغابرین۔

مرسانید۔ وبترسید ودلیری مکنید ومرگ خودرا یاد کنید وغافل مباشید۔ وپدران خودرا کہ گذشتہ اند یاد کنید

أتظنون انکم تترکون فی الدنیا ولذّاتها۔ ولا تقادون الی الحاقة ومجازاتها۔

آیا گمان می کنید کہ شما در دنیا و لذات آن گذاشتہ خواہید شد۔ وسوئے قیامت وپاداش آن کشیدہ نخواہید شد

ولا تساقون الی مالك یوم الدین۔ ما لکم لا تنتهجون مهجة الاهتداء

وسوئے مالک یوم جزا ہمچو گرفتاران روانہ نخواہید شد۔ چہ سبب است کہ راہ راست را نمی گیرید

ولا تعالجون داء الاعتداء۔ وتمرون بالحق محقّرین۔

وبیماری تجاوز از حد را علاج نمی کنید۔ وبرحق چوں میگذرید بہ تحقیر مے گذرید۔

اعلموا ان فضل الله معی۔ وان روح الله ینطق فی نفسی

بدانید کہ فضل خدا با من است وروح خدا اور من سخن ہا مے کند۔

فلا یعلم سرّی۔ ودخیلة امری الا ربّی۔ هُو الذی انزل علیّ وجعلنی من

پس ہیچکس راز من وحقیقت اندرونی من بجز خدائے من نمی داند۔ ہماں است کہ بر من فرود آمد ومرا از روشن

المنوّرین۔ وکم من آیاتٍ کُشفت علیکم ثم تمرون بها غافلین۔ الا ترون ان الخسوف

شدگان گردانید وبسیارے از نشانہا است کہ بر شما کشادہ شدند باز برانہا بحالت غفلت میگذرید۔ آیا نمی بینید

والکسوف ما کانا فی قدرتی ولا قدرتکم۔ بل کان جمعها فی رمضان خلاف

کہ خسوف وکسوف نہ در قدرت من بود نہ در قدرت شما۔ بلکہ جمع شدن آں ہردو در ماہ رمضان خلاف مراد شما

منیتکم۔ فرئیتم الآیتین المذکورتین کارهین۔ فکان الله عذبکم بما لا تهوی انفسکم

بود۔ پس شما ہر دو آیات ذکر کردہ شدہ را در حالت کراہت مشاہدہ کردید۔ پس گویا خدا تعالیٰ بچیزے

فما فکرتم کالراشدین۔ ولو کان فی قدرتکم لحوّلتم الشمس والقمر من مکان خسوفهما

شما را عذاب کرد کہ دل شما نمی خواست پس ہمچو صاحبان رشد ہیچ فکرے نکردہ اید۔ واگر در قدرت شما بودے

ونلتم الی السّماء لتغییر صفوفهما لو کنتم قادرین۔ فسوّد الله وجوهکم۔ ورضّ

البتہ شما آفتاب و ماہتاب را از مقام خسوف وکسوف بمقامے دیگر منتقل کردندے

فوهکم وما استطعتم ان تردوا فعل الله فکنتم نادمین۔

پس خدا رو ہائے شما را سیاہ کرد ودہن شما را بکوفت ودر طاقت شما نماند کہ فعل خدا را از حالت آں بگردانید پس از گم شرمندگان پوشیدفید

أتقسمون انکم رضیتم بهذا الفعل من الرحمٰن۔ وملجاد لتموه

آیا قسم میخورید کہ شما بدین فعل خدا تعالیٰ راضی بودید۔ ودر دلہائے خود ہمچو

بانفسکم کالشیطان۔ وما اخذکم القبض کالغضبان۔ فاقسموا ان کنتم صادقین

شیطان با او جنگ نکردہ اید۔ وشما را ہمچو خشمناکان قبض نگرفتہ است۔ پس قسم خورید اگر راست گو ہستید

أتقسمون انکم رضیتم بموت آتهم۔ بعد ما اخفی الحق وما اقسم۔ فاقسموا ان کنتم

آیا قسم میخورید کہ شما بموت عبد اللہ آتھم عیسائی راضی شدہ اید بعد ازانکہ او حق را پوشیدہ داشت وقسم نخورد پس قسم خورید

صادقین۔ اتقسمون انکم رضیتم بما ابدنی ربّی۔ واکرمنی واعزّنی واَذکل
اگر راستگو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ شما بآن تائیدات خدا کہ من کہ لازم حال من اند خوشنود ہستید۔ وشمارا آن ہمہ اکرام

یوم حزبی۔ فاقسموا ان کنتم صادقین۔ اتقسمون انکم رضیتم بما اخزاکم ربّی
واعزاز الٰہی کہ دربارہ من مبذول است خوش می آید۔ پس قسم خورید اگر راستگو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ شما بدین فعل

بحذائی۔ وما استطعتم ان تکتبوا شیئًا فی العربیّة کاملائی۔ فاقسموا
حق راضی بودید کہ او بمقابلہ من شمارا رسوا کرد۔ و در قدرت شما نماند کہ چیزے بمقابل من در عربی بنویسید۔ پس قسم خورید

ان کنتم صادقین۔ اتقسمون انکم رضیتم بما قصرتم عن فہم القراٰن۔
اگر راستگو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ شما بداں قصور راضی شدہ آید کہ دربارہ فہم قرآن در شما ثابت شد۔

فما استطعتم ان تکتبوا مثل ما کتبت من معارف الفرقان۔ وما قدرتم ان
پس شمارا ایں طاقت نماند کہ آنچہ من نوشتم بنویسید۔ وشمارا ایں قدرت

تبارزونی فی ہذا المیدان۔ فاقسموا ان کنتم صادقین۔
نشد کہ دریں میدان مقابلہ من کنید۔ پس قسم خورید اگر بر راستی ہستید۔

وقد شہد صالح علٰی صدقی من قبلی وقبل دعوتی۔ و
و بہ تحقیق نیک بختے قبل از من وقبل از دعوت من بر صدق من گواہی داد۔ وگفت

قال انہ ہو عیسی المسیح الاٰتی۔ وسمّانی وسمّا قریتی۔ وقال لفتاہ ہذا ما
ایں ہمان عیسی مسیح است کہ خواہد آمد ونام من ونام دہ من بر زبان راند۔ ومرید خود را کہ کریم بخش

اُنبئتُ من ربی فخذ منّی ہذہ وصیّتی۔ وقال ان العلماء یکفّرونہ ویکذّبونہ
نام داشت گفت کہ ایں خبر از خدائے خود یافتم۔ پس ایں نصیحت من از من بگیر۔ وگفت علماء آن وقت او را کافر

فلا تقعد معہم وتذکّر نصیحتی۔ فلما کبر فتاہ وشاخ ادرک وقتی۔ فجاءنی
خواہند قرار داد و تکذیب او خواہند کرد با اوشان منشین ونصیحت من یاد دار۔ پس ہر گاہ کہ آن مرد بکبر سن رسید

فی وقت غربتی۔ وقال عندی لک شہادة فاسمع منّی کلمتی۔ فروی
و پیر شد وقت مرا یافت۔ پس در حالت مسافرت من نزدم آمد وگفت برائے تو نزد من گواہی است۔ پس

ما سمع من شیخہ بعین باکیة ودموع متحدّرة حتی ہیّج عبرتی۔ ثم
کلام من بشنو۔ پس ہرچہ از شیخ خود شنیدہ بود بمن روایت کرد و در حالت روایت چشم او گریان بود و اشک ہا

اشاع کما اوصاہ شیخہ الولیّ ہذا الخبر۔ وبلّغ حالفًا ومہلّلاً الی کل
او جاری بودند۔ بحدیکہ مرا مستعد گریہ کرد۔ باز ہمچناں کہ شیخ خدا رسیدۂ او وصیت کردہ بود ایں خبر را در مردم

اذن ہذا الاثر۔ واشعت بایماءہ رسالةً مطبوعةً۔ واودعتہا اخبارًا
شائع کرد وبقسم وکلمہ تشہد ایں نشان را بہر گوشے رسانید۔ ومن باشارہ او یک رسالہ کہ دراں ایں روایت بود طبع کردہ

مسموعةً۔ وزاحمہ علماء تلک الخطّة۔ وکادوا کل کید لیصرفوہ عن ہذہ
شائع کردم و در آن رسالہ آن اخبار مسموعہ درج کردم۔ وعلماء آن نواح مزاحم او شدند۔ واز ہر قسم مکرے کردند تا او را

الشہادة۔ فقال لا اکتمہا ابدًا ولا اتعامی بعد البصیرة۔ فاشاعہا حق
ازیں شہادة باز دارند۔ پس گفت کہ من ہرگز ایں گواہی را پوشیدہ نخواہم کرد۔ وبعد از بصیرت کور نخواہم شد

الاشاعة وبلّغہا الی الخواص والعامة۔ ثم توفّاہ اللّٰہ ورفعہ الی مقرّ المومنین۔
پس آن گواہی را در خاص وعام چنانچہ باید شائع کرد۔ باز خدا تعالیٰ او را وفات داد وسوئے قرارگاہ مومنان برداشت

فبیّنوا اتقسمون انکم رضیتم بہذہ الاٰیات من الرحمٰن۔
پس قسم خورید آیا شما بدیں نشان الٰہی راضی شدہ اید۔

وما کرہتم وما غضبتم فی قلوبکم بالعدوان۔ فاقسموا ان کنتم صادقین
و ہیچ کراہت نکردہ اید ونہ در دلہائے خود بظلم صریح خشمناک شدہ اید۔ پس قسم خورید اگر شما بر راستی ہستید

اہذہ کانت تقاتکم ودیانتکم ان شیخًا کبیرًا من المسلمین۔ روی ہذہ
آیا ایں پرہیزگاری شما بود وایں دیانت بود کہ پیرے بزرگ از مسلمانان ایں روایت را بقسم وکلمہ تشہد بیان کرد۔

الروايت مقسمًا بالله ومهلاً فولّيتم معرضين - مع ان اشهاداعدلاً من قومه

پس شما اعراض کردید۔ باوجودیکہ بسیارے از گواہان عادلان کہ از قوم او

شهدوا على انه من الصّالحين الصّادقين المصلّين الصّائمين الزاهدين -

بودند گواہی دادند کہ او نیک بخت وراست گو و پابند صوم وصلوٰۃ و مردے زاہد است۔

وكذالك نبّهكم الله كل مرّة فما تنبهتم كالمسترشدين -

وہمچنین خدا تعالیٰ ہر بار شمارا خبردار کرد پس ہمچو ہدایت مندان خبردار نشدید۔

اتقسمون انكم رضيتم بما لم يسمع الله دعواتكم - وحفظني و

آیا قسم میخورید کہ شما بدین امر راضی شدہ اید کہ خدا تعالیٰ بد دعا ہائے شمارا قبول نکرد و مرا نگہداشت

عصمني وكرّمني وارغم انفكم لسوء نياتكم - فاقسموا ان كنتم صادقين

و بزرگی داد و شمارا باعث بدنیتی شما ذلت داد - پس قسم خورید اگر بہ راستی ہستید۔

فان كنتم تظنّون انكم على الحق ونحن على الباطل - فلم يعذبكم الله بما لا

پس اگر شما گمان می کنید کہ شما بر حق ہستید و ما بر باطلیم۔ پس چرا خدا تعالیٰ شمارا بآن دلائل

ترضون به من الدلائل - وتتربصون علينا الذلة فتوخذون فيها منحوسين

کہ خلاف رضائے شما است عذاب می دہد - و بما امید ذلت میدارید و ہمہ ذلت بر شما می افتد۔

بل الله يكسر جبنتكم في كل آن - ويعلي عبده ببرهان - ويمزّق اجياد

بلکہ خدا تعالیٰ ہر دم بت شمارا می شکند۔ و بندۂ خود را بحجت بلندی می گرداند۔ و گردن متکبران را می شکند

المستكبرين فما لكم لا ترفئون بالاستغفار - ولا تتدركون وقت الاعتذار

پس چہ شد شمارا کہ جامہ دریدۂ خود را باستغفار پیوند نمی کنید۔ و وقت عذر آوردن را نمی دریابید

ولا تتوبون خائفين - واني بزعمكم اخادع الناس واضلّ الورى -

و ہمچو ترسندگان توبہ نمی کنید۔ و من بگمان شما مردم را فریب مے دہم و مخلوق را گمراہ مے کنم

وافتري على الله واترك سبل التقوى - وفي نفسي معهار زائل اخرى -

و بر خدا تعالیٰ افترا می کنم - و راہ تقویٰ را مے گذارم۔ و در نفس من سوائے این رزیلتہا بسیار اند

وانتم قوم مطهّرون لا عيب فيكم ولا طغوى - ثم مع ذالك يخزيكم الله ويعذبكم

و شما قومے پاک ہستید نہ در شما عیبے و نہ ہیچ زیادتی - باز با این ہمہ خدا تعالیٰ شمارا رسوا می کند و بعذاب

بعذاب ادنى - فلا تقدرون على ان تردوا عذابه ولا تاتونني معارضين

خستہ کنندہ و کشندہ می میراند پس ہیچ قدرت ندارید کہ عذاب او را رد بکنید و نہ با من در مقام معارضہ می آئید

وانّ الله قد انزل عليّ غيث نعماء مدرارًا ظاهرة وباطنه - وانعم عليّ

و خدا تعالیٰ بر من باران نعمتہا کہ متواتر می بارد فرود آورد - و در ظاہر و باطن و اوّل و آخر مرا نعمتہا داد

في الاولى والآخره - وفتح عليّ ابوابًا من الالهامات - وحدائق من

و بر من دروازہ از الہامات کشود۔ و باغہائے مکاشفات

المكاشفات - فمن يمكث عندي نحو اربعين يومًا فارجو انه يرى شيئًا

مفتوح کرد۔ پس ہر کہ نزد من تا چہل روز بماند پس امیدوارم کہ چیزے از آنہا خواہد دید۔

منها - فهل لكم ان تعارضوا وتعرضون عنها -

پس آیا شما معارضہ توانید کرد یا کنارہ میکنید۔

وان الله بشّرني وقال يا احمد اجيب كل دعائك - الّا في

و خدا مرا بشارت داد و گفت کہ اے احمد من ہر دعائے تو قبول خواہم کرد - مگر دربارہ

شركائك * - فاجاب دعواتٍ ضاق المقام عن الاتيان بذكر اجمالها -

شرکاء تو - پس بآن کثرت دعاہائے من قبول کرد کہ این مقام این قدر گنجائش ندارد کہ بطور اجمال

* الحاشية - لهذه الفقرة قصة لا يقتضي المقام ذكرها - منه

متعلق این فقرہ قصہ ایست کہ بدین مقام ذکر آن مناسبت ندارد۔

فضلاً عن ادراج تفاصیلها۔ وکیفیت کمالها۔ فهل لکم ان تعارضونی فیها او

ذکر آنها را بیان کنم۔ چہ جائیکہ بہ تفصیل بنویسم وکمال عظمت آنها بیان کنم۔ پس آیا رغبتے دارید کہ در

تنقلبون معرضین

قبولیت دعا ہا بمن مقابلہ کنید یا بحالت اعراض مے گریزید۔

وانّ اللّٰہ بشّرنی فی ابنائی بشارةً بعد بشارةٍ حتی بلّغ عددهم

وخدا تعالیٰ در بارہ پسران من مرا خوشخبری بر خوشخبری داد۔ تا آنکہ عدد آنانرا تا سہ رسانید

الی ثلثةٍ۔ وانباءنی بهم قبل وجودهم بالالهام۔ فاشعتُ هذه الانباء قبل

ومرا از ان ہر سہ پسر قبل وجود آنان بذریعہ الہام خود خبر داد۔ پس من این خبرہا را قبل

ظهورها فی الخواص والعوام۔ وانتم تتلون تلك الاشتهارات۔ ثم تمرون بها غافلین

ظہور آنہا در خواص وعوام شائع کردم۔ وشما آن اشتہارات می خوانید۔ باز از تعصبات خود غافل میروید

من التعصّبات۔ وبشّرنی ربّی برابعٍ رحمةً۔ وقال انّه

وخدائے من مرا از روئے رحمت بہ پسر چہارم مژدہ داد۔ وگفت کہ آن پسر را

یجعل الثلثة اربعة۔ فهل لکم ان تقوموا مزاحمة

چہار خواہد کرد   پس آیا شما را طاقت است کہ برائے مزاحمت برخیزید۔

وتمنعوا من الارباع المربّعین۔ فکیدوا کیدًا ان کنتم صادقین۔

وچہار شوندگان را از چہار شدن مانع آئید۔   پس مکرے کنید تا این پیشگوئی را باز دارید

وقد کتبنا ذالك فی اشتهار من قبل سنین۔ فاقرؤه متأمّلین۔ انّ فی

وسالہا شد کہ ما این الہام را در اشتہارے نوشتہ ایم۔   پس آن اشتہار را بتأمل بخوانید کہ

ذالك الآیات للناظرین۔ ثم کُرِّر علیّ صورة هذه الواقعة۔ فبینما انا کنت بین

دران برائے بینندگان نشانہا است۔   باز صورت این واقعہ بر من مکرر کردہ شد۔ پس در آن وقتیکہ من

النوم والیقظة۔ فتحرّك فی صُلبی رُوحُ الرّابع بعالم المکاشفة

در حالتے بودم کہ جامع خواب وبیداری بود در پشت من رُوح آن چہارم بجنبید۔

فنادا اخوانه وقال بینی وبینکم میعاد یومٍ من الحضرة

پس برادران خود را ندا در داد۔ وگفت در من ودر شما میعاد یک روز است۔

فاظن انه اشار الی السنة الکاملة۔ او امد اٰخر من ربّ العالمین۔

پس گمان میکنم کہ از یک روز اشارہ سوئے یک سال است یا مدتے دیگر است از خدا تعالیٰ۔

واعلموا انّ اللّٰہ ینصرنی فی کل موطن ویخزیکم من کل محتضنٍ۔

وبدانید کہ خدا تعالیٰ مرا در ہر میدانے فتح میدہد۔ واز ہر کنار شما را رسوا می گرداند۔ و

یردّ کیدکم علیکم یا معشر الکاذبین۔ وان کنتم تزدریننی عینکم فتعالوا نجعل اللّٰہ

مکر شما بر شما می افگند۔   واگر چشم شما مرا حقیر مے شمارد پس بیائید تا خدا را در ما

حکمًا بیننا وبینکم۔ اتریدون ان یظهر مَینُنا او مَینُکم فتعالوا وانتم تحت مجاری الاقدار

وشما حکم مقرر کنیم۔ آیا می خواہید کہ دروغ ما یا دروغ شما ظاہر شود۔ پس بیائید کہ با مباہلہ زیر مجاری قدرت الٰہی

مباهلین۔ وان کنتم تعرضون عن المباهلة۔ فاتونی وامکثوا عندی الی السنة الکاملة

باایستیم۔   واگر شما از مباہلہ کنارہ میکنید پس نزدم بیائید وتا سالے کامل نزدم بمانید۔

لاُریکم بعض آیات حضرة العزة ان کنتم طالبین۔ وان کنتم تعرضون عن رؤیة

تا شما را بعض نشان حضرت عزت بنمایم اگر شما طالب حق ہستید۔ واگر شما از دیدن این نشانہا

هذه الآیات۔ فلکم ان تعارضونی فی معارف القرآن والنکات ولن تقدروا علیها

کنارہ میکنید پس اختیار شما است کہ در معارف قرآن ونکات آن با من معارضہ کنید۔ وہرگز بران قادر

ولو متم حاسرین۔ فانه علم لا یمسه الا الذی کان من المطهّرین۔ فان لم تفعلوا

نخواہید شد اگرچہ بحسرت بمیرید۔ چرا کہ علم قرآن علمے است کہ بجز پاک شدگان دیگرے را در آن کوچہ راہے نیست

هذا فعارضونی فی انشاء لسان العرب۔ فان العربیة لسان الهامیة

پس اگر این کار نتوانید کرد پس در انشاء زبان عرب بمن مقابله کنید۔ زیرا که آن زبان الهامی است و

لایکمل فیها الابیّ او ولی من النخب۔ وان لم تبارزوا فیها ولن تبارزوا

در وبجز نبی یا ولی دیگرے مکمل نتوانند شد۔ واگر در آن مقابله نتوانید کرد پس کتابے بنویسید و من نیز

فالتبوا کتاباً واکتب کتابا لاصلاح مفاسد هذه الایام۔ وردّ النصاریٰ وفرق

بنویسیم که مشتمل باشد بر اصلاح مفاسد این زمانه۔ و ردّ نصاریٰ۔ و ردّ دیگر

اُخریٰ من عبدة الاصنام۔ وافحامهم بالبرهان التام۔ وعلینا ان لا نقول

فرقها از بت پرستان۔ وساکت کردن اوشان بحجت کامل۔ اما باید که هرچه نویسیم

شیئاً من عند انفسنا ولا انتم من عند انفسکم الّا من کتاب الله العزیز العلّام

از قرآن بنویسیم

ولن تفعلوا ذالك ابداً ولن تعطوا عزة هذا المقام۔ فان هذا فعل من افعال

وهرگز چنین نتوانید کرد۔ واین مقام عزت هرگز شمارا داده نخواهد شد۔ چراکه این کار از کارهائے امام وقت

امام الوقت ومزیل الظلام۔ الذی ایّد بروح من الله وزید بسطة فی العلم و

است که دور کننده تاریکی است۔ واز روح القدس تائید یافته۔ ودر علم وبلاغت وسعت

اعطی بلاغة الکلام۔ وان تغلبوا فی احد منها فلست من الله العلام فان

حاصل کرده۔ پس اگر شما ازیں ها در یکے غالب شوید پس من از خداتعالیٰ نیستم۔ پس اگر شما

اعرضتم عن کلما اعرضنا علیکم۔ فما بقی عذر لدیکم۔ وشهدتم انکم من الکاذبین۔

از همه آنچه پیش کردم کناره کنید پس عذر شما باقی نماند۔ وشما خود گواه خواهید شد که دروغگو هستید۔

اتکذبوننی من غیر علم ثم اذا دعوناکم ففررتم جاحدین غیر مبالین۔

آیا بدون علمے تکذیب من میکنید۔ باز چون بخوانیم پس در حالت انکار ولاپروائی می گریزید۔

وذکرنا هذه الآیات تلذذا بالنعم الرحمانیة۔ وشکراً للتفضلات

وما این نشانها را محض از روئے لذت یافتن به نعمتهائے الٰهی نوشتیم۔ ونیز

الربّانیة۔ ثم اتماماً للحجة علی الطبائع الشیطانیة۔ واستزادة لنعم ربّ العالمین

به نیت شکر خداتعالیٰ واتمام حجت بر طبائع شیطانیه وبطمع زیادت نعمت باری تعالیٰ بنگاشتیم۔

اذ بالشکر تدوم النعم وتزید الآلاء وتثبت عطایا ارحم الراحمین

چراکه شکر کردن موجب دوام نعمت وزیادت وثبات آن می گردد۔

فالحاصل انّی قد عرضت هذه الامور دعوةً للطلباء۔ ورحماً

پس حاصل کلام اینست که من این امور را بطور دعوت طالبین پیش کردم۔ وبطور

علی الاتقیاء الضعفاء۔ فمن کان فی شك من امری۔ وکان مکفر زمری فعلیه

رحم بر پرهیزگاران کمزور بیان نمودم۔ پس هرکه در امر من شک دارد۔ ومکفر جماعت من باشد پس بر و

ان یسعیٰ الیّ بقدم الرضاء۔ ویختار طریقاً من هذه الطرق للاهتداء

لازم است که بقدم رضا سوئے من بدود۔ وراهے را ازین رهها برائے هدایت یافتن نه برائے جنگ و

لا للمراء وطلب العلاء۔ ولا یرضی بغشاوة الجهل والخطاء ویأتینی

بلندی جستن اختیار کند۔ وبا پرده جهل وخطا راضی نشود۔ ونزدم همچو تواضع

کالمتواضعین۔ فارجوا ان یرحمه الله ویجعله من المطمئنین۔ بید انّی ما اُمرت

کنندگان بیاید۔ پس امید میدارم که خداتعالیٰ برو رحم فرماید واطمینان بخشد۔ مگر این است که من

ان ادعوا الذین ینحتون الآیات من عند انفسهم ومن امانی الجنان ثم

برائے این کار مامور نشده ام که کسانے را بخوانم که از طرف خود نشانها تراشند۔ باز مرا

یقولون اربنا هذه لو کنت من الرحمان۔ وان لم تأت بها فلسنا بمومنین لولدٌ

گوینده که این نشانها را بما بنما۔ اگر از طرف خداتعالیٰ هستی۔ واگر ننمائی پس ما از قبول کنندگان نیستیم۔ این مردم

الذین یحبّون آراءھم ویریدون أن یأمروا اللہ لیتّبع اھواءھم فیترکون فی

کسانے ہستند کہ بآرائے خود محبت می کنند و میخواہند کہ بر خدا تعالیٰ این حکم کنند کہ تا پیروی آرزوے ایشان

الضلالۃ خالدین۔ وانّ اللہ لن یرفع حجبھم ولن یزکّیھم انھم کانوا مستکبرین۔

کند۔ پس برائے ہمیشہ در ضلالت گزاشتہ می شوند۔ و خدا تعالیٰ ہرگز حجاب شان دور نخواہد کرد و نہ ایشانرا

الّا الذین تابوا واصلحوا فاولئک من المرحومین۔ ما کان اللہ محکوم لاحد فی

پاک خواہد نمود چرا کہ ایشان متکبر اند۔ مگر آنانکہ توبہ کردند و اصلاح حال نمودند۔ پس ایشان از جملہ کسانے

البلاد۔ وھو القاھر فوق عبادہ لا کالغلمان والعباد۔ سبحان ربّی

ہستند کہ بر ایشان رحمت خدا تعالیٰ است۔ خدا در زمین ہا محکوم احدے نیست او بر بندگان خود غالب است۔

ھل کنت الّا بشرًا من المامورین۔

نہ مثل غلامان و بندگان۔ خدائے من پاک است نمی شاید کہ بدو این بے ادبی ہا کردہ آید۔ و من چیزے نیستم مگر یک بندہ

ثم القوم احتجّوا علیّ بامور نذکرھا برعایت الاختصار

مامور۔ باز قوم من بر من در چند امور حجت ہا گرفتند کہ برعایت اختصار ذکر آن امور مے کنم۔

لنستاصل کلما اوردوا علی سبیل الاعتذار۔ ولنکشف باب الحق علی

تا کہ ما این ہمہ خیالات را از بیخ برکنیم کہ بر سبیل عذر بیان کردہ اند۔ و تا کہ ما دروازہ حق بر طالبان کشائیم

الطالبین۔ فمنھا انھم یقولون آتھم ما مات فی المیعاد۔ بل مات بعدہ

پس از ان اعتراضہا یکے این است کہ عبداللہ آتھم نصرانی در میعاد پیشگوئی نمردہ است

وما ثبت ایمانہ بالاشھاد۔ ولم یثبت انہ کان من الخائفین الراجعین

بلکہ بعد از گزشتن میعاد مردہ۔ و ایمان او از روئے گواہان بپایہ ثبوت نرسیدہ و نہ ثابت گشتہ کہ او ترسید

فاعلم ان نبأ موتہ کان مشروطًا بعدم الرجوع الی الحق والصواب و

و رجوع بحق آورد۔ پس بدانکہ خبر موت او مشروط بعدم رجوع الی الحق بود۔

ما کان کحکم قطعی کما فھم بعض الدواب۔ ثم کان من المشروط فی حیاتہ

و مثل حکم قطعی نبود چنانکہ بعض چارپایان فہمیدہ اند۔ باز در بارہ زندہ ماندن او شرط الہام این ہم

ان یثبت علی الحق بعد القبول۔ وان لم یثبت فکان حکم الموت لذالک الجھول

بود کہ بعد رجوع الی الحق بر حق قائم باند۔ و در صورت عدم ثبات بر حق نیز بران جاہل حکم موت بود۔ پس گفتہ

فتمت کلمۃ ربنا صدقًا وحقًا ولو انکرھا بعض الجاھلین۔

پروردگار ما حقًّا و صدقًا بکمال رسید۔ اگرچہ بعض جاہلان در انکار باشند۔

وقد سمعت انہ مات بعد الاخفاء وعدم الاظھار۔ واغضاب

و تو شنیدی کہ عبداللہ آتھم بعد از اخفاء و عدم اظہار و بعد خشمناک کردن رب خود

الرّب بالاصرار علی الانکار۔ وکذالک کان الھام ربّ العالمین۔ افلا ترون موت

باصرار بر انکار بمرد۔ و ہمچنین الہام خدا تعالیٰ بود۔ آیا شما موت این نادان

ھذا الجاھل الکفّار۔ کیف فاجئہ بعد الاصرار علی الانکار۔ وقد کُتِبَ قبل موتہ

کافر را نمی بینید۔ کہ چگونہ بعد از اصرار بر انکار بطور ناگہانی رسید۔ و پیش از موت او این ہمہ

ذالک کلہ فی الھام اللہ القھار۔ وصُرّح انہ سیؤخذ ویمات بعد اخفاء الشھادۃ

در الہام الٰہی نوشتہ شد۔ و تصریح کردہ شد کہ او بعد اخفائے شہادت و تکبر و از حد

والغلو والاستکبار۔ ثم طُبع واُرسل فی البلاد والدیار۔ وما مات آتھم الّا بین

در گزشتن بسزائے موت ماخوذ خواہد شد۔ باز این اشتہار مطبوع شد و جا بجا فرستادہ شد۔ و از اشتہار

سبعۃ اشھرٍ من الاشتھار الاخیر۔ وکان ذالک الاشتھار نبأ موتہ وکالنذیر

اخیر ہنوز ہفت ماہ نگذشتہ بود کہ آتھم بمرد۔ و این اشتہار برائے او پیغام رسانندہ موت و ترسانندہ بود

افلا یتدبرون الھاماتی۔ ولا یفکرون فی کلماتی۔ ویمرّون ضاحکین علی آیاتی

آیا این مردم در الہام من تدبر نمی کنند و در کلمات من فکرے نمی نمایند۔ و تمسخر کنان بر نشانہائے من بگذرند

رضوا بهذه الدنیا ونسوا یوم الدین۔ فکیف اُداوی ختم قلوبهم و اقفال ربّ العالمین۔

بدنیا راضی شدند و آخرت را فراموش کردند۔ پس چگونه مهرولهائے ایشان و قفلهاے خداتعالیٰ را علاج کنم

فالحاصل انّ اٰتم خشی فی المیعاد نباء الرحمٰن۔ ورجع الی الحق

پس حاصل کلام این است که او درمیعاد پیشگوئی از خبر خداتعالیٰ بترسید و سوئے حق بخوف

بخوف الجنان۔ لانّه ظنّ ان رحلته قربت ودنت۔ وخیامه طُوِیَت۔ و

دل رجوع کرد۔ چراکه او ظن کرد که وقت کوچ او نزدیک رسید۔ و خیمه ہائے او نه کرده شدند۔ و

اوتادها قلعت۔ فخشی علی نفسه کالماخوذین۔ فکان حقه ان یُمهل الی

میخہائے آن خیمه ہا کنده شد۔ پس برجان خود ہمچو گرفتاران بترسید۔ لہٰذا این حق او بود که تا زمانه بیباکی

زمان الاجتراء۔ وتُترك الی ساعة المراء والاباء۔ فمهله الله الی وقت رجع

او را مہلت داده شود و تا ساعت جنگ و انکار گزاشته شود۔ پس خداتعالیٰ او را تا وقتے مہلت مواد

الی کفره وطغیٰ۔ ثم اماته تعذیباً فی الدنیا والاخریٰ۔ وکذالك مضت سنة فی

که سوئے کفر خود رجوع کرد و طاغی شد۔ باز برائے سزا دادن در پنجه موت گرفتار کرد۔ و ہمچنین سنت خداتعالیٰ

الاولین۔ واما خوف اٰتم من الله القهار۔ فلا یخفیٰ علیك عند التعمیق فی الاخبار

در پیشینیان گذشته است۔ مگر ترسیدن او از خداتعالیٰ۔ پس بدانکه آن امریست که بعد از فکر کردن در اخبار

الاتریٰ انه بعد ما سمع منی نباء العذاب۔ کیف القیٰ نفسه فی انواع الاضطراب

بر تو پوشیده نخواہد ماند۔ نمی بینی که او بعد از شنیدن خبر موت چگونه جان خود را در انواع بیقراری ہا انداخت

وانقطع من الاحزاب و الاتراب۔ واختار کمجنونین شدائد الاغتراب و اناثه

و از گروه خود و یاران خود جدائی ہا اختیار کرد۔ و ہمچو دیوانگان مصیبت ہائے مسافرت بر خود پسندید۔

الدهشة عن الاهل والاحباب۔ حتی طارت حواسه من الهیبة۔ واضاعت

و دہشتے که در دل اُفتاده بود بنا بر آن دہشت او را از اہل و دوستان دُور انداخت۔ تا بحدیکه از ہیبت آن

عقله صابة من کمال الخشیة۔ وطفق یجشاء من بلدٍ الی بلدٍ کالمجنون۔

پیشگوئی حواس او پریدند۔ و عقل او را از کمال خوف عارضه دیوانگی لاحق شد۔ و شروع کرد که از شہرے

ویجوب کل طریق کالذی یُطوّحه طوائح المنون۔ وراه اناس کثیر فی زمن السیاحة

بشہرے ہمچو دیوانه میگشت۔ و ہر راہے را ہمچو شخصے می برید که او را حوادث روزگار دور می اندازند۔ و

وهو یبکی اوله رنة النیاحة۔ وشهدوا انه کان بادی الغُمّة کثیر الکربة۔ کالذی

مردم بسیار او را در زمانه سیاحت دیدند که او میگریست یا آواز گریستن میداشت و گواہی دادند که آثار غم

یموت من الغُلّة۔ اوکالمجرمین الماخوذین۔

بر و ظاہر بود و بسیار بیقراری مے کرد۔ ہمچو کسے که از تشنگی می میرد یا ہمچو مجرمانے که گرفتار می باشند۔

فلاشك انه خشی وتنزّل الی الخوف من طغیانه۔ ولاریب ان زواجر

پس ہیچ شک نیست که او بترسید و از طغیان خود سوئے خوف فرود آمد۔ و پیشگوئی ما

نباءنا نجعت فی جنانه۔ وقرعت کلماتی صماخ اذانه۔ فخاف بها قهر حضرة الکبریاء

در دل او اثر کرد۔ و صماخ گوش او را کلمات من بکوفت۔ پس بباعث آن کلمات از قہر

وانتهج علی قدرٍ مهاجة الاهتداء علی طریق الاخفاء۔ ثم قسی قلبه بعد الامن

باری تعالیٰ بترسید۔ و قدرے بطریق پوشیده راه راست اختیار کرد۔ باز چون از موت بے غم شد دل او

من الفناء وان الله لا یعذب خائفین فی هذه الدنیا حتی یغیّروا سیر الخائفین۔ وانه اقرّ

سخت گشت۔ و خداتعالیٰ ترسندگان را درین دنیا سزا نمی دہد تا وقتیکه سیرت ترسیدن را تبدیل نکنند۔ و او

بخوفه عند احبابه۔ واخبرهم عمّا جریٰ علیه فی ایّام اضطرابه۔ وکل امر اخفاه

نزد دوستان خود اقرار خوف خود کرد۔ و او شان را از ان ہمه ماجرا خبر داد که در روز ہائے بیقراری برو گذشته بود

من جمعه۔ ابدءه سیل دمعه۔ وکلما ستر من المین۔ ابدءته دموع العین

و ہر امرے که او از جماعت خود پنہان داشت سیلاب اشک او او را ظاہر کرد

وَمَن دلف اليه كالمفتشين۔ وجدهٗ كالمجانين۔ وخابطاً كالمصابين۔ ورٰى

وہر کہ مثل تفتیش کنندگان پیش او رفت او را مثل دیوانگان یافت۔ ودست وپا زننده مثل مجنونان

انه يُمضى الايّام كيوم حامى الوديقة۔ ويصبح كضال من الطريقة۔ ويزجى

مشاہدہ کرد۔ واو را دید کہ او روزہائے خود مثل روزیکہ بسیار گرم باشد می گذارد۔ وہمچو کسیکہ از راہ دور افتد

الاوقات بهموم وافكار۔ كانّ التلف استشفه بآثار۔ ومَن انتهى من احبابه

وفریاد ہا می کند ووقتہائے خود را در فکر وغم میگذارد۔ گویا ہلاکت او را بہ نشانہا نوشیدہ است۔ وہر کہ بصحن خانہ

الى فنائه۔ وتصدّى الاستنشاء انباءه وجده مختل الحواس۔ بادى الابتئاس

او رسید۔ وبرائے دریافت خبرہائے او قدم خود پیش انداخت او را مثل بدحواس ومرتع خوف زدہ دید۔ واو را

وما راه فى فرح۔ بل فى غم وترح۔ ثم اذا انسلخت اشهر الميعاد وظن انه نجا۔ اخفى سر خوفه

در شادمانی ندید بلکہ در غم واندوہ یافت۔ باز چون ماہ ہائے میعاد درگذشتند وگمان کرد کہ نجات یافتہ است۔

وما ابدى۔ ولكنه ما استطاع ان يُخفى قرائن ايجاسه۔ فنحت تاويلات بتعليم خناسه

راز ترسیدن خود را پوشیدہ کرد وظاہر نکرد۔ مگر این نتوانست کہ قرائن ترسیدن را پوشیدہ کند۔ پس بتعلیم شیطان خود تاویل ہا

وقال لا شك انى انفدت ايام الميعاد۔ بالخوف والارتعاد۔ ولكنى ما خفت نباء

تراشید وگفت درین شک نیست کہ من در ایام پیشگوئی می ترسیدم لیکن من از پیشگوئی نترسیدم

الالهام۔ بل خفت اعداءً اصالوا علىّ كالضرغام۔ فانهم اغروا علىّ فى مقامى الاول

بلکہ از ان دشمنان ترسیدم کہ بر من چون شیر حملہ کردند۔ چراکہ او شان در مقام اول من بر من مارے تعلیم یافتہ

حيّة معلّمة من انواع الحيل۔ ورأيتها كالصائلين۔ ففررت على خوف منها الى البلدة

برانگیختند۔ وآن مار را چون حملہ کنندگان دیدم۔ پس از ان خوف بسوئے شہرے دیگر گریختم

الثانية۔ لعلى اعصم من هذه الزبانية۔ ولكن ما تُرِكتُ فيه كالمومنين۔ بل صال علىّ

تا کہ من از ان سرہنگان عذاب نجات یابم۔ لیکن در آن شہر نیز ہم ہیچو امن یابان گذاشتہ نشدم۔ بلکہ در آنجا

بعض رجال مُسلّحين۔ ثم فررت الى الختن الثانى۔ فصال العدا كما صالوا

بعض مردان مسلح بر من حملہ کردند۔ باز بسوئے داماد دیگر بگریختم۔ پس دشمنان در آنجا نیز ہم چنان

قبل اتيانى۔ وانهم كانوا ملائكةً سفاكين۔ فرأيتهم فى كل مقام تبوّءته۔ وفى

حملہ کردند کہ پیش ازان کردہ بودند۔ وایشان را بہر مقامے کہ اقامت کردم وبہر زمینے

كل بلد وطئته۔ ورأيتهم مخوّفين۔ وكانوا ينبؤون الرماح نحوى كالقاتلين

کہ زیر پا سپردم دیدم کہ مے ترسانند۔ وہمچو قاتلان بمقابل من نیزہ ہا راست کردند۔

فلاجل ذالك فررت من بلدة الى بلدةٍ لمّا خوّفونى بقناة وصعدةٍ وزُمر و

پس از ہمین سبب از شہرے بشہرے بگریختم۔ چراکہ مرا بنیزہ ہا وشمشیر وآواز مار بترسانیدند۔

مشرفيّة وفحيح تنّين۔ وارادوا ان يسمّونى فاجئين۔ ولمّا جشأ جنانى

وارادہ زہر خورانیدن من کردند۔ وچون دل من ہمچو مخنوقے

كالمخنوق۔ وهاجت الهموم كالسهوق۔ رئيت ان القى بآخر المقام جرانى۔

تنگ شد۔ وماننده باد سخت غمہا برخاستند۔ مناسب دیدم کہ گردن خود را در مقام آخر خود

واتخذ اهل ختنى جيرانى۔ والقى عصا التسيار كالقاطنين۔

بیفگنم۔ ومردمان داماد خود را ہمسایہ خود گردانم۔ ودر آنجا چوب سیر افگندہ اقامت اختیار کنم۔

هذه ظنون اظهرها بعد انقضاء الميعاد۔ وما تفوّه بلفظةٍ

این گمان ہا است کہ بعد از انقضائے میعاد آنہا را ظاہر کرد۔ وقبل گذشتن میعاد

من مثلها فى الميعاد عند الاشهاد۔ وما اشاع ظنونه فى الجرائد۔ وما اطلع عليه

ہیچ لفظے از مثل آن بر زبان نیاورد۔ ونہ در اخبار شائع کنانید۔ ونہ کسے را از عوام و

احدًا من العوام والعمائد۔ بل ما رافع الى الحكام۔ وما اخبر حاكمًا عن هذه

خواص اطلاع داد۔ ونہ نزد حکام فریاد خود برد۔ ونہ ہیچ حاکمے را ازین دردہا آگہی نداد۔

الآلام وامضی الوقت کالصائمین۔ ثم اقر معها برویة ملائکة العذاب۔ والخوف والاضطراب

وچون خاموشان وقت را گزرانید۔ باز با این ہمہ اقرار کرد کہ او فرشتگان عذاب را دید است وسختی

واقر انه انفد الایام خائفاً وخشی موتاً زعافاً وظن انه من الدارسین۔ فانظروا

خوف کشیدہ واقرار کرد کہ او روزہائے خود را در نہایت خوف گزرانید واز موت ناگہانی ترسید وگمان کرد کہ او از

الی حیلة یذکرها۔ اتقبلها فراسة او تنکرها۔ فافهموا السر ان کنتم متدبرین۔

ناپدید شوندگان است پس بسوئے حیلہ کہ ذکر میکند نگہ بکنید آیا فراست این را قبول میکنید یا انکار میکنید پس اگر تدبر دارید راز را

ثم تعلمون انه هرب من مکان الی مکان۔ ومن جیران الی جیران

بفہمید۔ و تو میدانی کہ او از مکانے سوئے مکانے بگریخت۔ واز ہمسائیگان سوئے ہمسائیگان رفت

ولفظته بلدة الی بلدان۔ ولکن مع ذالك ما اظهر فی المیعاد عذراً نحت بعده

و زمینے او را سوئے زمینے انداخت۔ مگر او در میعاد نزد ہیچکس از حاکمان و مددگاران و مردان و

کشیطان وما بکی عند حکام ولا اعوان ولا رجال ولا نسوان ولا بنین۔

زنان و پسران آن امر را ظاہر نکرد کہ بعد از گزشتن میعاد تراشید۔

ایقبل عقل فی مثل هذه الخصومات۔ وزوبعة التعصبات والنقمات ان بصیر

آیا ہیچ عقلے در مثل این خصومتہا و با دگرد تعصب ہا و کینہ ہا قبول مے کند۔ کہ آن شخصے کہ

الرجل الذی هو عدو دیننا وحاسد عرضنا

دشمن دین ما و حاسد آبروئے ما باشد۔ او بروقت چنین

عند هذه السطوات۔ ولا یاخذنا ولا یرفع الی القضاة۔ بل کان علیه

حملہ ہا صبر کند۔ و ما را گرفتار نکند و نزد حکام نرساند۔ بلکہ بر و واجب بود

ان یفشی جریمتنا۔ ویثبت صریمتنا۔ واذا قنا جزاء السیئات

کہ جرم ما را شائع کرد۔ وقصد ما را بپایہ ثبوت رسانید ے۔ و جزاء بدی ما را چشانید ی

امارایت ان آتھم وقومه کیف فرحوا بعد المیعاد باطلاً ورقص کل احد

آیا ندیدی کہ آتھم و قوم او بعد از گزشتن میعاد براہ باطل چہ شادی ہا کردند۔ و ہریکے از ایشان بطور فریب

خاتلاً۔ ورمی من قوس الخبث عاتلاً فکیف اعرضوا عن مثل ذالك الفتح

دادن رقص ہا کرد۔ و کمان خباثت را بزور تمام کشیدہ تیر انداخت۔ پس چگونہ از چنین فتحے ظاہر اعراض

المبین۔ اهذا امر یقبله عقل الثقات۔ او یطمئن به قلب العاقلین

کردند۔ آیا این امریست کہ عقل مردمان ثقہ آن را قبول کند۔ یا دل عقلمندان بدان اطمینان یابد

والعاقلات۔ اهذا هو المرجو من هؤلاء الدجالین اعداء الدین واعداء

آیا از این دجالان کہ دشمنان دین و دشمنان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہستند ہمین

خیر الکائنات۔ ففکروا ان کنتم مومنین۔

امید باید داشت۔ پس اگر ایمان دارید فکر کنید۔

الا ترون ان رسائلهم وجرائدهم مملوة من اهانة

آیا نمی بینید کہ رسائل و اخبار این قوم از اہانت دین اسلام و پیغمبر خدا صلی اللہ

دین الاسلام وخیر الانام۔ فکیف غضوا ابصارهم فی مثل هذا

علیہ وسلم پر ہستند۔ پس چگونہ در مثل این مقام چشم پوشی اختیار کردند۔

المقام۔ ووالله انهم عدو لی وعدو لسیدی المصطفٰی۔ وحراص علی لو

و بخدا ایشان دشمن من و دشمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہستند۔ و بر من حریص ہستند اگر

یقدرون علی نوع من الاذا۔ ولو کسرنا بیضة من بیضهم لحثوا الحکام علینا

برائے ایذائے من موقعہ یابند۔ و اگر ما یک بیضہ از بیضہ ہائے ایشان بشکنیم ہر آئینہ با خوانے

بتحریضهم۔ فکیف صبروا علی ما رأوا منا سطوات للاهلاك۔

خود حکام را بر ما بر انگیزانند۔ پس چگونہ بعد از دیدن حملہ ہائے ما کہ برائے قتل آتھم بودند صبر کردند۔

وحرکات کالسفاك - ادرؤا بالحسنة - وما ارادوا جزاء السیئة بالسیئة

آیا جواب بدی به نیکی دادند - ونخواستند که بدی را به بدی پاداش دهند

رؤا صولة اولی منا فعفوا وصبروا - ثم رؤا صولة ثانیة فعفوا وصبروا - ثم

از ما حمله اول دیدند پس درگذاشتند وصبر کردند - باز حمله دوم دیدند پس درگذاشتند وصبر کردند باز

رؤا ثالثة فعفوا وصبروا - وکذالك عملوا الی سطوات ثلث - فاقسموا

حمله سوم دیدند پس درگذاشتند وصبر کردند - وهمچنین تا سه حمله صابر ماندند پس قسم خورید

اهذه اخلاق تلك الشیاطین -

آیا همین اخلاق این شیاطین است -

اتفتی فراستکم ان هؤلاء الاشرار الکفار - والاعداء

آیا فراست شما فتوی می دهد که این شریران وکافران ودشمنان بدکار که در عداوت

الفجار - الذین سبقوا کل قوم فی عداوة الملة الاسلامیة - الشریعت

ملت اسلام از هر قوم سبقت برده اند -

الربانیة - وجدونا مجرمین سفاکین - ثم الونا خبالا عافین - بل هو

ما را مجرم اقدام خونریزی یافتند - باز در تباه کردن ما کوتاهی کردند ودرگذاشتند

مکر وحیلة لاخفاء الخوف الذی ظهر من آتم بانواع الارتعاد - فی ایام المیعاد -

بلکه این همه مکر وحیله برائے پوشیدن آن خوف است که در ایام میعاد از آتھم ظاهر شد -

ولذالك ما ائتلی وما رفع الامر الی حکام هذه البلاد - وولّا ومکر وقال

واز همین سبب او قسم نخورد ونه نزد حاکمے استغاثه برد - وروگردانید ومکر کرد وگفت

نحن قوم نجتنب الالایا - وقد حلف من قبل فی القضایا - والحلف واجب

که ما قومے هستیم که قسم نمی خورند - وحالانکه پیش ازین در بسیارے از مقدمات عدالت ها قسم بخورد وبرائے رفع نزاع

عندهم لرفع الخصومة - ومن ابا فهو عندهم من الفجرة - وقد حلف یسوعهم

قسم در مذهب عیسائیان واجب است وهر که انکار کند از بدکاران است - ویسوع ایشان وحواریان

والاخرون من الحواریین وائمة النصرانیة - وقال کلارك ان القسم

ودیگر اکابر نصرانیان قسم خوردند - وڈاکٹر کلارک گفت که قسم نزد ما همچو

عندنا کالخنزیر عند المسلمین - وقد اکل خنزیر الحلف

خنزیر است نزد مسلمانان - حالانکه این خنزیر قسم را هر فرقے از پادریان خورده است

کل احد من القسیسین - وبولص الذی کان رئیس المفترین

وخود پولس که رئیس مفتریان بود خورده

فانظروا الی آتم وکذبه الصریح - وعمله القبیح - کیف اعرض عن

پس آتھم وکذب صریح وعمل قبیح او را به بینید - چگونه از قسم خوردن

الاقسام - خوفا من قهر الله العلام - وکنتُ اُعطیه مالا کثیرا علی الایلاء

اعراض کرد - ازین خوف که مبادا قهر الهی بر و نازل گردد - ومن او را بر قسم خوردن او مالے کثیر می

وقلتُ خذ منّی قبل حلفك لو کنت تشك فی قضائه - بل زدت

دادم - وگفتم که اگر ترا شکے است پس این مال قبل از قسم خوردن از من بگیر - بلکه من

وعد الصلة من الفٍ الی آلافٍ - ولو استزاد لزدناه من غیر الخلاف

وعده انعام را از یک هزار تا چند هزار زیاده کردم - واگر ازان هم زیاده خواستے البته بغیر تخلف

فکان فرضه ان یجیئنی جار اذیل الطرب - ویحلف ویشیع صدقه

وعده زیاده می کردم - پس برو فرض بود که بشادی دامن کشان پیش من آمدے - وقسم خوردے

فی العجم والعرب - ولکنه فر کالمبهوت - وخر کالمکبوت - واعقبه

وراستی خود را در عرب وعجم شائع کردے - مگر او همچو سراسیمه بگریخت - وهمچو کسیکه دست زورآورے بروافتد

طائف الهول کالمجانین۔ فظهر من هذا فضاحه۔ وهتك وجاحه۔ و
فرو افتاد و همچو دیوانگان بار بار او را جنون افتاد۔ پس ازین حرکت پا یاب او معلوم شد و پرده او

حصحص الحق وبدا کذب الخائنین۔ ثم کان علیه عند الاعراض عن الحلف
دریده گشت۔ و حق ظاهر شد و دروغ خیانت پیشگان پدید آمد۔ باز برو واجب بود که اگر قسم نخورده بود

ان یاتی بدلائل علی بهتانه۔ ویثبت باشهاد مضمون هذیانه۔ ولکنه ما
بارے بدلائل دعوی بهتان خود را بپایه ثبوت رسانیدے۔ و از روئے گواهان هذیان خود را ثابت کردے مگر او

جاء بدلیل علی تلك الخرافات۔ وما صرخ علی باب حاکم عند هذه
برین خرافات هیچ دلیلے نیاورد۔ و نه بر وقت این آفات بر در حاکمے فریاد کرد۔

الآفات۔ کما هو سیرة المظلومین۔ فای دلیل اکبر من هذا علی
چنانکه آن طریق مظلومان است۔ پس بر مفتریات او ازین بزرگتر کدام دلیل

مفتریاته۔ وعلی کذبه وخز عبیلاته عند الناظرین۔ وانه اقر غیر
و بر کذب و اباطیل او ازین ظاهر تر کدام شهادتے نزد ناظرین ضروری است۔ خواهد بود۔

مرة انه خشی علی نفسه فی تلك الایام۔ ووجد ما یجد الموقن بقرب الحمام
و او بارها اقرار کرد که او بر جان خود ترسیده است۔ و آن غم دید که کسے بیند که بر نزدیکی موت خود

وبعد ما خرج من سجن الاحزان۔ ومارستان الذوبان۔
یقین کننده باشد۔ و چون از زندان غمها و بیمارستان گداختن بیرون آمد۔

اهرع الناس للقاه۔ وعجبوا بمحیاه۔ فمن حدّق الی اساریره۔ وفکّر فی
مردم برائے دیدن او شتافتند و بر زندگی او تعجب کردند۔ و هر که بتامل نشانهائے چهره او دید۔ و در آواز

شخیره علم انه بدّل الهیئة السابقه۔ واطفاء النار المضطرمة۔ وظ
او غور کرد۔ بدانست که او هیئت سابقه را مبدل کرده است۔ و آتش افروخته را منطفی گردانیده۔ و

کالمساکین۔ وبکی مرارًا فی کل نادٍ رحیب۔ بتذلل عجیب۔ فهم من کان
همچو مسکینان ظاهر شد۔ و بارها در مجلس هائے فراخ بتذلل عجیب بگریست۔ پس هر که در میان

فی بهرة الحلقة وحوالیها۔ وفهم انه خشی قنا الموت وعوالیها۔ وامضی الایام
حلقه جماعت یا گرد آن بود شنید و فهمید که او از نیزه هائے موت و سر آن نیزه ها ترسید۔ و همچو بیقراران

کالمضطرین۔ واما قومه فنسوا ما کان فی الهامی من قید الاشتراط۔ الذی
روزها گزرانید۔ مگر قوم او شرط الهام مرا فراموش کردند۔ آن شرط که مدار

کان فیه کالمناط۔ وما فکروا فی خوفه الذی بلغ الی الافراط۔ وتعاموا من
مفهوم الهام بود۔ و در خوف آنهم هیچ فکرے نکردند آن خوف که بافراط رسیده بود۔ و از غضب

الغیظ والاختلاط۔ وارو اکل خبثهم کالشیاطین۔ وابدوا انواع طیش
و خشمناک شدن کور گشتند۔ و هر خباثت خود را همچو شیاطین نمودند۔ و وندان طیش و غضب

وغضبٍ۔ وغیظ ولهبٍ۔ وکانوا معتدین۔
ظاهر کردند۔ و خشم و افروختگی نمودند۔ و از حد تجاوز کنندگان بودند۔

واخنت علی السفهاء۔ ورفقاءه الجهلاء۔ وقالوا انا من
و مردم سفیه و رفیقان جاهل او بر من به سخت گوئی زبان کشادند۔ و گفتند که ما غالبیم۔

الغالبین۔ وفهّمناهم فما اقلعوا عن الجهلات۔ وانصلتوا کل الانصلات
و ما ایشان را فهمانیدیم پس از جهالت ها باز نه ایستادند۔ و بغایت درجه از حد در گزشتند

واضرموا نار الوغا۔ والتهبوا کجمر الغضا۔ وما انتهوا وما فکّروا بل اضطرموا و
و آتش جنگ افروختند۔ و همچو اخگر درخت غضا افروختند۔ و باز نه ایستادند و نه فکر کردند بلکه بفروختند

تنکّروا۔ وابرزوا عربدةً واعتداءً۔ وافتروا اشیاءً۔ وتمایلوا علی سبٍ واستهزاء
و خصومت جنگ و زیادتی را ظاهر کردند۔ و بهتانها بستند۔ و بر دشنام دهی و عیب گیری و استهزا مائل شدند

وشتم ومزاح۔ واعتدوا هذياناً وبهتاناً۔ وطاروا الينا زرافات ووحداناً۔

ودر ہذیان وبہتان از حد درگزشتند وسوئے ما گروہے گروہے ویکے یکے پریدند۔

كالمجانين۔ واخفوا الحقيقة كالحوّل المحتال۔ او المغطّي الدجّال۔ وكانوا يستهزون

واصل حقیقت را ہمچو مکاران وحیلہ گران۔ ودجالان حقیقت پوشان پوشیدہ داشتند۔ و

سائرين في الاسواق۔ كما هي عادت الفسّاق۔ وكانوا يزينون الكذب والافتراء

باستہزا در بازارہا گشتند۔ وچون فاسقان تمسخر را عادت کردند۔ وکذب وافترا را زین کردہ بمردم نمودند

وكل احد قال فينا اشياء۔ كما شاء۔ وقد استتلوا الصبيان والسفهاء

وہر یکے از یشان ہرچہ خواست درحق ما گفت۔ ودر وقت استہزا کودکان وسفیہان را در پس خود کردند

مستهزئين۔ وكانوا يخدعون الناس بنباءٍ ما فهموه۔ او فهموه ثم حرّفوه۔ و

ومردم را بخبرے فریب می دادند کہ خود نفہمیدند۔ یا فہمیدند مگر تحریف می کردند

عثوا في الامصار مفسدين۔ وسعى معهم علماء نا كسباع۔ بل كسباعٍ لابسي

وبطور فساد انگیزی در شہرہا بگشتند۔ وعلماء ما با اوشان ہمچو تمامان بودند۔ نی نی بلکہ ہمچو درندگان پوست

جلد النمر۔ وهاجوا كهجوم السيل المنهمر۔ واتبعوا النصارىٰ وزخارف زورهم۔

پلنگ پوشیدہ رفیق شدند۔ وہمچو سیلے کہ بزودی وتیزی می آید ناگاہ برما افتادند۔ وعیسائیان ودروغہائے

ونبذوا لباس التقوىٰ وراء ظهورهم۔ مجترئين۔ وارادوا ان يجتاحوا بحصائد اللسان

آراستہ اوشان را پیرو شدند۔ ولباس تقوی را پس پشت خود انداختند۔ وخواستند کہ با داسہائے زبانہا استیصال

وغوائل الافتنان۔ وايدوا النصارىٰ كالشاهدين۔ وكان كل كحسين

ما کنند۔ واز غوائل فتنہ اندازی ما را تباہ گردانند۔ وہمچو گواہان تائید عیسائیان کردند۔ وہر یکے از یشان مثل

بطالويّ او شيخ نجديّ بعيداً من الديانت والدّين۔

محمد حسین بٹالوی یا شیطان نجدی از دیانت ودین دور بود۔

والعجب ان آتهم كان مرّةً لا يترمرم۔ وصامتاً لا يتكلم۔ بل كتب الى

وتعجب اینکہ عبداللہ آتھم بالکل ساکت وخاموش بود کہ یک لفظے ہم بر زبان نمی آورد و ہیچ کلامے

اني بريّ منهم ومن فعلهم واعلم انهم من الجاهلين المعتدين۔ ثم بعد ملي

نمی کرد بلکہ سوئے من نوشت کہ من ازین مردم وکار این مردم بیزارم۔ ومیدانم کہ ایشان از نادانان و

قسي قلبه وصار من الغاوين۔ ومع ذالك ما اشرك نفسه في سبّهم و

تجاوز کنندگان ہستند۔ باز بعد از مدتے قلیل دل او سخت شد واز گمراہان شد وباوجود این امر خویشتن را در

بهتانهم۔ وسفاهتهم وهذيانهم۔ وتنحى عنهم وقعد كالمعتزلين المختفين۔

دشنام وبہتان وہذیان اوشان شریک نکرد۔ بلکہ از اوشان یکسو ماندہ۔ وہمچو گوشہ نشینان پوشیدہ

ولو كان يحسبني كذاباً۔ ويحسب نفسه مظلوماً مصاباً۔ لكان حقّه ان

نشستہ۔ واگر او مرا کذاب خیال کردے وخویشتن را از مظلومان شمردے۔ پس ہر آئینہ حق او بود کہ

يكون اول المكذّبين واوّل اللاعنين۔ بل كان الواجب عليه ان يشيع

از ہمہ تکذیب کنندگان اول تکذیب من کردے واز ہمہ لاعنان اول لاعن او بودے۔ بلکہ بر او واجب بود

كذبي بالاشتهارات۔ ثم لا يقنع بها ويرفع الى الحكام للمكافات۔ لكنه ما فعل ذالك

کہ باشتہارات کذب مرا شائع کردے۔ باز بدین قدر کفایت نکردے بلکہ بذریعہ حکام مرا سزا دہانیدے

بل صمت كالمتخوفين۔ وانت تعلم انه ان كان مطّلعاً على كذبي۔ وكان ظهر عليه

مگر او چنین نکرد بلکہ ہمچو ترسندگان خاموش شد۔ وتو میدانی کہ اگر او بر کذب من اطلاع یافتہ بود۔ و

خبث قلبي۔ مع انه تاذي كل الاذى بسببي۔ فكان من مقتضى الفطرة

خبث دل من برو منکشف گشتہ بود۔ باوجود این امر کہ از سبب من تکالیف برداشتہ ومحنت کشیدہ بود پس

الانسانيّة۔ والضرورة الدينية والعقلية۔ ان تتحرك غضبه كالطوفان

درین صورت مقتضائے فطرت انسانی وتقاضائے ضرورت عقلیہ دینیہ این بود کہ غضب او مثل طوفان جنبش کردے

ویشتغل بالمجازات لعدوان۔ فما منعه انه صار کالمیت المدفون۔ واختفی

وبرائے پاداشش ظلم مشتغل گشتے۔ پس او را این چہ پیش آمد کہ ہمچو میت دفن کردہ گردید۔ وچون

کالمتندم المحزون۔ الیس ہذا مقام یحار فیه الفہم۔ وتہیج الظنون و

شرمندہ غمناک پوشیدہ گشت۔ آیا این آن مقام نیست کہ در آن عقل انسان متحیر میشود۔ وگمانہا

یفرط الوہم۔ ثم دعونه للحلف لکشف الحق علی العوام۔ ووعدته قنطاراً

در دل می آیند۔ ووہم زیادت میکند۔ باز او را برائے قسم بخواندم تا کہ حق بر عوام ظاہر گردد۔ وبر قسم خوردن

علی الاقسام لا یسیرا من الحطام۔ لیرجع بردن ملاٰن۔ وقلب جذلان۔

وعدہ مالے کثیر دادم۔ نہ اندکے از مال۔ تا کہ آستین خود از مال پُر کند و با دل شادان باز گردد۔

فولّی وما تالّی۔ ثم لعنته لعناً کبیرا۔ فقلت لعنة الله علیك ان

پس رو بگردانید و قسم نخورد۔ باز بر و لعنت فرستادم۔ وگفتم کہ خدا بر تو لعنت کند اگر از روئے سخت دلی

اعرضت مزیرا۔ وما جئتنی وما ترکت تزویرا۔ فما جاء وما حلف۔ و

کنارہ کنی۔ ونزدم نیائی و دروغ آرائی را نگذاری۔ پس نیامد و قسم نخورد۔ ومصیبت

تذکر رزءاً سلف۔ وظن انه الاٰن من الماخوذین۔

اول را یاد کرد۔ وگمان کرد کہ اکنون او از گرفتاران خواہد شد۔

وکفاك ماظہر منه عند سماع نباء الموت۔ وتراءت له

وترا این امر کافی است کہ وقت شنیدن خبر موت چہ حرکت ہا ازو صادر شد

اٰثار الفوت۔ واخذه خاف۔ حتی ظہر التغیر فی الصوت۔ وطفق یفر

ونشانہائے در گزشتن برائے او ظاہر شدند۔ واو را خوفے شدید گرفت تا آنکہ در آواز او تغیرے پیدا

کصید مذعور یجوب البیداء۔ ولا یری اشجراء ولا مرداء۔ وترك سبل العاقلین

وچنانکہ شکارے ترسندہ بیابان را قطع میکند۔ ونہ زمینے درختناک می بیند ونہ بے درخت ہمچنین بگریخت وراہ ہائے عاقلان ترک کرد

ثم اذا رأی ان الخوف لا یخفی وان لیس الناظرون کالاعمی۔ فاشتہر ان الصائلین

باز چون دید کہ خوف پوشیدہ نتواند ماند۔ وبینندگان ہمچو کوران نیستند۔ پس مشہور کرد کہ حملہ کنندگان

فی کل مکان قفوہ۔ وما وجدوا قصراً الا علوہ۔ حتی بہت من نمط تعاقبہم

در ہر مکانے پس او رفتند۔ وہیچ کاخے نیافتند کہ بران نہ بر آمدند۔ تا آنکہ از طریق تعاقب شان مبہوت شد

وما رأی راجلہم ولا راکبہم۔ فما امہله ہذا الخوف۔ بل احرق منه الجوف۔

ونہ پیادہ شان دید ونہ سوار شان۔ پس این خوف او را نگذاشت۔ بلکہ از ان بیم اندرون او بسوخت

ورآه الزائرون انه یمضی وقته بالبکاء والزفرات۔ ویجری من مقلته سیل

وملاقات کنندگان او را دیدند۔ کہ وقت خود بگریہ وآہ ہا می گذارد۔ واز چشم او سیلاب اشک ہا میرود۔ و

العبرات۔ ولا کدمع المقلات۔ وکان یستیقن انه المغلوب۔ وسیعلق به

می گرید۔ ونہ ہمچو گریستن زنے کہ پسران او مردہ باشند۔ وگویا او یقین می کند کہ او مغلوب است۔ وعنقریب مرگ

الشعوب۔ فکان القنص عند حس جوارح باطشة یختفی فی سرحة کثیفة

بدو خواہد آویخت۔ پس مثل آن صیدے کہ بوقت در یافتن جانوران شکاری کہ برو حملہ می کنند در درختے پوشیدہ شود

الاغصان۔ وریفة الافنان۔ ویواری عیانه تحت کل عیصة۔ بارعاد

کہ شاخہائے آن با نبوہ باشند ونیز شاخہائے پر برگ باشند۔ وزیر ہر درختے کلان وجود خود را می پوشاند

فریصة۔ کذالك تاه کالمجانین۔

واز شدت خوف گوشت شانہ خود را می لرزاند۔ ہمچنین این شخص از جنون خوف سرگردان می گشت۔

ثم نحت من بعد المیعاد علی طریق الافناد۔ ان جمعاً حلوا بساحته

باز بر طریق دروغ گفتن بعد از گذشتن میعاد این تراشید۔ کہ گروہے بساحت خانہ

وعجروا علیه شاہری سیوفہم لا بادته۔ لیغتالوه کالمفاجئین۔ فمن

او در آمدند۔ وشمشیر ہا برکشیدہ برائے اہلاک او حملہ کردند۔ تا بیک ناگاہ او را قتل کنند۔ پس ازین

مثل هذه الافتراءات- ونحت البهتانات اظهر عجره وبجره- وعرف نجمه وشجره-

افترا ها و بهتان ها حقیقت پوشیده او منکشف گشت و نبات او و درخت او شناخته شد

وظهر انه هاب الاسلام- ولو اخفى المرام- الا تعلم انه كيف اقر بانه خاف

و ظاهر شد که او ضرور از هیبت اسلام بترسید اگرچه این مقصد را پنهان داشت- آیا نمی دانی که او

حيّة- ومن المعلوم ان الحيّة ما كان مامورة منا ولا معلمة- وتلدغ الحيّة

چگونه اقرار کرد که او از مار بترسید- و این ظاهر است که مار از ما حکم یافته نبود و نه تعلیم یافته- و مار با مر خدا نیم

بامر الله لا بامر الانسان- فثبت انه خشي قهر الديان- واوجس في نفسه

می گزد نه بامر انسان- پس ثابت شد که او از قهر خدائے جزا دهنده بترسید- و در دل خود خوف

خيفة نباء الرحمٰن- وهذا هو شرط الرجوع الذي كان في الهام المنان-

پیشگوئی پوشیده داشت- و این همان شرط رجوع است که در الهام بود-

فانتفع من الشرط بخوف الجنان- ثم ستر الامر كالماكرين-

پس بباعث خوف ازان شرط منتفع شد- باز حقیقت حال را همچو مکر کنندگان پوشیده کرد-

وان قصة الحيّة تشهد بكمال الصفاء- ان الخوف كله

وقصه مار بکمال صفائی گواهی می دهد که همه خوف از تقدیر آسمان بود-

كان من قدر السماء- لا من هؤلاء وهؤلاء- وقد سمعت اني دعوته للايلاء

نه ازین گروه و ازان گروه- و تو شنیدی که من او را برائے قسم خوردن خواندم

فكان هو الخوف الذي رجعه الى الاباء- وقلت اني مجيزك كالغرماء

بودم پس همان خوف او را از قسم خوردن باز داشت- و من بدو گفتم که همچو تاوان دهندگان ترا زر

ولو شئت اجمع عنّي قبله عند احد من الامناء- فخاف عكّازتي معانه

کثیر انعام خواهم داد- و اگر بخواهی پیش از قسم خوردن نزد امینے زر انعام جمع کنانی- پس از عصائے من بترسید

اطّلع على اجازتي- واذا ولّا وما تالّى- فقلت يا هذا اقد آلوا من قبل خواص

باوجود این امر که بر انعام من اطلاع یافت- پس هرگاه که رو گردانید و قسم نخورد گفتم که اے فلان به تحقیق قبل

ائمتك- واكابر ملّتك- ءأنت افضل منهم او تحسبهم من الفاسقين-

از تو خواص پیشوایان تو قسم ها خوردند- آیا تو از آنان بزرگتر هستی یا تو آنان را از فاسقان می شماری-

فما رد قولي وما آلى كالصّادقين- فكذبه شئ لا يختفى باخفاء- ولا يستقيم

پس قول مرا رد کرد و نه همچو صادقان قسم خورد- پس دروغ او چیزیست که از پوشیدن پوشیده نمی شود

بافتراء- بل هو اجلى البديهيات واسنى المسلمات- ولكن المخالفين قوم

و با افترا صورت درستی نمی پزیرد- بلکه آن اجلی بدیهیات و روشن ترین مسلمات است- مگر مخالفان قومے هستند

اعماهم اعصار التعصب والشحناء- كما يُعشي الهجير عين الحرباء- فلا شك

که بادگرد تعصب و کینه چشم شان کور کرده است- چنانکه دوپهر چشم حربا را کور می کند- پس هیچ شک

ان الحق ابلج- والباطل لجلج- واسودت وجوه المبطلين- ولا ريب ان

نیست که راستی درخشید و باطل رو بزوال نهاد- و روئے باطل پرستان سیاه شد- و هیچ شک نیست

موت هذا الكذاب- امات كل مكذب في هذا الباب- واني ارى

که موت این کذاب هر مکذب این امر را بمیرانید- و من مے بینم

ان الالسنة قد زمّت- والحجّة قد تمّت- و

که بر زبان ها لگام داده شد- و حجت با تمام رسید-

ظهر الحق ولو كانوا كارهين-

و حق ظاهر شد اگرچه ازان کراهت می داشتند-

وقد ذكرنا قبل موت آتم في الاشتهارات السابقة- انه

وما قبل از موت آتهم در اشتهارات سابقه ذکر کردیم که او بعد از انکار

يموت بعد الانكار من الرجوع والانابة۔ والاصرار على الكذب والفرية۔

رجوع و اصرار بر دروغ خواہد مرد۔

فنولى شكر الله المنّان۔ انه فعل كما كُتب قبل هذا الزمان۔ وانّه كما

پس ما شکر خدائے منان متواتر مے کنیم۔ کہ او چنانکہ پیش زین نوشتہ شدہ بود ہمچنان کرد۔ و زانسان

كنت الهج بشوق الجنان۔ ومات آتهم بعد مرور نصفٍ من الاشهر المسيحية۔

بکمال رسانید کہ من بشوق دل آرزو می کردم۔ و آتهم بعد گزشتن نصف از ماہ ہائے عیسائیان یعنی در ماہ جولائی ۱۸۹۶ء مرد

وما نفعه فراره مِن البلدة الى البلدة۔ وان شئت فافهم زمان وفاته مِن هذه

و گریختن او از شهرے بشهرے او را فائدہ نداد و اگر بخواہی تاریخ وفات او را ازین فقرہ منذ رجہ ذیل

۱۸۹۶۔ السنة العيسوية

الفقرة۔ هَوى دجّال بَبٌّ فى عذاب الهاوية المهلكة۔ وهذه

معلوم کن دجال فربہ آتهم بد اطوار در ہاویہ ہلاک کنندہ افتاد ۱۸۸۶ سنہ عیسوی و این

آيت مِن آيات حضرة العزة۔ فانه ما تركه حيًّا اذا ترك سبل الديانة بل

نشانہائے خدا تعالیٰ است۔ چراکہ او آتهم را زندہ نگذاشت وقتیکہ دید کہ او راہ حق را گزشتہ است

اخفاه تحت التربة۔ اذا ما اخفى سرّ الحقيقة۔ فحصحص الحق وزهق الباطل

بلکہ او را زیر خاک پوشیدہ کرد۔ چوں دید کہ او راز حقیقت را پوشیدہ کردہ است پس حق ظاہر شد و باطل

وبطلت دقاريرالكفرة۔ فانّى تسحرون يا اهل البخل والعصبية۔ المر يأن

گریخت۔ و دروغہائے کفر باطل شد۔ پس اے بخیلان و متعصبان از حق کجا میروید و کدام جادوئے شمارا مسخر

لكم ان تتوبوا يا متخلفى القافلة۔ فقوموا وامهلوا بعض هذا التدلّل و

کردہ۔ اے پس ماندگان قافلہ آیا ہنوز وقت شما نرسیدہ است کہ توبہ کنید۔ پس برخیزید و بعض نازہا و تجبرہا

النخوة۔ ولا تبارزوا الله مجترئين۔

بگذارید۔ و مقابلہ خدا تعالیٰ از دلیری مکنید۔

ايها الاناس ان آتهم مات۔ وبازى الحق على الباطل خات۔

اے مردمان بہ تحقیق آتهم بمرد۔ و باز حق بر باطل بحملہ تمام تر افتاد۔

فارفقوا على انفسكم واذكروا الاموات۔ وتوبوا مسترجعين۔ وان التقوى

پس بر نفس خود نرمی کنید و مردگان را یاد کنید۔ و با انا للہ گفتن توبہ کنید۔ و تقوی درین از نیست

ليس فى لمة مشيطة۔ ولحي طويلةٍ۔ وكعاب مكشوفةٍ۔ وعمائم ملفوفة۔

کہ موہائے خود را بشانہ مصفا دارید۔ و ریشہا را دراز بگذارید۔ و کعبین برہنہ۔ و دستار ہا خوب پیچیدہ

وشوارب مقطوعة۔ ورسوم مجموعة۔ انما التقوى فى اختيار الصواب

و بروت بریدہ۔ و ہمہ رسوم ظاہری اسلام در نفس خود جمع کردہ شوند۔ بلکہ حقیقت تقوی اینست

بعد الخطاء۔ والرجوع الى الحق بعد الادراء۔ والالتياع بذكر ايام الاباء۔

کہ بعد از خطا ثواب را اختیار کنید۔ و بعد از آگاہانیدن سوئے حق رجوع فرمائید۔ و ایام سرکشی را یاد کردہ

والتناهى عن القوم المفسدين۔ وترك بخل النفس وكبرها لله رب

غمگین شوید۔ و از مفسدان دور نشینید۔

العلمين۔ وان الاتقياء يسرّون بقبول الحق كسرورهم بلقاء الف

و پرہیزگاران بقبول حق چنان خوش می شوند کہ بدیدن دوستے خوش میشوند کہ بعد از

لقى بعد الفقدان۔ او حصول مرام تاتّى بعد الحرمان۔ واذا ذُكّروا فيتذكرون

گم شدن ملاقات کرد۔ یا مثل شخصے خوش میشوند کہ بعد از نومیدی مقصود خود را یافت۔ و چون یاد دہانیدہ

متواضعين۔ فاحسنوا النظر فى الاعمال۔ اتجدون تقواكم كمثل هذه

شوند بتواضع یاد می آرند۔ پس در اعمال خود نیکو نظر کنید۔ آیا شما پرہیزگاری خود را مانند ایں مثال ہا

الامثال۔ ما لكم لا تتناهون عن الفساد۔ ولا تهولكم تهاويل المعاد۔

می یابید۔ چہ شد شمارا کہ از فساد باز نمی آئید۔ و خوفہائے سخت قیامت شما را نمی ترساند۔

اصاب بُستانکم جائحة۔ فکیف الھتکم غفلة۔ یا معشر النائمین۔ ان فی موت

باغ شمارا آفتے رسید۔ پس چگونہ غفلت شمارا باز داشتہ است۔ بہ تحقیق در موت

آتہم لآیات لاولی الابصار۔ اما قرأتم من قبل اشتہاری فی ھذہ الاخبار۔

آتہم برائے بینندگان نشان ہاست۔ آیا شما پیش زین اشتہار من دربارہ این خبرہا نخواندہ آید۔

فالآن لاینکرھا الّا حزب الشیاطین۔

پس اکنون منکر آن بجز گروہ شیطانان ہیچکس نخواہد ماند

تذکر موت دجّال رُذالِ ... وُقودِ النّارِ آتہم ذِیْ الخبالِ

مردن آن دجّال کمینہ را یاد کن ... کہ ہیزم آتش آتہم مفسد است

اَتاہ الموت بعد کمالِ دجلِ ... وانکارٍ ومکرٍ فی المقالِ

بعد کمال دجالیت ... وانکار و مکر در گفتگو موت برو وارد شد

اراہ اللہ ھاوِیَةً وذُلاً ... وفی النّیران اُلقی کالدمالِ

خدا تعالیٰ اورا جہنم و ذلت بنمود ... و ہمچو سرگین خشک در آتش انداخت

کمثلی کان فی عمرٍ وسنٍّ ... سَمِین الجسمِ اَبعدُ من ھُزالِ

او در عمر و سن مانند من بود ... فربہ جسم و از لاغری دُور بود

وما اَرداہ الّا حبُّ کفرٍ ... واحبابٍ واملاکٍ ومالِ

و ہیچ چیزے بجز حب کفر اورا ہلاک نہ کرد۔ ... و دیگر اسباب ہلاکت محبت دوستان کافر و محبت ملک و مال بود

فری ارضًا بخوف بعد ارضٍ ... فما نفعتہ حِیَلُ الانتقالِ

از شدت خوف زمینے را بعد زمینے برید ... پس حیلہ تبدیل جا ہا ہیچ نفع اورا نہ بخشید

ودُقّت ھامة الکذّاب حقًا ... باطرافِ الزجاج او العوالیْ

و در حقیقت سر این کذاب ... باطراف پائین و اطراف سر نیزہ ہا کوفتہ شد

وقد ھابَ المنایا ثم اَنسٰی ... زمانَ الموتِ من زھوٍ الضّلالِ

و از موت بترسید باز ... زمانہ موت را از تکبر ضلالت فراموش کرد

ففکر کیف اَدرکہ المنیّة ... مقدّرةً لہ بعد الخبالِ

پس فکر کن کہ چگونہ موت اورا دریافت ... آن مرگ کہ بعد از مفسد گشتن برائے او مقدر بود

توفّاہ المھیمن عند خبثٍ ... واصرارٍ علٰی سُبُلِ الوبالِ

خدا تعالیٰ اورا در وقت خباثت ... و اصرار بر راہ وبال بمیرانید

فاین الیوم آتہم یا عدوّی ... اَلم یرحل الٰی دار النکالِ

پس اے دشمن من امروز آتہم کجاست ... آیا بسوئے دار العقوبت کوچ نکردہ است

اَلم یثبت بفضل اللہ صِدقی ... اَلم یظھر جزاء الافتعالِ

آیا بفضل خدا تعالیٰ صدق من ظاہر نشد ... آیا جزائے بہتان و دروغ گفتن بظہور نرسید

وما نجّاہ عیسٰی والصلیبُ ... ولم یعصمہ احدٌ من عیالِ

و اورا نہ عیسیٰ علیہ السلام نجات داد و نہ صلیب نجات داد ... و کسے از عیال او اورا نہ رہانید

تجلّت آیة الربّ العظیمِ ... فاین الطاعنون من الدلالِ

نشان آن قادر ظاہر شد کہ خدائے بزرگ است ... پس کجا ہستند آنانکہ از ناز طعنہ می زدندے

واین اللاعنون بصدر نادٍ ... واین الضاحکون من الحوالی

وکجا کسانے ہستند کہ بحیثیت صدر نشینی مجلس بر من لعنت کردندے ... وکجا کسانے ہستند کہ از گرداگرد مجلس خندہ ہا می زدندے

واین الساخرون من الادانی ... ومن اھل المطابع کالرذالِ

وکجا از کمینہ مردم تمسخر کنندگان ہستند ... وکجا مہتممان و ایڈیٹران مطابع ہستند کہ بہ کمینگان شریر میماندند

فؤادی قد تأذّی من اذاھم ... وقلبی دُقّ من قیلٍ وقالِ

دل من از ایذائے شان آزارہا یافت ... و دل من از قیل و قال شان کوفتہ شد

أطالوا السن لتذميم ظلماً	فأمرزنا كإمرار الحبال
ایشان زبانهائے مذمت کردن برما از راہ ظلم کشادند	پس از شدت گرفت شان چنان سخت تافته شدیم که رسن را می تابند
وقالوا كاذبٌ يؤذي الأناسا	ويعلم من يراني سرّ حالي
وگفتند شخصے دروغگوست که مردم را ایذاے دہد	ودراز حال من کسے میداند که مرا می بیند
وملئوا كل قرطاسٍ بذمّي	فأصبحنا كمجروح القتال
وہر کاغذے را بہ بدگوئی ما پر کردند	پس ہمچو مجروحان جنگ صبح کردیم
وما خافوا عقاب الله ربّي	إذا ما جاوزوا سُبُل اعتدال
و مواخذہ خدا را ہیچ پروائے نداشتند	واز راہ ہائے اعتدال تجاوز کردند
فسلهم أين آتهم في النصارى	أروني في الجموع أو العيال
پس از ایشان بپرس که آتھم کجا ست	مرا شکل او بنمائید در گروہے باشد یا در عیال
أما مات الذي زعموه حيّاً	أما دُفن المكذّب في الدحال
آیا آنکس مردہ است که اورا زندہ پنداشتند	آیا تکذیب کنندہ در مغاکہا دفن کردہ نشد
أما شاهت وجوه المنكرينا	فقوموا واشهدوا لله لا لي
آیا روئے منکران سیاہ نشدہ است	پس برخیزید و برائے خدا نہ برائے من گواہی دہید
ولم يقتله من أمري ثبون	ولكن جذّه حِبٌّ قلا لي
و اورا جماعت من نکشتہ است	بلکہ آن دوست او را کشت که برائے من او را دشمن گرفت
بدت آيات ربّي مثل شمس	فما بقي الظلام ولا الليالي
نشانہائے خدائے من مثل آفتاب ظاہر شدند	پس نہ تاریکی ماند و نہ شب ہا
سهامُ الموت ما طاشت بمكرٍ	وإنّ الله يخزي كلّ غالي
وتیرہائے مرگ از مکر آتھم خطا نرفتند	وخدا ہر غلو کنندہ را رسوا مے کند

توفّي كاذباً ربٌّ غيورٌ	وما آواه أحدٌ من موالي
خدائے غیور دروغ گو را بمیرانید	وہیچکس از دوستان او را در پناہ خود نیاورد
توفّي والسيوف مسلّلات	على أمثاله من ذي الجلال
او بمرد و شمشیرہا	بر امثال او از خدا تعالی کشیدہ ہستند
تجلّى صدقنا والصدق يجلو	فأشرقنا كإشراق اللآلي
صدق ما ظاہر شد و صدق چیزیست که بالضرور روشن میشود	پس ہمچو دُرہائے تابان درخشیدیم
فلا تعجل علينا يا ابن ضغنٍ	وخف سوء العواقب والمآل
پس اے انسان کینہ ور بر ما جلدی مکن	واز سوء انجام و سوء خاتمہ بترس
نزلنا منزل الأضياف منكم	فنرجو أن تقولوا لي نزال
ما ہمچو مہمانان نزد شما فرود آمدیم	پس امید داریم که بگوئید که نزد ما فرود آ
ولي في حضرة المولى مقامٌ	وشأنٌ قد تباعد من خيال
ومرا در حضرت مولی کریم مقامے است	وشانے است که از خیالہا برتر است
وصافاني ووافاني حبيبي	وأرواني بكاسات الوصال
ودوست من با من محبت صافی کرد و نزدم آمد	ومرا با جامہائے وصال سیراب کرد
أراني الحبّ موتي بعد موتي	وأنأى تربتي فبدا زلالي
محبت الہی مرا مرگ من بعد مرگ من بنمود	وخاک مرا از من دور کرد پس آب زلال پیدا شد
وجدنا ما وجدنا بعد وجدٍ	وإقبالي أتى بعد الزوال
ہرچہ یافتیم از غم واندوہ یافتیم	واقبال من بعد زوال من آمد
إذا أنكرتُ من نفسي بصدقٍ	فوافاني حبيبي روحُ بالي
در وقتے که من از نفس خود انکار کردم	پس دوست من و آرام جان من نزدم آمد

اَطَعْتُ النُّوْرَ حَتّٰی صِرْتُ نُوْرًا ۔۔۔ وَلَا یَدْرِیْ خَصِیْمٌ سِرَّ حَالِیْ

من نور را اطاعت کردم بحدیکه خود نور شدم ۔۔۔ پس ہیچ خصومت کننده راز حال من نمی داند

طَلَعْتُ الْیَوْمَ مِنْ رَبٍّ رَحِیْمٍ ۔۔۔ وَجَلَّتْ شَمْسُ بَعْثِیْ فِی الْکَمَالِ

امروز از طرف رب رحیم خود طلوع کردم ۔۔۔ و آفتاب بعث من در کمال بزرگیها حاصل کرد

فَلَا تَقْنَطْ مِنَ اللّٰهِ الرَّؤُفِ ۔۔۔ وَقُمْ وَبِتَوْبَةٍ نَحْوِیْ تَعَالَ

پس از خدائے مهربان نومید مباش ۔۔۔ و برخیز و توبه کن و نزد من بیا

قَرَیْنَا مِنْ کَمَالِ النُّصْحِ فَاقْبَلْ ۔۔۔ قِرَانَا بِالتَّهَلُّلِ کَالرِّجَالِ

بکمال اخلاص دعوت شما کردیم ۔۔۔ پس این دعوت را ہمچو مردان بخنده پیشانی قبول کن

وَخَیْرُ الزَّادِ تَقْوَی الْقَلْبِ لِلّٰهِ ۔۔۔ فَخُذْ اِیَّاهُ قَبْلَ الْاِرْتِحَالِ

و نیکوترین زاد از خدا ترسیدن است ۔۔۔ پس بگیر آنرا قبل از کوچ کردن

وَفَکِّرْ فِیْ کَلَامِیْ ثُمَّ فَکِّرْ ۔۔۔ وَلَا تَسْلُكْ کَمَرْءٍ لَا یُبَالِیْ

و فکر کن در کلام من باز فکر کن ۔۔۔ و ہمچو لا پروائے مرد

ثم العلماء اوسعونی سبًّا ۔ واوجعونی عتبًا ۔ فی ختن احمد و

بارعلما در باره داماد میرزا احمد بیگ هوشیارپوری بسیار بدگوئی کردند ۔ و بسرزنش ها

قالوا انه مامات فی المیعاد کما وُعِدَ فی الالهام واُکِّدَ ۔ بل نجده ببخت اسعد و

دل مرا ایذا دادند ۔ و گفتند که داماد احمد بیگ در میعاد پیشگوئی نمرده است ۔ و این برخلاف آن وعده و تاکیدی است

عیش ارغد ۔ وما نری اثرًا فیه من ضعف المریرة ۔ ولا عسرًا فی امتراء المیرة ۔

که در الهام بود ۔ بلکه اورا به بخت نیکتر و عیش فراخ تر می یابیم و ہیچ اثرے از ضعف طبیعت و تنگی تحصیل رزق نمی بینیم

وانه حیّ سالم الی هذا الحین ۔ اَمّا الجواب ۔ فاعلم انّ هذا الالهام

واو تا این وقت زنده سلامت موجود است ۔ اما الجواب پس بدانکه این الهام

کان مشتملًا علی الشعبتین ۔ شعبة فی موت احمد وشعبة فی ختنه الذی

بر دو شاخ مشتمل بود شاخ اوّل آن درباره موت میرزا احمد بیگ هشیارپوری بود ۔

جعله کقرة العین ۔ فاتمّ الله شعبةً اولیٰ فی المیعاد ۔ ومات احمد کما

و شاخ دوم درباره مرگ داماد او که ہمچو قرة العین اورا بود ۔ پس شاخ اول را که موت احمد بیگ است

اُخبر فی الهام ربّ العباد ۔ وتلظّٰی اقاربه من همّ موته ۔ وقد لاحت

در میعاد پیشگوئی با تمام رسانید و صدق آن ظاهر کرد و احمد بیگ مطابق الهام خدا تعالیٰ وفات یافت

لك تفاصیل فوته ۔ فلابدّ لك ان تقرّ بصدق هذه الشعبة بالیقین ۔

و دل اقارب او از موت او بسوخت ۔ و تفصیل وفات یافتن او بر تو ظاهر است پس ترا این امر ضروری افتاد

واما الشعبة الثانیة التی تتعلق بختنه وفوته ۔ فلا یختلج فی

است که بصدق شاخ اول اقرار کنی ۔ و اما شاخ دوم که متعلق بداماد احمد بیگ و مردن اوست پس سینه ترا این نگیرد

صدرك تاخیر موته ۔ فانه امر لا تفهمه الّا بعد الاحاطة علی الواقعات ۔ فاذا فهمت

که چرا در موت او تاخیر شد ۔ زیرا آنکه این امرے است که این را بجز احاطه بر واقعات نتوانی فهمید ۔ و چون فهمیدی

فیظهر علیك خطاءك کالبدیهیات ۔ وتفرّیات الشیطان انساك طریق الحق

پس بر تو خطائے تو ظاهر خواهد شد ۔ و اقرار خواهی کرد که شیطان ترا راه حق و حقیقت فراموش

والحقیقة ۔ وبعّدك عن الصراط والطریقة ۔ واراد ان تلحقك بالغاوین ۔

کنانیده است ۔ و از راه حق دور انداخته است ۔ و اراده کرده است که ترا بگمراهان آمیزد ۔

فالاٰن نقص علیك القصة ۔ لتطلع علی الحقیقة وتجد منها الحصة

پس اکنون این قصه بر تو می خوانیم ۔ تا بر حقیقت مطلع شوی ۔ و از آن حصه یابی ۔

ولتکون من المستبصرین ۔ فاعلم انّ زوجة احمد واقاربها کانوا من

و تا از جمله صاحبان بصیرت شوی ۔ پس بدانکه زن احمد بیگ و دیگر اقارب او از قبیله من بودند

عشيرتي وكانوا لا يتخذون في سبل الدين وتيرتي. بل كانوا يجترؤن على السيئات

دعادت شان بود که اوشان در راه‌هائے دین طریقه من اختیار نمی کردند. بلکه بر بدی‌ها و

وانواع البدعات. وكانوا فيها مفرطين. فالهمت من الرحمان انه معذبهم

گوناگون بدعت‌ها دلیری می کردند. و از حد در گذشته بودند. پس از خدا تعالیٰ الہام یافتم که اگر اوشان

لو لم يكونوا تائبين. وقال لي ربّي انهم ان لم يتوبوا ولم يرجعوا فننزل عليهم

تائب نشدند او آنانرا در عذاب گرفتار خواہد کرد. و مرا پروردگار من گفت که اگر این مردم توبه نکردند و نه از

رجسًا من السمٰوات. ونجعل دارهم مملوة من الارامل والثيّبات.

بدرکشی‌ها باز آمدند پس ما بر ایشان از آسمان عذاب نازل خواہیم کرد. و خانه اوشانرا از بیوگان پر خواہیم

ونتوفيهم ابا تر مخذولين. وان تابوا واصلحوا فنتوب عليهم بالرحمة. ونغيّر

کرد. و اگر توبه کردند و اصلاح خود نمودند پس ما برحمت سوے شان رجوع

ما اردنا من العقوبة. فيظفرون بما يبتغون فرحين. فنصحت لهم

خواہیم نمود. و اراده عقوبت را تبدیل خواہیم کرد پس آنچه میخواہند

اتماما للحجة. وقلت استغفروا ربكم ذي المغفرة. فما سمعوا كلماتي. وزادوا في

بخوشی خاطر خواہند دید. و ایشانرا برائے اتمام حجت نصیحت کردم و گفتم که از خدائے بخشنده مغفرت بخواہید پس

معاداتي. فبدا لي ان اشيع الاشتهار في هذا الباب. لعلهم يتقون ويرجعون

سخن من نشنیدند و در دشمنی افزودند. پس در دلم آمد که درین باره اشتہارے شائع کنم. شاید این مردم بترسند

الى طرق الصواب. ولعلهم يكونون من المستغفرين.

و بسوئے راه صواب رجوع کنند. و شاید از خدا تعالیٰ آمرزش بخواہند.

فاشعت الاشتهار وانا في هشيارپور. فلبذوه وراء ظهورهم

پس اشتہار را شائع کردم. و من دران وقت در شہر ہوشیارپور بودم. مگر اوشان آن اشتہار

غير مبالين. وكان ذالك اول الاشتهارات في هذه المقدمة. والبواقي

را به لاپروائی پس پشت خود انداختند. و آن اول اشتہار بود که درین مقدمه شائع کردم. و باقی همه اشتہار آن

التي اشيعت بعدها فهي لها كالانباء المفصلة المصرحة. وكالتفصيل

که بعد ازان شائع کردم تفصیل آن اجمال بود.

للعبارات المجملة السابقة. وانت تعلم انّ وعيد ذالك الاشتهار كان

و تو میدانی که وعده عذاب آن اشتہار مشروط بشرط توبه بود

مشروطا بشرط التوبة. لا كالعقوبة القطعيّة الواجبة النازلة. من

نه مثل آن سزائے که قطعی باشد و بغیر توقفے و مہلتے فرود آید.

غير المهلة. وان شئت فاقرء اشتهارا منّي طبع في عشرة من السنوات

و اگر بخواہی آن اشتہار من بخوان که در ۱۸۸۶ء یک ہزار و ہشتصد ہشتاد و شش مسیحی

المسيحية. لنقصف كبر هذه الفئة الباغية. فلما لم ينتهوا بهذا

برائے شکستن کبر آن گروه باغی جاری کرده بودم. پس ہرگاه اوشان بدین اشتہار

الاشتهار. ولم يتركوا طريق التبار. فكشف الله عليّ امورًا لتلك الفئة. وانا

از بدی‌ہائے خود باز نیامدند و طریق ہلاکت را نگذاشتند. پس خدا تعالیٰ برائے این گروه چند امور دیگر بر من

بين النوم واليقظة. وكان هذا الكشف تفصيل ذالك الالهام في المرّة الثانية

ظاہر کرد و من دران وقت در حالتے بودم که بین بین خواب و بیداری می باشد و این کشف تفصیل آن الہام

وبيانه اني كنت اريد ان ارقد. فاذا تمثّلت لي ام زوجة احمد.

بمرتبه دوم بود. و بیان آن این است که من اراده خفتن می داشتم. که ناگاه مادر زن احمد بیگ در حالت کشفی بر

ورئيتها في شانٍ آحزنني وآرجد. وهو اني وجدتها في فزع شديد عند

من متمثل شد. و او را در حالے دیدم که مرا غمگین کرد و بدن من بلرزانید. و آن این است که وقت ملاقات او را در خوف

التلاقی۔ وعبراتها یتحدّرن من المآقی۔ فقلت ایتها المرءة توبی توبی

شدید یافتم۔ و دیدم کہ اشکہائے او از چشمان او روان ہستند۔ پس گفتم کہ اے زن توبہ کن توبہ کن ...

فانّ البلاء علیٰ عقبکِ۔ ای علیٰ بنتك وبنت بنتك۔ ثم تنزلت من هذا

کہ بلا بر عقب تو نازل شدنی است۔ یعنی بلا بر دختر تو و دختر دختر تو فرود آمدنی است۔ باز ازین مقام کشفی

المقام۔ وفُهّمت من ربّی انّه تفصیل الالهام السابق من الله العلام۔

فرود آمدم۔ و از خدائے خود فہمانیدہ شدم کہ این تفصیل الہام سابق است۔

والقی فی قلبی فی معنی العقب من الدیّان۔ ان المراد ههنا بنتها وبنت بنتها لا احد

و درباره معنی عقب در دل من انداختند کہ مراد ازان اینجا دختر آن زن کہ زوجہ احمد بیگ است و دختر آن

من الصبیان۔ ونفث فی روعی انّ البلاء بلاءان۔ بلاء علیٰ بنتها وبلاء

دختر است نہ احدے از پسران۔ و در ضمیر من دمیدند کہ بلائے کہ در عبارت کشف مذکور است آن دو بلا ہستند بلائے بر

علیٰ بنت البنت من الرحمٰن۔ وانهما متشابهان من الله احکم الحاکمین ✠

دختر مذکور یعنی زوجہ احمد بیگ است و بلائے دیگر بر دختر دختر است۔ و آن ہر دو بلا باہم مشابہت میدارند

واذا رجعت لتفتیش لفظ العقب الی اللغات العربیّة۔ فاذا فراستی صحیحة مطابقة

و چون برائے تفتیش لفظ عقب سوئے لغت عرب رجوع کردم۔ پس آن الہام خود مطابق بیان کتب

✠ **الحاشیة**۔ قد سمع منّی هذا الکشف بمقام هشیارپور قبل موت احمد

این کشف را بمقام ہوشیارپور پیش از مردن میرزا احمد بیگ بلکہ پیش از اشاعت

بل قبل اشاعت واقعات کلها رجل من ولد شیخ صالح غزنویّ۔ وکما

این ہمہ واقعات شخصے از من شنیدہ بود کہ از پسران مولوی عبد اللہ غزنوی مرحوم است

تعلم کان هذا الرجل ابن تقیّ۔ ونسیتُ الیوم اسمه۔ واعرف وجهه

و چنانکہ میدانی این شخص پسر پرہیزگارے بود۔ و امروز نام او فراموش کردم۔ و روئے او می شناسم

لعلّ اسمه عبد الرحیم او عبد الواحد علیٰ اختلاف انتقال الخیال۔ واظنّ

شاید نام او عبد الرحیم یا عبد الواحد بود کہ ذہن بسوئے این ہر دو انتقال می کند و گمان میدارم

انّه لا ینکره عند السؤال۔ والله یعلم ما فی البال۔ وهو اعلم ما فی صدور العالمین۔

کہ او وقت پرسیدن انکار نخواہد کرد۔ آئندہ خدا تعالیٰ حال دل بہتر می داند۔

بالمعانی المرویّة۔ فشکرت الله مؤیّد الملهمین۔

لغت عرب یافتم۔ پس خدائے ملہم را شکر کردم۔

فالحاصل ان الله صرّح فی هذا الکشف ما اراد من نوع

پس حاصل کلام این است کہ خدا تعالیٰ درین کشف تصریح آن انذار و تخویف کرد۔

التخویف والانذار۔ واشار الی انّ الآفت علیٰ زوج احمد وبنتها من الله

کہ در ارادہ او بود و اشارت فرمود کہ آفت بر زن احمد بیگ و دختر احمد بیگ است۔

القهار۔ ومع ذالك حثّ علی التوبة والاستغفار۔ واومیٰ به انّ العذاب

و باوجود این انذار سوئے توبہ و استغفار رغبت داد۔ و اشارت کرد کہ در صورت

یؤخّر بالتضرّع والرجوع الی الغفار۔ ولا یحلّ الغضب الّا عند الاباء۔

توبہ و استغفار در عذاب تاخیر خواہد شد۔ و غضب الٰہی صرف در وقت بیباکی و نافرمانی نازل

والاجتراء والاعتداء۔ ومن تاب واستغفر فله حظّ من رحمة حضرة

خواہد شد۔ و ہر کہ توبہ کند حصہ از رحمت خواہد یافت۔

الکبریاء۔ ولا یاخذه عذاب مهین۔ الّا بعد العود الی سیر الفاسقین۔

و در عذاب مبتلا نخواہند شد مگر دران صورتے کہ از سوئے سیرت ہائے فاسقان عود کنند

ومعه اشهاد آخرون کانوا هنالك حاضرین۔ واظنّ انّ احدًا منهم

و با او گواہانے دیگر نیز ہستند کہ در آنجا حاضر بودند۔ و گمان چنین است کہ یکے از ایشان

کان بابو الٰهی بخش اکونٹنٹ الملتانی۔ ومحمد یعقوب اخ الحافظ

بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ ملتانی است و دوم محمد یعقوب برادر حافظ محمد یوسف

محمد یوسف ومعه محمد یوسف وکثیر من المسلمین۔ وعفا الله عنّی

و خود محمد یوسف نیز ہست و دیگر اکثرے از مسلمانان نیز ہستند۔ و اگر من در ذکر نام

ان کنتُ اخطاءت فی ذکر احد منهم۔ فانّی لست احسبهم بالیقین۔

احدے خطا کردم پس خدا تعالیٰ مرا معاف دارد۔ چراکہ من بالیقین این نامہا نشمردم

وقد مضیٰ علیٰ هذا احد عشرة من سنین۔ منه۔

و برین واقعہ یازدہ سال گذشتہ اند۔

فاشعت هذا الكشف بالاشتهار۔ كما اشعت الهامى قبله لهدايت الاحرار

پس این کشف را باشتهار شائع کردم۔ همچنان که الهام پیشین را برائے ہدایت آزادمنشان شائع

ثم اذا مضى عليه ملىّ من الزمان۔ اُلهمت فيهم مرّة ثالثة من الله الدّيّان۔ و

کرده بودم۔ پس چون بر شائع کردن این اشتهار مدتے از زمانہ گذشت درباره آن مردم بمرتبہ سوم مرا الہام شد

تجلى هذا الالهام كالنور فى الظهور۔ ورفع الحجب كلها من السر المستور۔ وكان

و این الہام در ظہور مانند نور تجلی کرد۔ و ہمہ حجاب ہا کہ بر راز پوشیده بود از میان برداشت۔ و این الہام

هذا شرحًا مبسوطًا للالهامات السابقة۔ وتفصيلا للكلم المجملة الكشفة وبيانًا

برائے الہامات سابقہ بطور شرحے بود مبسوط۔ و برائے کشوف مجملہ تفصیلے بود واضح۔

واضحًا للسامعين۔

وبيانه انّ الله خاطبنى فى عشيرتى المعتدين۔ وقال

و بیان آن این است کہ خدا تعالیٰ مرا درباره قبیلہ من مخاطب کرد و گفت کہ این مردم

كذبوا بآياتى وكانوا بها مستهزئين فسيكفيكهم الله۔ ويردها اليك لاتبديل

کذب آیات من ہستند و بدانها استہزا می کنند۔ پس من ایشان را نشانے خواہم نمود۔ و برائے تو این ہمہ را کفایت خواہم

لكلمات الله۔ ان ربك فعال لما يريد۔ فاشار فى لفظ فسيكفيكهم الله الى انه

شد۔ و آن زن را کہ زن احمد بیگ را دختر است باز بسوے تو واپس خواہم آورد۔ یعنی چونکہ او از قبیلہ باعث نکاح

يرد بنت احمد الىّ بعد اهلاك المانعين۔ وكان اصل المقصود الاهلاك

اجنبی بیرون شده باز بتقریب نکاح تو بسوے قبیلہ و کرده خواہد شد۔ در کلمات خدا و وعده ہائے او ہیچکس تبدیل نتواند کرد و خدائے تو ہرچہ

وتعلم انه هو الملاك۔ واما تزويجها اياى بعد اهلاك الهالكين والهالكات

خواہد آن امر بہر حالت شدنی است ممکن نیست کہ در معرض التوا بماند پس خدا تعالیٰ بلفظ فسیکفیکہم الله سوے این امر اشاره کرد کہ او

فهو لاعظام الاية فى عين المخلوقات۔ بادراج المشكلات المعضلات۔ و لحكم اخرى من عالم

دختر احمد بیگ را بعد میرانیدن مانعان بسوئے من واپس خواہد کرد۔ و اصل مقصود میرانیدن بود۔ و تو

المغيبات۔ اولرحم على المصابين والمصابات۔ فانه يضع المرهم بعد الجرح۔

میدانی کہ ملاک این امر میرانیدن است و بس۔ و اما تزویج آن زن با من بعد ہلاک کردن ہلاک شوندگان پس آن

ويعطى الفرح بعد الترح۔ ولا يريد ان يجيح عباده المستضعفين۔ ومن ازيد

شکل الوقوع مشکلات اند کہ برائے بزرگ کردن نشان در چشم مردم داخل نشان کرده شده۔ یا برائے حکمتہائے دیگر کہ خدا می داند یا بطور رحم

منه جودا ورحمًا وهو ارحم الراحمين۔

بر مصیبت زدگان چرا کہ او بعد از زخم رسانیدن مرہم می نہد و بعد از غمگین کردن فرحت می بخشد و نمی خواہد کہ بکلی استیصال

وانى اجد اشارة فى الاشتهار الاول فى هذا الباب من الله

بندگان کمزور کند و از و رحیم تر و کریم تر کیست۔ و من در اشتہار اول درباره رحم الٰہی کہ خدائے کہ رحم کننده و توبہ پذیر نده است

الراحم الوهاب۔ فانه قفّا بذكر رحمته بعد ذكر عقوبات نازلة على هذه الفئة

اشارتے مے یابم۔ چرا کہ او بعد ترسانیدن این مردم و ذکر بیوگان ایشان و مصیبتہائے ایشان ذکر رحمت خود

وبعد ذكر ارامِلهم ومصائبهم المتفرقة۔ فخاطبنى بنهج كانه يشير الى الرحم

آورده است۔ پس مرا بطرزے مخاطب کرد کہ گویا او بسوئے این امر

عليهم فى الايام الاتية۔ فقال يبارك الله ببركات مستكثرة۔ وتُعمر بك بيت

اشاره میفرماید کہ در آخر ایام بر آن مردم رحم خواہد کرد۔ پس گفت کہ خدا تعالیٰ ترا برکتہائے بسیار برکت یافتہ خواہد

مخرّبٌ ويُملاء بك من بركات دار مخوفة۔ فهذه اشارة الى زمان يلبتى

کرد و بتو یک خانہ ویران آباد کرده خواہد شد و بتو یک خانہ ویران از برکتہا پر کرده خواہد شد کہ خانہ ترساننده و خوفناک است

عليهم بعد زمان الافات۔ عند وصلة مقدرة موعودة فى الاشتهارات۔

یعنی از غایت وحشت و ویرانی کہ در وست از دیدن آن مردمان را خوف آید۔ پس اشارت بسوئے آن زمانہ

ونتم يومئذ كلمة ربنا۔ ونسود وجوه عدانا۔ ويظهر امر الله ولو كانوا كارهين۔

است کہ بر ایشان بعد زمانہ آفات خواہد آمد۔ نزد آن پیوندے کہ مقدر و در اشتہارات وعده داده شده است۔ و آن روز

وان الله غالب علیٰ امره وان الله یخزی قومًا فاسقین- فاهلك کما وعدنی

کلمہ پروردگار را باتمام خواہد رسید و روئے دشمنان سیاہ خواہد شد وامر خدا ظاہر خواہد شد اگرچہ اوشان کراہت کنندگان

فسیکفیکهم اربعة منهم بعد تزویجها- وعاث فیهم ذئب الافات عقب

باشند و خدا برامر خود غالب است- وخدا قوم فاسقان را رسوا می کند پس خدا تعالیٰ چنانکہ در آیت فسیکفیکهم الله وعدہ

تزلیجها- کما لا یخفیٰ علی المطلعین- فانه اهلك اباها وعمیّتها

کردہ بود چار کس را از ایشان بمیرانید- و بر اوشان بعد این پیوند اجنبی گرگ آفات بتاخت چنانچہ بر واقفان پوشیدہ

وجدّتها وکان کل احد من الغالین المعتدین- والآن ما بقی الّا واحد

نیست- چرا کہ خدا تعالیٰ پدر آن زن موعودہ را و ہر دو عمہ او را و مادر مادر او را کہ بیخ فساد بودند بمیرانید و از آنان

من الهالکین- فانظروا الی حکم الله کیف اتی الارض من اطرافها وانتظروا

صرف شخصے واحد ماند کہ بر وے حکم ہلاکت است پس بسوئے حکمتہائے خدا تعالیٰ نظر کنید کہ چگونہ درین پیشگوئی از

ساعة یوفی فیها اشطاً فیها انه لا یبطل قوله وانه لا یخزی قومًا ملهمین-

اطراف شروع کرد- پس انتظار آن روز کنید- کہ در آن سختی آن بکمال خواہد رسید- چرا کہ او قول خود را باطل نمی

واعلم ان حرف الفاء علیٰ لفظ فسیکفیکهم الله من الرحمٰن-

کند و ملہمان خود را رسوا نمی گرداند- وبدانکہ حرف فا کہ بر لفظ فسیکفیکهم واقع است-

بعد ذکر تکذیب اهل الطغیان- کان اشارةً الیٰ انّ العذاب لا ینزل الّا

این سوئے این امر اشارہ بود کہ عذاب در صورت تکذیب

عند التکذیب والعدوان- فلما کذبوا بعد التزویج وقاموا بالاستهزاء

و غلو در تکذیب واقع خواہد شد- پس چون آن مردم بعد نکاح کردن دختر خود بر تکذیب کمر بستند

وآذونی بانواع الایذاء- فامات الله اباها احمد وبدّل ضحکهم بالبکاء

و بگوناگون گفتارہا مرا ایذا دادند- پس خدا تعالیٰ پدر آن زن موعودہ را یعنی احمد بیگ را حسب وعدہ در میعاد

وغشیهم من الغم ما غشی قوم یونس عند ایناس آثار العذاب- والقاهم

پیشگوئی بمیرانید- و وقت مردن احمد بیگ آن غم و اندوہ قوم او را رسید کہ قوم یونس را بعد دیدن نشانہائے عذاب

موت المائت وخوف نفس الختن فی انواع الاضطراب- ولمّا بلغ

رسیدہ بود- و اوشان را موت احمد بیگ و بعد ازان اندیشہ موت داماد خود در گوناگون بیقراری انداخت و چون

نساءهم نعی موت احمد- وکن من قبل کرجل اکفروا کند- عططن

زنان اقارب احمد بیگ را خبر موت احمد بیگ رسید- و قبل ازان مثل شخصے بودند کہ سخت منکر و ناشکرگزار باشد-

جیوبهن- وارسلن غروبهن- وصککن خدودهن- وتذکرن عنودهن- و

گریبان خود را دریدند- و اشکہائے خود ریختند- و رخسارہائے خود را مجروح کردند- و گمراہی خود را یاد کردند- و اندوہ ہا

هاجت البلابل- وانقضّ علیهن من المصائب الوابل- واهتزت الارض

در دلہا جوشیدند- و از مصیبت ہا باران عظیم بر ایشان فرود افتاد- و زمین زیر قدمہائے ایشان

تحت اقدامهن- ثم تمثل موت الختن فی اوهامهن- وطفقن یقلن والدموع

بلرزید- باز موت داماد در وہمہائے ایشان متمثل شد- و شروع کردند کہ میگفتند بحالیکہ

تجری من العیون- هذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون-

اشک از چشمہا روان بود- کہ این ہمان وعدہ است کہ خدا تعالیٰ کردہ بود و فرستادہ خدا راستگو برآمد-

فالحاصل ان هؤلاء اوجسوا فی انفسهم خیفة- وظنّوا انّ

پس حاصل کلام این است کہ این مردم در دل خود خوف را بطور پنہان نشانیدند و گمان

ختنهم سیموت کما مات صهره عقوبةً- فانهما کانا غرضین مقصودین فی

کردند کہ داماد اوشان نیز خواہد مرد چنانکہ خسر او بمرد- چرا کہ آن ہر دو نشانہ الہام واحد بودند-

الهام واحد- وکان موت احدهما للآخر کشاهد- ومن المقتضی الفطرة

و موت یکے از ایشان برائے موت دیگرے بطور گواہ بود- و این تقاضائے فطرت انسانی

الانسانیة انها تقیس بالاحوال الموجودة للاشیاء علیٰ احوال اشیاء اخریٰ

است کہ آن بر احوال اشیاء موجودہ احوال آن اشیاء را قیاس می کند کہ بدان اشیاء مشابہت می دارند-

تضاهیها بنحو من الانحاء- فتفهم ان واقعات آتیة- لیست الّا کمثل

پس می فہمد کہ واقعات آیندہ بالضرور مثل آن واقعات ظاہر خواہند شد

نظائرها المشهودة۔ وتستنبط الاحكام المنتظرة من الاحكام الواردة۔ و

کہ بظہور پیوستند۔ چراکہ دران ہر دو مشابہت درمیان است۔ واحکام منتظرہ را از احکام واردہ استنباط می کنند

کذالك جرت عادت المتوسمين۔ فلما انكشف على عشيرتي بموت احمد النظير و

وعادت صاحبان فراست بر ہمین رفتہ۔ پس ہرگاہ بر قبیلہ من از موت میرزا احمد بیگ نظیرے ظاہر شد۔ و

بدء المثل الكبير۔ فخافوا خوفًا كثيرًا مع اكثار البكاء۔ ونسوا طريق

مثالے بزرگ پیدا گشت۔ پس بسیار ترسیدند و گریہ ہا کردند۔ وطریقہ تمسخر و خندیدن

التمسخر والاستهزاء۔ وزُمّت السنتهم وصاروا كالمبهوتين۔ وتنصّلوا

را فراموشش نمودند۔ وبر زبان شان لگام دادہ شد و مثل مبہوتان شدند۔ واز لغزش گناہ خود

من هفوتهم۔ وتندموا على فوهتهم۔ وخضعت اعناقهم كالمصابين۔

بیزاری جستند۔ واز گفتہ خود پشیمان شدند۔ وگردن شان ہمچو مصیبت زدگان بخمید۔

وقد علمت انّ هذا الالهام كان لانذار هذه الشعيرة۔

وتو دانستہ کہ این الہام برائے ترسانیدن ہمین قبیلہ بود۔

وكان الوعيد وشرطه لتلك الفئة۔ وما كان لختنهم دخلٌ في هذه

واین وعید و شرط این وعید برائے ہمین گروہ بود۔ ودرین مقدمہ داماد او شان را ہیچ دخلے نبود۔

القصة۔ ثم ليس من المعقول ان يظن ان قلب ختنهم بقي على الجرءة

باز این امر ہم معقول نیست کہ دل داماد او شان بعد مشاہدہ موت خسر خود بر دلیری سابقہ قائم

السابقة۔ مع معائنة موت صهره الذي كان شريكه في نبأ الهلاكت۔

ماندہ باشد۔ حالانکہ آن ہر دو شریک یک پیشگوئی بودند۔

بل شهد الشاهدون انه خاف خوفًا شديدًا بعد هذه الواقعة۔ وكاد

بلکہ گواہان گواہی دادہ اند کہ او بعد از واقعہ موت خسر خود بغایت درجہ ترسید۔ ونزدیک بود

ان تزهق نفسه بعد سماع هذه المصيبة۔ وخشي على نفسه و

کہ جان او بعد از شنیدن این حادثہ برآید وبر جان خود بترسید۔

حسب النكاح آفة من الآفات السماوية۔ وان كنت في شك فاسئل

ونکاح را آفتے از آفات آسمانی انگاشت واگر تو درین شک داری پس از آنان

العارفين الناظرين۔

بپرس کہ شناسندگان حقیقت و بینندگان حال اند۔

فالحاصل انهم لمّا تخوّفوا بعد موت احمد۔ وخوّف

پس حاصل کلام این است کہ چون او شان از موت میرزا احمد بیگ بترسیدند۔ وخوف

هلاكة كل احد وارجد۔ فكان حقّهم ان ينتفعوا بشرط الالهام۔

او ہر یکے را از ایشان بترسانید و بلرزانید۔ پس این حق او شان بود کہ از شرط الہام منتفع شوند۔

فان العذاب كان مشروطًا لا حكمًا قطعيًا كما هو وهم العوام۔ فاسئل

چراکہ عذاب مشروط بود نہ حکمی قطعی چنانکہ وہم عوام است۔ پس

اهل احمد ما جرى على زوجه الارملة بعد موته في الميعاد۔ وكيف

خویشان احمد بیگ متوفی را بپرس کہ بعد از مردن او در میعاد بر زوجہ بیوہ او چہ ماجرا گذشت۔ وچگونہ

صُبّت عليها مصائب وهجم الهموم على الفواد۔ وما بقي لها ثمالٌ ولا نويّ

مصیبت ہا بر و ریختند و غمہا بر دل ہجوم کردند۔ وہیچ پناہ و رفیق و مہتمم کار و متکفل

ولا متكفل الاولاد۔ وقعدت كالمساكين بعد كونها كالقيّاد۔ وكيف

اولاد او را نماند وہمچو عاجزان و مسکینان بعد ازانکہ بخوشی خرامان می رفت فرو نشست وچگونہ

سمعت نعيه بعين عبرى۔ وقلب على جمر الغضا۔ وكيف جرى عليها

خبر موت او را بچشم گریان و دل بریان شنید۔ وچگونہ برو گذشت آنچہ

ماجرى۔ ثم اكلها خوف موت الختن بعد هذا النآد۔ وانفدت

گذشت۔ باز او را خوف مردن داماد بعد ازین سختی بخورد۔ وایام میعاد مردن

ايام الميعاد بالارتعاد۔ وكذالك فزعت امها واخوانها وذُبن في فكر

داماد را بلرزہ بدن گزرانید۔ وہمچنین مادر او و ہمشیرگان او در فکر موت داماد بگداختند۔

موت الختن۔ وشربن كاسات الحزن۔ وجعلن عمرن اوقاتهن بالصّلوٰة

وجامہائے اندوہ بنوشیدند۔ وشروع کردند کہ اوقات خود را بنماز و دُعاہا و

والدعوات۔ والصيام والصدقات۔ وما رَقَاءَ لهن من الهمّ دَمْعَةٌ و

روزہ ہا و صدقہ ہا معمور ساختند۔ واشک شان از غم بازنہ ایستاد

تمثل لهن لختنهن فى كل وقت منيّة۔ فاسئل اهل هذه القرية

و برلئے داماد شان ہردم موت نصب العین شان بود۔ پس مردمان این دہ را از حال شان بپرس

ان كنت من المرتابين۔

اگر ترا در بیان ما شکے است۔

فالحاصل انهم لمّا تابوا تاب الله عليهم بالرحمة

پس حاصل کلام این است کہ چوں آن مردم سوئے خدا تعالیٰ رجوع کردند خدا تعالیٰ

والمغفرة۔ كما هى سنة قديمة من السنن الالهيّة۔ فانه لا يلغى شرط

برحمت و مغفرت رجوع کرد۔ چنانکہ آن سنت قدیمہ خدا تعالیٰ است۔ چراکہ او شرط وعید خود را

وعيده ويترك طريق المعدلة۔ ولا يظلم كالمعتدين۔ وعليك

باطل نمی کند و طریق عدالت را فرو نمی گذارد۔ و ہمچو ظالمان از حد تجاوز نمی کند۔ و بر تو لازم است

ان تقرء اشتهاراتى السابقة۔ وتجمع فى نظرك المقامات المتفرقة۔

کہ تو آن اشتہارات من بخوانی کہ سابق شائع کردہ شدہ اند۔ و لازم است کہ ہمہ مقامات متفرقہ را در نظر

فاذا فعلت ذالك فتصل الى النتيجة صحيحة۔ وتطّلع على شروط صريحة

خود جمع کنی۔ پس ہرگاہ کہ چنین کنی پس بالضرور تا نتیجہ صحیحہ خواہی رسید۔ و بر شروط صحیحہ اطلاع خواہی یافت

وتنجو من طريق الخطاء والخاطئين۔ وقد علمت انى اشعت فى هذا

و از طریق خطا و خطاکاران نجات خواہی یافت۔ و ترا معلوم است کہ در این امر سہ متفرق اشتہارات

الامر اشتهارات ثلث فى الاوقات المتفرقه۔ وما كان الهام فى هذه

شائع کردہ ام۔ و درین مقدمہ ہیچ الہامے نبود کہ با آن

المقدمة۔ الّا كان معه شرط كما قرءت عليك فى التذكرة السابقة

شرطے نبود۔ چنانکہ در تذکرہ سابقہ نزد تو بیان نمودم۔

الم تنباء وايما اشعت فى السنوات الماضية۔ فاين تذهبون كالناغية

آیا آنچہ در اشتہارات سابقہ شائع کردم از آن شما را اطلاعے نشد۔ پس ہمچو گوسپندان یا شتران

او الراغية۔ ولا تفكرون كالعاقلين۔

کجا می روید۔ و ہمچو عاقلان فکر نمی کنید۔

ثم ما قلتُ لكم ان القضية على هذا لقد تمت۔ والنتيجة الاخرة

باز شما را این نگفتہ ام کہ این مقدمہ بر ہمین قدر با تمام رسید۔ و نتیجہ آخری ہمان است۔

هى التى ظهرت۔ وحقيقة النباء عليها ختمت۔ بل الامرُ

کہ بظہور آمد۔ و حقیقت پیشگوئی بر ہمان ختم شد۔ بلکہ اصل امر

قائم على حاله۔ ولا يردّه احد باحتياله۔ والقدرُ قدرٌ مُبرم

بر حال خود قائم است۔ و ہیچکس با حیلہ خود او را رد نتواند کرد۔ و این تقدیر از خدائے بزرگ

من عند الرب العظيم۔ وسياتى وقته بفضل الله الكريم

تقدیر مبرم است و عنقریب وقت آن خواہد آمد۔

فوالذى بعث لنا محمدن المصطفىٰ۔ وجعله خير الرسل و

پس قسم آن خدائے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم را برائے ما مبعوث فرمود۔ و او را

خير الورىٰ۔ ان هذا حق فسوف ترىٰ۔ وانّى اجعل

بہترین مخلوقات گردانید کہ این حق است و عنقریب خواہی دید۔ و من این را

هذا النباء معيار الصدقى او كذبى۔ وما قلتُ الا بعد

برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم و من نگفتم الا

ما انبئت من ربّى۔ وان عشيرتى سيرجعون مرة اُخرىٰ

بعد زانکہ از رب خود خبر دادہ شدم۔ و بہ تحقیق قبیلہ من عنقریب بار دوم سوئے فساد

الی الفساد- ویتزائدون فی الخبث والعناد- فینزل یومئذ الامر المقدار

رجوع خواہند کرد- ودر خبث وعناد ترقی خواہند نمود- پس آن روز امر مقدار از خدا تعالیٰ نازل

من رب العباد- لاراد لما قضیٰ- ولا مانع لما اعطیٰ- وانی اراهم

خواہد شد- ہیچکس قضاء او را رد نتواند کرد- وعطائے او را منع نتواند نمود- ومن می بینم

انهم قد مالوا الی سیرهم الاولیٰ- وقست قلوبهم

که او شان سوئے عادتہائے پیش میل کردہ اند- ودلہائے شان سخت شد

کما هی عادة النوکیٰ- ونسوا ایام الفزع وعادوا الی التکذیب والطغویٰ

چنانکه عادت جاہلان است- وایام خوف را فراموش کردند- وسوئے زیادتی وتکذیب عود نمودند

فسینزل امر الله اذا رأی انهم یتزائدون- وما کان الله

پس عنقریب امر خدا بر ایشان نازل خواہد شد چون خواہد دید که ایشان در غلو خود زیادت کردند-

ان یعذب قوما وهم یخافون-

وخدا قومے را عذاب نمی کند چوں می بیند که ایشان می ترسند-

فاعلموا ایها المکذبون الغالون ان صدقنا

پس بدانید اے مکذبان وغلوکنندگان که صدق من ہمچو آفتاب روشن

سیشرق کذکاء فی الضیاء- وزورکم یفشو الی ضواحی الزوراء- اتمنعون

خواہد شد- ودروغ شما تا کنارہائے بغداد منتشر خواہد شد- آیا شما آنچه

ما اراد الله ذو العزة والعلاء- ایبلغ مکرکم الی ذری السماء- فکیدوا کل

خدا خواستہ است آن را منع می کنید- آیا مکر شما تا بلندی آسمان خواہد رسید- پس ہر مکرے که

کید کان عندکم ولا تمهلون فی الابتداء- ثم انظروا الی نصرة رب العلمین

میدارید بمن کنید- ومرا مہلت ندہید- باز نصرت خدا تعالیٰ را ببینید-

یا حسرة علی علماء هذا الزمان- ما بقی فیهم نور فراسة وغاض در الامعان

اے حسرت بر علماء این زمانه ہیچ نور فراست در ایشان نماند وشیر تفکر کردن ایشان فرورفت

سمعناهم فلا یسمعون- وقربناهم فلا یقبلون- ولا یقرؤن کتبی

ما ایشان را شنوانیدیم پس نشنیدند- ودعوت کردیم پس قبول نکردند- وکتابہائے مرا نمی خوانند مگر

الا کارهین- ویفرون منا مستنفرین-

از روئے کراہت- واز ما بنفرت می رمند-

ثم انتم تعلمون یا اولی الالباب- ان قوم یونس عصموا

باز اے دانشمندان شما می دانید- که قوم یونس از عذاب محفوظ داشته

من العذاب مع انه لم یکن شرط التوبة فی نبأ الله رب الارباب- ولاجل

شده اند- حالانکه در پیشگوئی خدا تعالیٰ ہیچ شرط توبه نبود- واز ہمین سبب

ذالک ذهب یونس مغاضبا من حضرة الکبریاء- وتاه فی فلوات الابتلاء

یونس بحالت غضب از خدا تعالیٰ برفت- ودر بیابانہائے ابتلا آوارہ شد

ولذالک سماه الله یونس لانه اونس بعد الابلاس- وفاز بعد الیاس- وما

واز ہمین سبب خدا تعالیٰ نام او یونس نہاد- چراکه بعد از نومید شدن انس دادہ شد- وبعد از نومیدی

اضاعه ارحم الراحمین- فلا شک ان البلاء کله ورد علیه لعدم الشرط

مراد یافت- وخدا تعالیٰ او را ضائع نکرد- پس ہیچ شک نیست که تمام بلا از ہمین وجه بر یونس افتاد- که در پیشگوئی

فی نبأ الرحمن- ولو کان شرط یعلمه لما فر کالغضبان- ولما تاه کالمبهوتین

ہیچ شرط نبود- واگر شرطے بودے که یونس او را دانستے پس چرا ہمچو غضبناک بگریختے وہمچو مبہوتان آوارہ

ولما ترک یونس بسوء فهمه الاستقامة والاستقلال- وتحری الجلاء

شدے- پس چون یونس استقلال را از بدفہمی خود ترک کرد- وجلاوطنی وانتقال را اختیار

والانتقال- ادخله الله فی بطن الحوت- ثم نبذه الحوت فی عراء السبروت-

نمود- خدا تعالیٰ او را در بطن ماہی داخل کرد- باز در میدان زمین خشک بے نبات افگند-

ورئی کل ذالك بما اعلن ضجر قلبه بالحرکت من المقام۔ وفارق مقره من
واین ہمہ بلاہا برائے ہمیں دید کہ از حرکت مقامے تنگی دل خود را ظاہر کرد۔ ومقام خود را بغیر اذن
غیر اذن الله العلام۔ وفعل فعل المستعجلین۔ وادخاله فی بطن
الٰہی ترک نمود۔ وہمچو شتاب کاران از و فعلے صادر شد۔ ودر شکم حوت اورا داخل کردن
الحوت۔ کان اشارة الی محاونة صدر منه کالمبهوت۔ وکذالك سماه
اشارة سوئے محاونت یعنی خشمناکی بود کہ از یونس مثل مبہوتان ظاہر شد۔ وہمچنین خدا تعالیٰ
الله ذا النون۔ بما ظهر منه حدة ونون۔ بالغضب المکنون۔ ولا یلیق لاحد
نام یونس ذو النون نہاد۔ چرا کہ از و نون یعنی تیزی ظاہر شد۔ زیرا کہ او غضبناک شد۔ وہیچکس را نمی سزد
ان یغضب علی رب العالمین
کہ بر خدا تعالیٰ خشمناک شود۔
فالحاصل ان قصة یونس فی کلام الله القدیر دلیل علی
پس حاصل کلام این است کہ قصہ یونس برین امر دلیل است کہ گاہے عذاب الٰہی
انه قد یؤخر عذاب الله من غیر شرط یوجب حکم التاخیر۔ کما اُخّر فی نباء
بغیر شرطے کہ در پیشگوئی مذکور باشد تاخیر می پذیرد۔ چنانچہ در پیشگوئی یونس
یونس بعد التشهیر۔ فکیف فی نباء یوجد فیه شرط الرجوع۔ ففکر بالخضوع
کہ ہیچ شرطے نمی داشت تاخیر عذاب شد۔ پس چگونہ تاخیر عذاب در چنین پیشگوئی کہ در و شرط رجوع مندرج است
والخشوع۔ ولا تنس حظك من التقوی والدین۔ وان قصة یونس موجودة
قابل اعتراض متصور تواند شد۔ پس از روئے خضوع وخشوع فکر کن وحصہ خود را کہ در تقوی ودین میباید فراموش
فی القرآن والکتب السابقة۔ والاحادیث النبویة۔ ولیس هناك ذکر شرط
مکن۔ وقصہ یونس در قرآن شریف وکتب سابقہ واحادیث نبویہ موجود است۔ ودر آنجا با ذکر عقوبت ذکر ہیچ

مع ذکر العقوبة۔ وان لم تقبل فعلیك ان ترینا شرطاً فی تلك القصة۔ فلا
شرطے موجود نیست۔ واگر قبول نکنی پس بر تو واجب است کہ دران قصہ مارا شرطے بنمائی۔ پس با وجود
تکن کالاعمی مع وجود البصارة۔ واعلم ان الشرط لم یکن اصلاً فی القصة
بصارت ہمچو نابینا مشو۔ وبدانکہ در قصہ مذکور ہرگز شرطے نبود۔
المذکورة۔ ولاجل ذالك ابتلی یونس وصار من الملومین۔ ونزلت علیه
وبرائے ہمیں یونس علیہ السلام را ابتلا پیش آمد ومورد ملامت گردید۔ وبرو غمہا وارد شدند
الهموم۔ واخذه الضجر المذموم۔ حتی استشرف به التلف۔ ونسی کل
وتنگی دل اورا گرفت حتی کہ حالت او تا بموت رسید۔ وہر بلاء گذشتہ
بلاء سلف۔ وظن انه من المفتنین۔ فما کان سبب افتنانه الا انه
را فراموش کرد۔ وگمان کرد کہ در فتنہ عظیم افتادہ است۔ وسبب بلائے او بجز این ہیچ نبود کہ او یقین کرد۔
استیقن ان العذاب قطعی لا یُردّ۔ وانه سیقع فی المیعاد کما یود۔ فانقضی
کہ عذاب قطعی است کہ رد نخواہد شد۔ وبالضرور چنانکہ خواہش اوست در میعاد واقع خواہد شد پس میعاد
المیعاد وما استنشی من العذاب ریحاً۔ وما استغنی لباساً مریحاً۔ فاضجره
گزشت۔ واز عذاب ہیچ بوئے نشمید ونہ لباس راحت رسانندہ را پوشید۔ پس یاد
هذا الادکار۔ واستهوته الافکار۔ وکان رئ القوم غالین فی المراء ومنزئین
این واقعہ دل او را تنگ کرد۔ وفکرہا او را فرو افگند۔ وقوم را دیدہ بود کہ در خصومت غلو می کنند ومنکر
بالایاء۔ فحسب الله من المغلوبین۔ فقال لن ارجع الیهم کذاباً ولن اسمع لعن
پیشگوئی ہامی نمایند۔ پس گمان کرد کہ من مغلوب شدم۔ پس گفت کہ من ہرگز در حالت کذاب قرار دادہ شدن سوئے
الاشرار۔ وماری طریقاً یختاره فالقی نفسه فی البحر الزخار۔ فتدارکه رحم ربه
او شان نخواہم رفت۔ ولعن وطعن شریران نخواہم شنید۔ وہیچ راہے ندید کہ آنرا اختیار کند ناچار خویشتن را بدریا

والتقمه الحوت بحكم الله الجبّار۔ ورئی ماریٰ بقلبٍ حزین۔ فمن المعلوم انه

در انداخت۔ پس رحمت الٰہی تدارک او فرمود و بحکم او تعالیٰ ماہی او را اندرون خود فرو برد۔ و بدل غمناک دید

لوکان شرطٌ فی نزول العذاب۔ لما اضطر یونس الیٰ هٰذا الاضطراب۔ وما فرّ

آنچه دید۔ پس این معلوم است که اگر در نزول عذاب شرطے بودے۔ پس یونس تا بدین بیقراری حالت خود را

کالمتندمین۔ اما تقرء کتب الاولین۔ وقول خاتم النبیّین۔ اتجد فیها اثرًا من

نه رسانیدی۔ و ہیچو شرمندگان نگریختے۔ آیا کتب پیشینیان نمی خوانی و قول خاتم الانبیاء صلی الله علیه وسلم را

الشرط فاخرج لنا ان کنت من الصادقین۔

نشنیده۔ آیا در ان کتابہا نشانے از شرط می بینی۔ پس اگر صادق ہستی برائے ما آن شرط را برون آر و ما را بنما۔

فالان ما رایك فی انباءٍ قیّدت بشرط الرجوع والتوبة۔

پس اکنون رائے تو در ان پیشگوئی ہا چیست که بشرط رجوع و توبه مقید اند۔

الیس بواجب ان یرعی الله شرطه بالفضل والرحمة۔ وقد قرءنا

آیا واجب نیست که خدا تعالیٰ از فضل و رحمت رعایت شرط ہائے خود کند۔ و ما بر تو

علیك تفاصیل هذه القصة۔ وفتحنا علیکم ابواب المعرفة

تفصیل ہائے این قصه پیش زین خوانده ایم۔ و بر تو در ہائے یقین و معرفت

والیقین۔ فما لکم لا ترون الحق بنور الفراسة۔ وتسقطون کالاذبّة

کشاده ایم۔ پس چه شد شما را که بنور فراست حق را نمی بینید و ہمچو مگسان بر نجاست خود را

علی النجاسة۔ وتعرضون عن الشهد والقند۔ وتسعون الیٰ عذرة الفرية

افگنید۔ و از شهد و قند کناره می کنید۔ و سوئے پلیدی دروغ و فریب

والفند۔ ولا تبتغون لذاذة الطیّبات۔ وتموتون للخبیثات۔ وطبتم نفسًا بالغاء

می شتابید۔ و لذت چیزہائے پاک نمی خواہید و برائے چیز ہائے پلیدی میرید۔ و بر این امر خوش شده اید که حق

الحقّ والدین۔ ونبذتم حکم دیّان غمرت مواهبه العالمین۔

و دین را باطل کنید۔ و حکم آن جزا دہنده را افگنده آید که بخششہائے او جہانیان را فرو گرفته است۔

بوحشِ البرّ یُرجی الأئتلافُ — وکیفَ الأئتلافُ بمَن یعافُ

با چرندگان جنگلی سازواری ممکن است — و چگونه سازواری بدان کس ممکن است که کراہت میکند

قرینا المعرضین بطیّباتٍ — فردّوا ما قرینا هم وعافوا

ما کناره کنندگان را بطعامہائے طیب دعوت کردیم — پس دعوت ما را رد کردند و کراہت کردند۔

بحمقٍ یحسبونَ الدرّ ضرًّا — واجیافُ الفساد لهم جوافُ

از روئے حماقت شیر را ضرر دہنده خیال می کنند — و مردارہائے فساد نزد ایشان ماہی است۔

فما اردی العدا الّا اباءٌ — وظنّ السوء فینا واعتسافُ

پس دشمنان را ہیچ چیزے بجز سرکشی — و ظن بد در ما و از حد بیرون شدن ہلاک نکرده است

کلابُ الحیّ قد نبحوا علینا — ولا یدرون حقدًا ما العفافُ

سگان قبیله بر ما عو عو کردند — و از کینه نمی دانند که پرہیزگاری چه چیز است

وقد صرنا حدیث الناس طرًّا — وبرهانی لمرّانی ثقافُ

و ما برائے تمام مردم بطریق مقابله و معارضه بر خاستیم — دلیل من برائے نیزه من ہیچ چیز نیست که بدان نیزه را راست میکنند

اری ذلًّا بسبل الحق عزًّا — وهدی فی رضا المولیٰ شغافُ

من ذلت را در راه خدا تعالیٰ عزت مے بینم — و زمین پست من در رضائے مولیٰ حکم سرکوہ ہائی دارد

وانّ الله لا یخزی ابدًا — انا البازی الموقر لا الغدافُ

و خدا ہرگز مرا رسوا نخواہد کرد — که من باز بزرگ قدرم نه کلاغ سیاه

فما للعالمین نسوا مقامی — قلوبٌ فی صدورٍ او وحافُ

پس علما را چه شد که مقام مرا فراموش کردند — دلہا در سینه ہا ہستند یا سنگ ہائے سیاه در آنجو شہلی دارند

وقاموا كالسّباع لهتك عرضي
وہمچو درندگان برائے دریدن عزت من برخاستند

ومابقي الوفاق ولا الولاف
ونه در ایشان موافقت باقی ماند ونه اُلفت

ولا يدرون ما حالي وقالي
ونمی دانند که حال وقال ما چیست

فان مقامنا قصر نياف
چراکه مقام ما محلّے بلند است

تراهم مفسدين مكذبينا
می بینی ایشانرا مفسد ومکذب

وسيرتهم عنود وانتساف
وسیرت ایشان از راه برگشتن وسخن ناتمام گفتن است

فمن كفرانهم ظهر البلايا
پس از شامت کفران ایشان بلاہا ظاہر شد

وقحط ثم ذأف وانجعاف
وقحط ووبا وسرعت موت ونیستی پدید آمد

وان الملك اجدب مع وباء
ودر ملک قحط افتاد ووبا نیز ہست

ويرجى بعده سبع عجاف
واندیشه است که این قحط تا ہفت سال بکشد

اذا ما جاء امر الله مقتا
وچون امر خدا از غضب او خواہد رسید

فلا اعناب فيه ولا السلاف
پس در ملک نه انگور خواہد ماند نه شیرۂ انگور ونه شراب

وهذا كله من سوء عمل
واین ہمه از بدعملی ہاست

وبرّ ضيّعوه وما تلافوا
واز وجه آن نیکی که ضائع کردند وباز تلافی آن نه نمودند

فتوبوا ايها الغالون توبوا
پس اے غلو کنندگان توبه کنید توبه کنید

وارضوا ربّكم توبا وصافوا
وخدائے خود را بتوبه واخلاص راضی کنید

وخاف الله اهل العلم لكن
واہل علم از خدا بترسیدند

غويّ في البطالة لا يخاف
لیکن در شہر بٹاله گمراہے است بطال که نمی ترسد

له شيم كانّ البيش فيها
اورا چنان خصلتها ہستند که گویا زہر بیش در آن خصلتهاست

ومعها عجبه سمّ زعاف
وباوجود آن عجب او برائے او زہر قاتل است

له عند اللبانة كلّ ميل
اورا وقت حاجت تمامتر میل است

وتلبية بطوع والطواف
وجواب دادن باطاعت وگرد گشتن

ولمّا حاز مطلبه واقنى
پس ہرگاه که مطلب خود را گرد آورد وذخیره کرد

فبارا كالعدا وبدا الخلاف
پس ہمچو دشمنان بمقابله بر آمد ومخالفت ظاہر شد

على الاسلام هذا الرّجل رزء
این شخص بر اسلام مصیبتے است

ومقصده فساد وازدهاف
ومقصد او فساد ودروغ است

ثم من اعتراضات العلماء وشبهاتهم التي اشاعوها في الجهلاء

باز از اعتراضات علما وشبہات ایشان که در جہلاء شائع کرده اند۔ یکے این است

انهم قالوا ان هذا الرجل لا يعلم شيئا من العربية ۔ بل لا حظّ له من الفارسية

که ایشان گفتند که این شخص از علم لسان عربی ہیچ چیزے نمی داند۔ بلکه اورا از فارسی ہم بہره نیست

فضلا من دخله في اساليب هذه اللهجة ۔ ومع ذلك مدحوا انفسهم وقالوا

قطع ازین امر که در اسلوبہائے این زبان دخلے داشته باشد۔ وبا این ہمه خویشتن را تعریف کردند که ما

انا نحن من العلماء المتبحرين ۔ وقالوا انه كلّما كتب في اللسان العربية من العبارات

از علماء متبحرین ہستیم   وگفتند که او ہمه آنچه در زبان عربی نوشته است وعبارات آراسته

المحبّرة ۔ والقصائد المبتكرة ۔ فليس خاطره ابا عذرها ۔ ولا قريحته صدف لآليها و

وقصیده ہائے نوخاسته گفته   آن ہمه طبعزاد او نیستند۔   ونه در ہائے صدف طبیعتش

دررها ۔ بل الّفها رجل من الشاميين ۔ واخذ عليه كثيرا من المال كالمستأجرين

بلکه شخصے از شامیین آنرا تالیف کرده۔ وبر آن تالیف مالے کثیر ہمچو اجرت یابان گرفته

فليكتب الآن بعد ذهابه ان كان من الصادقين ۔

پس باید که اکنون این شخص بعد رفتن آن شامی بنویسد اگر از صادقان است۔

فیا حسرةً علیهم انهم لا یستیقظون من نعاس الارتیاب۔ و

پس برین مردم حسرتهاست که از خواب شبهات هشیار نمی شوند۔ و دیده هائے

یسرحون النواظر فی نواضر الصدق والصواب۔ ولا ینتهجون محجة المنصفین

خود را در چراگاه صدق و صواب نمی چرانند۔ و راه منصفان نمی گیرند۔

وترکوا الله لاشاوی حقیرة۔ واهواء صغیرة۔ فالام یعیشون کالمتعین

و خداتعالی را برائے چیزهائے اندک و خواهش هائے کوچک گذاشته اند۔ پس تا کجا در عیش ها خواهند ماند۔

یصاصئون کما یصاصئ الجرو ولا یستبصرون۔ ویضاهی بعضهم بعضًا فی

همچو بچه سگ بغیر چشم کشادن امید دیدن می دارند و هیچ نمی بینند۔ و بعضے از ایشان بعض دیگر را در جهل میماند

الجهل فهم متشابهون۔ واذا قیل لهم تعالوا الی الحق ظهر وقمر بهر۔ فتشمئز

و باهم مشابهت دارند۔ و چون ایشانرا گفته شود که سوئے آن حق بیائید که ظاهر شد و سوئے آں ماه بیائید

قلوبهم ویهربون مستنفرین۔ اولئك الذین هتك الله اسرارهم۔ وکدّر

که بتافت پس دلهائے شان منقبض میشوند و در حالت نفرت میگریزند۔ این مردم کسانے هستند که خداتعالی رازهائے

انظارهم۔ فتراهم کالعمین۔ یریدون ان یفسدوا فی الارض عند اصلاحها

ایشانرا دریده است و چشمهائے ایشانرا مکدر گردانیده۔ پس همچو نابینایان ایشانرا می بینی۔ وقت اصلاح

وجزّءوا الامانة والدین۔

زمین زمین را تباه می کنند۔ و امانت و دین را پاره پاره کرده اند۔

اتنفعهم اقوالهم۔ اذا سُئل ما افعالهم۔ او یفیدهم افنادهم

آیا وقتیکه از افعال شان سوال خواهد شد اقوال شان ایشانرا فائده خواهد بخشید۔ یا چون

اذا ظهر فسادهم۔ او یُبرّءون مع کونهم من الفاسقین۔ لا یتقون عالم سرائرهم

فساد ایشان ظاهر خواهد شد دروغ گفتن ایشان ایشانرا سودمند خواهد افتاد۔ یا با وجود فاسق بودن ایشان

ولا ینتهون عن صغیرتهم ولا کبیرتهم۔ ویعثون فی الارض معتدین۔ یترکون اوامر

بری کرده خواهند شد۔ از داناۓ اندرون خود نمی ترسند۔ و نه از صغیره باز میمانند و نه از کبیره۔ و در زمین مفسدانه

الله ولا یکترثون۔ ویتبعون زهوهم ولا یبالون۔ ویسعون الی السیئات ولا ینتهون

تجاوزها می کنند۔ اوامر الٰهی را می گذارند و هیچ پروائے ندارند۔ و ناز و تکبر خود را پیروی می کنند و با آن همه لاابالی مزاج

ایظنون انهم یترکون فی الدنیا ولذاتها۔ ولا یقادون الی الحاقة ومجازاتها۔ ولا یؤخذون

اند و سوئے بدی می شتابند و باز نمی ایستند۔ آیا گمان ایشان این است که در لذات دنیا گذاشته خواهند شد۔ و

کالمفسدین۔ ایحسبون انهم لیسوا بمرآی رقیبهم۔ ولا بمشهد حسیبهم۔ الا

سوئے قیامت و جزائے آن کشیده نخواهند شد۔ و همچو مفسدان گرفتار نخواهند شد۔ آیا گمان شان اینست که او شان

یعلم الله ما یجترحون کالخائنین۔

زیر نظر و زیر نگاه رقیب و حسیب خود نیستند۔ آیا خداتعالی آن کارشان نمی بیند که همچو خیانت پیشگان می کنند۔

یلجون غابة الشیطان۔ ویذرون حدیقة الرحمان۔ ویمرّون بالحق

در مغاک شیطان داخل می شوند۔ و حدیقه رحمان را می گذارند۔ و بر حق در حالت

مستهزئین۔ واذا قیل لهم اقبلوا الحق کما قبل العلماء۔ وآتونی کما اتا الاتقیاء صعّروا

استهزا کردن می گذرند۔ و چون ایشان را گفته شود که حق را قبول کنید چنانکه علماء قبول کرده اند۔ و نزدم بیائید

خدودهم کالمستکبرین۔ وقالوا لولا الف بعد الشامی کتابًا۔ ان کان صادقًا

چنانکه پرهیزگاران آمده اند۔ رخسارهائے خود را همچو متکبران کج می کنند۔ و گفتند که اگر این شخص صادق است

لا کذابًا۔ فلیاتنا الاٰن بکتاب بعده ان کان من المؤلفین۔

و کذاب نیست پس چرا بعد فتن عرب شامی کتابے دیگر تالیف نکرد۔ پس اگر در حقیقت مؤلف است باید که اکنون کتابے دیگر

فجئنا الاٰن لنؤتیهم نظیرها۔ بل کبیرها۔ والله موهن کید

ما را بنماید۔ پس اکنون ما آمدیم تا که نظیر آن کتابها بلکه بزرگتر از آنها ایشانرا دهیم۔ و خدا مکر دروغگویان را

الكاذبين۔ وقد الّفنا هذه الرسالة۔ ورتّبنها كما رتّبنا الرسائل السابقة

ست کننده است۔ وما این رساله را تالیف کردیم و ہمچو رسائل سابقه ترتیب آن نمودیم۔

لندحض حججهم۔ ونقطع ارومتهم۔ ونمزق معاذير المبطلين۔ وان هذا منّي في

تاحجت مخالفان بشکنیم و بیخ اوشان برکنیم۔ وعذر بطالان پاره پاره کنیم۔ و این رساله از من در زبان

العربيّة كآخر الكتب۔ واودعنها من مُلح الادب۔ والاشعار النخب۔ ليكون

عربی مثل آخری کتاب است۔ ودر آن گوناگون سخنان نمکین ادب و برگزیده اشعار ودیعت نهادم

صاتاً لدفع صخب الصاخبين۔ ولنهدم دار المفترين من بنيانها۔ وندوس

تاکه این کتاب برائے دفع شور و شور کنندگان شدید الصوت باشد۔ تاکه ما خانه مفتریان را از بنیاد آن ویران کنیم

جيفة وجودهم في مكانها۔ ولنلطم على وجوه المجترئين۔

و مردار وجود ایشان را در جائے آن پامال کنیم۔ و بر روئے بے باکان طمانچه زنیم۔

وانّ كمالي في اللسان العربي۔ مع قلّة جهدي وقصور طلبي۔ آية

وکمال من در زبان عربی با وجود قلت کوشش و جستجوئے من نشانے است از خدا تعالے

واضحة من ربّي۔ ليظهر على الناس علمي وادبي۔ فهل من معارض في جموع

تا علم و ادب مرا بر مردم ظاهر کند۔ پس آیا در مخالفان معارض کننده موجود است

المخالفين۔ وانّي معذالك عُلّمتُ اربعين الفاً من اللغات العربيّة۔

ومن با این همه چهل هزار لفظ در لغت عرب تعلیم داده شده ام۔

واُعطيتُ بسطة كاملة في العلوم الادبيّة۔ معه اعتلالي في اكثر الاوقات۔

ومعلومات کامله وسیعه در علوم ادبیه مرا عطا کرده اند۔ با وجود آنکه در اکثر اوقات بیمار می باشم

وقلّة الفترات۔ وهذا فضل ربّي انه جعلني ابرع من بني الفرات۔ وجعلني اعذب

وایام صحت درمیان کم می باشد۔ واین فضل خدائے من است۔ او مرا در فصاحت از ان چهار کس و زراء عباسیه

بياناً من الماء الفرات۔ وكما جعلني من الهادين المهديين۔ جعلني افصح المتكلمين۔

افزون ترکرد که ابو الحسن علی و ابو عبدالله جعفر و ابو عیسیٰ ابراهیم و پدر ایشان محمد بن موسیٰ بن حسن بن فرات بود۔

فكم من ملح اعطيتها۔ وكم من عذراء عُلّمتها۔ فمن كان من لُسن العلماء۔ وحوى

و مرا در بیان شیرین تر از آب شیرین کرد۔ و چنانکه مرا از هادیان مهدیان ساخت همچنان مرا افصح المتکلمین کرد

حُسن البيان كالادباء۔ فانّي استعرضه لو كان من المعارضين المنكرين۔

پس بسیارے از نمکین سخنان هستند که مرا عطا کردند و بسیارے از نو پیدا نکات هستند که مرا تعلیم آن دادند۔ پس آنکه از زبان

وقد فقتُ في النظم والنثر۔ واعطيت فيهما نوراً كضوء الفجر۔ وما هذا

آوران علماء باشد و همچو ادیبان حسن بیان را جمع کرده باشد۔ من او را برائے معارضه می خوانم اگر از معارضین و منکرین

فعل العبد ان هذا الّا اٰية ربّ العالمين۔ فمن ابا بعد ذالك وانزوى۔ وما

باشد۔ ومن در نظم و نثر فائق شدم و دران هر دو مرا همچو روشنی صبح نورے عطا فرموده اند و این فعل بنده نیست۔ این

بارزني وما انبرى۔ فقد شهد على صدقي ولو كتم الشهادة واخفى۔ يا حسرة على الذين

نشان رب العالمین است۔ پس هر که بعد ازین از معارضه انکار کرد و یکسو نشست و بمقابله در میدان نیامد و نه پیش قدمی

يذكرونني بانكار سلم لا ياتونني في مضمار۔ يشهقون في مكانهم كحمار۔ ولا يخرجون

کرد۔ پس او بر صدق من گواهی داد اگرچه شهادت را پوشیده داشته باشد۔ اے حسرت بر آنان که مرا با انکار یاد می کنند

كحمار۔ ان هم الّا كعود ماله ثمر۔ او كنخل ليس عليه تمر۔ ثم مع ذالك يخدعون

باز در میدانے بمقابله من نمی آیند۔ همچو خر بر مکان خود آوازها بر دارند۔ و چون جنگ کننده بیرون نمی آیند یا غافلان

الجاهلين۔ ان هم الّا كدار خربة۔ او جدران منقضّة۔ يعلّمون الناس ما لا يعلمون۔

همچو شاخے هستند که او را هیچ ثمرے نیست۔ یا همچو درخت خرما هستند که برو هیچ خرما نیست۔ با ز بدین حالت جاهلان را فریب

ويقولون ما لا يفعلون۔ خبث نارهم۔ وتوارى اُوارهم۔ وختم الله على قلوبهم

می دهند ایشان چیزے نیستند مگر چون یک خانه ویران۔ یا مانند دیوارها که فرو افتاده باشند۔ مردم را چیزها می آموزند که خود

وابادهم بعد شحوبهم۔ فتراهم كاموات غير احياء ساقطين۔ وكان فى هذه

براﻧﮩﺎ عمل نمی کنند۔ وآنچہ میگویند خود بجا نمی آرند۔ آتش شان مردہ است وگرمی شان پوشیدہ شدہ۔ وخدا لقد

الديار تسعة رهط من الاشرار۔ وكانوا مفسدين فى الارض ولا

بردلہا شان مہر کردہ است۔ وبعد لاغر شدن او شان او شانرا ہلاک کردہ۔ پس می بینی کہ ایشان مثل آن مردگان

ينتهجون مهجة الخيار۔ وما كانوا صالحين۔ ووجدتهم فى الكبر والاباء كالجملة

افتادہ ہستند کہ در آنہا روح زندگی نیست۔ ودرین دیار نہ کس از شریران بودند کہ در زمین فساد میکردند وطریق نیکان

المتناسبة الاجزاء۔ او كامراض متشابهة فى الخبث والايذاء۔ ورايت كلهم

اختیار نمی نمودند۔ ونہ خود نیکوکار بودند۔ ومن او شانرا در تکبر وسرکشی مانند آن جملہ ہا یافتم کہ اجزاے آنہا باہم متناسب

من المعادين المعتدين۔

میباشد یا مثل آن بیماریہا یافتم کہ در خبث وایذا دادن باہم مشابہی باشند۔ ولکن ہمہ از دشمنان تجاوز کنندگان

فمنهم رجل امرتسري يقال له الرسل البابا۔ انه امرء لا

یافتم۔ پس از آنہا شخصے است باشندہ امرتسر کہ او را رسل بابا می گویند۔ او مردے است کہ راہ

يعرف صدقا ولا صوابا۔ وكذب بآياتنا كذابا۔ وخالطه زمر من السفهاء۔ فقعد

صدق وصواب را نمی شناسد۔ وتکذیب نشانہاے ما بنہایت درجہ کردہ است۔ وگروہے از سفیہان با او مخالطت

بحذاء شمس كالحرباء۔ وقالوا انا نريد ان نعارضك كالادباء۔ ولكنا لا نجيئك

کردہ۔ وبمقابلہ من ہمچو آفتاب پرست نشستند۔ وگفتند کہ ما میخواہیم کہ ہمچو ادیبان با تو معارضہ کنیم۔ مگر نزد تو نخواہیم

كما تريد بل آتنا كالغرباء۔ واذا جئت فنبارز كالمعارضين۔

آمد۔ چنانکہ تو میخواہی۔ بلکہ تو نزد ما بیا۔ وچون آمدی پس معارضہ خواہیم کرد۔

فعفت المسعى فى اول نظرى الى الجهلاء۔ واخذتني الانفة ان

پس در اول خیال از ین امر کراہت کردم کہ نزد جاہلان روم۔ ومرا ازین ننگ آمد کہ در مجلس

احضر مجلس الحمقاء۔ ثم رئيت ان لا تخيف على من ياتى الكنيف۔ فقبلت كلما

احمقان حاضر شوم۔ باز خیال کردم کہ ہر کہ در بیت الخلا می رود بروی ہیچ اعتراضے نمی کنند۔ پس ہرچہ گفتند

قالوا۔ وملت الى ما مالوا۔ وكتبت اليهم انى اقبل ان اكتب مناضلا فى ندوتكم

قبول کردم وبہر سوئے کہ میل کردند میل کردم۔ وسوئے ایشان نوشتم کہ من قبول می کنم کہ در مجلس شما بطور مقابلہ بنویسم۔

فعليكم ان تكتبوا مثل ما اكتب امام مقلتكم۔ او اسمعوني ما اكتب

پس بر شما لازم خواہد بود کہ مانند من شما ہم در آنجا بنویسید۔ یا اگر این نتوانید کرد پس ہرچہ بنویسیم مرا بشنوانید

كما زعمتم كمال درايتكم۔ فصمتوا وسكتوا كانهم من الميتين۔

پس خاموش ماندند۔ ومثل مردگان ساکت شدند۔

وقد اشيع بعده الاشتهار۔ وافشى الاخبار۔ وامضضناهم واحفظناهم

وبعد ازان اشتہار شائع کردہ شد۔ وخبر را فاش کردہ شد۔ واوشان را بسوختیم وبغضب آوردیم

فصمتوا كرجل التغ۔ وسكتوا كالذى على ترب الهون مرغ۔ فانقلبنا عنهم

پس ہمچو مرد زبان شکستہ خاموش ماندند۔ ومانند کسے کہ بر خاک مذلت غلطانیدہ شود ساکت شدند۔ پس از ایشان

كالمتصورين۔ فيا حسرة على الرسل البابا۔ انه ما خاف ربا تواب۔ وردى ذلا وتبابا۔ ولما شب نار التم

ہمچو فتحیابان باز گردیدیم۔ پس بر رسل بابا حسرت است کہ او از خدائے تواب نترسید۔ وتواری وہلاکت دید۔ وآتش را افروخت

اخمدها خوفا واصطرارا۔ وجال فى شجون ثم خاف مخالب منون۔ ونسى كل مجون۔ ومع ذلك ما ترك سبيل المتكبرين

اضطرار وخوف فرو میرانید۔ ودر راہ بیابانہا جولان کرد۔ باز از پنجہ مرگ بترسید۔ وہمہ بیباکی فراموش کرد۔ وبا این ہمہ سیرت تکبر را نگذاشت

الا ايها الاباء مثل العقارب

اے نیش زنندہ مانند عقرب

الام نرى كبرا ولى الشوارب

تا کے کبر خود خواہی نمود وتا کے بروت خود را پیچ خواہی داد

وما انت الا قطرة تحت هدة

وتو ازین زیادہ نیستی کہ یک قطرہ زیر مغاکے ہستی

فلا تتصادم بالبحور الزغارب

پس با دریا ہائے بزرگ خویشتن را مکوب

ومن التسعة الذين اشرت اليهم رجل يقال له اصغر وانه يزعم

وازان نه کس که سوئے اوشان اشارت کرده ام مردکے است که نام او اصغر علی است۔ و او نفس

في نفسه كانه اكبر۔ ويزدري مفتريا من غير استحياء۔ ويستبني في محافل املاء

خود را گمان می کند که گویا او اکبر است۔ ومحض از روئے افترا و ترک حیا عیب گیری من میکند۔ و در مجالس گروه هم

فسيعلم كيف يجعل من الاصغرين۔ انه يتبع الهوى۔ ولا يجري طلقا مع التقوى

بدگوئی من میکند۔ پس عنقریب خواهد دانست که چگونه از کمتران کرده خواهد شد۔ او پیروی خواهش خود میکند و یک تگ نیز

يريدان يقضّ ختوم الشهوات۔ ولو بالجنايات۔ ويجتني قطوف اللذات۔ ولو بالمحرمات

با تقوی نمی رود۔ میخواهد که مهرهائے آرزوها را بشکند و اگرچه باگناهان شکسته باشد۔ ومیوه هائے لذات را بچیند و اگرچه با محرمات

وكذالك تاهبت له الرفاق۔ وازداد من المنافقين النفاق۔ واستحكم في الطباع

چیده باشد۔ و همچنین رفیقان بد وجمع شدند۔ واز صحبت منافقان نفاق زیاده گشت۔ و در سرشت نکوهیده مستحکم شد

الذميمة حتى سبق اخوانه في النميمة۔ وما ارى مدحرة لشيطانه۔ الا ان ادعوه

تا آنکه در غمازی از برادران خود درگذشت۔ ومن آن حربه که شیطانش را از و دور کند بجز این امر نمی بینم که

لامتحانه۔ فاقبل عليه اقبال طالب المناضل۔ ليتبين امر الجاهل والفاضل

امتحانش کنم۔ پس سوئے او همچو جوینده محاربه متوجه می شوم تا که در جاهل و فاضل فرق پیدا شود۔

وانه كان يطلبني لوغاه۔ فاليوم نرضيه بما يهواه۔ وقد خاطبته من

واو مرا برائے پیکار خود می طلبید۔ پس امروز آرزوئے او را با او داده او را خوش کنیم۔ و من پیش ازین هم سالها

قبل ذات العويم۔ لازيل ما علا قلبه كالغيم۔ فغلت آنني كالرائد۔ وتمتع من الموائد

او را بحق طلب کرده بودم۔ تا که آن ابر را از دل او بردارم که بر دلش برآمده است پس گفتم که همچو جویائے آب و علف تندم بیا

فان كنت رئيتك كسحاب مطر۔ او ثبت معك من البلاغة كمين فنومزبك

و از خوانهائے ما تمتع بردار۔ پس اگر ما ترا همچو ابر اندک بارنده هم یافتیم یا با تو همچو قوت لا یموت بلاغتے ثابت شد۔ پس ما بتو

وبحسن بيانك۔ ونشيع صفات علو شانك۔ فيسوغ لك بعده ان تغلطنا في املائنا

وحسن بیان تو ایمان خواهیم آورد و صفات علو شان ترا شائع خواهیم داد۔ پس بعد ازان ترا جائز خواهد بود که غلطی هائے

وتاخذ اغلاط انشاءنا۔ كما انت تظن كالجاهلين الغافلين۔ ومعذالك نحسبك

املاء ما بیان کنی و خطاهائے ما را بگیری۔ چنانکه همچو جاهلان و غافلان گمان میداری۔ و با وجود این خواهیم پنداشت

انك ذو مقول جريّ۔ ونابغة كلام عربي۔ ويجوز لك ما لا يجوز لغيرك من ازدراء

که صاحب زبان فصیح هستی۔ و نابغه کلام عربي۔ و برائے تو آن نکته چینی جائز خواهد شد که برائے دیگران جائز

والطعن على املاء۔ وتحمد عند الناس كالفاضلين المودبين۔

نیست۔ و تو اهل این تواهی گردید که عیب من بگیری و بر املاء من طعنه زنی۔ و نزد مردم همچو فاضلان ادب هنگام

واما طرز ازدراك۔ قبل اثبات علمك وعلاءك۔ فما هذا

تعریف کرده خواهی شد۔ مگر طرز عیب گیری تو قبل از ثابت کردن علمیت و بلندی تو۔ پس این لباس

الا لبوس سفيه يترك الحياء۔ وعادة ضرير لا يرى الاضواء۔ فيحسب النهار المنير

مردک کمینه است که حیا را می گذارد۔ و عادت نابینائے ست که روشنی ها را نمی بیند۔ پس روز روشن را تاریکی

ظلاما۔ والوابل جهاما۔ وان كنت من رجال هذا المضمار۔ ووليجة اهل هذه

می پندارد۔ و باران بزرگ را ابرِ بے آب می انگارد۔ و اگر تو از مردان این میدان هستی۔ و از خاصان اهل این خانه هستی

الدار۔ فارنا كمال انشاءك۔ قبل ازدراءك۔ وأت بكتاب من مثل هذا الكتاب

پس ما را کمال انشاء خود بنما۔ قبل ز بینکه نکته چینی کنی۔ و کتابے مثل این بیار۔

ثم اجعل بيني وبينك حكما احدا من اولي الالباب۔ فان شهد الحكم

باز در من و خود منصفے از دانایان مقرر کن۔ پس اگر آن منصف

على كمالك۔ وحسن مقالك۔ وظن انك جئت باحسن من كلامي۔ واريت نظاما

بر کمال تو و حسن مقال تو گواهی دهد و گمان کند که تو کلامے احسن از کلام من آوردی۔ و نظامے نمودی که از

اجمل من نظامي۔ فلك من بعدان تتخذ جدّي عبثاً۔ وتجعل تبري خبثاً۔ و

نظام من اجمل است۔ پس بعد زان ترا اختیار خواهد بود که سخن تحقیق مرا عبث شماری و زر مرا چیزے فاسد خیال

ان تحسب دري الغرّ كلبيل دامس۔ وبياني الواضح كطريق طامس۔ و

کنی و اختیار تو خواهد بود که در روشن مرا مثل شب تاریک پنداری۔ و بیان واضح مرا همچو راه ناپدید خیال کنی۔ و لتزیش

تشيع عثاري في العلمين۔ وان لم تفعل ولن تفعل فاتق لعن اللّاعنين۔

مرا در جهانیان شائع کنی۔ واگر چنین نکنی و هرگز نخواهی کرد پس از لعنت لعنت کنندگان ترس۔

الالا تعبني كالسفيه المشارز ... وانكنت قد ازمعت حربي فبارز

خبردار باش همچو سفیه جنگ کننده عیب من مکن ... واگر برین آماده شدی که با من جنگ کنی پس میدان جنگ بیرون آ

وانك تذكرني كرجل محقّر ... وتلمزني في كل آن كمارز

و تو مرا مثل تحقیر کننده یاد مے کنی ... و همچو گزنده در هر وقت عیب من مے گیری

وانا سمعنا كلما قلت نخوة ... انحسب خضرائي بجيق كنارز

و ما همه آنچه از تکبر گفتی شنیده ایم ... آیا سبزه مرا همچو چیزے خشک می انگاری

وما كنت صوالاً ولكن دعوتني ... وقد بان انك تزدريني كغاذ

و من نمی خواستم که بر تو حمله کنم لیکن تو خود مرا خوانده ... و ظاهر شد که همچو سپوزنده سوزن عیب من گیری

ولاخير في طغواك يا ابن تكبر ... ويفقاء ربي عين جون معارز

و درین که از حد درگذشتی اے پسر تکبر هیچ نیکی نیست ... و خدائے من کینه جنگ کننده را کور مے کند

فحرّج على نفس تبيدك واجتنب ... مناهج فقاء فاجتنك كهاز

پس نفس هلاک کننده را سخت بگیر ... و از راه های آن کوری بپرهیز که همچو جدا کننده چیزے از چیزے ناگاه ترا گرفت

ولا تنتهج سبل الغواية والكتب ... على ما عراك وتب بقلب آرز

پس طریق گمراهی را اختیار مکن ... و بلائے که بر تو آمده است از آن غمگین باش و با دل ثابت توبه کن

ومن المعترضين المذكورين۔ شيخ ضال بطالوی۔ وجار غوي۔

دیگے از اعتراض کنندگان شیخ گمراه ساکن بٹاله است که همسایه گمراه ماست۔

يقال له محمّد حسين۔ وقد سبق الكل في الكذب والمين۔ وانه ابا

او را محمد حسین مے گویند۔ و از همه در دروغ و ناراستی سبقت برده است۔ و او انکار کرد

واستكبر۔ واشاع الكبر واظهر۔ حتّى قيل انه امام المستكبرين۔ ورئيس

و تکبر نمود۔ و تکبر را شائع کرد و ظاهر ساخت۔ تا آنکه گفته شد که او امام متکبران است۔ و رئیس

المعتدين۔ وراس الغاوين۔ هو الذي كفّرني قبل ان يكفر الآخرون۔ واعترض

تجاوز کنندگان۔ و سر گمراهان است۔ او همان شخص است که پیش از همه مرا کافر گفت۔ و بر کتابهائے

على كتبي واظهر جهله المكنون۔ فقال ان تلك الكتب مشحونة من الاغلاط

من اعتراض کرد۔ و جهل مخفی خود ظاهر نمود۔ پس گفت که این کتابها از غلطی ها پر هستند۔ و در گل

وساقطة في وحل الانحطاط۔ وليست كماء معين۔ وان هذا الرجل من

انحطاط فرو افتاده اند۔ و همچو آب صافی نیست و این شخص از جاهلان است

الجاهلين۔ وكلما يوجد في كتبه من ملحها وقيافيها۔ فليس قريحته حجر

و هرچه از کلمات نمکین و قافیه ها در کلام او یافته مے شود۔ پس آن طبع او و

اتافيها بل تلك كلم خرجت من اقلام الآخرين۔

و سنگ طبیعت او نیست۔ بلکه این کلمات از قلمهائے دیگران بر آمده اند۔

فقلت يا شيخ النوكى۔ وعدوّ العقل والنهى۔ ان كتبي مبرّءة ممّا

پس گفتم که اے شیخ احمقان و دشمن عقل و دانش۔ به تحقیق کتابهائے من از آنچه گمان

زعمت۔ ومنزّءة عما ظننت۔ الّا سهو الكاتبين۔ او زيغ القلم بتغافل وذهول

کردی بری هستند۔ و از آنچه زعم تست منزه هستند۔ مگر سهو کاتب یا کجی قلم از تغافل من نه مثل جهل جاهلان

لجهل الجاهلين - فان قدرت ان تثبت فيها عثارا فخذ منّي بجذاء كل لفظ غلط

پس اگر می توانی که دران کتابها لغزشے ثابت کنی - پس از من بمقابله هر لفظ غلط دینارے

دينارا - واجمع صريفا ونضارا - وكن من المتمولين - وهذا صلة تلائم هواك - و

بگیر دسیم وزر را جمع کن - واز مالداران بشو - واین آن انعام است که مناسب حال

تقربه عيناك - وتستريح به رجلاك - فتنجو من السفر الدائم - ولا تتيه كالشحاذ

خواهش تست - وبدو چشم تو خنک خواهد شد - وهر دو پائے تو ازان آرام خواهند گرفت - پس از سفر دائمی نجات خواهی

الهائم - وتقعد كالمتنعمين - وتغنى به عن حبائل اخرى - ومكائد شتى - واشاعت

یافت - وهمچو سرگردان آواره نخواهی گردید - ومثل متنعمان خواهی نشست - وبدین مال از مزدوری های دیگر وفریب های

عدو السنة - ووعظ الدجل والفرية - وتعيش كالمسترحين -

گوناگون واشاعة السنة که در اصل عدو السنة است - واز دجل وفریب بے نیاز خواهی شد - وهمچو آرام یابان زندگی

بيد اني اريد ان ارى قبله ريا فصاحتك - واشاهد اريج بلاغتك

خواهی گذرانید - مگر این است که می خواهم که قبل ازین امر خوشبوئے فصاحت ترا بینم وبوئے بلاغت تو شناسم

لافهم انك من علماء هذه الصناعة - ومن اهل تلك الصولة -

کنم - تا به بینم که تو از علماء این صناعت هستی واز آنان هستی که اهل این حمله هستند

ولست من الجاهلين المحجوبين العمين -

واز جاهلان ومحجوبان ونابینایان نیستی -

فاتفق لوشل حظه المبخوس - ونكد طالعه المنحوس - انه ما

پس بباعث کم نصیبی وبدبختی طالع منحوس او این اتفاق افتاد که او این انعام را

قبل هذه الصلة - وما ستى نفسه ليقبل هذه الشريطة - وخشي الذلة

قبول نکرد وخویشتن را بر بلندی آمادگی نیاورد تا شرط ما را قبول کند - واز ذلت ورسوائی

والفضيحة - وتوارى كالمتخوفين - وقال لو نشاء لقلنا مثل هذا ولكنا السنا

خود بترسید - وهمچو ترسندگان پوشیده گشت - وگفت اگر بخواهیم مثل این بگوئیم - ولیکن ما فارغتی

بفارغين - وما خرج من بيته - وما ارى نموذج زينته - وما تفوه الا كالمتصلفين -

نیست - واز خانه خود بیرون نیامد - ونمونه زینت خود ننمود - وبجز لاف زنی هیچ سخنے نکرد -

وتحريت في صلتي مرضاته - لانقد بحيلة حصاته - وامخض لبنه واری جهلاته

ومن در انعام خود رضائے او را خیال کردم - تا بکدام حیله عقل او را پیدا نمایم - واز شیر او مسکه بر آرم وجهل

فكان النعاس راود آماقه - او الخناس حبب اليه ابا قه - فرئيت ان جرة

او بنمایم - پس گویا خواب او را نزد خود خواند - یا شیطان او را رغبت گریختن داد - پس دیدم که تمام گرمی او

قد باخ - وعزمه هرم وشاخ - وترى كالمضمحلين -

سرد شد - وقصد او پیر فرتوت گشت - وهمچو مضمحلان شکل نمود -

ووالله اني استيقن انه لا يقدر على املاء سطر او سطرين - وكلما

وبخدا مرا یقین است که او بر نوشتن یک سطر یا دو سطر هم قادر نیست - وهر چه

يقول يقول من المين - بل لا اظن ان يقدر على فهم مقالي - ويبين في المجلس

می گوید از دروغ می گوید - بلکه مرا این گمان هم نیست که او سخن من بفهمد - ودر مجلس مضمون قول من

نحواء اقوالي - وانه من الكاذبين - واني اعرفه من قديم الزمان - ولكني كنت

بیان تواند کرد - واو از دروغگویان است - ومن او را از زمانه قدیم می شناسم - لیکن من حال او را

استر حاله واسعى للكتمان - بل اذا نطق احد لافشاء سره - فطويته على غرة

پوشیده می داشتم - بلکه چون کسے برائے دریدن پرده او گفتگو کردے پس من آن گفتگو را بر شکن آن

وصنت عرضه من الناهشين - ثم رئيت انه لا يسدر عنه غلوائه - ولا ينزع عن نفسه

می پیچیدم - وآبروئے او را از گزندرسانندگان محفوظ داشتم - باز دیدم که او در دروغ تجاوز از حد هیچ پروا ندارد - واز نفس خود جامه

توب خيلاءه - ولا ينزك سير جهلاته - ولا يتوب من خرعبيلاته - بل يظن

پندار را بر نمی کشد - و سیرت ہائے جہالت را نمی گذارد - و از کار ہائے باطل خود توبہ نمی کند - بلکہ گمان مے کند

انه ينفعه كيده - ويسخّر به صيده - فلما رئيت ان اعماله ستوبقه - وان دلاله

کہ مکر او ورا نفع خواہد داد - و از مکر او شکار او در قابوئے او خواہد آمد - پس چوں دیدم کہ اعمال او عنقریب او را

سيقلقه - اشعتُ من سيّاته بعض الهنات - وانّما الاعمالُ بالنيّات - وعليها

ہلاک خواہند کرد - و ناز او عنقریب او را بے آرام خواہد نمود بعض بدیہائے او را شائع کردم - و اعمال بہ نیت ہا و انما

مدار المجازات - ثم نعود الى قصتنا الاولى - فاعلم انه دعانا ثم ابا - وما حمله على

بر مدار مجازات بر نیت ہاست - باز ما سوئے قصہ اول عود می کنیم - پس بدانکہ اول او ما را بخواند باز سر بتافت و

ذالك الا خوف احرقه بنار اللظى - فانه قرء كتبنا فوجدها كدرّ اجلى - فاوجس في

این کنارہ کشی از ین سبب او و صادر شد کہ او را آن خوف گرفت کہ بنار دوزخ او را بسوزانند - چرا کہ او کتابہائے

نفسه خيفة وما ابدًا - وانقض ظهره ما رأى - فما تمالك ان يشجع قلبه المزء ود - و

ما را مثل گوہر تابان یافت - پس در دل خود خوف نشانید و ظاہر نکرد - و آنچہ دیدہ بود کمر او را بشکست - پس بالک

يحضر الموطن الموعود - ويرى جناه والعود - بل اشار الى رُجيل وغب - وفرخ ليس عليه

ایں امر نماند کہ دل ترسندہ خود را دلیر توانند کرد - و در میدان بحث حاضر توانند شد و ثمرہ خود را و شاخ خود را بنماید

الا زغب - واحتال وقال انى لن اخرج من حجرى - وهذا تلميذى وقد رُبّي في

بلکہ سوئے مردکے احمق اشارہ کرد آن مردکے کہ چوزہ است خورد و اندک موہا باریک بر خود دارد - و حیلہ کرد و گفت

حجرى - فبارزه ان كنت من المبارزين - وانى انساب كالتنين من خوف القاتلين -

کہ من از سوراخ خود ہرگز بیرون نخواہم آمد - و این شاگرد من است و در کنار من پرورش یافتہ پس اگر خواہی با او

فقلت يا هذا الا تحسب ان تنجو من مخلبى بكيد - ولو صرت جدّ ابا زيد

پس گفتم اے فلان این گمان مکن کہ از پنجہ من بمکرے نجات خواہی یافت - اگر ابو زید اہل مقامات

وانى اعلم حيل الماكرين - الا تعلم انه من ادنى تلاميذك - وما شرب الا جرعة

را پدر پدر شوی - و من حیلہ ہائے مکر کنندگان را می شناسم - آیا نمی دانی کہ او از ادنیٰ شاگردان تست - و از نبیذ تو

من نبيذك - فانه ليس كمثلك في الطاقة العلمية - ولا اعلى غلوة من مراحلك

بجز یک جرعہ ہیچ نخوردہ - زیرا نکہ او در طاقت علمیہ مانند تو نیست - و نہ از مراحل معلومہ تو بر فاصلہ

المعلومة - فضلًا من ان يكون اكبر منك في العلوم - فلا تفوض امرك الى الفقه

یک تیر پرتاب است - قطع نظر از ینکہ در علوم از تو بزرگتر باشد - پس امر خود را سوئے کند ذہنے

المزغوم - ولا تكن من الخادعين - وانت تعلم انه كابن بوحك - او شقيق روحك

مسپار - کہ فرو ماندہ در سخن است و از مکاران مشو - و تو میدانی کہ او مثل پسر نفس تو یا برادر خود روح تست

وما شرب الا من صبوحك - وقد غذى بلبانتك - فقصته تطوى بقصتك -

و از شراب تو خوردہ است - و از شیر تو پرورش یافتہ - پس قصہ او بقصہ تو طے خواہد شد -

وبعد هزيمتك هزيمته بيّن - واذا مزّقنا الصلب فقد كسر اللين - فاذا سمع قولى

و بعد شکست تو شکست او ظاہر است - و چون سخت را پارہ پارہ کردیم پس شکستن نرم ظاہر است -

وولى مولى - فقر كفر الوعل - وانساب الى الحجره بالمعل - ونسى كل اريز كالمتندمين -

پس چون قول مرا شنید و حملہ مرا دید ہمچو بز کوہی بگریخت - و سوئے سوراخ خود بشتابی رجوع کرد - و ہمہ جوش را ہمچو

واحفظته بكلم مولمة - والفاظ موجعة - لعله يقوم لمناضلة - ويأتيني لمصارعة

شرمندگان فراموش نمود - و من او را بکلمات دردرسانندہ در غضب آوردم و الفاظ دلآزار گفتم - تا باشد کہ او برائے جنگ من برخیزد

فما اتى المضمار - وحسب انه يلج النار - واختفى كالمذعورين -

و برائے باہمی کشتی نزد من بیاید - پس بمیدان نیامد و گمان کرد کہ داخل آتش خواہد شد - و ہمچو ترسندگان پوشیدہ شد

ثم ما غبر على ذالك الزمان - الا اشهر او شهران حتى اشاع في تحقيرى رسالة

باز برین امر بجز ماہے یا دو ماہ نگذشت کہ یک رسالہ در تحقیر من شائع کرد -

وعزا اليّ زندقة وضلالةً - ليستر به جهلا يخزيه - ويزيّن شانه في اعين تابعيه

وسوی من زندقہ وگمراہے را منسوب کرد تا کہ بدین حیلہ آن جہل را بپوشد کہ او را رسوائی کند۔ وشان خود را در چشم

ويكثر سواد طالبيه - ويوذي قلوب المسترشدين - فلمّا رئيت انه افاق من

تابعین خود زینت دہد۔ وگروہ طالبان را بیفزاید ودل مردم رشید را بیازارد۔ پس چون دیدم کہ او از غشی خود

اغمائه - وضحك بعد بكائه - ورجع الیٰ آدراجه - واستراح بعد انزعاجه -

بہوش آمد و بعد گریستن بخندید۔ وسوئے راہ ہائے خود واپس رفت۔ وبعد رنج آرام یافت۔

ورقأت دمعته - وانفثأت لوعته - رئيت ان اتم عليه الحجة مرّة ثانية -

واشک او بایستاد۔ وسوزش او کم شد۔ مناسب دیدم کہ حجت را بر و تمام کنم۔

واسلط عليه من الحق زبانية - فاليوم قمت لهذا المرام - لعل الله

واز حق سیاست کنندگان را برو مسلط کنم۔ پس امروز برائے ہمین مطلب استادہ ام۔ شاید اللہ تعالیٰ سوئے

يهديه الیٰ دار السلام - انه يحول بين المرء وقلبه وانه يشفي المأوفين -

دار السلام او را ہدایت نماید۔ بہ تحقیق خدا تعالیٰ در انسان ودل او حائل میشود۔ وآفت زدگان را شفا می بخشد

فيا ايها الشيخ الضال - والمفتري البطّال - الم يان لك أنْ تتوب

پس اے شیخ گمراہ ومفتری بطال آیا تا ہنوز برائے تو وقت نرسیدہ است۔ کہ توبہ

وتلين البال - انفرح بحياتٍ فيه البلايا - وفي آخرها المنايا - طالما

کنی ودل تو نرم گردد۔ آیا بدین زندگی خوش میشوی کہ در آن آفات اند ودر آخر او مرگہاست۔ مدتے شد

ايقظتُك بالوصايا - ووضعتُ امام عينيك المرايا - ثم اقسمت لعلّك تطمئنّ

کہ من بوصیت ہا ترا بیداری کنم۔ وپیش چشم تو آئینہ ہا نہادم۔ باز قسم خوردم شاید تو بقسم مطمئن شوی

بالالايا - فقلت والله انی لست بمفتري واعوذ برب البرايا - ان اسعىٰ الی الخطايا

پس گفتم کہ بخدا من مفتری نیستم وپناہ خدا می گیرم کہ سوئے خطا ہا بپویم۔

فما ظننت الّا ظن السوء وما تكلمت الّا كالمجترئين - ايها الشيخ ان الدنيا فانية

پس تو بجز ظن بد ہیچ نکردی۔ وبجز بیباکی ہیچ گونہ کلام نکردی۔ اے شیخ دنیا فانی است

والذي يبقىٰ فهي حضرة ربانية - ترىٰ رجلا متنعما في المساء - ثم ترىٰ ذات بكرة

وآنچہ باقی خواہد ماند آن ذات الٰہی است۔ وشخصے را بوقت شام در خوشحالی می بینی۔ باز در صبحی می بینی کہ او

انه ليس من الاحياء - والموت يهلك افعیٰ اعجز الراقي - وكل شيءٍ فانٍ ويبقى وجه

از زندگان نیست وموت آن مار را ہم میکشد کہ از او افسون کنندگان عاجز می آیند۔ وہر چیز در معرض فنا است

الله الباقي - وايم الله ان ديمتي قد انهلّت من الرحمان - لا من مساعي الانسان

وخدائے کہ نام او باقی است باقی خواہد ماند۔ وبخدا کہ باران پیوستہ من از خدا تعالیٰ ریختہ است نہ از کوشش ہائے

ولذالك دعوتك ان تاتيني كصديق حميم - فاظهرت نفسك كصديد حميم

انسان۔ واز ہمین سبب ترا خواندہ بودم کہ ہمچو دوست صادق نزدم بیائی۔ پس خویشتن را ہمچو زرد آب ظاہر کردی

واني ايّدت من الله القدير - واعطيت عجائب من فضله الكثير - ومن آياته

ومن از خدائے قدیر تائید یافتہ ام۔ واز فضل او کہ بسیار است عجائب امور دادہ شدہ ام۔ واز نشانہائے

انه علّمني لسانا عربيّة - واعطاني نكاتا ادبية - وفضلني على العالمين

او یکے این است کہ او مرا علم زبان عربی بیاموخت۔ ومرا نکات آن زبان بخشید۔ ومرا بر عالمان این زمانہ

المعاصرين - فان كنت في شك من آيتي - وتحسب نفسك حدّيّ بلاغتي

فضیلت داد۔ پس اگر تو از نشان من در شک ہستی۔ ونفس خود را معارض بلاغت من می پنداری۔

فخام القال والقيل - واكتب بحذائي الكثير او القليل - وجدّد التحقيق

پس ہمہ قال وقیل بگذار وبمقابل من کثیر نویس یا قلیل بنویس۔ واز سر نو تحقیق کن۔

ودع ما فات - وبارز في موطن وعيّن له الميقات - وعليّ وعليك ان نحضر

وگزشتہ را ترک کن۔ ودر میدانی بمقابلہ من بیا وتاریخ حاضری مقرر کن۔ وبر من وبر تو واجب خواہد بود کہ

یوم المیقات بالراس والعین۔ ونناضل فی الاملاء کالمختصمین۔ فان زدت

درروز مقرر بچشم وسر حاضر شویم۔ ودر املاء ہمچو دو خصم محاربہ کنیم۔ پس اگر تو در بلاغت

فی البلاغۃ وحسن الاداء۔ وجئت بکلام یسر قلوب الادباء۔ فاتوب علی یدك

وحسن ادا غالب آمدی وکلامے آوردی کہ دل ادباء را مسرت رساند۔ پس من بردست تو از ہمہ

من کلما ادّعیتُ۔ واحرق کل کتاب اشعتہ او اخضبتُ۔ وواللہ انی افعل

آنچہ دعوی کردم توبہ خواہم کرد۔ وہر کتابے کہ شائع کردم یا ہنوز شائع نکردم خواہم سوخت۔ وبخدا من ہمچنین

کذالك فانظر انی اقسمت وآلیتُ۔ فارحم الاُمّۃ المرحومۃ۔ وعالج الفتن المعلومۃ

خواہم کرد پس بہ بین کہ من قسم خوردہ ام۔ پس برامت مرحومہ رحم کن۔ وفتنہ ہائے معلومہ را تدبیر فرما۔

فان الفتن کثرت۔ والآفات ظہرت۔ وکُفّر فوج من المسلمین من غیر حق و

چراکہ فتنہ ہا بسیار شدہ اند۔ وآفت ہا بظہور آمدہ اند۔ وگروہے کثیر مسلمانان ناحق کافر قرار دادہ شدہ اند۔

الالسن فیہم طالت۔ فنعم رحمك اللہ ولا تقعد کالمنافقین۔

وزبانہا در ایشان دراز شدند۔ پس برخیز خدا بر تو رحم کند وہمچو منافقین منشین۔

الا تستیقن انك من العلماء الراسخین۔ والادباء القادرین۔ ثم مع

آیا تقین نمی داری کہ تو از علماء راسخین وادباء قادرین ہستی۔ بازبا این ہمہ

ھذا تعلم انّ اللہ موید الصادقین۔ ومخزی الکاذبین۔ واللہ مولی اہل الحق

میدانی کہ خدا مویّد صادقان خواہد بود۔ وکاذبان را رسوا خواہد کرد۔ وخدا اہل حق را مولی است

ولا مولی للمفترین۔ وان لم تقدر علی المقابلۃ۔ ولم تقم للمناضلۃ۔ فرضیت

ومفتریان را ہیچ مولی نیست۔ واگر بر مقابلہ من قادر نتوانی شد۔ وبرائے معارضہ نتوانی برخاست پس من بدین

بان تسمعنی ما اکتب من العبارات الانیقۃ۔ والجمل الرشیقۃ۔

قدر ہم راضی ہستم کہ آن عبارات خوب وجملہ ہائے مرغوب کہ من نویسم مرا بشنوائی۔

وکفانی لو فزت بہذا الطریقۃ۔ واظہرت ما قلت علی الحاضرین۔ ولکنی جرّبتك

واگر بدین طریق کامیاب شدی واز گفتار من حاضرین را مطلع گردانیدی مرا ہمین قدر کافی است۔ مگر من از

مُذ اعوام۔ انك لا تقوم فی مقام۔ ولا ترید قطع خصام۔ وتنحت فی آخر الامر

سالہا ترا آزمودم کہ تو در ہیچ مقامے نتوانی ایستاد۔ ونمی خواہی کہ ہیچ خصومتے را قطع کنی۔ ودر آخر کار حیلہائے

حیلا واہیۃ۔ ومعاذیر منسوجۃ کاذبۃ۔ وتفر کالمحتالین۔ فعلیك ان

سستے تراشی۔ وعذرہائے از دروغ بافتہ درمیان می آری۔ ومثل حیلہ گران می گریزی۔ پس بر تو لازم

لا تحتال کایام سابقۃ۔ وتحضر علی المیقات فی رباغۃ مقررۃ۔ فان کنت غالباً

خواہد بود کہ ہمچو روزہائے گذشتہ حیلہا درمیان نیاری۔ وبر وقت میعاد در کشتی گاہ مقررہ حاضر شوی پس اگر تو غالب

وفاء امرك الی غلبۃ ورشاد۔ فاخفض لك جناح انقیاد۔ واتوب علی یدیك

شدی وامر تو سوئے غلبہ وسامان رجوع کرد۔ پس برائے تو بازوئے اطاعت خمیدہ خواہم کرد۔ وبر دست تو

باعتقاد۔ کالذی قفل من ضلال الی سداد۔ فالفت الیوم وجہی الیك یا ابا المراغ

باعتقاد توبہ خواہم نمود۔ مثل آن کسے کہ از گمراہی سوئے صلاحیت رجوع کرد۔ پس امروز روئے خود سوئے تو وسوئے

والی اخوانك من العلماء۔ وادعوکم الی مادُبتی الجفلا۔ وابلغ دعوتی الی

برادران تو از علماء متوجہ کردم۔ وشما را سوئے مہمانی عام خود می خوانم۔ وہمہ باشندگان شہر وجنگل را

اہل الحضارۃ والفلا۔ فعلیکم ان لا تعرضوا عن ہذہ الدعوۃ۔ کما ابیتم ذات

دعوت من است۔ پس بر شما لازم است۔ کہ ازین دعوت اعراض مکنید۔ چنانچہ پیش زین یکدفعہ

مرّۃ فی الایام السابقۃ۔ فان ہذا یقضی بین الصادقین والکاذبین۔ و

انکار کردہ آید چراکہ این تجویز در صادقان وکاذبان فیصلہ خواہد کرد۔ واز و

تتجلی منہ آیۃ ربّ العالمین۔ وتستبین سبیل المجرمین۔

نشان خدا تعالی ظاہر خواہد شد۔ وراہ مجرمان مکشوف خواہد گردید۔

بیدانی لااظن ان تحضر فی الفصل هذه القضیة - والرجاء منقطع

مگر من یقین نمی کنم کہ برائے فیصلہ این مقدمہ شما حاضر خواہید شد - واز تو واز امثال تو درین

منك ومن امثالك فی هذه الخطّة - فکانی استنزل العصم من المعاقل

کار بندگی امید منقطع است - پس گویا کہ من بزہائے کوہی را از بلندی کوہ ہا بخوانم

او اطلب الولد من الثاقل - او استقری الدهن من الحدید - او ابغی الطیب

یا از زن فرزند مردہ فرزند می خواہم - یا از آہن دہن را تلاش می کنم - یا از زرداب خوشبو

من الصدید - واری انی ارجم البکم کالخاطئین - واضیع وقتی فی سوالی

می جویم ومی بینم کہ این خطا من است کہ سوئے شما متوجہ می شوم وبسوال از محرومان وقت

من المحرومین - وانی لم افعل ذالك لولم یکن مقصدی اتمام الحجة - و

خود را ضائع می کنم - ومن اینچنین نکردمے اگر مقصد من اتمام حجت و اظہار حق نبودے -

اظهار الحق علی الخاصة والعامة - وانی ادعوکم اولا الی المباهلة - فان لم تقبلوا

ومن شما را اول سوئے مباہلہ می خوانم - پس اگر قبول نہ کنید -

فادعوکم الی ان یجیئنی احد منکم الرویة آیتی ویلبث عندی الی السنة الکاملة - وان

پس این دعوت می کنم کہ تا سالے کسے از شما نزد من بماند - تا نشانم بیند - واگر این

لم تقبلوا فادعوکم الی المناضلة فی العربیة - بالشریطة المذکورة والآتیة - وان

ہم قبول نہ کنید - پس برائے معارضہ زبان عربی می خوانم - بشرطیکہ مذکور است ونیز آیندہ ذکر آن خواہد آمد - و

لم تستطیعوا فرادیٰ فرادیٰ - فما اضیق الامر علی من عادا - بل آذن لکم ان

اگر یک یک طاقت ندارید - پس بر دشمنان خود امر را تنگ نمی کنم - بلکہ شما را اجازت می دہم

یجلس بعضکم بالبعض کالناصرین -

کہ بعض بعض را مددگار شوند -

ثم اعلم ایها الشیخ الضال - والدجّال البطّال - ان الثمانیة

باز اے شیخ گمراہ و دجال بطال بدانکہ آن ہشت -

الذین هم ثمار عودك - ووقود وقودك - الذین اُدخلوا فی التسعة المخاطبین -

کہ میوہ ہائے شاخ تو - وہیزم آتش افروختہ تو ہستند آنانکہ در نہ مخاطبان داخل اند -

فمنهم شیخك الضال الکاذب **نذیر المبشرین** ثم الدهلوی **عبد الحق**

پس یکے از آنہا شیخ گمراہ دروغگوی تست کہ نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان را می ترساند باز عبد الحق دہلوی کہ

رئیس المتصلفین - ثم **عبد الله** التونکی ثم **احمد علی** السهارنفوری

رئیس لاف زنان است - باز عبد اللہ ٹونکی باز مولوی احمد علی سہارنپوری -

من المقلدین - ثم سلطان المتکبرین - الذی اضاع دینه بالکبر والتوهین -

از مقلدان - باز مولوی سلطان الدین جیپوری است کہ از تکبر و توہین دین خود را ضائع کرد - باز

ثم **الحسن** الامروهی الذی اقبل علیّ اقبال من لبس الصفاقة - وخلع الصدق

محمد حسن امروہی کہ سوئے من ہمچو بے حیایان متوجہ شد - واز راستی خود را دور افگند -

+ الحاشیه - هذا الرجل لا یحسب العربیة المبارکة - ام الالسنة -

این شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد -

بل هی عنده مستخرجة من العبریة - التی هی لها کالفضلة - ویستیقن

بلکہ عربی نزدیک او از عبرانی خارج کردہ شدہ است - حالانکہ عبرانی عربی را مثل فضلہ است - واین

ان اثبات هذه الخطة عقدة مستصعبة الافتتاح - او کزندة مستعسرة الاقتداح

شخص یقین می کند کہ عربی را ام الالسنہ قرار دادن کار مشکل است کہ نتواند شد - یا مثل سنگے ہست

مع انا فرغنا من فتح هذا المیدان - فی کتابنا **منن الرحمن** - وسوف

کہ از آن آتش بیرون نتواند آمد - حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم - واین فراغت در کتاب

واعتلقت اظفاره بعرضی کالذباب۔ ومخلبه بثوبی کالکلاب۔ ونطق بکلم

وناخن ہائے ہمچو گرگان با آبروئے من آویخت۔ وپنجہ ہمچو سگان بجامہ من در آویخت۔ وسخنانے بر زبان

لاینطق بمثلها الا شیطان لعین۔ وآخرهم الشیطان الاعمٰی۔ والغول الاغویٰ۔

خود آورد کہ بجز شیطان لعین ہیچکس بدان گونہ تکلم نکند۔ واز ہمہ آخر شیطان کور است ودیو گمراہ۔

یقال له رشید الجنجوهی۔ وهو شقی کالامروهی۔ ومن الملعونین۔

کہ او را رشید احمد گنگوہی مے گویند۔ واو ہمچو محمد حسن امروہی بدبخت است وزیر لعنت خدا تعالیٰ است

فهؤلاء تسعة رهط کفرونا وسبونا وکانوا مفسدین۔ وتذکر معهم

پس این نہ شخص اند کہ تکفیر ما کردند ودشنامہا دادند۔ واز مفسدان ہستند۔ وما با اوشان

الشیخین المشهورین۔ یعنی الشیخ اله بخش التونسوی والشیخ غلام نظام الدین

دو مشہور شیخ را نیز ذکر می کنیم۔ یعنی شیخ الہ بخش تونسوی وشیخ غلام نظام الدین بریلوی۔

یشاع فی الدیار والبلدان۔ فیومئذ تسود وجوه المنکرین۔ وانا نُصرنا فی افکارنا

منن الرحمان شدہ است۔ وعنقریب آن کتاب در شہرہا شائع کردہ خواہد شد۔ پس در آن روز روئے

وایدنا فی انظارنا من الله رب العالمین۔ ودسنا فیه کل دوس۔ الذین یقولون

منکران سیاہ خواہد گردید۔ وما در فکرہائے خود ونظرہائے خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم۔ وما آنان را کہ میگویند

ان العربیة ما سبق غیره بطوس۔ بل هی کاللباس المستبذل او الوعاء

کہ عربی در حسن خود بر غیر خود سبقت نبردہ است بلکہ آن مثل لباس کار آمدہ یعنی کہنہ وظرف

المستعمل وکشیءٍ هو سقط صلفة غیر معین۔

مستعمل یعنی بیکار است ومثل چیزے ردی بے سود است کہ ہیچ نفع نہ بخشد در ان کتاب بخوبی پامال کردیم۔

وانا اثبتنا دعوانا حق الاثبات۔ وارینا الامر کالبدیهیات۔ مصیبین غیر مسقطین۔

وما دعوی خود را چنانکہ حق ثابت کردن است ثابت کردیم۔ وامر مقصود را مثل بدیہیات نمودیم۔ و

البریلوی۔ وانهما من المعرضین۔ فندخلهم فی الذین خاطبناهم لیکونا من

واین ہر دو از اعتراض کنندگان ہستند۔ پس ما ایشان را نیز ہم در آنان داخل میکنیم کہ مخاطب ما

المصدقین او المکذبین۔ وما نقول فیهم شیئا الا بعد ان یرینا الله وهو اعلم

ہستند تا از زمرہ مصدقان شوند یا از مکذبان۔ وما در حق ایشان چیزے نمی گوئیم۔ مگر آنچہ خدا تعالیٰ بما ظاہر کند

بما فی صدور العلمین۔ بید اننا نجعلهما غرضا لهذه المخاطبات وندعوهما للمباهلة

واو ہر چہ در سینہ ہائے مردم است خوب می داند۔ مگر این است کہ ما ہر دو را ہمچو برادران اوشان نشانہ

او رؤیة الآیة او للمناضلة فی عربی مبین۔

این مخاطبات می سازیم۔ وایشان را برائے مباہلہ یا برائے دیدن آیات یا برائے مقابلہ انشاء عربی می خوانیم۔

فیا حسرة علی وهن اراء علمائنا الجهلاء۔ ان هم الا کالعجماء۔ ولا یدرون مناهج

براہ صواب رفتیم وہیچ غلطی نکردیم۔ پس بر سستی رائے علماء ما کہ در حقیقت جاہل اند حسرتہا است۔ ایشان مثل

تحقیق الاشیاء۔ وما کانوا متدبرین۔ کثرت البدعات وعم البلاء۔ وکل طرف

چارپایہ ہستند۔ وطریقہ تحقیق اشیاء را نمی دانند ومتدبر نیستند۔ بدعتہا وبلاہا بسیار شدہ اند ودر ہر طرف فتنہ

فتنة صماء۔ والعلماء السفهاء۔ فارحم عبادک یا ارحم الراحمین۔

خطرناک است۔ وعلماء این سفیہان ہستند۔ پس خدایا بر بندگان خود رحم کن۔

واما سبب هذه الخطاء الازحل۔ فاعلم انهم قوم رغبوا فی فضالة

وسبب این خطا کہ دور از حقیقت است این است کہ این مردم در فضلہ خوردہ دیگران رغبت کردہ اند

المآکل۔ وما جاهدوا لتجدید المنهل۔ وما حبسوا انفسهم علی معارک التحقیقات۔ بل

وخود برائے تازہ کردن چشمہ کوشش ننمودند۔ ونفسہائے خود را بر معرکہائے تحقیقات ضبط نکردند۔ بلکہ ہمچو طبیعتہائے غرق

رضوا کطبائع خرقاء بالتقلیدات۔ واطلقوا جرد الامعان والاثبات۔ کالمتغافلین

جہالت بہ تقلید راضی شدند۔ واسپان فکر وثبوت بہم رسانیدن را از دست خود چون غافلان رہا کردند

واَمّا الآخرون الذین سمّوا انفسهم مولویین۔ مع کونهم مِن الغاوین

مگرآن دیگر مردمان که باوجود جاہل بودن نام خود مولوی نہادہ اند۔

الجاهلین فننزّہ الکتاب عن ذکرهم ولا ننجس الصحیفة مِن کثرة ذکر الخبیثین

پس کتاب را از ذکر او شان پاک می داریم و این رساله را از کثرت ذکر خبیثان نجس نخواهیم کرد۔

من غیر ضرورة وانهم من الجاهلین المعلّمین۔ الذین یقلدون اکابرهم ولیسوا

و ایشان آن جاہلان ہستند که در شرارتہا تعلیم دادہ شدہ اند۔ و مقلد اکابر خود ہستند و

من المتدبرین۔ فایّها الشیخ انی اعلم انك رئیس هذه الثمانیة۔ وکمثل امامٍ

از تدبر کنندگان نیستند۔ پس اے شیخ من می دانم که تو رئیس این ہشت کس ہستی۔ و این گروہ باغی را مثل

عم:
۱۴۰
۸
عم:
۴
نغ

غیر مبالین۔ واِنّا اذا فحصنا حق الفحص الدقیق۔ وبلّغنا الامر الٰی اقصی مراتب

رہا کردند۔ و ما چون بنظر دقیق تفحص کردیم و کار را تا نہایت درجہ تحقیق رسانیدیم

التحقیق۔ فانکشف انّ الالسن کلها ماخوذة مِن العربیة۔ ومستخرجة مِن

پس ظاہر شد که همه زبانہا از عربی ماخوذ اند۔ و از خزائن این زبان خارج

خزائن هذه اللهجة۔ والآن موجودة کالوجوه الممسوخة المغیّرة الملوّحة۔

شدہ اند۔ و اکنون ہمچو رو ہائے تغیر یافتہ و سوختہ و مجروح و مضروب موجود اند۔

وکالمجروحین المضروبین۔ وقد بُدّل نظامها۔ وغُیّر موضعها ومقامها۔

و نظام آن زبان ہا مبدل کردہ شد۔ و موضع و مقام آنہا را

واُخرجت من جواهر منتظمة۔ وسلسلة ملتئمةٍ۔ وتاهت کالمتفرقین۔

تغییر دادہ شد۔ و از جواہر منتظم و سلسلہ ہائے باہم پیوند یافتہ خارج کردہ شد۔ و ہمچو تفرقہ یابان آوارہ شدند

فکانّ بعضها الیوم علی رباوة۔ وبعض آخر فی وهد متکاءً علی هراوة۔ والبعض

پس بعض آن گویا بر پشتہ استادہ است۔ و بعض در زمین پست بعصا تکیہ کردہ۔ و بعض بچادر روئے

لتلك الفئة الباغیة۔ وهم لك کالتلامیذ فی الغوایة او کالمسحورین۔

امام قائم شدی۔ و این مردم ترا مثل شاگردان در گمراہی ہستند یا ہمچو کسانے که بر ایشان

فأتنی بخیلك ورجلك۔ واجمع کل دجلك وانحت انواع الافتنان۔ واْتنی مع

جادو کردہ باشند۔ پس با سواران خود و پیادگان خود نزدم بیا۔ و ہمہ دجل خود را و ہمہ قسم فتنہ را بتراش۔ و با

جموعك من اهل العدوان۔ وصُل علیّ کحبشیٍّ صال علی کعبة الرحمان۔

جماعتہائے خود از اہل تجاوز نزدم بیا و مثل آن حبشی بر من حملہ کن که بر کعبہ مکرمہ حملہ کردہ بود۔

ثم شاهد قدرة الله الدیّان۔ فان اعرضتم وحسرتم۔ وواریتم الوجوه وفررتم

باز قدرت خدائے جزا دہندہ را ببین۔ پس اگر شما اعراض کنید و در ماندہ شوید۔ و روہا را بپوشانید و بگریزید۔

عم:
۱۴۰
۸۱
عم:
۴
نغ

لقلّم وجهه برداء۔ ونکّر شخصه کغرماء۔ ومنها الفاظ کانها دُفنت ولو عدت

خود را پوشیدہ۔ و ہمچو قرضداران شکل خود نہفتہ۔ و بعض چنین لفظ اند که گویا آنہا دفن کردہ شدند۔ و

من الاتراب۔ وهیل علیها الزوائد کهیل التراب۔ وانا نعرفها الیوم کرجال

از ہم زادان دور انداختہ شدند و بر آنہا ہمچو خاک زوائد انداختہ شدند۔ و ما امروز آن الفاظ را بدان انسان

تکلموا فی الاجداث۔ وبُعثوا بعد ما سُمع نعیهم بنوازل الانبثاث۔ او کالذی

می شناسیم که کسانے شناختہ می شوند که در قبرہا گفتگو کنند و بعد زانکه از حوادث پراگندگی خبر موت ایشان رسید

یفقد۔ ویسترجع له بعد مناحة تعقد۔ فخرجت الآن کنعش المیت۔ او الغلام

باز از قبر بیرون آیند۔ یا مثل دوستے که مفقود الخبر باشد و بعد انعقاد مجلس ماتم بر و انا للہ گفتہ شود۔ پس اکنون

الفار مِن البیت۔ او النسیب المهجور من الاقارب۔ او الابن الغائب الهارب

آن لفظہا مثل لاش میت بیرون آمدہ اند۔ یا مثل آن غلام آمدہ اند که از خانہ گریختہ بود۔ یا مثل آن عزیز

فمنها لفظ ماریٰ انثلام حبّة۔ وقفل کما سافر بسلامةٍ وصحة۔ ومنها

قریب النسب که از اقارب خود بعید شدہ بود۔ یا مثل آن پسر که گم شدہ و گریختہ بود۔ پس از آن لفظہا آن لفظ است که یک حبہ نقصان او

فتتم الحجة عليكم الى ابد الآبدين - ويعرف الذين يلقفون منك القول المجهول

پس حجت الٰہی برائے ہمیشہ برشما خواہد افتاد - و آنانکه از تو قول مجهول رامی گیرند - و ہذیان باہم بافته

والهذيان المنقول - انك كنت من الكاذبين - فيبكون عليك كما يبكى على

قبول نه کنند خواہند دانست که تو از دروغگویان ہستی - پس بر تو چنان خواہند گریست که بر زیان

الخاسرين - ويسترجعون كما يسترجع للمصابين - فتصبح كالمخذولين - فناج

کاران می گریند - و اناللہ خواہند گفت چنانکه بر مصیبت زدگان می گویند پس ہمچو مخذولان صبح خواہی کرد -

نفسك فى القبول او الاعراض - من قبل ان تذبح كالعرباض - وتلحق بالملومين

پس درباره قبول یا کناره کردن با نفس خود مشوره کن قبل از انکه ہمچو شتر کشته شوی - و با نان ملحق شوی که مورد ملامت باشند

مادى اثر الاستلام حتى بلغ الى الاخترام - وبكت عليه ورثاءه كالنوادب -

نه شد - و چنانکه سفر کرده بود بسلامت و صحت باز آمد - و از آنہا لفظ است که اثر سودن را بدید تا آنکه تاریخ کنند نوبت

بعد ما كان كارباب المآدب - وصار كالجنائز بعد ما كان من اهل الجوائز و

او رسید - و وارثان او مثل زنان ماتم کنندگان بر وی گریستند بعد از انکه ہمچو میزبانان بود که ضیافت می کنند - و مثل جنازه

ماهذا من الدعاوى التى لا دليل عليها - ولا من الامور

شد بعد از انکه از اہل بخشش بود - و این از ان دعویٰ ہا نیست که بر وی دلیلے نباشد - و نه از ان امور است که حق نزد

التى لا يوجد الحق لديها - بل عندنا ذخيرة من هذه

آن یافته نمی شود - بلکه نزد ما ازین نظیرہا ذخیره است -

النظائر ووجوه شافية للمرتاب الحائر - والذين مارسوا

و برائے شک کننده حیران شونده وجوه شافیه موجود ہستند - و آنانکه ممارست لغات

اللغات وفتشوها - واطلعوا على عجائب العربية وشاهدوها - فاولئك

کردند - و تفتیش لغات نمودند - و بر عجائبات عربیه اطلاع یافتند و مشاہده کردند - پس این مردم

وقد سمعت ان الشريطة الاولى التى أحكمت للمناضلة - ووجبت لكل من

و تو شنیده که آن شرط که برائے مباحثه پخته کرده شده است - و برائے ہر مباحث واجب قرار داده

قام للمباحثة - هو ان ياتى مناضل بكتاب من مثل هذا الكتاب - النظم بعدة

شده - آن این است که مقابله کننده کتابے مثل این کتاب بیارد - نظم بشمار نظم

يعلمون بعلم اليقين - ويستيقنون كعارف الحق المبين - ان العربية متفردة فى

بعلم یقین و معرفت کامل مے دانند - که زبان عربی در صفات خود و

صفاتها - وكاملة فى مفرداتها - ومعجبة بحسن مركباتها - ولا يبلغها لسان

مفردات خود کامل و متفرد است و باحسن مرکبات خود در عجیب اندازه است - و ہیچ زبانے از زبانہائے

من السن الارضين - واما اليونانية والعبرانية والهندية وغيرها - فتجد اكثر

دنیا باو نمی رسد - مگر یونانی و عبرانی و ہندی و دیگر زبانہا - پس تو اکثر الفاظ آنہا از قبیل تراش و خراش

الفاظها من قبيل البرى والنحت - وشتان ما بينها وبين المفرد البحت - وذالك

خواہی یافت - و در مفرد خالص و ہمچو مرکبات بسیار فرق است - و این امر دلالت

يدل على ان تلك الالسنة - ليست من حضرة العزة - ولا من زمان بدء البرية - بل

می کند که این زبانہا از طرف خدا تعالیٰ نیستند - و نه از ابتدائی پیدایش اند - بلکه فراست

تشهد الفراسة الصحيحة - ويفتى القلب والقريحة - انها نحتت عند هجوم الضرورات

صحیحه و دل سلیم گواہی می دہند - که این زبانہا بوقت ضرورتہا تراشیده شده اند

وصيغت عند فقدان المفردات - وسُرقت مفرداتها من العربية بانواع الخيانات

و بروقت فقدان مفردات از مرکبات کار گرفته اند و مفردات را از عربی بطور دزدے گرفته اند -

ففكر ان كنت من الطالبين -

پس فکر کن اگر طالب حق ہستی -

النظم والنثر بعدة النثر مع تسوية التوشية والاختصاب - فان اتيتم بكتاب

ونثر بشمار نثر و همچنین در رنگینی عبارت برابری را ملحوظ دارد پس اگر شما همچو این کتاب

من مثل هذه الرسالة - وفعلتم ذالك الى شهرين لاراءة الفضل و

بیاوردید - و این کار را تا دو ماه بجا آوردید -

وهذا امر ثبت بدلائل واضحة - وبراهين ساطعة - وعندنا

واین آن امرے ست که بدلائل واضحه و براهین ساطعه ثابت شده است - ونزد ما از مفردات

ذخيرة عظيمة من مفردات انكليزية - وجرمنية - ولاطينية

انگریزی و جرمنی و لاطینی و روسی و یونانی

وروسية - ويونانية - وهندية - وصينية - وفارسية - والسن اخرى من

و سانسکری و چینی و فارسی و دیگر زبان ها ذخیره کلان است -

ديار بعيدة وقريبة - وقد اثبتنا انها حرّفت من كلم عربية مطهرة - لو غيبتها

وثابت کردیم که آن همه الفاظ از کلمات عربیه مطهره تحریف کرده شده

لملئت خوفا ورعبا ولاقررت بصدق كلامنا كالتائبين الراجعين

اند - اگر تو آن الفاظ را به بینی بر تو خوف و رعب مستولی شود و بصدق کلام ما اقرار کنی و مثل تائبان و رجوع

وقلت سبحان الذي جعل العربية ام الالسنة كما

کنندگان شوی و بگوئی که پاک آن ذات است که زبان عربی را مادر زبان ها گردانید - چنانچه

جعل مكة ام القرى وجعل رسولنا امّيا لهذه الاشارة

مکه را مادر تمام آبادی ها کرد - و رسول ما را بهر همین اشاره امی نام نهاد - زبان عربی را

وجعلها خاتم السن العالمين - كما جعل رسولنا خاتم النبيين وجعل

برائے زبانهائے جهانیان خاتم الالسنه گردانید - چنانکه رسول ما را خاتم الانبیا گردانید - و قرآن را

الجلالة - فاجئتكم كالمعتذرين التائبين - وان لم تقدروا فعليكم ان تقروا

پس نزد شما همچو عذر آورندگان توبه کنندگان خواهم آمد - واگر شما بر پیش کردن نظیر قادر نشوید پس

بانه آية من آيات الرحمان - لا من فعل الانسان - وما اشق عليكم بعد اقراركم

بر شما لازم خواهد بود که اقرار کنید که این نشانے از نشانهائے خدا تعالی است نه از فعل انسان - و بعد اقرار کردن هیچ بارے

القران ام الكتب وجعله صحفا مطهرة فيها كتب الاولين والآخرين -

ام الکتب قرار داد - و آنرا صحف مطهره کرد - و در و خلاصه تمام کتب درج کرد -

ثم سئل المعترض المذكور عن وجه تسمية بعض اسماء يحسبها

باز معترض مذکور از وجه تسمیه بعض آن اسماء سوال کرده است که آنها را جامد می پندارد -

جامدة - فاعلم انها وكذالك اسماء اخرى ليست جامدة حقيقة - بل

پس بدانکه نه آن اسماء و نه دیگر اسما بوجه حقیقت جامد هستند بلکه این

هو ظن الذين ما تدبروا حق التدبر واتبعوا روايات مسموعة - وحرّموا على

ظن کسانے است که تدبر نکردند چنانکه حق تدبر است و روایات مسموعه را پیروی نمودند - و این امر بر

انفسهم ان يتعمقوا كالمحققين - الا يعلمون ان الله علم آدم الاسماء ليكمله علما وحكمة

نفسهائے خود حرام گردانیدند که همچو محققان تعمق بجا آرند - آیا نمی دانند که خدا تعالی آدم علیه السلام را اسما بیاموخت

فما ظنّهم اعلّمه اسماءً امهملة - ايعزون الى الله لغوا خاليا عن المعنى المكنون -

تا او را علم و حکمت بیاموزد - پس آیا گمان ایشان این است که خدا آدم را اسماء مهمله و بے معنی بیاموخت -

ويجعلونه واضع لغو سبحانه وتعالى عما يظنون - الا يعلمون ان الغرض من تعليم

الاسماء كان افادة - والمهمل لا يزيد معرفة ولا بصيرة - ويعلم كل من له

آیا لغوئے بخدا تعالی منسوب می کنند که از معنی مقصود خالی است - و خدا تعالی را واضع کننده لغو قرار می دهند -

الاان تصافونی مصدقین۔ ذالک خیر الطرق واحسن الانتظام۔ وفیه امن

برشما نمی نهم مگر اینکه با من بحالت تصدیق دوستی کنید۔ این بهترین طریقه ها و احسن انتظام است۔ و دریں هر دو

للفریقین من تکالیف السفر ومتاعب ترک المقام۔ وحرج آخر لابد منه

فریق را از تکالیف سفر و رنج ترک مقام امن است۔ و دیگر حرجها که مسافران را ضرور

حظ من الدهاء۔ ان عدم علم الاشیاء لا یدل علی عدم الاشیاء

خدا تعالیٰ ازین بدگمانی ها پاک و بلند تر است۔ آیا نمی دانند که غرض از تعلیم اسماء افاده بود۔ وجهل نه معرفت را

وانا لا نعلم منافع کثیر من المخلوقات۔ معه انه لا یقال انها خالیة من

زیاده می کند و نه بصیرت را۔ و هر شخصے که او را بهره از دانش است میداند که عدم علم شی بر عدم شی دلالت نمی کند و ما

النفع فی علم رب الکائنات۔ بل الاعتلاق بمثل هذه الاوهام۔ من

بر منافع بسیارے از مخلوقات اطلاع نمی داریم با وجود اینکه این گفته نمی شود که درحقیقت آن اشیاء در علم خدا تعالیٰ خالی از نفع هستند

سیر الجهلاء السفهاء اللئام۔ فاتق الله ولا تعز المهملات الی منبع الحق والحکمة

بلکه بمثل این وهم ها آویختن سیرت جاهلان است۔ پس از خدا بترس و مهملات را سوئے آن ذات نسبت مکن که منبع حق و حکمت

فان الله ما علم آدم الا معانی الاسماء التی هی مفاتیح الاسرار المخزونة۔

است زیرا که خدا تعالیٰ آدم علیه السلام را همان معانی اسما تعلیم کرد که اسرار مخزونه را کلید بودند۔

ومن اجلی البدیهیات ان الشریعة الکبری الابدیة۔

ونیز این امر اجلی بدیهیات است که شریعت کبریٰ ابدیه که شریعت اسلام است

والملة المحیطة الکاملة۔ تقتضی ان تنزل بلسان

تقاضا می کنید که در زبانے نازل شود که اکمل الالسنة

تکون اکمل الالسنة واوسع الاوعیة۔ ولا سیما شریعة جاءت

باشد و ظرفا و از همه ظرفها وسیع تر باشد۔ خصوصاً آن شریعت که چنین

للمسافرین۔ ثم ان اتفق بعده انکم ظننتم لی الظنون وزعمتم انه الفه الشامیون

پیش می آیند۔ باز اگر این امر پیش آمد که شما را بر من بدگمانی ها پیدا شد و گمان کنید که این کتاب را شامیان

او اعان علیه قوم آخرون۔ فاقبل ان تناضلونی بالمشافهة۔ بعد ان تقروا انکم

تالیف کرده اند یا قومے دیگر بران مدد کرده است۔ پس قبول خواهم کرد که بالمواجهه با من معارضه کنید۔ بعد زین

بکتاب فیه اعجاز البلاغة والفصاحة۔ وهو یطلب عبارات من مثله

کتابے آرد که از روئے بلاغة و فصاحت معجزه هست۔ و از همه زبانها نظیر بلاغت می جوید۔

من جمیع الالسن وکافة البریة۔ فانت تعلم ان هذا الاعجاز یحتاج الی

پس تو میدانی که این اعجاز بسوئے کمال آن زبان محتاج است

کمال اللسان۔ ویقتضی ان یکون ظرفها وسیعاً کمثل قوی الانسان۔

که در وے این کتاب نازل شد۔ و می خواهد که ظرف آن زبان چنان وسیع باشد که ظرف قوتهائے انسان وسیع است

فان اللسان کوعاء لمتاع البیان۔ وکصدف لدرر العرفان۔ فلو فرضنا

چرا که زبان برائے متاع بیان مثل آوندی است۔ یا همچو صدف است برائے درهائے معرفت۔ پس اگر این فرض

ان لسانا اخری اکمل من العربیة۔ فلزمنا ان نقر انها اسبق منها فی

کنیم که زبانے دیگر از عربی اکمل است۔ پس ما را لازم خواهد بود که اقرار کنیم که آن زبان در میدانهائے بلاغت

مبادین البلاغة۔ وانسب لحسن اداء المعارف الدینیة۔ فکان الله

از عربی سبقت ها دارد۔ و برائے ادائے معارف دینیه انسب و اولیٰ همان زبان است۔ پس گویا خدا تعالیٰ

اخطاء فی ترکه ایاه وانزاله القرآن فی هذه اللهجة الناقصة۔ فتب ایها

خطا کرد که آن افضل زبان را ترک نمود۔ و در عربی که از ان فروتر است قرآن شریف را نازل فرمود۔ پس اے

المسکین ولا تتبع اهواء النفس الامارة۔ واتق غشاوة الجهل والعصبیة

مسکین توبه کن۔ و هوائے نفس اماره را پیرو مباش۔ و از پرده جهل و تعصب کناره کن

عجزتم من نوع تلك المقابلة۔ ولكم ان تقولوا ان هذا انشاء الشاميين۔ ولاقبل لنا

اقرار کہ از مثل این مقابله عاجز آمده آید۔ وشمارا اجازت است که بگوئید که این تالیف شامیان است۔ ومارا با شامیان

ولاترفع راسك كالمجترئين۔ واما قولك ان لفظ التحت والتراب والميزاب۔ اسماء جامدة

وهیچ بیباکان سرخود بلند مکن۔ مگر این قول تو که لفظ تحت وتراب ومیزاب الفاظ جامد هستند

لايثبت اشتقاقها من الكتاب۔ فهذا خطاء منك ومن امثالك وفساد نشاء من درايتكم

که اشتقاق آنها بکتاب ثابت نمی شود پس این خطا از تو وامثال تست واین فسادی است که از قصور درایت

الناقصة۔ لامن قصور شأن العربية المباركة الكاملة۔ ايها المسكين ان لفظ التحت

ناقصه شما پیدا شده است۔ نه قصور عربی که مبارک وکامل است۔ ای مسکین لفظ تحت در اصل طیتة

كان فى الاصل طيتة۔ ومعناه ماكان تحت القدم وحاذى الفوق جهة۔ ثم بدّل

بود۔ ومعنی او هرچه زیر قدم باشد۔ وفوق را محاذی افتاده باشد۔ باز طا را به تا

الطاء بالتاء۔ والياء بالحاء۔ بكثرة الاستعمال۔ ونظائره كثيرة وشهد عليه كثير من الرجال

بدل کرده شد ویا را به حا از کثرت استعمال۔ ونظیرهای این بسیار اند وبران گواهی مردان این لغت

ولوكنت من الغافلين۔ ثم ليس لفظ التحت جامدا كما هو زعمك من الجهالة۔ بل تصريفه

اگرچه تو از غافلان باشی۔ باز لفظ تحت جامد نیست چنانکه از نادانی زعم تست۔ بلکه در کتابهای قوم

موجود فى كتب القوم واهل هذه الصناعة۔ وفى الحديث لاتقوم الساعة حتى تظهر

واهل این صناعت تصریف آن موجود است۔ ودر حدیث است که قیامت برپا نخواهد شد تا وقتیکه

التحوت۔ اى قوم اراذل لايؤبه لهم يكون لهم الحكم والجبروت۔ ويكونون من المكرمين

تحوت پیدا نشوند۔ ای کسانیکه حقیر بودند۔ ومردم ایشانرا چیزی نمی دانستند حکومت ومرتبه ایشانرا مسلم خواهد شد

واما التراب فاعلم ان هذا اللفظ ماخوذ من لفظ الترب۔ وترب الشىء الذى خلق مع ذالك

مگر تراب پس بدانکه این لفظ از لفظ ترب ماخوذ است۔ وترب شی نزد عرب چیزیست که همراه آن چیز پیدا

بالشاميين۔ او تقولوا ان هذا من علماء آخرين۔ ولاطاقة لنا بهم انهم من الادباء

مقابله نتوانیم کرد۔ یا این بگوئید که این تالیف دیگر مولویان است وما طاقت مقابله اوشان نداریم زیراکه اوشان

الشى عند اهل العرب۔ وقال ثعلب ترب الشىء مثله وماشابه شيئا فى الحسن والبهاء

شود۔ وثعلب گفته که ترب چیزی آن چیزی باشد که بخوبی خود باو مشابهت دارد۔

فعلى هذين المعنيين سمّى التراب ترابا لكونها فى خلقها ترب السماء۔ فان الارض خلقت

پس بربن معنی زمین ترب آسمان است۔ چراکه زمین در ابتداء زمانه همراه آسمانها پیدا کرده شده۔

مع السماء۔ فى ابتداء الزمان۔ وتشابهها فى انواع صنع الله المنان۔ وكذالك خلق

ودر انواع صنع خدا تعالی باهم مشابهت می دارند۔ وهمچنین خدا تعالی هفت

الله سبع سموات منورة من الشمس والقمر والنجوم۔ وخلق كمثلهن سبع ارضين

آسمان پیدا کرد۔ وآن هر هفت را بآفتاب وماه وستاره ها روشن کرد۔ ومثل آسمانها هفت زمین پیدا نمود

منورة من الرسل والانبياء وورثاءهم من اهل العلوم۔ ولعل لفظ سبع ارضين كان

ودر وی پیغمبران ووارثان پیغمبران بیافرید۔ وشاید از لفظ هفت زمین اشاره بسوی

اشارة الى عدة الاقاليم۔ والله اعلم بما اراد من هذا التقسيم۔ وهو يعلم مافى العالمين

هفت اقلیم باشد۔ وخدا خوب می داند که ازین تقسیم مراد چیست۔ وخدا تعالی هرچه جهانیان است

وقال ابن بُزُرج كل مايصلح فهو متروب بعد الاصلاحات۔ فالارض تراب لما اصلحها الله

میداند۔ وابن برزج فرموده است که هر چیز که اصلاح کرده شود آنرا متروب گویند۔ پس زمین تراب است چراکه خدا تعالی

بالعمارات۔ والفلاحات فخذ من هذين المعنيين ماهو عندك محبوب واترك سير المستعجلين

برای آبادی بیا وکشاورزی اصلاح آن فرموده است پس ازین هر دو معنی هر معنی که ترا پسند افتد اختیار کن وسیرت شتابکاران را

واما لفظ الميزاب۔ فلو فكرت فيه كاولى الالباب۔ لكنت من المتندمين۔ ايها المحروم

ترک فرما۔ مگر لفظ میزاب۔ پس اگر در وی چو دانشمندان فکر کنی۔ البته شرمنده شوی۔ ای آنکه از خوانهای

الکاملین۔ او تقولوا انه من المولوی الحکیم نور الدین۔ فما لنا ان نناضل

ازادیبان کامل ہستند۔ یا بگوئید کہ این تالیف مولوی حکیم نور الدین صاحب است پس ما طاقت نداریم کہ

بهذا الفاضل الاجلّ انا من الجاهلین الامیین۔ وانی بعده ساجید قبلا مشافهاً۔

باین فاضل بزرگ مقابلہ کنیم چراکہ ما از جاہلان و امیان ہستیم۔ ومن بعد این اقرار عنقریب روبرو شما فی البدیہہ

من موائد الادب۔ اعلم ان هذا اللفظ مشتق من لفظ الازب۔ یقال ازب الماء۔

ادب محرومی بدانکہ این لفظ از لفظ ازب مشتق است۔ اہل عرب می گویند ازب الماء

ای جریٰ۔ فارجع یا خادع النوکیٰ۔ الیٰ لسان العرب او کتب اخریٰ۔ ولا تهلك

یعنی جاری شد آب۔ پس برائے تسکین تو دلے فریب دہندۂ احمقان لسان العرب یا دیگر کتب ادبیہ بین۔ ونفس خود

نفسك فی غیابة جب الجاهلین۔ وانی ترکتُ بعض الفاظك المعرضة خوفا من الاطناب

را در تنگ چاہ جاہلان ہلاک مکن ومن بعض الفاظ کہ تو پیش کردی از خوف طول کلام ترک کردم

لا من الاستصعاب۔ بل هی اظهر اشتقاقا عند اولی الالباب۔ ففکر کطلاب الحق والصواب۔ وما

نہ از وجہ مشکلے۔ بلکہ آن الفاظ نزد خردمندان بین الاشتقاق اند۔ پس ہمچو طالبان حق وصواب فکر کن۔ و

اظن ان تفکر کالعاقلین۔ فسلام علیکم لا نبتغی الجاهلین۔ الست هو الرجل الذی قرء

گمان نمی کنم کہ تو ہمچو عقلمندان فکر کنی۔ پس سلام بر شما ما با جاہلان مکالمہ نمی خواہیم۔ آیا تو ہمان نیستی کہ بروقت ذکر بحث توفی

عند ذکر بحث التوفی توفی ما ضمنت استشهادا۔ وما علم فرق التفعل والتفعیل

شعر توفی ما ضمنت بر شہادت دعوی خود خواندہ بود۔ واین ندانست کہ آن تفعل و این تفعیل است۔ بہ سبب

غباوة وعنادا۔ فهذا علمکم وفهمکم وفضلکم۔ ثم بهذا العقل کبرکم وزهوکم وبخلکم وتکفیرکم

غباوت و عناد کہ داشت۔ پس این علم و فہم شماست و فضل شما۔ باز بدین عقل کبر و ناز و بخل و تکفیر و تحقیر است۔

وتحقیرکم۔ فنعوذ بالله الحفیظ المعین۔ من شر الخائنین الجاهلین المفترین۔ منه

پس ما پناہ خدائے نگہدارندہ مدد کنندہ از شر خائنان جاہلان و مفتریان می گیریم۔ منہ۔

ح: .. سا ۲۱ ح: ..

واحسب هذا الامر تافها۔ فتعرفوننی بعد حین۔ ان الذین یکونون لله فیکون

سخنان بلاغت خواہم گفت۔ واین امر را چیزے اندک می شمارم۔ پس تا وقت قلیل مرا خواہید شناخت۔ آنانکہ برائے خدا

الله لهم۔ الا ان اولیاء الله هم الغالبون فی مآل الامر علی المخالفین۔ کتب الله

می شوند خدا برائے اوشان می شود۔ خبردار باشید کہ اولیاء خدارا خاصہ است کہ در انجام کار ہمان گروہ غالب می شوند۔ خدا

لاغلبن انا ورسلی ان الله لا یخزی عباده المامورین۔

از قدیم نوشتہ است کہ من و فرستادگان من غالب شوندگان ہستند۔ خدا تعالی بندگان مامور خود را رسوا نمی کند۔

هذا شرط بینی وبینکم۔ فسنوا انفسکم۔ ثم انتم تعلمون ان فضیلة

این شرط در من و شماست پس نفسہائے خود را بلند کنید باز شما می دانید کہ فضیلت علماء

العلماء باللسان العربیة۔ وهی المفتاح الفتح اسرار العلوم الدینیة۔ وهی مدار

بزبان عربی است۔ وہمین زبان برائے کشودن رازہائے علوم دینیہ کلید است۔ وہمین زبان فہم

فهم معارف الفرقانیة۔ والذی لیس من نحاریر الادباء۔ ولا کمثل نوابغ الشعراء

معارف قرآنیہ را مدار است۔ وآنکہ از ماہران علم ادب نیست و نہ مانند شاعران نابغہ

فلا یمکن ان یکون من فحول الفقهاء۔ والراسخین فی الشریعة الغراء۔ او من

پس اورا ممکن نیست کہ از فقہاء بزرگ باشد و در شریعت رسوخ داشتہ باشد یا از جملہ

العارفین الفقراء۔ بل هو کالانعام۔ واحد من العوام۔ والجاهلین۔

فقراء عارف باشد بلکہ او مثل چارپایان ویکے از عوام است

واما الرجل الذی یقدر علی کلام غض طری فی هذه اللهجة ویسلك

مگر آن مردے کہ بر کلام تازہ و تر درین زبان قادر است۔

عند نطقه مسالك الفصاحة والبلاغة۔ ویعلم فروق المفردات۔ وخواص

و در وقت نطق بر راہ ہائے فصاحت و بلاغت می رود۔ و فرقہائے مفردات و کیفیت جملہ ہائے

التالیفات۔ وکوائف الجمل المرکبة۔ فهو الذی جعله الله رحیب الباع۔ خصیب

مرکبہ خوب می داند و از خواص تالیف کلمات بخوبی آگاہ است۔ او آن شخصے است کہ خدا تعالی اورا درین خزینہ ہائے

الرباع۔ فی هذه الخزائن العلمیة۔ ومن ادعی انه من الواصلین والفقراء العرفاء

علمی فراخ دست و بسیار مالدار گردانیدہ و ہر کہ دعوی کرد کہ او از واصلان و فقراء عارفین است۔

ولیس من علمه فی هذه اللسان کالادباء۔ ففقره لیس فقر سید الکونین۔ بل هو سواد

وحالانکہ از شناسندگان این زبان نیست پس فقر او فقر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نیست۔ بلکہ آن

الوجه فی الدارین۔ ولا تعجب بهذا البیان۔ ولا تغضب قبل العرفان۔ فان الذی یدعی

سیاہ روئی در ہر دو جہان است۔ و برین بیان ہیچ تعجب مکن۔ و قبل از شناختن غضب مکن۔ چراکہ شخصے کہ دعوی

محبة الفرقان۔ کیف یصدء ذهنه فی هذه اللسان۔ وکیف تقاصر مع دعاوی المحبة

محبت فرقان می کند چگونہ ذہن او درین زبان زنگ خوردہ تواند شد۔ وباوجود دعوی محبت و شوق دل چگونہ در

وشوق الجنان۔ وکیف یمکن ان لا یتجلی لقلبه لطف الرحمن۔ ولا یعلمه الله لسان نبیه

تحصیل این زبان کوتاہی تواند کرد۔ وچگونہ ممکن است کہ لطف رحمن دل او را روشن نہ کند۔ و زبان پیغمبر خود

بالامتنان۔ ثم انها معيار لمحبة الرسول والفرقان۔ فان الذي احب العربية

از راہ انعام او را نیاموزد۔ باز این زبان معیار محبت رسول و فرقان است۔ چرا کہ آن شخص کہ عربی را دوست

فيحب الرسول والفرقان احبها۔ ومن ابغضها فيبغض الرسول والفرقان ابغضها۔ فان

داشت پس بوجہ محبت رسول و فرقان دوست داشت۔ و آنکہ با عربی بغض داشت پس بوجہ بغض او با رسول و فرقان

المحبين يعرفون بالعلامات۔ وادنى درجة الحبان تحثك للمضاهات حتى تو ترطرز المحبوب

بغض داشت۔ چرا کہ محبان بعلامتہا شناختہ می شوند۔ و ادنیٰ درجہ محبت این است کہ ترا بر مشابہت آمادہ کنند تا بحدیکہ راہ طے

وتجعلها من المحبوبات۔ ومن لم يعرف هذا الذوق فانه من الكافرين في مشرب العاشقين۔ ومن

محبوب ترا محبوب شوند۔ و ہر کہ این ذوق را نشناسد پس او در مشرب عاشقان از کافران است۔ و ہر کہ آنحضرت

احب الفرقان وسيدنا خاتم الانبياء كما هو شرط المحبت والوفاء۔ فما اظن ان يبقى في العربية

صلے اللہ علیہ وسلم را و قرآن شریف را دوست دارد۔ چنانچہ شرط دوستی و وفاداری است۔ پس گمان نمی کنم کہ در عربی مثل

كالجهلاء۔ بل يقوده حبه الى اعلى مراتب الكمال۔ ويسبق كل سابق في المقال۔ ويصير

جاہل بماند۔ بلکہ محبت او او را بسوئے بلند ترین مرتبہ کمال خواہد کشید۔ و در سخن ہر سبقت کنندہ را سبقت خواہد کرد۔ و نطق

نطقه كالدرة البيضاء۔ ويضمخ كلامه بطيب عجيب ويودع انواع الصفاء۔ ففكر

او مثل در تابان خواہد شد و کلام او بخوشبوئے عجیب معطر کردہ خواہد شد و انواع صفائی دادہ خواہد شد۔ پس بکنید چو دو...

كالمحبين۔ ولولا الحب لما اعطيتها۔ فمن الحب لقيتها۔ فهذا آية حبي من ارحم الراحمين

دارندگان فکر کنید۔ و اگر محبت نبودے من علم این زبان حاصل نکردمے۔ پس محبت بود کہ مرا دیدار این کنانید۔ پس از خدا

والحمد لله على ما اعطى وهو خير المنعمين۔

تعالیٰ این نشان محبت من است پس شکر خدائے کہ مرا این زبان عطا کرد و او از ہمہ منعمان بہتر است۔

بسم الله الرحمن الرحيم

علمي من الرحمن ذي الآلاء
علم من از خدا تعالیٰ است کہ خداوند نعمتہا است

بالله حزت الفضل لا بدهاء
و بذریعہ خدا فضیلت را جمع کردم نہ بذریعہ عقل

كيف الوصول الى مدارج شكره
چگونہ تا مدارج شکر او توانیم رسید

نثني عليه وليس حول ثناء
تعریف او می کنیم و نتوانیم کرد

الله مولانا وكافل امرنا
خدا مولائے ما و متکفل امر ما است

في هذه الدنيا وبعد فناء
چہ دریں دنیا و چہ در آخرت

لولا عنايته بزمن تطلبي
اگر عنایت او در زمانہ پیدائی جستن من نبودے

كادت تعفيني سيول بكائي
نزدیک بود کہ سیل ہائے گریہ مرا نابود کردندے

بشرى لنا انا وجدنا مونسا
ما را خوشخبری باد کہ مونسے یافتیم

ربا رحيما كاشف الغماء
کہ رب رحیم و دور کنندہ غمہا است

اعطيت من الف معارف لبها
از دوستے من معارف دادہ شدہ ام

انزلت من حب بدار ضياء
و از محبوبے در جائے روشنی فرود آمدہ ام

نتلو ضياء الحق عند وضوحه
ما روشنی حق را بعد ظہور او پیروی مے کنیم

لسنا بمبتاع الدجى ببراء
و تاریکی را بعد طلوع ماہ نتوانیم خرید

نفسي نأت عن كل ما هو مظلم
نفس من از ہمہ تاریکی ہا دور شد

فانخت عند منوري وجنائي
و ناقہ خود را آستانہ آنکس خوابانیدم کہ روشنی بخشندہ من است

غلبت على نفسي محبة وجهه
بر نفس من محبت او غالب شد

حتى رميت النفس بالالغاء
تا آنکہ نفس را از میان افگندم

لما رأيت النفس سدت مهجتي
چون دیدم کہ نفس من سد راہ من است

القيتها كالميت في البيداء
پس او را ہمچو مردہ در بیابانے انداختم

الله كهف الارض والخضراء
خدا پناہ زمین و آسمان است

رب رحيم ملجاء الاشياء
خدائے رحیم جائے پناہ چیزہا

بر عطوف مأمن الغرماء
نیکی کنندہ مہربان جائے امن مصیبت زدگان

ذو رحمة وتبرع وعطاء
صاحب رحمت و احسان و بخشش

احد قديم قائم بوجوده
یکے است و قدیم است و قائم بالذات است

لم يتخذ ولدا ولا الشركاء
نہ پسرے گرفت نہ شریکے دارد

وله التفرد في المحامد كلها
و او را در تمام صفات یگانگی است

وله علاء فوق كل علاء
و او را بلندی بر ہر بلندی است

العاقلون بعالمين يرونه
عقلمندان بذریعہ مصنوعات او را می بینند

والعارفون به رأوا اشياء
و عارفان بذریعہ او مصنوعات را مشاہدہ می نمایند

هذا هو المعبود حقا للورى
ہمین معبود حق برائے مخلوقات است

فرد وحيد مبدء الاضواء
فرد است یگانہ و ابتدائے ہمہ نورہا از وست

هذا هو الحب الذي آثرته
این ہمان محبوب است کہ او را اختیار کردہ ام

رب الورى عين الهدى مولائي
رب مخلوقات چشمہ ہدایت مولائے من

هلجت غمامة حبه فكانها
ابر محبت او برانگیخت پس گویا آن ابر

ركب على عسبورة الحدواء
بر ناقہ باد شمال سواران ہستند

ندعوه في وقت الكروب تضرعا
در وقت بیقراری ہا ما او را مے خوانیم

نرضى به في شدة ورخاء
و در نرمی و سختی ہا او خوشنودیم

هوجاء الفتنة اثارت حرقتي
باد گرد الفتنہ او خاک مرا پراگندید

ففدا جناني صولة الهوجاء
پس دل من بر حملہ آن باد گرد قربان شد

اعطى فما بقيت اماني بعده
مرا چندان داد کہ آرزوے دیگر نماند

غمرت ايادي الفيض وجه رجائي
دست ہائے فیض او روئے امید مرا پوشید

انا غمسنا من عنايت ربنا
ما از عنایت رب خود

في النور بعد تمزق الاهواء
در نور غوطہ دادہ شدیم و ہوا و ہوس پارہ پارہ شد

ان المحبة خمرت فی مهجتی
محبت در جان من خمیر کرده شد
واری الوداد یلوح فی اهبائی
می بینم که دوستی در دل من می درخشد

انی شربت کئوس موت للهدی
من برائے ہدایت کاسہ ہائے موت نوشیدم
فوجدت بعد الموت عین بقاء
پس بعد از موت چشمه بقا یافتم

انی اذیبت من الوداد و ناره
من از آتش محبت گداخته شده ام
فاری الغروب یسیل من اهرائی
پس اشکها را می بینم که از گداز تن من روان شده اند

الدمع یجری کالسیول صبابة
اشک مثل سیل ہا از شوق روان است
والقلب یشوی من خیال لقاء
و دل از خیال دیدار بریان مے شود

واری الوداد انار باطن باطنی
و می بینم که دوستی باطن مرا روشن کرده است
واری التعشق لاح فی سیمائی
و عشق در سیماء من ظاهر شده است

الخلق یبغون اللذاذة فی الهوی
مردم لذات در ہوا و ہوس می جویند
ووجدتها فی حرقة وصلاء
و من لذت را در سوزش و سوختن یافتم

الله مقصد مهجتی وارید
خدا مقصود جان من است و من او را
فی کل رشح القلم والاملاء
بهر قطره قلم و املای خواهم

یا ایها الناس اشربوا من قربتی
اے مردمان از مشک من بنوشید
قد ملاء من نور المفیض سقائی
که از نور فیاض حقیقی مشک من پر است

قوم اطاعونی بصدق طویة
قومے است که از صدق مرا اطاعت کردند
والاخرون تکبروا والغطاء
و قومے دیگر است که از پرده نفس تکبر ورزیدند

حسدوا فسبوا حاسدین ولم یزل
حسد کردند پس دشنام دادند و ہمیشه چنین است
حسدت لئام کل ذی نعماء
که لئیمان خداوندان نعمت را حسد می کنند

من انکر الحق المبین فانه
هر که از حق ظاهر انکار کند او سگے است نه انسان
کلب وعقب الکلب سرب ضراء
و پس آن سگ سگ بچگان هستند که پیروی او می کنند

آذوا وسبونی وقالوا کافر
مرا ایذا دادند و سقط گفتند و گفتند که کافرے است
فالیوم نقضی دینهم برباء
پس امروز ما قرض ایشان بچیزے زیاده ادا می کنیم

والله نحن المسلمون بفضله
و بخدا که ما از فضل او مسلمانان ہستیم
لکن نری اجهل علی العلماء
لیکن بر علما جہالت حمله کرده است

نختار آثار النبی وامره
ما آثار نبی صلی الله علیه وسلم را اختیار مے کنیم
نقفو کتاب الله لا الآراء
و پیروی کتاب الله می کنیم نه پیروی رائے دیگر

انا براء فی مناهج دینه
ما در دین او و در راه دین او از ہر ملحدے
من کل زندیق عدو دهاء
بیزاریم که دشمن عقل است

انا نطیع محمدا خیر الوری
ما محمد صلی الله علیه وسلم را پیروی می کنیم
نور المهیمن دافع الظلماء
که نور خدا و دافع ظلمات است۔

افنحن من قوم النصاری اکفر
آیا چه ما از نصارے کافر تر ہستیم
ویل لکم ولهذه الآراء
ویل خدا بر شما و بر رائے ہا شما

یا شیخ ارض الخبث ارض بطالة
اے شیخ زمین پلید زمین بطالت
کفرتنی بالبغض والشحناء
مرا از روئے کینه و بغض کافر قرار دادی

آذیتنی فاخش العواقب بعدها
مرا آزار رسانیدی پس از انجام بد خود بترس بعد از
والنار قد تبدو من الایراء
و سنت الہی است که آتش از افروختن مے افروزد

تبت یداک تبعت کل مفاسد
ہر دو دست تو ہلاک شود تو فسادہا را پیروی کردی
زلت بک القدمان فی الانحاء
و ہر گونا گون قدمہائے تو لغزیدند

اودی شبابک والنوائب اخرفت
جوانی تو ہلاک شد و حوادث ترا قریب به پیر شدن کرد
فالوقت وقت العجز لا الخیلاء
پس وقت تو وقت عجز است نه وقت تکبر و ناز

تبغی تباری والدوائر من هوا
تو ہلاکت من و گردشہا بر من از ہوائے نفس خود می خواہی
فعلیک یسقط حجر کل بلاء
پس بر تو سنگ ہر بلائے افتد

انی من المولی فکیف اتبر
من از جانب خدا ہستم پس چگونه ہلاک شوم
فاخش الغیور ولا تمت بجفاء
پس از غیرت آں غیور بترس و بظلم خود موت را اختیار مکن

افتضربن علی الصفات زجاجة
آیا بر سنگ شیشه را می زنی
لا تنتحر واطلب طریق بقاء
خودکشی مکن و طریق باقی ماندن بجو

اترک سبیل شرارة وخباثة
راه شرارت و خباثت را بگذار
هون علیک ولا تمت بعناء
بر حال خود نرمی کن و از رنج ممیر

تب ایها الغالی وتاتی ساعة
اے غلو کننده توبه کن و ساعتے می آید
تمسی تعض یمینک الشلاء
که دست راست خود را که خشک شده است خواہی گزید

یالیت ما ولدت کمثلک حامل
کاشکی مادرے پسرے ہمچو تو نزادے
خفاش ظلمات عدو ضیاء
که خفاش تاریکی و دشمن روشنی است

تسعی لتاخذنی الحکومة مجرما
تو کوشش میکنی که حکومت مرا ہمچو مجرمی بگیرد
ویل لکل مزور وشاء
بر ہر دروغ آراینده نمام واویلا است

لو کنت اعطیت الولاء لعفته
اگر حکومت مرا ہندی ہر آئینه کراہت کردمی
مالی ودنیاکم فکفانی کسائی
مرا بدنیاء شما چه تعلق است مرا گلیم خود کافی است

متنا بموت لا یراه عدونا
ما بمرگے بردیم که دشمن ما حقیقت آن نمی داند
بعدت جنازتنا من الاحیاء
جنازه ما از زندگان دور افتاده است

نغری بقول مفتری وتخرص
بقول دروغ باف حکام را می انگیزی
حکامنا الظانین کالجهلاء
و حکام کسانے ہستند که ہمچو جاہلان بدگمان ہستند

یا ایها الاعمی اتنکر قادرا
اے کور آیا تو وجود خدا را تسلیم نمی کنی
یحمی احبته من الایذاء
که محبان خود را خود نزد خود جا داده نگه می دارد

انسیت کیف حماالقدیر کلیمه	او ما سمعت مآل شمس حراء
آیا فراموش کردی که چگونه خدا موسی علیه السلام را نگاهداشت	یا انجام کار آن مرد که آفتاب مطلع حرا است نشنیدی
نحو السماء وامرها لا تنظرن	فی الارض دست عینك العمیاء
چشم تو سوئے آسمان وحکم آسمان نیست	بلکه چشم نابینائے تو در زمین فرو رفته
غرتك اقوال بغیر بصیرة	سترت علیك حقیقة الانباء
چند اقوال بغیر بصیرت ترا مغرور کرد	وحقیقت خبرها بر تو پوشیده ماند
ادخلت حزبك فی قلیب ضلالة	افهذه من سیرة الصلحاء
گروه خود را در چاه ضلالت افگندی	آیا همین سیرت نیکان است
جاوزت بالتکفیر من حد التقی	اشققت قلبی او رئیت خفائی
در کافر قرار دادن از حد تقوی در گذشتی	آیا دل مرا بشگافتی یا حال پنهانی مرا دیدی
کمل یجبنك کل کید تقصد	والله یکفی العبد للارزاء
همه مکرے که میداری بکمال رسان	و بنده را برائے پناه دادن الله کافی است
تاتیك آیاتی فتعرف وجهها	فاصبر ولا تترك طریق حیاء
نشانهائے من ترا خواهند رسید پس آنها را خواهی شناخت	پس صبر کن و طریق حیا را از دست مده
انی کتبت الکتب مثل خوارق	انظر اعندك ما یصوب کمائی
من کتابها مثل خوارق نوشته ام	آیا نزد تو چیزے است که همچو آب من ببارد
ان کنت تقدر یا خصیم کقدرتی	فاکتب کمثلی قاعدا بجذائی
اے خصومت کننده اگر ترا قدرت مثل قدرت من است	پس بمقابله من نشسته بنویس
ما کنت ترضی ان تسمی جاهلا	فالان کیف قعدت کالکناء
تو آن نبودی که بجهل خود راضی گشتی	پس اکنون ترا این چه شد که همچو زن تو لیده زبان گشتی
قد قلت للسفهاء ان کتابه	عفص یهیج القیء من اصغاء
تو سفیهان را گفتی که کتاب او	بد مزه است از شنیدن قے می آید
ما قلت کالادباء قل لی بعدما	ظهرت علیك رسائلی کهباء
بگو تو مثل ادیبان چه گفتی	بعد زانکه رسائل من ترا لے آرنده معلوم شدند
قد قلت انی باسل متوغل	سمیتنی صیدا من الخیلاء
تو می گفتی که من دلاور و در علم توغل ها دارم	و نام من شکار نهاده بودی
الیوم منی قد هربت کارنب	خوفا من الاخزاء والاعراء
امروز از من بطور خرگوشے بگریختی	ازین خوف که رسوا خواهی شد و برهنه خواهی شد
فکرا ما هذا التخوف آیة	رعبا من الرحمن للادراء
فکر کن آیا این نشان خدا تعالے نیست	که بر تو رعب انداخت تا ترا آگاه کند
کیف النضال وانت قهر خشیة	انظر الی ذل من استعلاء
چگونه با من معارضه توانی کرد و از خوف می گریزی	این پاداش تکبر و ناز کردن است

ان المهیمن لا یحب تکبرا	من خلقه الضعفاء دود فناء
خدا تعالی از آفریدگان خود که ضعیف و کرم نیستی	هستند تکبر پسند نمی کند
عفرت من سهم اصابك فاجئا	اصبحت کالاموات فی البیداء
از تیرے در خاک غلطانیده شدی که ناگاه ترا رسید	و در بیابان همچو مردگان صبح کردی
الان این فررت یا ابن تصلف	قد کنت تحسبنا من الجهلاء
اکنون اے پسر لاف ها کجا گریختی	و تو ما را از جهلا می پنداشتی
یا من هاج الفتن قم لنضالنا	کنا نعدك نوجة الحتواء
اے آنکه فتنه ها انگیخت برائے پیکار ما برخیز	ما ترا گرد باد جائے غبار می پنداشتیم
نطقی کمولی الا سرة جنة	قولی کقنو النخل فی الخلقاء
نطق من مثل آن مالکے است که بر وادی او ماران خوم باشند	و سخن من چون خوشه نخل است که در زمین نرم باشد
مزقت لکن لا بضرب هراوة	بل بالسیوف الجاریات کماء
تو پاره پاره کرده شدی مگر نه بضرب عصا	بلکه به شمشیر ها که همچو آب روان بودند
ان کنت تحسد فی فانی باسل	اصلی فواد الحاسد الخطاء
اگر تو با من حسد می کنی پس من مرد دلاورم	دل حاسدان خطاکاران را بسوزم
کذبتنی کفرتنی حقرتنی	واردت ان تطئنی کعفاء
تو مرا دروغگو قرار دادی تو مرا کافر گفتی تو تحقیر من کردی	و خواستی که مرا بخاک بیامیزی
هذا ارادتك القدیمة من هوی	والله کهفی مهلك الاعداء
این قدیم اراده تو در دل تو مانده	و خدا پناه من و هلاک کننده دشمنان است
انی لشر الناس ان لم یاتنی	نصر من الرحمن للاعلاء
من بدترین مخلوقم اگر مدد خدا مرا نه رسید	از خدائے که رحمن و بلند کننده است
ما کان امر فی یدیك وانه	رب قدیر حافظ الضعفاء
هیچ امر در دست تو نیست	و خدائے من رب قدیر است که نگهدارنده کمزوران است
الکبر قد القاك فی درك اللظی	ان التکبر ارداء الاشیاء
این تکبر است که ترا در جهنم انداخت	بلا شبه تکبر از همه چیز ها ردی تر است
خف قهر رب ذی الجلال الی متی	تقفو هواك وتنزون کظباء
از قهر خدائے بزرگ بترس و تا کجا	خواهش خود را پیروی خواهی کرد و همچو آهوان خواهی جست
تبغی زوالی والمهیمن حافظی	عادیت ربا قادرا بمرائی
تو زوال من می خواهی و خدا نگهبان من است	از دشمنی من خدا را دشمن گرفتی
ان المقرب لا یضاع بفتنة	والاجر یکتب عند کل بلاء
هر که مقرب حق باشد بر هیچ فتنه برباد نمی شود	و نزد هر بلا برائے او اجر می نویسند
ما خاب من خاف المهیمن ربه	ان المهیمن طالب الطلباء
هر که از خدا بترسد هرگز زیان نمی برد آرد	بیقین بدان که خدا جوینده جویندگان است

هل تطمع الدنيا مذلة صادق	هيهات ذاك تخيل السفهاء
آیا دنیا البتہ طمع می دارد کہ صادقے ذلیل گردد	این کجا ممکن است بلکہ این خیال ساده لوحان است
ان العواقب للذي هو صالح	والكرة الاولى لاهل جفاء
انجام بیکار ہا برائے نیکوکاران است	وغلبہ اول برائے ظالمان است
شهدت عليه خصيم سنة ربنا	في الانبياء وزمرة الصلحاء
برین دعوی آن سنت خدا گواه است	کہ در انبیاء و نائبان انبیا مانده
مت بالتغيظ والتلظي يا حاسدي	انا نموت بعزة قعساء
اے حاسد من بغضب و نائرہ آتش بمیر	کہ ما با عزت پائدار خواہیم مرد
انا نرى كل العلى من ربنا	والخلق ياتينا لبغي ضياء
ما ہمہ بلندی ہا از خدائے خود مے بینیم	ومردم برائے طلب روشنی نزد ما خواہند آمد
هم يذكرونك لاعنين وذكرنا	في الصالحات يعد بعد فناء
اوشان ترا بلعنت یاد خواہند کرد	و ذکر خیر ما از جملہ نیکی ہا شمار کرده خواہد شد
هل تهدمن القصر قصر الهنا	هل تحرقن ما صنعه بنائي
آیا تو محل خدا مسمار خواہی کرد	آیا تو چیزے را خواہی سوخت کہ ساختہ بانی من است
يرجون عثرة جدنا حسداءنا	ونذوق نعماء على نعماء
حاسدان می خواہند کہ بخت ما بسر در افتد	حالانکہ ما نعمتہا بر نعمتہا می چشیم
لا تحسبن امري كامر غمة	جاءت بك الايات مثل ذكاء
امر مرا امرے مشتبہ مدان	و ہمچو آفتاب ترا نشانہا رسیده اند
جاءت خيار الناس شوقا بعدما	شموا رياح المسك من تلقائي
مردمان نیک نزدم آمدند	بعد ازانکہ خوشبوئے مشک از جانب من شمیدند
طاروا الي بالفة وارادة	كالطير اذ ياوي الى الدفواء
سوئے من با الفت وارادت پرواز کردند	مثل آن پرنده کہ سوئے درخت بزرگ پناه می گیرد
لفظت الي بلادنا اكبادها	ما بقي الا فضلة الفضلاء
دیار ما جگر گوشہ ہائے خود سوئے ما افگند	و بجز آن مردم دیگرے نماند کہ فاضلانرا ہمچو فضلہ اند
اومن رجال الله اخفي سرهم	ياتونني من بعد كالشهداء
یا آن مردانے کہ حضور راز ایشان پوشیده داشتہ اند	ایشان بعد ازین مثل گواہان خواہند آمد
ظهرت من الرحمان آيات الهدى	سجدت لها امم من العرفاء
از خدا تعالے نشان ہا ظاہر شدند	و عارفان بمشاہده آن خدا را سجده کردند
اما اللئام فينكرون شقاوة	لا يهتدون بهذه الاضواء
مگر لئیمان از بدبختی انکار می کنند	باین روشنی ہا ہدایت نمے پذیرند
هم ياكلون الجيف مثل كلابنا	هم يشرهون كانسر الصحراء
اوشان ہمچو سگ ہائے ما مردار می خورند	اوشان حریص مردار ہمچو کرگس بیابان اند

خشوا ولا تخشى الرجال شجاعة	في نائبات الدهر والهيجاء
مرا ترسانیدند و مردان بہادر نمی ترسند	اگرچہ حوادث باشند یا جنگے پیکار
لما رايت كمال لطف مهيمني	ذهب البلاء فما احس بلائي
ہمگاه کمال لطف خدائے خود دیدم	بلا رفت پس بوجود بلا ہیچ احساس نکردم
ما خاب مثلي مومن بل خصمنا	قد خاب بالتكفير والافتاء
مثل من شخصے ہرگز خائب وخاسر نمی گردد بلکہ دشمنے	کہ برائے تکفیر فتوی طیار کرد خائب وخاسر خواہد شد
الغمر يبدو ناجذيه تغيظا	انظر الى ذئب لوثة عجماء
جاہلے دندان خود را از دشمنی آشکار امے کند	سوئے این غبی کہ مثل چارپایہ است نگہ کن
قد اسخط المولى ليرضي غيره	والله كان احق للارضاء
برائے رضاء اغیار خدا را ناراض کرد	وخدا برائے راضی کردن احق واولی بود
كسرت ظروف علومهم كزجاجة	فتطايروا كتطاير الوقعاء
من ظروف علوم ایشانرا ہمچو شیشہ شکستہ ام	پس ہمچو غبارے کہ برخیزد پرواز کردند
قد كفروا من قال اني مسلم	لمقالة ابن بطالة وعواء
آن کسے را کافر قرار دادند کہ میگوید کہ من مسلمانم	این ہمہ از سخن بٹالوی عوعو کننده است
خوف المهيمن ما ارى في قلبهم	فارت عيون تمرد واباء
خوف خدا در دل ایشان نمی بینم	چشم ہائے سرکشے در جوشش اند
قد كنت آمل انهم يخشونه	فاليوم قد مالوا الى الاهواء
من امیدی داشتم کہ ایشان از خدا خواہند ترسید	پس امروز سوئے ہوا و ہوس میل کردند
نضوا الثياب ثياب تقوى كلهم	ما بقي الا لبسة الاغواء
ہمہ جامہ ہائے پرہیزگاری را از خود برکشیدند	و ہیچ جامہ بجز جامہ اغوا نزدشان نماند
هل من عفيف زاهد في حزبهم	او صالح يخشى زمان جزاء
آیا ہیچ پرہیزگاری زاہدے در گروه ایشان موجود است	یا نیکوکاری موجود است کہ از روز پاداش می ترسد
والله ما ادري تقيا خائفا	في فرقة قاموا لهدم بنائي
بخدا کہ من ہیچ پرہیزگارے خائفے درین فرقہ نمی بینم	کہ برائے ہدم بنیان من برخاستہ اند
ما ان ارى غير العمائم واللحى	او آنفا زاغت من الخيلاء
من بجز عمامہ ہا و ریش ہا نمی بینم	یا بینی ہا می بینم کہ از تکبر کج شده اند
لا ضير ان ردوا كلامي نخوة	فسينجعن في آخرين ندائي
ہیچ مضائقہ نیست اگر کلام مرا از تکبر خود رد کردند	عنقریب این کلام در دلہائے دیگران اثر خواہد کرد
لا تنظرن عجبا الى افتاءهم	غش تلا غسقا بنقع عماء
سوئے فتوے ہائے ایشان نگہ مکن	احمقے را در گرد وغبار کوری پوشیده کرد
قد صار شيطان رجيم جنهم	يمسي ويضحي بينهم للقاء
شیطان رانده محبوب شان شده است	برائے ملاقات شان شام می آید و صبح می آید

اعمی قلوب الحاسدین شرورهم	اعری بواطنهم لباس ریاء
دل حاسدان را شرارت ایشان کور کرد	وجامهٔ ریا باطن ایشان را برهنه نمود
آذوا وفی سبل المهیمن لا تری	شیئا الذ لنا من الایذاء
مرا ایذا دادند و در راه خدا	هیچ چیزے لذیذتر از اذیت مرا نیست
ما ان اری اثقالهم کجدیدة	انی طلیح السفر والاعباء
بارهاے ایشان نزد من باز نو نیست	من فرسوده سفر و فرسوده بارها هستیم
نفسی کعسیرة فاخنق صلبها	من حمل ایذاء الوری وجفاء
نفس من مثل ناقه است پس کمر آن ناقه	از ایذاها و جفاها لاغر شده است
هذا ورب الصادقین لاجتنی	نعم الجنا من نخلة الآلاء
من همین اصول دارم مگر قسم بخدائے راستبازان	که همیشه من از درخت نعمتها میوه می چینم
ان اللئام یحقرون وذمهم	ما زادنی الا مقام سناء
لئیمان تحقیر من بمذمت خود می کنند	مگر خدائے من مرا بلندی ها داد
زمع الاناس یحملقون کثعلب	یوذوننی بتحوب ومواء
مردمان سفله بر من همچو روباه حمله می کنند	واز آواز روباه و آواز گربه مرا ایذا می دهند
والله لیس طریقهم نهج الهدی	بل منیة نشأت من الاهواء
بخدا این راه شان راه هدایت نیست	بلکه آرزوئے نفسانی است که از هوا و هوس پیدا شده است
اعرضت عن هذیانهم بتصامم	وحسبت ان الشر تحت مراء
من از هذیان ایشان دانسته خود را بهره کرده کناره کردم	و دانستم که زیر مجادله شر است
حسبوا تفضلهم لاجل تصبری	فعلوا کمثل الدخ من اغضائی
ایشان بباعث صبر کردن من خویشتن را غالب دانستند	پس بتکبر بر آمدند و مثل دود از چشم خوابیدن من بلند شدند
ما بقی فیهم عفة وزهادة	لا ذرة من عیشة خشناء
در ایشان هیچ عفت و پرهیزگاری نمانده است	و نه یک ذره زندگی مجاهدانه
قعدوا علی راس الموائد من هوی	فروا من الباساء والضراء
بر سر خوانها از هوا و هوس نشستند	و از سختی ها و گزندها گریختند
جمعوا من الاوباش حزب اراذل	فکانهم کالخثی للاحماء
چند کمینه از اوباش جمع شدند	پس گویا او شان سرگین خشک برائے گرم کردن است
لما کتبت الکتب عند غلوهم	ببلاغة وعذوبة وصفاء
هرگاه کتاب ها بر وقت غلو ایشان نوشتم	و همه آن کتاب ها ببلاغت و عذوبت و صفا پر بودند
قالوا قرءنا لیس قولا جیدا	او قول عاربة من الادباء
گفتند خواندیم سخنے خوب نیست	یا قولیست که از گروه برگزیده عرب و ادیبان است
عرب اقام ببیته متسترا	املی الکتاب ببکرة ومساء
یک عرب بطور پوشیده در خانه او قیام کرده است	همان عرب کتاب را صبح و شام نوشته

انظر الی اقوالهم وتناقض	سلب العناد اصابة الآراء
سخنهائے ایشان بہ بین و تناقض را بہ بین	عنادے که میدارند رائے صائب را سلب کرد
طورا الی عرب عزوه وتارة	قالوا کلام فاسد الاملاء
وقتے کلام مرا سوئے عرب منسوب کردند	و وقتے دیگر گفتند که این کلام خراب املا دارد
هذا من الرحمن یا حزب العدا	لا فعل شامی ولا رفقائی
این املا از خدا تعالی است اے گروه دشمنان	نه کار شامی است و نه کار رفیقان من
اعلی المهیمن شاننا وعلومنا	نبنی منازلنا علی الجوزاء
خداتعالے شان مارا و علوم مارا بلند کرد	ما منازل خود را بر جوزا بنا می کنیم
خلوا مقام المولویة بعده	وتستروا فی غیهب الخوقاء
بعد ازین مقام مولویت را خالی کنید	و در تاریکی چاهے پوشیده شوید
قد حددت کالمرهفات قریحتی	ففهمت ما لا فهمه اعدائی
همچو شمشیر هائے تیز طبیعت من تیز کرده شد	پس آن چیزها فهمیدم که دشمنان نه فهمیدند
هذا کتابی حاز کل بلاغة	بهر العقول بنضرة وبهاء
این کتاب من هر نوع بلاغت جمع کرده است	دانش ها را بتازگی و خوبی حیران کرد
الله اعطانی حدائق علمه	لولا العنایة کنت کالسفهاء
خداتعالے مرا باغهائے علم خود عطا فرمود	اگر عنایت الهی نبودے من همچو بیخردان بودے
انی دعوت الله ربا محسنا	فاری عیون العلم بعد دعائی
من از خدائے خود خواستم که رب محسن است	پس چشمه هائے علم بعد از دعا مرا نمود
ان المهیمن لا یعز بنخوة	ان رمت درجات فکن کعفاء
به تحقیق خدا متکبر را عزت نمی دهد	اگر درجه ها می خواهی همچو خاک شو
والله قد فرطت فی امری هوی	وابیت کالمستعجل الخطاء
بخدا که در امر من از روئے هوا و هوس تقصیر کردی	و مثل جلد باز خطا کننده انکار کردی
الحر لا یستعجلن بل انه	یرنو بامعان وکشف غطاء
آنکه آزاد است از تعصب ها بجلدی نمی کند	بلکه بغور دل می نگرد و از میان پرده می بردارد
یخشی الکرام دعاء اهل کرامة	رحما علی الازواج والابناء
نیکمردان از دعائے اهل کرامت می ترسند	و بر زنان و پسران خود ازین خوف رحم می کنند
عندی دعاء خاطف کصواعق	فحذار ثم حذار من ارجائی
نزد من دعاے است که همچو صاعقه می جهد	پس از کناره هائے من دور باش دور باش
والله انی لا ارید امامة	هذا خیالک من طریق خطاء
بخدا من هیچ پیشوائی را نمی خواهم	این خیال تو از خطاست
انا نرید الله راحة روحنا	لا سوددا وریاستا وعلاء
ما خدا را می خواهیم که آرام روح ماست	و ریاست و بلندی را نمی خواهیم

اعمی قلوب الحاسدین شرورهم	اعری بواطنهم لباس ریاء
دل حاسدان را شرارت ایشان کور کرد	وجامهٔ ریا باطن ایشان را برهنه نمود
آذوا وفی سبل المهیمن لا ندری	شیئاً الذ لنا من الایذاء
مرا ایذا دادند و در راه خدا	هیچ چیزے لذیذتر از اذیت مرا نیست
ما ان اری انقالهم تجدیدة	انی طلیح السفر والاعیاء
بارهائے ایشان نزد من بار نو نیست	من فرسوده سفر و فرسوده بارها هستیم
نفسی کعبرة فاحنق صلبها	من حمل ایذاء الوری وجفاء
نفس من مثل ناقه است پس کمر آن ناقه	از ایذاها و جفاها لاغر شده است
هذا ورب الصادقین لاجتنی	نعم الجنا من نخلة الآلاء
من همین اصول دارم بگر قسم بخدائے راستبازان	که همیشه من از درخت نعمتها میوه می چینیم
ان اللئام یحقرون وذمهم	ما زادنی الا مقام سناء
لئیمان تحقیر من بمذمت خود می کنند	مگر خدائے من مرا بلندی ها داد
زمع الاناس یحملقون کثعلب	یوذوننی بتخوب ومواء
مردمان سفله بر من همچو روباه حمله می کنند	واز آواز روباه و آواز گربه مرا ایذا می دهند
والله لیس طریقهم نهج الهدی	بل منیة نشائت من الاهواء
بخدا این راه شان راه هدایت نیست	بلکه آرزوئے نفسانی است که از هوا و هوس پیدا شده است
اعرضت عن هذیانهم بتصامم	وحسبت ان الشر تحت مراء
من از هذیان ایشان دانسته خود را بهره کرده کناره کردم	ودانستم که زیر مجادله شر است
حسبوا تفضلهم لاجل تصبری	فعلوا کمثل الدخ من اغضائی
ایشان بباعث صبر کردن من خویشتن را غالب دانستند	پس متکبر برآمدند ومثل دود از چشم خوابیدن من بلند شدند
ما بقی فیهم عفت وزهادت	لا ذرة من عیشة خشناء
در ایشان هیچ عفت و پرهیزگاری نمانده است	ونه یک ذره زندگی مجاهدانه
قعدوا علی راس الموائد من هوی	فروا من الباساء والضراء
بر سر خوانها از هوا و هوس نشستند	واز سختی ها و گزندها گریختند
جمعوا من الاوباش حزب اراذل	فکانهم کالخثی للاحماء
چند کمینه از اوباش جمع شدند	پس گویا ایشان سرگین خشک برائے گرم کردن است
لما کتبت الکتب عند غلوهم	ببلاغة وعذوبة وصفاء
هرگاه کتاب ها بر وقت غلو ایشان نبشتم	وهمه آن کتاب ها ببلاغت وعذوبت وصفا پر بودند
قالوا قرءنا لیس قولا جیدا	او قول عاربة من الادباء
گفتند خواندیم سخنے خوب نیست	یا قول کسے است که از گروه برگزیده عرب وادیبان است
عرب اقام ببیته متسترا	املی الکتاب ببکرة ومساء
یک عرب بطور پوشیده در خانه او قیام کرده است	همان عرب کتاب را صبح وشام نوشته

انظر الی اقوالهم وتناقض	سلب العناد اصابة الاراء
سخنهائے ایشان به بین وتناقض را به بین	عنادے که میدارند رائے صائب را سلب کرد
طوراً الی عرب عزوه وتارة	قالوا کلام فاسد الاملاء
وقتے کلام مرا سوئے عرب منسوب کردند	ووقتے دیگر گفتند که این کلام خراب املا دارد
هذا من الرحمن یا حزب العدا	لا فعل شامی ولا رفقائی
این املا از خدا تعالی است اے گروه دشمنان	نه کار شامی است ونه کار رفیقان من
اعلی المهیمن شاننا وعلومنا	نبنی منازلنا علی الجوزاء
خدا تعالے شان ما را وعلوم ما را بلند کرد	ما منازل خود را بر جوزا بنا می کنیم
خلوا مقام المولویة بعده	وتستروا فی غیهب الخوقاء
بعد ازین مقام مولویت را خالی کنید	ودر تاریکی چاهے پوشیده شوید
قد حددت کالمرهفات قریحتی	ففهمت ما لا فهمه اعدائی
همچو شمشیرهائے تیز طبیعت من تیز کرده شد	پس آن چیزها فهمیدم که دشمنان نه فهمیدند
هذا کتابی حاز کل بلاغة	بهر العقول بنضرة وبهاء
این کتاب من هر نوع بلاغت جمع کرده است	دانش ها را بتازگی وخوبی حیران کرد
الله اعطانی حدائق علمه	لولا العنایة کنت کالسفهاء
خدا تعالے مرا باغهائے علم خود عطا فرمود	اگر عنایت الٰهی نبودے من همچو بے خردان بودے
انی دعوت الله ربا محسنا	فاری عیون العلم بعد دعائی
من از خدائے خود خواستم که رب محسن است	پس چشمه هائے علم بعد از دعا مرا نمود
ان المهیمن لا یعز بنخوة	ان رمت درجات فکن کعفاء
به تحقیق خدا متکبر را عزت نمی دهد	اگر درجه ها می خواهی همچو خاک شو
والله قد فرطت فی امری هوی	وابیت کالمستعجل الخطاء
بخدا که در امر من از روئے هوا وهوس تقصیر کردی	ومثل جلد باز خطا کننده انکار کردی
الحر لا یستعجلن بل انه	یرنو بامعان وکشف غطاء
آنکه آزاده از تعصبها است او جلدی نمی کند	بلکه بغور دل می نگرد واز میان پرده می بردارد
یخشی الکرام دعاء اهل کرامة	رحما علی الازواج والابناء
بزرگواران از دعائے اهل کرامت می ترسند	وبر زنان وپسران خود ازین خوف رحم می کنند
عندی دعاء خاطف کصواعق	فحذار ثم حذار من ارجائی
نزد من دعاے است که همچو صاعقه می جهد	پس از کناره هائے من دور باش دور باش
والله انی لا ارید امامة	هذا خیالك من طریق خطاء
بخدا من هیچ پیشوائی را نمی خواهم	این خیال تو از خطاست
انا نرید الله راحت روحنا	لا سودداً وریاستا وعلاء
ما خدا را می خواهیم که آرام روح ماست	وریاست وبلندی را نمی خواهیم

انا توکّلنا علی خلّاقنا	معطی الجزیل و واهب النعماء
ما بر خدائے خود توکل کردیم	کہ بخشندہ نعمتہا و عطا کنندہ است
من کان للرّحمان کانَ مکرّما	لازال اهل المجد والآلاء
ہر کہ خدا را باشد بزرگی مے یابد	ہمیشہ در بزرگی و نعمت ہا می ماند
ان العدا یوذوننی بخباثة	یوذون بالبهتان قلب براء
دشمنان از راہ خباثت مرا ایذا می دہند	از روئے بہتان دل بری را می آزارند
هم یذعرون بصیحة ونعدهم	فی زمر موتی لا من الاحیاء
ایشان مے ترسانند	و ما ایشانرا از گروہ مردگان می شماریم نہ از زندگان
کیف التخوف بعد قرب مُشجّع	من هذه الاصوات والضوضاء
بعد قرب دلیر کنندہ چگونہ بترسیم	چگونہ ازین آوازہا و شور آوازہا خوف پیدا شود
یسعی الخبیث لیطفئن انوارنا	والشمس لا تخفی من الاخفاء
پلیدے کوشش می کند کہ تا نور ما بمیراند	و آفتاب از پوشیدہ کردن پوشیدہ نمی شود
ان المهیمن قد اتم نواله	فضلا علیّ فصرت من نخلاء
خداتعالی بر من بخشش خود بکمال رسانیدہ است	از روئے فضل۔ پس من از بخشندگان شدم
نعطی العلوم لدفع متربة الوری	طالت ایادینا علی الفقراء
ما برائے دفع درویشی مردم مال علم می بخشیم	دست بخشش ما بر فقیران دراز است
ان شئت لیست ارضنا ببعیدة	من ارضك المنحوسة الصیداء
اگر تو چیزے بخواہی زمین ما	از زمین منحوس تو دور نیست
صعبت علیك زمان سئل سحاب	ازمنت بالحصی علی الشحناء
بر تو آن ساعت بسیار سخت است کہ پرسیدہ خواہی شد	اگر تو بر آئین کینہ بمردی اے دشمن من
ماجئت من غیر الضرورة عابثا	قد جئت مثل المزن فی الرمضاء
من بے ضرورة ہیچو بازی کنندگان نیامدم	من مثل باران آمدم کہ بر زمین سوختہ ببیند
عین جرت لعطاش قوم انجروا	او ماء نقع طافح لظماء
برائے تنگدلان کہ سخت تشنہ بودند چشمہ جاری شد	یا آب بسیار صافی برائے تشنگان
انی بافضال المهیمن صادق	قد جئت عند ضرورة و وباء
من بفضل خدا تعالی صادقم	بر وقت ضرورت و وبا آمدم
ثم اللئام یکذبون بخبثهم	لا یقبلون جوائزی و عطائی
باز لئیمان از خباثت ایشان تکذیب می کنند	و عطاہائے مرا قبول نمی کنند
کلم اللئام اسنة مذروبة	وصدورهم کالحرة الرجلاء
سخنہائے لئیمان نیزہ ہائے تیز ہستند	و سینہ ہائے اوشاں مثل زمین بے نبات خشک افتادہ
من حارب الصدیق حارب ربه	و نبیه و طوائف الصلحاء
ہر کہ با صدیق جنگ کرد با خدا جنگ کرد	و با پیغمبر خدا جنگ کرد و با تمام صلحا جنگ کرد

والله لا ادری وجوہ کشاحة	من غیر ان البخل فار کماء
بخدا من وجہ دشمنی ایشان ہیچ نمی یابم	بجز اینکہ بخل اوشاں مانند آب جوش کردہ است
ماکنت احسب انهم بعداوتی	یذرون حکم شریعة غرّاء
من گمان نمی کردم کہ اوشان بباعث عداوت من	حکم شریعت غرا را خواہند گذاشت
عادیتهم لله حین تلاعبوا	بالدین صوّالین من غلواء
ایشان را دشمن گرفتم چوں با دین	بازی کردند و از تجاوز حملہ کردند
رُبّبت من دَرّ النبیّ و عینه	اُعطیت نورا من سراج حراء
من از شیر نبی علیہ السلام پرورش یافتم و از چشمہ او مرا پرورانیدند	من از آن آفتاب نور گرفتم کہ از غار حرا طلوع کردہ بود
الشمس ام والهلال سلیلها	ینمو و ینشاء من ضیاء ذکاء
آفتاب مادر است و ہلال پسر او	آن پسر از روشنی آفتاب نشو و نما می یابد
انی طلعت کمثل بدر فانظروا	لا خیر فیمن کان کالکمہاء
من مانند بدر طلوع کردم پس بتامل بہ بینید	در آن شخص ہیچ خیر نیست کہ چون زن کور مادرزاد باشد
یارب ایّدنا بفضلك وانتقم	ممن یدع الحق کالغثاء
اے خدائے ما تائید ما کن و از آن شخص انتقام بگیر	کہ حق را چوں خس و خاشاک طرح کردن می خواہد
یارب قومی غلسوا بجهالة	فارحم وانزل لهم بدار ضیاء
اے رب من قوم من از جہالت بتاریکی می روند	پس رحم کن و اوشاں را در خانہ روشنی فرود آر
یا لائمی ان العواقب للتقی	فاربا مآل الامر کالعقلاء
اے ملامت کنندہ من انجام کار برائے پرہیزگاران است	پس ہمچو دانشمندان مال کار را منتظر باش
الله ایّدنی و صافا رحمة	و امدّنی بالنعم والآلاء
خدا مرا تائید کرد و از روئے رحمت مرا دوست گرفت	و مرا با گوناگون نعمت ہا مدد داد
فخرجت من هذا الضلالة والشقا	و دخلت دار الرشد والادراء
پس من از مغاک گمراہی بیرون آمدم	و در خانہ رشد و آگاہیدن داخل شدم
والله ان الناس سقط کلهم	الا الذی اعطاہ نعم لقاء
و بخدا کہ مردم ہمہ ردی و بیکار اند	مگر آن شخص کہ خدا تعالی او را نعمت لقا بہ بخشد
ان الذی اروی المهیمن قلبه	تاتیه افواج کمثل ظماء
آن شخص کہ خدا تعالی دل او را از معارف سیراب کرد	نزد او فوجہا مثل تشنگان می آیند
رب السماء یعزہ بعنایة	تعنو له اعناق اهل دهاء
خدائے آسمان او را از عنایت خود عزت می دہد	و برائے او گردنہائے عقلمندان خمیدہ مے شوند
الارض تجعل مثل غلمان له	تاتی له الافلاك کالخدماء
زمین ہمچو غلامان برائے او کردہ مے شود	و آسمانہا برائے او ہمچو خادمان مے آیند
من ذا الذی یخزی عزیز جنابه	الارض لا تفنی شموس سماء
آن کیست کہ عزیز جناب الہی را ذلیل کند	زمین آفتاب ہائے آسمان را نابود نتواند کرد

الخلق دود كلهم الا الذى	زكّاه فضل الله من اهواء
همه مردم کرمان هستند	مگر آنکه خدا تعالی او را از هوا و هوس نجات داد
فانهض له ان كنت تعرف قدره	واسبق ببذل النفس والاعداء
پس برائے او به خیر اگر قدر او می داری	و از همه مردم در بذل نفس و شتافتن سبقت کن
ان كنت تقصد ذله فتحقر	وستخسئن كالكلب يوم جزاء
اگر تو ذلت او می خواهی پس خود ذلیل خواهی شد	و همچو سگ در روز جزا رانده خواهی شد
غلبت عليك شقاوة فتحقّر	من كان عند الله من كرماء
بر تو بدبختی غالب آمده است	ازین سبب تحقیر شخصے میکنی که نزد خدا تعالی از بزرگی ماجدان است
صعب عليك سراجنا وضياءنا	تمشى كمشى اللصّ فى الليلاء
بر تو چراغ ما در روشنی ما بسیار گران آمد	همچو دزدان در شب تاریک می گردی
تهذى وايم الله مالك حيلة	يوم النشور وعند وقت قضاء
بیهوده گوئی ها میکنی و بخدا ترا هیچ حیله نیست	و هیچ عذرے در روز فیصله نیست
برق من المولى نريك وميضه	فاصبر كصبر العاقل الرنّاء
این از خدا تعالی روشنی است درخش آن ترا خواهیم نمود	پس همچو عاقلان دور اندیش صبر کن
وارى تغيظكم يفور كلجّة	موج كموج البحر او هوجاء
و می بینم که غضب شما همچو دریا در جوش است	و موج آن مثل موج دریا یا موج باد سخت است
والله يكفى من كماة نضالنا	جلد من الفتيان للاعداء
بخدا از بهادران ما	دشمنان را یک جوان کافی ست
انا على وقت النوائب نصبر	نزجى الزمان بشدة ورخاء
ما در وقت حوادث صبر می کنیم	و زمانه را به تنگی و فراخی می گذرانیم
فتن الزمان ولدن عند ظهوركم	والسيل لا يخلو من الغثاء
از ظاهر شدن شما فتنه ها ظاهر شده اند	و هیچ سیلابے از خس و خاشاک خالی نمی باشد
عفنا لقياكم ولا نستكره	لو حلّ بيتى عاسل البيداء
ما از ملاقات شما کراهت مے داریم	و ما هیچ کراهت نداریم اگر گرگ دشتی بخانه ما در آید
اليوم انصحكم وكيف نصاحتى	قومٌ اضاعوا الدين للشحناء
امروز شما را نصیحت مے کنم و نصیحت من	آن قوم را چه فائده بخشد که از کینه دین را ضائع کرده اند
قلنا تعالوا للنضال وناضلوا	فتكنسوا كالظبى فى الافلاء
ما گفتیم که برائے مقابله بیائید و در عربی مباحثه کنید	پس همچو آهوان در بیابان ها پوشیده شدند
لا يبصرون ولا يرون حقيقة	وتهالكوا فى بخلهم ورياء
نه مے بینند و نه حقیقت را دریافت می کنند	و در بخل و ریا بمردند
هل فى جماعتهم بصير ينظر	نحوى كمثل مبصر رنّاء
آیا در جماعت ایشان بیننده است که سوئے من	مثل مبصر غور کننده به بیند

ما ناضلونى ثم قالوا جاهل	انظر الى ايذاءهم وجفاء
با من مقابله نکردند باز گفتند که جاهل است	ایذاء ایشان به بین و جفاء ایشان به بین
دعوى الكماة يلوح عند تقابل	حدّ الظباة ينير فى الهيجاء
دعوی بهادران وقت مقابله ظاهر می گردد	تیزی شمشیرها در جنگ روشن مے شود
رجل ببطن بطالة بطّالة	تعلى عداوته كرعد طخاء
در شهر بٹاله که از بطالت پر است	مردے است که دشمنی او همچو رعد ابر در جوش است
لا يحضر المضمار من خوف عرا	يهذى كنسوان بحجب خفاء
از خوف که می دارد بمیدان نمے آید	و همچو زنان در پرده ژاژ می خاید
قد آثر الدنيا وجيفة دشتها	والموت خير من حياة غطاء
دنیا و مردار آنرا اختیار کرده است	و مردن از زندگی پرده بسیار نیکو است
يا صيد سيفى الى ما تابز	لا تنجّينك سيرة الاطلاء
اے شکار شمشیر ہائے من تا کجے جست خواهی کرد	ترا سیرت بچگان آهو نجات نخواهد داد
نجست ارض بطالة منحوسة	ارض محربة من الحرباء
تو زمین بٹاله را پلید کردی	از وجود یک حربا تمام زمین از حربا پر است
انى اريدك فى النضال كصائد	لا يركنن احد الى ارزاء
من ترا در روز مناضله مثل شکار جوینده می خواهم	پس باید که هیچکس ترا پناه ندهد
صدر القناة ينوش صدرك ضربه	ويريك مرّانى بجار دماء
سر نیزه ترا پاره پاره خواهد کرد	و نیزه درگذرنده من ترا دریائے خون خواهد نمود
جاشت اليك النفس من كلماتنا	خوفا فكيف الحال عند مرائى
جان تو از گفتار من بلب رسید	پس در وقت پیکار حال تو چه خواهد شد
اعطيتُ لسنًا كاللقوع مرويّا	وفصيلها تاثيرها بسماء
من مثل ناقه بسیار شمشیر زبان داده شده اند	و بچه آن ناقه تاثیر سخن من است
ان شئت كد كل المكائد حاسدًا	البدر لا يغسو بلغى ضراء
اگر بخواهی هر مکرے که داری از روئے حسد بکن	و خوب یاد دار که از شور سگ بچگان نقصان مهتاب نیست
كذّبت صديقا وجرت تعمدا	ولئن سطا فبريك فرع عفاء
تو صدیقے را به دروغے منسوب کردی	و اگر آن صدیق بر تو حمله کند ترا مثل خاک خواهد نمود
ما شمّ انفى مرغما فى مشهد	واثرت نقع الموت فى الاعداء
بینی من در هیچ جنگے ذلت ندیده است	و در دشمنان از موت غبار انگیخته ام
والله اخطاتم لنكبة بختكم	باريتم ابن كريهة فجاء
بخدا شما از بدبختی طالع خود سخت خطا کرده اید	که با آن شخص جنگ شروع کرده اید که تجربه کار جنگ و بناگاه کشنده است
انى بحقدك كلّ يوم ارفع	انمى على الشحناء والبغضاء
من بکینه تو هر روز مراتب بلندے یابم	و از کینه و بغض شما بخت من در نشو و نما است

تلنا ثریّاء السّماء وسمکه	لنردّ ایماننا الی الغبراء
ما تا ثریا و آسمان رسیده ایم	تا ایمان را سوئے زمین فرود آریم
انظر الی الفتن التی نیرانها	تجری دموعا بل عیون دماء
آن فتنه ها را به بین که آتشهائے آن فتنه	اشک ها جاری می کند بلکه چشمهائے خون می براند
فاقامنی الرحمان عند دخانها	لفلاح مدّلجین فی اللیلاء
پس خداتعالی مرا بروقت دخان آن فتنه ها قائم کرد	تا آن را که در شب می روند نجات بخشد
وقد اقتضت زفرات مرضی مقدمی	فحضرت حمّالا کؤس شفاء
ونعره هائے مریضان آمدن مرا تقاضا کرد	پس من با جامهائے شفا نزد ایشان حاضر شدم
لما اتیت القوم سبّوا کالعدا	وتخیّروا سبل الشقا باباء
هرگاه آمدم قوم مرا دشنامها دادند	وازراه انکار طریقت شقاوت را اختیار کردند
قالوا کذوب کیذبان کذبة	بل کافر ومزوّر ومرائی
گفتند که این شخص کاذب و کذاب است	بلکه کافر و دروغ آراینده و ریا کار است
من مخبر عن ذلتی ومصیبتی	مولائی ختم الرسل بحر عطاء
آن کیست که این ذلت من و مصیبت من	مولائے ما رساند که خاتم الانبیاء و دریائے بخشش است
یا طیب الاخلاق والاسماء	افانت تبعدنا من الآلاء
اے پاک اخلاق و پاک نام ها	آیا تو ما را از نعمتهائے خود دور مے کنی
انت الذی شغف الجنان محبة	انت الذی کالروح فی حوبائی
تو آن هستی که محبت او در قعر دل من فرو رفته است	تو آن هستی که در تن من مانند جان است
انت الذی قد جذب قلبی نحوه	انت الذی قد قام للاصباء
تو آن هستی که سوئے او دل من کشیده شده است	تو آن هستی که برائے دلبری من ایستاد
انت الذی بوداده وبحبّه	أیّدت بالالهام والالقاء
تو آن هستی که ببرکت محبت او و دوستی او	از الهام و القاء الهی تائید یافتم
انت الذی اعطی الشریعة والهدی	نجّا رقاب الناس من اعیاء
تو آن هستی که شریعت و هدایت را بما رسانید	و گردنهائے مردم را از بار گران نجات داد
هیهات کیف نفر منك کمفسد	روحی فدتك بلوعة ووفاء
این کجا ممکن است که ما همچو مفسدے از تو بگریزیم	جان من بسوزش عشق و وفا بر تو قربان است
آمنت بالقرآن صحف الهنا	وبکل ما اخبرت من انباء
من بقرآن شریف ایمان آوردم که کتاب خدائے ماست	و با آن همه خبرها ایمان آوردم که تو خبر دادی
یا سیدی یا موئل الضعفاء	جئناك مظلومین من جهلاء
اے سردار من اے جائے بازگشت ضعیفان	ما بجناب تو از جور جاهلان رسیدیم
ان المحبت لا تضاع وتشتری	انا نحبك یا ذکاء سخاء
محبت ضائع کرده نمی شود و کریمان آن را می خرند	ما با تو اے آفتاب سخاوت محبت می داریم

یا شمسنا انظر رحمة وتحنّنا	یسعی الیك الخلق للارکاء
اے آفتاب ما سوئے من برحمت بنگر	مردم سوئے تو برائے پناه گرفتن مے دوند
انت الذی هو عین کل سعادة	تهوی الیك قلوب اهل صفاء
تو آن هستی که چشمه هر سعادت است	سوئے تو دلهائے اهل صفا مائل هستند
انت الذی هو مبدء الانوار	نوّرت وجه المدن والبیداء
تو آن هستی که مبدء نورهاست	تو روئے شهرها و بیابانها روشن کردی
انی اری فی وجهك المتهلل	شانا یفوق شیون وجه ذکاء
من در روئے روشن تو	شانے مے بینم که بر شان آفتاب فوقیت ها دارد
شمس الهدی طلعت لنا من مکة	عین الندی انبعت لنا بحراء
آفتاب هدایت از مکه بر ما طلوع کرد	چشمه بخشش از غار حرا برائے ما بجوشید
ضاهت ایاة الشمس بعض ضیاءه	فاذا رئیت فهاج منه بکائی
روشنی آفتاب ببعض روشنیهائے او مے ماند	پس چون دیدم بے اختیار مرا گریه آمد
نسعی کفتیان ببدر محمّد	لسنا کرجل فاقد الاعضاء
ما همچو مردان در دین محمد صلی الله علیه وسلم کوشش می کنیم	ما مثل آن شخصے نیستیم که بے دست و پا باشد
اعلی المهیمن همّمنا فی دینه	نبنی منازلنا علی الجوزاء
خداتعالی در دین او همتهائے ما را بلند کرده است	منزلهائے خود را بر جوزا بنا مے نهیم
انا جعلنا کالسیوف فندمغ	راس اللئام وهامة الاعداء
ما همچو شمشیرها گردانیده شده ایم	پس سر لئیما را و دشمنان را می کوبیم
ومن اللئام اری رجیلا فاسقا	غولا لعینا نطفة السفهاء
و از لئیمان مردکے بدکار را مے بینم	که شیطان ملعون از نطفه سفیهان است
شکس خبیث مفسد ومزوّر	نحس یسمّی السعد فی الجهلاء
بدگو خبیث مفسد دروغ آراینده است	و منحوس است و نام او جاهلان سعد الله نهاده اند
ما فارق الکفر الذی هو ارثه	ضاهی اباه وامّه بعماء
کفرے که وراثت او بود از آن علیحده نشده است	و در کوری مادر و پدر خود را مشابه است
قد کان من دود الهنود وزرعهم	من عبدة الاصنام کالآباء
این شخص از کرمان هنود و تخم ایشان بود	و مثل پدر و جد خود از بت پرستان بود
فالآن قد غلبت علیه شقاوة	کانت مبیدة امّة العمیاء
پس اکنون همان شقاوت بروئے غلبه کرد	که مادر کور او را هلاک کرده بود
انی اراه مکذّبا ومکفّرا	ومحقّرا بالسب والازراء
من او را می بینم که او تکذیب من میکند و مرا کافر میگوید	و با تحقیر کردن و دشنام دادن بهتانها مے بندد
یوذی فما نشکو وما نتاسف	کلب فیغلی قلبه لعواء
آزار میدهد مگر ما نه شکایت می کنیم و نه افسوس میکنیم	زیرا که او سگے است پس دل او برائے عوعو کردن مے جوشد

كحل العناد جفونه بعجاجة
دشمنی پلک ہائے اورا بغبار کینہ سرمہ سا کردہ است

فالآن من يحميه من اقذاء
پس اکنوں کیست کہ چشمہائے اورا از غبار برہاند

يالاحني ان المهيمن ينظر
اے ملامت کنندہ من خدا تعالٰی مے بیند

خف قهر رب قادر مولائي
از قہر مولائے من کہ قادر است خوف کن

الحق لا يصلى بنار خديعة
راستی باتش مکر سوختہ نمی شود

اني من الخفاش خسر ذكاء
از نفرت شپرہ ہیچ نقصان آفتاب نیست

اني اراك تميس بالخيلاء
من می بینم کہ بہ ناز و تکبر خرامان مے روی

انسيت يوم الطعنة النجلاء
آیا آں روز را فراموش کردی کہ زخم فراخ خواہد کرد

لا تتبع اهواء نفسك شقوة
ہوائے نفس خود را از شقاوت پیروی مکن

يلقيك حب النفس في الخوقاء
ترا محبت نفس در چاہ خواہد انداخت

فرس خبيث خف ذرى صهواته
نفس تو اسپ پلید است از بلندی پشت او بترس

خف ان تزلك هذه ذي عدواء
ازیں بترس کہ دویدن ناہموار او ترا برزمین افگند

ان السموم لشر ما في العالم
در دنیا زہرہا بدترین چیزے است

ومن السموم عداوة الصلحاء
و از زہرہا بدتر عداوت صالحان است

آذيتني خبثا فلست بصادق
مرا بخباثت خود ایذا دادی پس من صادق نیستم

ان لم تمت بالخزي يا ابن بغاء
اگر تو اے نسل بدکاران بذلت نمیری

الله يخزي حزبكم ويعزني
خدا تعالٰی گروہ شمارا رسوا خواہد کرد و مرا عزت خواہد داد

حتى يجيء الناس تحت لوائي
تا بحدیکہ مردم زیر لوا من خواہند آمد

يا ربنا افتح بيننا بكرامة
اے خدائے ما در ما بکرامت خود فیصلہ کن

يا من يرى قلبي ولب لحائي
اے آنکہ دل مرا و مغز پوست مرا می بینی

يا من ارى ابوابه مفتوحة
اے آنکہ درہائے اورا

للسائلين فلا ترد دعائي
برائے سائلان کشادہ می بینم دعائے مرا رد مکن

آمين

اليوم قضينا ما كان علينا من التبليغات۔ وعصمنا نفسنا من ماثم ترك الواجبات۔ و
امروز ہرچہ بر ما از تبلیغ فرض بود ادا کردیم ونفس خود را از گناہ ترک واجب محفوظ داشتیم۔ و وقت

حان ان نصرف الوجه عن هذه المباحثات۔ الا ما ينفي باس السائلين والسائلات۔ وازمعنا ان
آمد کہ ما ازیں مباحثات رو بگردانیم مگر آنچہ شبہ سائلاں رد کند و قصد کردیم کہ

لا نخاطب العلماء بعد هذه التوضيحات۔ ولو سبونا كما اروا من قبل من العادات۔ وما غلظنا عليهم
بعد ازیں توضیحات علماء را مخاطب نکنیم۔ اگرچہ دشنام ہا دہند چنانچہ پیشتر ازیں ہمیں عادات خود نمودہ اند۔ و ما

الا لتنبيهات۔ وانما الاعمال بالنيات۔ فالآن نودعهم بدموع جارية من الحسرات۔ وعيون غريقة
برایشان درشتی کہ کردیم محض برائے آگاہانیدن کردیم و اعمال نزد خدا تعالٰی از روئے نیت ہا ہستند پس اکنوں ایشان را با اشکہائے

في سيل العبرات۔ وهذه منا خاتمة المخاطبات + تمت
جاری از حسرتہا وداع می کنیم و با چشمہائے پر آب رخصت می نمائیم۔ پس امروز ایں رسالہ از ما خاتمہ مخاطبات است۔ فقط۔

مولوی نیاز احمد قصبہ کھاریاں + خلیفہ محی الدین۔ باولی گجرات + مولوی بخش احمد۔ ڈوگہ۔ مولوی صدر الدین ملکی۔ مولوی آغا جان سوداگر

قابل توجہ گورنمنٹ

انا قرءنا في جريدة سول ملٹری انه يشكو منا في حضرة الدولة البرطانية۔ ويظن كانا اعداء هذه الدولة المباركة۔ وينبه الدولة على سوء نياتنا وشر عواقبنا ويحثها على ان تضيق علينا الحرية التي شملت طوائف الاقوام على اختلاف مذاهبهم۔ وتباين مشاربهم۔ وهذا هو الشيء الذي يثني به على الدولة بخصوصيتها ومزيتها على دول اخرى اعني انها اعطت نسبت المساوات كل مذهب في نظر القانون۔ وما خص احدًا الا يكون محل الظنون۔ وهذا امر لا نرى نظيره في زمن الاولين۔

وقد كتبنا غير مرة انا نحن من خدام مصالح الدولة۔ وخادميه من كمال الصدق والامانة وامتلاءت قلوبنا شكرًا۔ وصدورنا اخلاصًا بما رئينا منها من انواع الاحسان۔ والمنة والامتنان۔ وانا لسنا من قوم يعصون ولي النعمة۔ ويخفون في قلوبهم امور الغش والخيانة۔ ويثيرون الفتن من خبث القريحة۔ بل نحن بفضل الله نشكر الدولة على منها۔ وندعو الله ان نجينا بها من شر الدنيا وفتنتها۔ وقد نجونا بها من البلايا والمحن۔ وانواع الخسران والفتن۔ ونعيش بالامن والعافية تحت ظلها الظليل۔ وحفظنا من آفات الاشرار بعدله الجميل۔ انها انارت سبلنا۔ وسدت خللنا۔ وانا نرى في لياليها امنًا ما رئينا في نهار غير هذه الدولة۔ فما جزاء هذا الاحسان الا الشكر بخلوص النية۔ وشكرهم شي قد صار سيه روحنا۔ وجناننا وضميرنا ولساننا۔ ولسنا كافري نعم المنعمين۔ ولنا على هذا الدعوى براهين ساطعة۔ ودلائل قاطعة۔ وهي انا لا نثني على الدولة من هذا اليوم فقط بل في هذا انفدت اعمارنا۔ وذابت عظامنا۔ وعليه توفت كبارنا۔ وكانوا عند الدولة من المكرمين وطالما قمنا للحماية بخلوص القلب والمهجة واشعنا الكتب في حماية اغراض الدولة الى بلاد الشام والروم وغيرها من الديار البعيدة۔ وهذا امر لن تجد الدولة نظيرها في غيرنا من المخلصين۔ فلا نعباء بمفتريات جريدة۔ ولا نخشى تحريرا نامل مفسدة۔ ويا اسفا على الذي يخوف الدولة من غوائل عواقبنا۔ ويرغبها في تعاقبنا۔ الم يفكر انا ذرية آباء انفدوا اعمارهم في خدمات هذه الدولة افنسيت الدولة مساعيهم بهذه السرعة۔ لم لا تمنع الدولة اولئك الطغاة المفسدين عن نشر تلك الاكاذيب۔ واشاعة هذا البهتان العجيب۔ فانها سم زعاف للذين لا يعرفون الحقيقة ولا يفتشون الاصلية۔ فكاد ان يصدقوها كالمخدوعين۔ انه يبكي على حريتنا ولا يرى حريته التي تصول

على المنافقين۔ ويجعل المخلصين من المفسدين۔ اليس بواجب على اهل الجرائد ان لا يتبعوا كلما بلغتهم من الحاسدين من اهل الغرض والنفه۔ اليس عليهم ان يكتبوا بالصداقة وسلامة الطوية انهم خارجون من حدود القانون وهم من المعفوين۔

يا اهل الجرائد والمكائد اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسكم۔ اهذا خير لكم بل شر لكم لو كنتم تعلمون اتجعل الدولة المخلصين كالمفسدين۔ او يخفى عليه ما تكتمون فی انفسكم كالمنافقين۔ قد جربت الدولة عواقب آبائنا۔ ورئت مرارًا ما هو فی وعائنا۔ وقد بلغنا تحت نجادها الى ستين۔ فان حدنا قبل ذالك الى نحو خمسين سنة عن طريق الخلوص۔ وآثرنا طرقًا فاسدة كاللصوص۔ فللدولة ان تظن كما تظن كالمجربين العارفين۔ فان القليل يقاس على الكثير والصغير على الكبير۔ وكذالك جرت عادة المتفرسين۔ والا فاتقوا الله واستحيوا ولا تجترؤا ان كنتم صالحين۔ ووالله انا نحن براء من تلك التهمة۔ وما لنا ولهذه المعصية۔ وتنزه النظائر السابقة خيلنا عن مثل هذه البهتانات۔ والتهم والخرافات۔ وكيف وانا لا ننسى الى ان نموت نعم هذه الدولة۔ ولا منن هذه الحكومة۔ وقد اوصينا من كتاب الله بشكر المحسنين۔

وهی آيات واحاديث لا يسع المقام شرحها الآن وقد كتبنا من قبل وابسطنا فيه البيان۔ فلينظر من كان من الشائقين۔ وانا رئينا من هذه الدولة انواع الراحة۔ وحفظت بها دماءنا واعراضنا واموالنا من انواع المصيبة۔ ونوازر بها علينا من نعم لا نستطيع ان ندخلها تحت الحصر والاحصاء۔ فندعو لهذه الدولة طول العمر والبقاء۔ وای عاقل يسب المحسن وينسى نعمه ولا يذكر المنن۔ نعوذ بالله من سوء الفهم ووضع الرای فی غير محله وقولنا هذا رد على جريدة سول واما الذی يزعم ان حماية الكفار كيف يجوز فقد رددنا وساوسه غير مرة۔ واثبتنا الامر بكثير من ادلة۔ واثبتنا ان النبی صلى الله عليه وسلم وضع هذا الاساس۔ وقال ما شكر الله من لا يشكر الناس۔ فهذا اصول محكم لا يرده الا فاسق ولا يقبله الا صالح ولو يجد اللتيا واللتی واما نحن فهذا مذهبنا ونشكر المحسن ولا نرى اختلاف المذاهب يصعب علينا خلاف ذالك ونختار عليه الموت۔ ومن اجل ذالك قد اشعنا رايناهذا فی بلاد الاسلام الى ما وسع لنا وامكن وان فی هذا دليل قاطع على اخلاصنا ولكن للذين لا يبخلون۔ فحاصل الكلام انا منزهون من تلك التهم۔ ولنا شواهد لا ترد شهادتها ولا تشك فی صحتها۔ ونتوكل على الله۔ لا حول ولا قوة الا بالله۔ وهو احكم الحاكمين+